

# حکیم لکھنوی

الذی ترجمہ

# اندر اعظم

اس کتاب میں ادھر وہاں عبادات تصوف اور حقوق العباد سیاسی سماجی اور اقتصادی مسائل پر خاطر خواہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ علم دین کا ایک ایسا خزانہ ہے جس میں اسلام کے ہر چھوٹے بڑے مسئلے پر محققانہ بحث کی گئی ہے۔ ایک انوکھی اور قابل قدر کتاب

مولانا ابوبکر بن محمد علی القرشی رحم

تصنیف

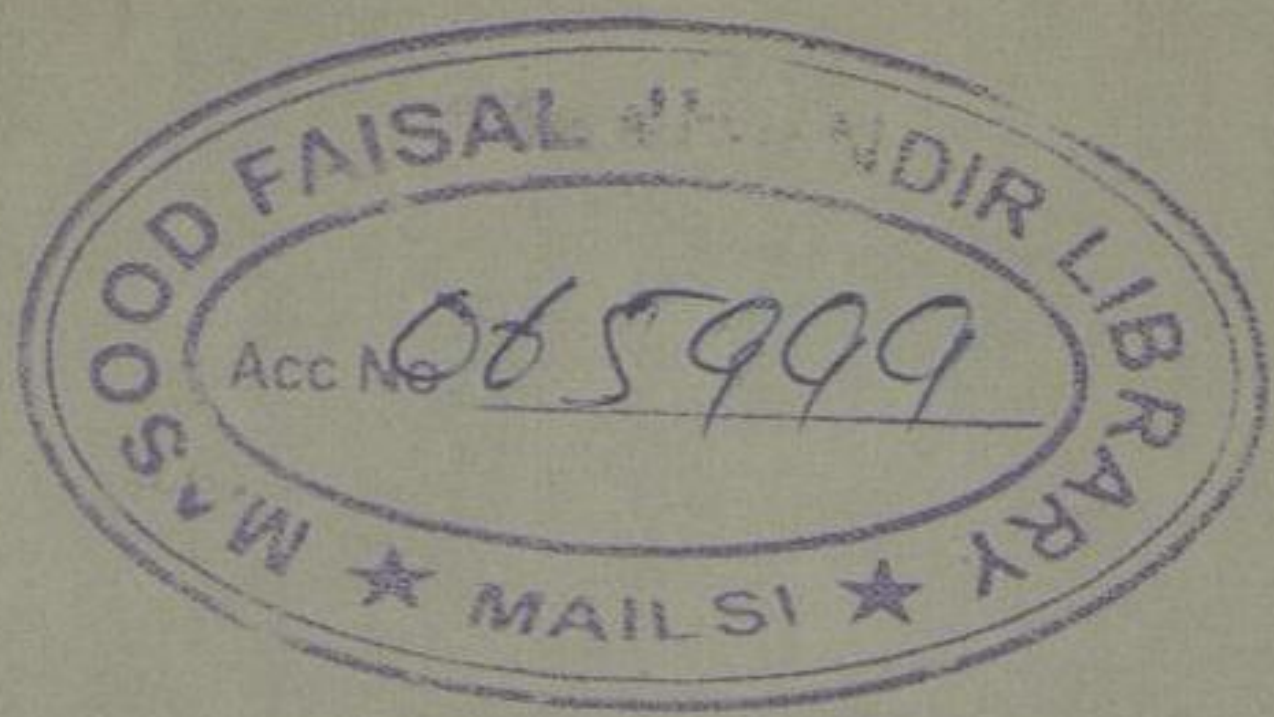
مولانا محمد برکت اللہ لکھنوی ذیل محل

ترجمہ

ادب منزل کراچی  
پاکستان چوک

سید ایم پانی





**Masood Faisal Jhander Library**



مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

# جلدیس النسا حیدر

اُردو ترجمہ

## انیس الہوا عظیم

تصنیف

مولانا ابوبکر بن محمد علی القرشی

ترجمہ: مولانا محمد برکت اللہ صاحب لکھنوی و سہنگی علی

باہتمام

نیازمند حاجی محمد زکی ابن علی جناب حاجی محمد شفیع صاحب غفر اللہ لہ

سید ایچ ایم سید کھدینی ادب منسل کرچی  
پاکستان چوک



## عرض مترجم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُسَلِّمًا  
 اما بعد راجی رحمۃ اللہ محمد برکت اللہ لکھنوی فرنگی محلی ابن مولانا حافظ محمد احمد صاحب  
 مدظلہ ابن مقدم المحققین امام الربا ضیہ بن مولانا مفتی محمد نعمت اللہ بن بحر العلوم والجاہ مولانا مفتی  
 محمد نور اللہ بن واقف علوم خفی وحبلی حضرت مولانا مفتی محمد ولی ابن ناصب لویہ ہدی مولانا  
 قاضی غلام مصطفیٰ ابن فاضل ارشد مولانا محمد اسعد بن حضرت ملا قطب الدین شہید سہالوی  
 ادخلہم اللہ فی اعلیٰ علیین وافاض علیہما من برکاتہم وبرکات مشائخہم الکاملین ارباب دانش  
 کی خدمت میں عرض پیرا ہے کہ کتاب انیس الواعظین مصنفہ مولانا ابوبکر بن محمد  
 علی القرمشی رح فارسی زبان میں وعظ کی بے مثل کتاب ہے، اب تک اس کے کئی ترجمے  
 ہوئے مگر بعض کی زبان بے ربط اور بعض زائد طویل ہونے کی وجہ سے مقبول عام نہ ہوئے  
 اسی لیے میرے ایک کرم فرما جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۸ و مالک مطبع مجیدی  
 کانپور نے مجھے اس امر پر مجبور کیا کہ اس کا ترجمہ با محاورہ کروں جس میں نہ بہت طول ہو نہ پیچیدہ اختصار، پس  
 خدا کا شکر ہے کہ باوجود عذیم القرضتی کے میں نے اس ترجمہ کو ختم کیا اور جلدیں الناصحین نام رکھا۔  
 اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے میری اس تالیف کو پسند فرما کر مسلمانوں کو اس سے نفع دے اور میرے  
 لیے ذریعہ نجات اخروی کر دے چونکہ اس کتاب میں موضوع روایتیں بہت تھیں اس لیے میں نے  
 بعض کو ترک کیا اور بعض مقام پر اس کی تفصیل اپنا قول لکھ کر کر دی ہے، علاوہ اس کے واقعہ معراج  
 اور واقعہ شہادت حضرات حسین رضی اللہ عنہما میں اکثر مقید باتیں زائد کر دی ہیں۔ پس تاجران دیار  
 و مالکان مطابع امصار کو لازم ہے کہ اس ترجمہ کو بغیر حاجی صاحب موصوف کی اجازت کے  
 نہ چھاپیں، کیونکہ میں نے حق انشاءت حاجی صاحب کو دے دیا ہے۔ (وَمَا عَلَيْنَا الْاَبْلَاغُ)

(مولانا) محمد برکت اللہ لکھنوی فرنگی محلی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عرضِ ناشر

مولانا مفتی محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان فرماتے ہیں کہ ”اولیاء اللہ کی زیارت و صحبت جس طرح انسان کی عملی و اخلاقی اصلاح کے لیے نسخۂ اکسیر ہے اسی طرح دوسرے درجے میں ان کے حالات و ملفوظات کا مطالعہ کرنا اور سننا بھی بے حد مفید و مجرب ہے۔“ اسی لیے تزکیہ نفس اور صفاتی قلب کے لیے یا تو کسی بزرگ کی صحبت نصیب ہو یا پھر ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے۔ فی زمانہ ایسے بزرگوں کی تعداد بہت ہی محدود ہے جن کی صحبت سے زندگیاں بدل جایا کرتی تھیں۔ البتہ بزرگانِ سلف کا اسوۂ حسنہ اور ان کی روحانی کتب آج بھی ہمارے لیے تنویرِ قلب و اصلاحِ حال کا سامان فراہم کرتی ہیں۔

مولانا ابوبکر بن محمد علی قرشیؒ کا شمار بھی اولیاء اللہ میں ہوتا ہے نہ صرف یہ کہ وہ ایک بلند پایہ صوفی تھے بلکہ ایک جلیل القدر عالم دین بھی تھے ”انیس الواعظین“ آپ کی ایک شہرہ آفاق تصنیف ہے جو موصوف نے فارسی زبان میں تحریر فرمائی اور جس کا نہایت سلیس اور عام فہم اردو ترجمہ مولانا برکت اللہ صاحب لکھنوی فرنگی محلؒ نے کیا اور اس کا نام ”جلیس الناصحین“ رکھا۔ اس کتاب میں چالیس عنوانات ہیں اور ہر عنوان مختلف موضوع پر مشتمل ہے۔ جملہ عنوانات کی ابتداء اُسی موضوع کے حسبِ حال حدیث شریف سے کی گئی ہے جس کی تشریح مصنف رحمہ اللہ نے عالمانہ تقریر کی صورت میں کی ہے۔ کتاب ہذا میں عبادات، اوامر و نواہی، تصوف اور حقوق العباد وغیرہ مذہبی امور کے علاوہ سیاسی، سماجی اور اقتصادی مسائل پر بھی خاطر خواہ روشنی ڈالی ہے۔ علاوہ ازیں خاص خاص مہینوں کے خصوصی اعمال اور ان کے فضائل کا ذکر بھی بڑے ہی اثر انگیز انداز میں کیا گیا ہے الغرض یہ کتاب اپنے طرز کی انوکھی، قابلِ قدر تصنیف ہے اور علم دین کا ایک ایسا خزانہ ہے جس میں اسلام کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ پر محققانہ بحث کی گئی ہے جس کے مطالعہ سے عقائد درست ہوتے ہیں اور نیک اعمال کرنے کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔ چونکہ یہ کتاب ایک صوفی و فقیر منش بزرگ کی تالیف



ہے اس لیے اخلاص و روحانیت سے پوری طرح مزین ہے۔ یہی اس کی عوام و خواص میں مقبولیت کی بڑی وجہ ہے۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ جناب حاجی محمد سعید، تاجر کتب، کلکتہ اور مالک مشہور و معروف مطبع مجیدی، کانپور نے مولانا برکت اللہ صاحب فرنگی محلی سے کروا کر شائع کیا۔ یہ ترجمہ ہندوستان میں اتنا مقبول ہوا کہ وہاں اس کے متعدد ادیشن شائع ہوئے اور چونکہ ہندوستان کی مطبوعہ کتب کی فراہمی پاکستان میں بہت دشوار تھی، لہذا ہم نے یہاں سب سے پہلے اس مقبول عام تصنیف کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس کتاب کے پاکستان میں شائع ہونے کے بعد یہاں بھی اس کو وہی مقبولیت حاصل ہوئی جو ہندوستان میں حاصل ہوتی تھی۔ چنانچہ ادارہ ہذا کو بھی اس کے متعدد ادیشن شائع کرنے پڑے۔ اور اب اس کا جدید ادیشن جس کی از سر نو کتابت کروائی گئی ہے ہدیہ ناظرین ہے اس ادیشن کو کتابت کی اغلاط سے پاک و صاف رکھنے کے لیے خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ اور کتاب کی باطنی خوبیوں کے نمایاں شان اس کی ظاہری خوبیوں پر بھی خاص توجہ دی گئی ہے۔ امید ہے کہ قارئین کرام اس کو پسند فرمائیں گے۔

ناشر  
خادم العلماء، حاجی محمد زکی

ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک کراچی

رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ



# فہرست مضامین "جلس الناصحین" (ترجمہ انیس الی عظیم)

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	نوحہ کرنے والا، غلہ جمع کرنے والا اور تارک	۲	عرض مترجم
	جماعت کا بیان، نیز ایوب علیہ السلام کے	۳	عرض ناشر
	قصہ کا تذکرہ۔	۵	فہرست
۲۰۷	گیارہویں تقریر۔ جمعہ کی فضیلت، نماز اور	۷	پہلی تقریر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی فضیلت کا بیان
	اس کے متعلقات کا بیان	۱۵	دوسری تقریر۔ ایمان، نماز اور ماہ رمضان المبارک کا بیان۔
۲۱۹	بارہویں تقریر۔ پیشہ اور فقر کا بیان		تیسری تقریر۔ فضائل زکوٰۃ کا بیان
۲۲۸	تیرہویں تقریر۔ محرم الحرام اور اس کے روزے	۵۹	چوتھی تقریر۔ خشیت الہی اور قیام لیل اور نظر
	کی فضیلت کا بیان	۶۸	پنچمی رکھنے کا بیان
۲۳۲	چودھویں تقریر۔ یوم عاشورہ کی فضیلت اور	۸۶	پانچویں تقریر۔ قیامت کا بیان
	امیر المومنین حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی شہادت	۱۰۵	چھٹی تقریر۔ شکر، ذکر، صبر کا بیان
	کا بیان	۱۲۲	ساتویں تقریر۔ غرور، غیبت، شک اور
۲۴۸	پندرہویں تقریر۔ ماہ صفر کا بیان		بدگمانی کا بیان۔
۲۵۳	سولہویں تقریر۔ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۹	آٹھویں تقریر۔ حج اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
	کا بیان		کے روضہ کی زیارت کا بیان
۲۵۸	سترہویں تقریر۔ ماہ رجب المرجب اور لیلة	۱۵۰	نویں تقریر۔ انصاف، جوانی، عبادت، مسجد
	الرفاعہ کی فضیلت کا بیان		کی طرف جاتے، اللہ کی محبت، زنا
۲۶۵	اٹھارہویں تقریر۔ پندرہویں رجب کے روزہ		سے بچنے، پوشیدہ طور پر خیرات کرنے
	کی فضیلت اور عیسیٰ علیہ السلام کے		اور ذکر الہی کا بیان
	قصہ کا بیان۔	۱۸۹	دسویں تقریر۔ عذاب قبر، شراب، آدمی بیچنے
۲۷۱	انیسویں تقریر۔ معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم		والا، جھوٹی گواہی دینے والا سود خوار



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰۸	تیسویں تقریر۔ تفسیح اوقات اور ہفتہ وار نماز کا بیان	۲۷۷	بیسویں تقریر۔ ماہ شعبان کی فضیلت کا بیان
۳۱۵	اکتیسویں تقریر۔ کلمہ تہلیل اور اس کے ثواب کا بیان	۲۸۰	اکیسویں تقریر۔ شب برأت کی فضیلت کا بیان
۳۲۱	تینتیسویں تقریر۔ کلمہ شہادت کی فضیلت کا بیان	۲۸۴	بائیسویں تقریر۔ رمضان المبارک کی فضیلت کا بیان
۳۲۲	تینتیسویں تقریر۔ استغفار کی فضیلت کا بیان	۲۸۸	تینتیسویں تقریر۔ لیلۃ القدر کی فضیلت کا بیان
۳۲۶	چوبیسویں تقریر۔ تسبیح کے فضائل کے بیان میں	۲۹۱	چوبیسویں تقریر۔ ماہ ثوال و ذیقعد کے فضائل اور ان کے روزے و نماز کا بیان
۳۳۰	پینتیسویں تقریر۔ فضائل درود شریف کا بیان	۲۹۳	پچیسویں تقریر۔ ماہ ذی الحجہ کی فضیلت کا بیان
۳۳۴	چھتیسویں تقریر۔ دعا اور دعوات ماثورہ اور فضائے حاجات کی نماز کا بیان	۲۹۶	چھتیسویں تقریر۔ ترویہ اور اس کے متعلقات کا بیان
۳۴۰	سینتیسویں تقریر۔ نکاح کے فضائل اور ان کے متعلقات کے بیان میں	۲۹۸	ستائیسویں تقریر۔ عرفہ اور اس کی نماز کی فضیلت کا بیان
۳۴۷	اڑتیسویں تقریر۔ سخاوت کی فضیلت کا بیان	۳۰۲	اٹھائیسویں تقریر۔ قربانی و یوم تحریر کی فضیلت کا بیان
۳۵۳	اتنایسویں تقریر۔ خیرات کی فضیلت کا بیان	۳۰۶	انیسویں تقریر۔ عید الفطر کی فضیلت کا بیان
۳۵۸	چالیسویں تقریر۔ بخل کی مذمت کا بیان		





نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

المجلس الأول

فی فضیلة التسمیة

بسم اللہ الرحمن الرحیم کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ حَضْرَةِ الرَّسَالَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ  
مَنْ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ كَتَبَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ عَشْرَةَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَحُجِيَ عَنْهُ عَشْرَةَ أَلْفِ  
سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَةَ أَلْفِ دَرَجَةٍ بِرِوَايَةِ حَضْرَةِ ابْنِ بَكْرٍ صَدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَبِيِّ الْكَرَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے واسطے دس ہزار  
نیکیاں لکھتا ہے اور اس کی دس ہزار بُرائیاں مٹاتا ہے اور اس کے دس ہزار درجے بلند کرتا ہے۔ ایسا ہی  
خلافتہ الاخبار میں ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ ایسے بزرگ ہیں جن کی  
شان میں حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے وَاللَّهِ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى أَحَدٍ  
بَعْدَ النَّبِيِّينَ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ یعنی اللہ کی قسم ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام  
کے بعد کسی ایسے شخص پر آفتاب طلوع اور غروب نہیں ہوا جو مرتبے میں حضرت صدیق سے افضل ہو اور  
آپ کو صدیق اس لیے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ ہی نے حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتسلیم کی  
نبوت کی تصدیق کی ہے اس کے بعد حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس مجلس کی ابتداء



تسمیہ سے دو وجہوں سے کی ہے (۱) اتباع قرآن کی وجہ سے، کیونکہ قرآن کی ہر سورۃ بسم اللہ سے شروع ہے (۲) جو کام اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ انجام کو نہیں پہنچتا۔ جیسا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَمْ يُبْدَأْ بِبِسْمِ اللَّهِ فَهُوَ آتِنَا بِرِزْقِ شَانِ كَامِ جَوْسِمِ اللَّهِ سے شروع نہ کیا جائے ایترے یعنی ناتمام رہے گا۔ جاننا چاہیے کہ پہلے کتب و صحائف منزلہ کی دو سورتوں میں فصل کے لیے کوئی شئی مقرر نہ تھی بلکہ بعض میں بِاسْمِ الْمَلِكِ الْقَهَّارِ سے اور بعض میں بِاسْمِ الْمَلِكِ الْجَبَّارِ سے اور بعض میں بِاسْمِ الْحَيِّ الَّذِي كَايُمُوتُ سے ابتداء تھی۔ جب قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہوئیں اور حضرت جبریل علیہ السلام نے پڑھ کر بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ یہ دو سورتیں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ان میں فصل کیونکر معلوم ہوگا۔ اُس وقت جبریل حکم رب جلیل بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نور کے کاغذ پر لکھ کر دونوں ہاتھوں میں لیے ہوئے اس طرح پر کہ ستر ہزار فرشتے ان کے جلو میں طرقتوا طرقتوا کہتے تھے، حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ آپ کو اور آپ کی تمام امت کو بشارت ہو کہ میں سوا آپ کے کسی نبی پر اس کو لے کر نہیں آیا۔ یہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ایسی متبرک شے ہے کہ توریت میں ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت یہود نہ ہوتی اور اگر انجیل میں ہوتی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت نصاریٰ نہ ہوتی آگاہ ہو جائیے کہ جس نے ایک بار بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لی وہ بیخوف ہوا۔ یعنی اس کے پڑھنے کا یہ اثر ہے کہ خوف دور ہو جاتا ہے اور اطمینان حاصل ہوتا ہے اور جان لیجئے کہ تسمیہ میں انیس حروف ہیں اور اسی قدر دوزخ کے طبقے ہیں جو شخص ایک بار اس کو پڑھ لے گا وہ ان سب طبقوں سے نجات پائے گا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَحْمِيَّتِي مِنْ ذُنُوبِي ذَرَّتْ یعنی جس نے ایک بار اس کو پڑھا اس کے گناہوں میں سے ایک ذرہ بھی باقی نہیں رہتا اور آپ نے فرمایا ہے إِذَا قَالَ الْعَبْدُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَذُوبُ الشَّيْطَانُ كَمَا يَذُوبُ الرِّصَاصُ فِي النَّارِ، یعنی جب بندہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتا ہے تو شیطان اس طرح پگھلتا ہے جیسے آگ میں رانگا پگھلتا ہے اور کعب احبار رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو میری امت پر عذاب کرنا منظور ہوتا تو ان پر بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ اتارتا۔ اور تفسیر زاہدی میں رتحت قول وَقَدْ مَوَّالَ أَنْفُسِكُمْ یعنی اپنی جانوں کے لیے کچھ تحفہ آگے بھیجوں لکھا ہے کہ بعض کے نزدیک قَدْ مَوَّالَ أَنْفُسِكُمْ سے اللہ تعالیٰ کی مراد تسمیہ ہے یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا



کرو یہی تحفہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا ہے کہ جب مرد اپنی زوجہ یا خادمہ کے پاس جائے تو اس کو بسم اللہ کہہ لینا چاہیے  
 تاکہ ہر پانی کے قطرہ کے عوض میں اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاویں اور جب اس مرد کے  
 اس وقت کے نطفہ سے بیٹا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس بیٹے کی ہر سالس اور پوتے کی ہر سالس  
 کے عوض میں دس دس نیکیاں قیامت تک اس مرد کو جن میں بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 پڑھی ہے عطا فرمائے گا۔ نکتہ ۱۔ جاننا چاہیے کہ عربی میں کھیتی کو حرث کہتے ہیں اور  
 اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں عورتوں کو بھی حرث سے تعبیر فرمایا ہے نِسَاءُكُمْ حَرْثُ  
 لَكُمْ عَوْرَتِیْن کھیتیاں ہیں اور قاعدہ مقرر ہے کہ کھیتی میں دسواں حصہ سرکاری محصول ہے پس  
 مجامعت کے وقت دس مرتبہ بسم اللہ کہنا ہوا اور اگر بسم اللہ نہ کہے تو حالت مجامعت میں شیطان  
 بھی اس مرد کے ساتھ شریک رہے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی بسم اللہ  
 الَّذِی لَا یُضَرُّمَعَ اِسْمُهُ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کہے تو جس دن اس نے یہ  
 دعا پڑھی اُس دن کوئی چیز اس کو نقصان نہ کرے گی اور یہی دُعا فالج کے لیے بھی نافع ہے  
 مترجم کہتا ہے کہ اکثر حضرات صوفیہ کرام سے یہ دعا کچھ زیادتی کے ساتھ مذکور ہے لہذا  
 درج ذیل ہے۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ کُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰهِ خَبِرَ  
 اَلْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لَا یُضَرُّمَعَ اِسْمُهُ شَیْءٌ  
 فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ جو شخص اس پوری دُعا کو کھانے سے پہلے پڑھ  
 لیا کرے اس کو زہر بھی اثر نہیں کرتا۔ انتہی۔ اور حضرت رسول خدا علیہ التجیۃ والثناء کا ارشاد ہے  
 کہ گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کے ساتھ سورۃ اخلاص  
 شامل کرنے سے غنی ہو جاتا ہے۔ کفایہ شعبی میں مذکور ہے کہ زمانہ سابق میں کسی شخص نے  
 اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ میرے مرنے اور غسل دینے کے بعد میری پیشانی اور سینہ پر بسم اللہ  
 الرحمن الرحیم لکھ دینا۔ لڑکے نے موافق وصیت کے عمل کیا دفن کے بعد جب عذاب کے فرشتے اس قبر میں  
 آئے اور بسم اللہ اس کی پیشانی اور سینہ پر لکھی دیکھی تو یہ کہہ کر چلے گئے کہ تو عذاب سے بچوف ہو گیا۔  
 حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دفن کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ



کہنا چاہیے۔ یعنی ہم اس مردے کو اللہ کے نام پر اور اس کے رسول کے مذہب پر دفن کرتے ہیں اس کے کہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس مردے کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ کشتی پر سوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِبُهَا وَمُزْمَلُهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا خدا کے نام پر ہے بیشک میرا رب مغفرت کرنے والا مہربان ہے) کہنے سے کشتی ڈوبنے سے بچوف ہو جاتی ہے۔ اور بھی آپ کا ارشاد ہے کہ جو شخص تمام عمر میں ایک لاکھ بار بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہفت اندام پر آتشِ دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ فائدہ: ہفت اندام سے سر اور سینہ اور پیٹھ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں مراد ہیں۔ ترمذی اور اسباب المغفرت میں مذکور ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ التَّحِيَّةُ والتَّسْلِيْمُ نے فرمایا کہ جو شخص گھر سے باہر نکلتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَيَا اللّٰهَ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے۔ (اللہ کے نام پر نکلتا ہوں اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں نہیں ہے قوت گناہ سے بچنے کی اور نہیں ہے طاقت عبادت کرنے کی مگر اللہ کی مدد سے) تو شیطان کہتا ہے مجھے تجھ سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ حکایت ہے کہ ایک فاسق کو مرنے کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھ کر پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا کیا اس نے جواب دیا اللہ نے مجھے اس لیے بخش دیا کہ میں ایک دن مکتب کی طرف سے نکلا اور ایک پڑھنے والے نے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھی اُسے سُن کر میرے دل میں اللہ کے نام کی شیرینی نے اثر کیا اور اسی وقت میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ہم دو چیز کو جمع نہ کریں گے (۱) اللہ کے نام کی شیرینی (۲) جان کنی کی تلخی۔ اور حضرت سرورِ انبیاء علیہ التَّحِيَّةُ والتَّسْلِيْمُ نے فرمایا کہ جو کوئی ایک بار بِسْمِ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پانچ برس کے گناہ معاف کرتا ہے۔ اور اگر زیادہ کہے تو گناہ زیادہ بخشے جائیں گے۔ اور آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس کاغذ کو جس پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھی ہو گرا پڑا دیکھے اور اللہ کے نام کی عظمت کے خیال سے اٹھالے تو اللہ تعالیٰ اس کو صد لقیوں میں لکھتا ہے اور اس کے والدین سے عذاب کم کر دیتا ہے اگرچہ وہ حدِ بڑھتے والوں میں ہوں۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھے اور اللہ کی اور تینوں میموں کو صاف صاف لکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور ہزار بُرائیاں دُور کرتا ہے اور بہشت میں اس کے لئے ہزار ہا درجے بلند کرتا ہے۔ خلاصۃ القرآن میں ہے کہ قرآن مجید میں سوا فقدا صفت کے کوئی ایسا کلمہ نہیں ہے جس میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا کوئی حرف نہ ہو اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ کے نام کی تعظیم کی غرض سے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو خوبصورت لکھتا ہے اللہ تعالیٰ



اس لکھنے والے کو بخش دیتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص روزانہ سو بار بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تلا حول و لا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے۔ اتنی حاجتیں عقیقی کی اور بیس حاجتیں دتیا کی۔ بزرگوں کا قول ہے کہ جس شے کے کھاتے پیتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں کہی جاتی وہ شے کھانے والے کے پیٹ میں لٹکی رہتی ہے اور یہ بھی قول ہے کہ قرآن شریف میں لفظ اللہ کا ایک ہزار پانچ سو باسٹھ مقام پر آیا ہے۔ صلوٰۃ مسعودی میں ہے کہ نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک مستحب اور امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک فرض اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک سنت ہے۔ تفسیر زاہدی میں ہے کہ اس امر پر مفسرین کا اتفاق ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن شریف کی ایک آیت ہے جو فضل سور کے لیے نازل ہوئی ہے۔ کشاف میں ہے کہ قراء و فقہاء مدینہ منورہ و بصرہ شام کا قول ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے اور دوسری سورتوں کی آیت نہیں ہے بلکہ دو سورتوں کے فضل کے لیے ہر سورت کے اول میں لکھی جاتی ہے۔ اسی مذہب کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ اور ان کے تابعین نے اختیار کیا ہے۔ اسی سبب سے نماز میں اس کو آہستہ پڑھتے ہیں اور فقہاء اور قراء مکہ معظمہ و کوفہ کا قول ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ اور ہر سورۃ کی ایک آیت ہے اسی مذہب کو امام شافعی رحمۃ اللہ اور ان کے تابعین نے اختیار کیا ہے اسی سبب سے نماز میں امام شافعی کے مذہب میں بسم اللہ کو آواز سے پڑھتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ شب معراج میں حضرت نبی کریم علیہ التیجۃ والتسلیم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہشت میں جو چار نہریں جاری ہیں ان کی اصل کہاں سے ہے حضرت جبریل نے آپ کو اپنی براق پر سوار کیا اور خود آگے آگے چلے۔ پانچ سو برس کی راہ پر ایک نور کا قہر ملا جس کے چار دروازے تھے اور ہر دروازے سے ایک نہر بہتی تھی۔ اس قہر کا دروازہ کھول کر بیس برس کی راہ چل کر صدر قہر میں ایک نور کا تختہ نظر آیا تو دیکھا کہ اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہے اور بسم کی میم سے ایک نہر اور اللہ کی تھ سے دوسری نہر اور رحمن کی میم سے تیسری نہر اور رحیم کی میم سے چوتھی نہر جاری ہے۔ اسی وقت آپ کو حکم الہی پہنچا کہ آگاہ ہو جاتیے آپ کی امت میں سے جو شخص ایک مرتبہ اس کو پڑھے گا میں اُسے ان چاروں نہروں سے سیراب کروں گا۔ معنی بسم اللہ الرحمن الرحیم



کے یہ ہیں کہ میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے یعنی جو کام میں شروع کرتا ہوں خواہ وہ کام زبان سے ہو یا اور اعضاء سے ہو اس کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کرتا ہوں اور جو کام بسم اللہ سے شروع کیے جائیں نیک انجام ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت سرور انبیاء علیہ التمجید والثناء سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ کھانا کھانے سے میرا پیٹ نہیں بھرتا آپ نے فرمایا شاید تو بسم اللہ نہیں کہتا ہے اس نے آپ کے قول کی تصدیق کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ بسم اللہ مشکل کاموں میں عقدہ کشائی کرتی ہے اور تمام رنج و غم کو دور کرتی ہے اور دشوار کام کو آسان کرتی ہے اور دلوں کو روشن کرتی ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا قول ہے کہ تمام کاموں پر بسم اللہ کو ایسی بزرگی ہے جیسی بندوں پر خدا کو۔ بعض علماء کے نزدیک لفظ اللہ اسم اعظم ہے کیونکہ یہ اسم ذات ہے اور بے نقطہ ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات تمام عیوب سے منزہ ہے اسی طرح اسم ذات بھی نقطے سے مبرا ہے اگر اللہ سے الف دور کریں تو اللہ بھی اپنے معنی پر باقی رہتا ہے۔ جیسے لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اگر لام دور کریں تو بھی اپنے معنی اصلی پر ولایت کرتا ہے جیسے لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسی کے لیے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ہے اور اگر دونوں لام دور کر دیں اور آخر کی ، کو واؤ کے ساتھ غنم کریں تب بھی معنی اصلی باقی رہتے ہیں جیسے ہوا الخالق (وہی پیدا کرنے والا ہے) لفظ اللہ کی خاصیت یہ ہے کہ دل کو روشن کرتا ہے حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص خلوت میں بقدر تین ہزار بار کہے یا اللہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو مخزن اسرار کر دیتا ہے اور اگر چالیس دن تک پڑھے تو سب اسرار اس پر ظاہر ہو جائیں اس کے معنی یہ ہیں اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اللہ ہی ہے کوئی سوا اس کے اس لائق نہیں کہ اس کی بندگی کی جائے اور اگر سوا اللہ کے کسی کی بندگی کی تو پشیمانی اور ذلت ہوگی۔ منقول ہے کہ حضرت عمرؓ چند روز تک اپنے مکان میں تشریف فرما رہے اور برابر رویا کیے۔ جب یہ خبر لوگوں نے حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کو پہنچائی تو آپ تشریف لائے دیکھا کہ روتے روتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ زرد ہو گئے ہیں اور آنکھوں میں گرہے پڑ گئے ہیں۔ آپ نے از روئے شفقت ان کو اپنی بغل میں لے کر فرمایا یا فاروق مَالِیْ اَرَاکَ مَعْرُوْثًا وَمَعْمُوْمًا اے فاروق کیا بات ہے کہ میں تمہیں غمگین اور پریشان دیکھتا ہوں انہوں



نے جواب دیا حضرت مجھے ایک اندیشہ ہے۔ آپ نے کہا بیان کرو انہوں نے عرض کی مجھے اندیشہ یہ ہے کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے کہ باوجود عقل و دانش کے تو نے بتوں کو کیوں سجدہ کیا تو میں کیا جواب دوں گا۔ امیدوار ہوں کہ آپ مجھے اس کا جواب بتا دیں۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حالت اضطراب میں ایک نعرہ مارا اور بے قراری کے ساتھ زار زار روتے تھے اور کہتے تھے جب ہم کو جواب بتانے والا یوں خاموش ہو جاتے تو پھر ہم لوگوں کا دہاں کیا حال ہو گا۔ تمام صحابہ خوفِ الہی سے بے قرار ہو کر رونے لگے اس وقت حضرت جبریل آئے اور کہا آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمادیں نحن اذا صلحنا مع عبدالم نساء منہ شیئاً رجب ہم اپنے کسی بندے سے صلح کر لیتے ہیں تو پھر اس سے کچھ نہیں پوچھتے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مژدہ فرحت افزا کو سن کر نہایت خوش ہوتے اور وہ غم خوشی میں بدل گیا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں آکر ایک غلام آزاد کیا۔ جاننا چاہیے کہ بسم اللہ میں اللہ کے بعد رحمٰن ہے یہ اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ اسم ذات ہے اب یہ بھی معلوم کر لینا چاہیے کہ رحمٰن اسم صفات ہے اور صفات ذات کے بعد ہوتے ہیں اور ذات سے قائم ہوتے ہیں یعنی جس طرح عرض جسم کے ساتھ قائم ہوتا ہے اسی طرح صفات ذات کے ساتھ قائم ہیں اسی لیے بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اللہ مقدم ہے اور رحمٰن مؤخر۔ رحمٰن الہی صفت ہے کہ ذات باری کے سوا کسی میں پائی نہیں جاتی اور چونکہ رحیم غیر خدا کو بھی کہہ سکتے ہیں لہذا رحمٰن کو مقدم کیا اور رحیم کو مؤخر۔ رحمٰن کے یہ معنی ہیں، مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔ تفسیر زاہدی میں ہے الرَّحْمَنُ الَّذِي يُرَحِّمُ الْعِبَادَ فِي جَمِيعِ الْأَحْوَالِ (رحمٰن وہ ہے جو بندوں پر ہر حال میں رحم کرے) من البدایة والنهاية (ابتداء سے انتہا تک) یعنی رحمٰن وہ ہے جو انسان کے پیدا ہونے سے جنت میں جانے تک ہر وقت رحم کرے۔ سب سے پہلے انسان کو ماں کے پیٹ میں جو نہایت تنگ و تاریک مقام سے پیدا کیا اور کئی مہینے وہاں پر پرورش کی پھر باہر لایا اور بڑا کیا پھر مارا پھر قبر میں رکھا اور اپنی رحمت کو وہاں اس کا مونس بنایا۔ پھر قیامت کو زندہ کرے گا۔ حساب میں آسانی کرے گا پتہ میزان کو بھاری کرے گا۔ پل صراط کا راستہ آسان کرے گا۔ چنانچہ تیس ہزار سال کی راہ کو چشم زدن میں طے کراتے گا۔ دوزخ سے امن میں رکھے گا۔ جنت میں رہنے کو جگہ دے گا۔ اللہ کو بڑا رحم کرنے والا اسی لیے کہتے ہیں کہ قبیل عبادت پر کثیر ثواب دیتا ہے بجز و نیت عمل خیر کے ساتھ ثواب عطا کرتا ہے جو شخص جمعہ کے دن



عصر سے مغرب تک یا اللہ بارجمن کہتا ہے اور کسی کلام اور فعل کی طرف ملتفت نہیں ہوتا تو وہ شخص جو حاجت اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے پاتا ہے رحیم ایسا نام ہے جو خدا اور بندوں میں مشترک ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی شان میں بِالْمُؤْمِنِينَ رُفُوفٌ رَحِيمٌ (آپ ایمان والوں پر نرمی اور رحم کرنے والے ہیں) فرمایا ہے۔ رحیم بہت بخشش کرنے والے کو کہتے ہیں۔ یعنی اللہ اپنے بندوں پر بے حد بخشش کرتا ہے۔ انسان کو خاک سے پیدا کر کے کسی کو حبیب اور کسی کو خلیل کرتا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ رحیم وہ ہے جو قلیل قبول کرے اور کثیر دے۔ مثلاً ایک نیکی کے عوض میں نو سو اور ہزار اور چار لاکھ تک نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ رحیم وہ ہے جو چھوٹے کام سے ہزاروں درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ منقول ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعب علیہ السلام کی بکریاں چار رہے تھے۔ بکریاں چرنے میں، اور آپ عبادت الہی میں مشغول تھے۔ اتفاقاً ایک بکری بھاگی اور آپ کا کثیر وقت اس کی تلاش میں صرف ہو گیا آپ کو غصہ آگیا اور بہت تیز اس کے پیچھے دوڑے بکری خوف کھا کر کھڑی ہو گئی آپ نے اُسے پکڑ لیا۔ اللہ نے آپ کے دل میں رحم ڈال دیا آپ نے بہت آسانی سے اُسے گلہ میں چھوڑ دیا۔ حکم الہی ہوا کہ اے موسیٰ تم نے ہماری پیدا کی ہوئی جان پر رحم کیا اس کے صلہ میں ہم نے رحمت کی اور تمہیں پیغمبری کے لیے قبول کیا اور تمہاری نبوت کا خطبہ ملکوتِ اعلیٰ میں پڑھواتے ہیں جو کوئی اس نام کا ورد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نرم کر دیتا ہے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ۔



المجلس الثاني

فِي الْإِيمَانِ وَالصَّلَاةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ

ایمان اور نماز اور روزہ ماہ رمضان کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ حَضْرَةِ الرَّسَالَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ عَلَى اللَّهِ حَقٌّ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجِرًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسًا فِي الْأَرْضِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا - یعنی بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاوے اور نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ پر حق ہے کہ اسکو جنت میں داخل کرے برابر ہے کہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرے یا جہاں پیدا ہوا ہے وہیں رہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے اس کے راوی یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحاب سے ہیں ان کی شان میں حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوة نے فرمایا ہے اَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ بَيْنَا كَعِيسَى بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ رَابُو هُرَيْرَةَ هَم مِّنْ أَيْسَ مِّنْ حَيْسَ أَنْبِيَاءِ مِّنْ حَضْرَةِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ (یعنی جس طرح حضرت عیسیٰ امتناع دنیا میں زاید تھے ویسے ہی یہ بھی ہیں حدیث میں مَنْ آمَنَ فرمایا ہے اس من کو مَنْ عام کہتے ہیں یعنی کسی کی تخصیص نہیں ہے۔ عیسیٰ قریشی ترکی، رومی وغیرہم جو کوئی ایمان لاوے اور اچھے عمل کرے اس کے لیے بہشت ہے اگرچہ وہ غلام حبشی ہو اور جو کوئی نافرمانی کرے اس کے لیے دوزخ ہے اگرچہ وہ قریشی ہو۔ جیسا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْجَنَّةَ لِمَنْ أَطَاعَهُ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا وَخَلَقَ النَّارَ لِمَنْ عَصَاهُ وَإِنْ كَانَ حُرًّا قُرَيْشِيًّا۔ دیکھو حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشی غلام تھے اللہ کی اطاعت سے جنتی ہوئے اور ابو جہل قریشی تھا اللہ کی نافرمانی سے دوزخی ہوا چونکہ ایمان اصل عمل اور تقویٰ کی جڑ ہے اسی لیے ایمان تمام احکام پر مقدم ہوا اور ایمان لانے کا حکم پہلے کیا گیا اور باقی احکام کی بنیاد ایمان کے بعد ثابت ہوئی۔ قرآن شریف میں ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ



يَوْمَ مَنُونٍ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ (قرآن پر ہمیزگاروں کے لیے ہدایت ہے جو بے دیکھی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں) یہاں بھی ایمان کو ذکر میں مقدم کیا باللہ (اللہ پر ایمان لاؤ) یعنی اس بات پر ایمان لاؤ کہ وہ پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا هُوَ الْاَوَّلُ هُوَ الْاٰخِرُ وہی اول ہے اس کی کوئی ہدایت نہیں ہے وہی آخر ہے اس کی کوئی نہایت نہیں ہے۔ تمام مخلوق کو اسی نے پیدا کیا اُسی کا وجود واجب ہے ابتداء سے انتہا تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہوگا جس میں اس کا وجود نہ ہو اس کی ہستی بالذات ہے کسی کے بھروسے پر نہیں ہے کسی کے ساتھ اسے احتیاج نہیں ہے۔ کوئی چیز اس سے بے نیاز نہیں ہے وہ اپنی ذات سے قائم ہے اور سب چیزیں اسی کی وجہ سے قائم ہیں یہی معنی قیوم کے ہیں وہ اپنی ذات میں نہ جوہر ہے نہ عرض نہ جسم۔ کسی صورت میں وہ نیچے نہیں آتا۔ کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے۔ اس کی کوئی صورت نہیں۔ چوٹی اور گہونگی کو اس کے یہاں دخل نہیں ہے جو چیز تر سے خیال میں آوے وہ خدا نہیں بلکہ خدا کی پیدا کی ہوئی ہے۔ چھوٹائی اور بڑائی اور مقدار کو اس میں گنجائش نہیں کیونکہ یہ وہ صفیتیں ہیں جن کا تعلق جسم سے ہوتا ہے۔ اس کا استوی علی العرش بلا کیف ہے وہ سب پر قادر ہے۔ اس کو پوری قدرت ہے۔ جہاں عاجزی اور نقصان ذیل نہیں جو اس نے چاہا کیا اور جو چاہے گا کرے گا۔ سب کی ہستی اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ عالم کی پیدائش میں اس کا کوئی شریک نہیں وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ دانا ہے اس کا علم ہر شئی کو محیط ہے کوئی چیز غور می یا بہت چھوٹی یا بڑی، بھلائی یا بُرائی، طاعت یا نافرمانی، کفر یا ایمان، نفع یا نقصان، راحت یا رنج بغیر اس کی تقدیر کے نہیں ہوتی اگر ہیشہ ہزار عالم مل کر کسی کو نقصان پہنچاتا چاہیں تو جب تک وہ نہ چاہے کچھ نہیں کر سکتے۔ جو چیزیں سماع کے قابل ہیں وہ ان کو سنتا ہے اُس کے لیے دُوری اور نزدیکی یکساں ہے وہ چیونٹی کے پاؤں کی آواز سنتا ہے اور مثل سننے کے دیکھتا بھی ہے۔ روشنی اور تاریکی اُس ذات کے لیے یکساں ہے وہ بغیر کان کے سنتا ہے بغیر آنکھ کے دیکھتا ہے وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ وہ سنتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بولنے والا ہے۔ تو ریت انجیل زبور قرآن سب اس کے کلام ہیں۔ اُس نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا لیکن وہ کلام لب اور زبان سے نہ تھا۔ شعر از منتر جم۔

وہ بات کرتا لیکن وہن سے کام نہیں کلیم کو بھی تو اس بات میں کلام نہیں



اس کے کلام میں حرف اور آواز نہیں اس کا کلام قدیم ہے حادث نہیں۔ جانتا چاہیے کہ ایمان سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ تجھے ایمان کی قدر معلوم نہیں ہے کیونکہ تیرا ایمان تقلیدی اور موروثی ہے۔ ایمان کی قدر عمر جانتا ہے جو ایک زمانہ تک یادیہ کفر و ضلالت و صحرائے شرک و جہالت میں سرگردان رہا مسلمانو یقین کر لو کہ تم اشرف المخلوقات ہو دنیا اور عقبی تمہارے ہی لیے ہے کافر اور مشرک تمہارے مالگذار اور نابعدار ہیں اگر تم ان کی اولاد کو جہاد کر کے گرفتار کر لو تو وہ تمہارے لونڈی غلام ہیں ان کا مال تمہارے لیے غنیمت ہے زمین تمہارے لیے فرش اور آسمان چھت ہے۔ آفتاب تمہارے لیے باورچی چاند رنگرہز اور ہوا تمہارے لیے فراش ہے ۵

ابروماہ و خورشید و فلک در کار اند تا تو نمانی بکف آری و بہ غفلت نخوری  
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار شرط انصاف نہ باشد کہ توفیر ماں نبوی  
یعنی بدلی اور ہوا اور مانتاب اور آفتاب اور آسمان سب کے سب کام میں ہیں اس لیے کہ تو رزق حاصل کر کے غفلت کے ساتھ نہ کھاوے۔ دیکھ یہ سب تیرے لیے سرگشتہ ہیں اور تیرے مطیع ہیں یہ عظمت تجھے اللہ نے دی ہے تجھے اس کے شکر یہ میں ہمہ تن یاد الہی میں مصروف ہو کر اس کا فرمان بردار بندہ بننا چاہیے اور یہ بڑی بے انصافی ہے کہ ایسے منعم کے انعام کا تو شکر نہ ادا کرے اور اس کی نافرمانی کرے تو ولایت محبت کا بادشاہ ہے۔ اللہُ ذِیُ الدِّینِ اٰمَنُوْا اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے تو ہی دوستی کے قابل ہے یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَہُ اللہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں تو ہی معزز ابدی ہے ذِیْلِ الْعِزَّةِ وَلِیُّ السُّوْلِہِ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے عزت ہے تو ہی مہمان سرائے بہشت کا مدعو ہے وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِہِ اللہ جنّت کی طرف بلاتا ہے تو ہی ایمان کے خطاب سے مخاطب ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تو ہی بہشت کا مالک ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَہُمْ جَنَّاتُ الْغُرُوْفِ نَزَّحًا خَالِدِیْنَ فِیْہَا بِشِکِّہِمْ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے انہیں کے لیے جنت فردوس ہے مہمانی میں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے تو ہی تخت نشین و مسند آرائے بہشت ہے ہُمْ وَاٰذُنُہُمْ فِیْ ظِلٍّ عَلٰی الْاَرَآئِکِ مُتَکَبِّرُوْنَ ایمان والے اور ان کی بیبیاں درختوں کے سائے میں تختوں پر تکیہ لگاتے بیٹھے ہونگے



تو ہی ملک کبیر کا مالک ہے۔ اِذَا اُتِيَ تَعَبًا دُمْلًا کَبِيرًا اور جب دیکھے گا تو وہاں  
 تو دیکھے گا نعمتیں اور بڑا ملک، تو ہی محرم دیدار پروردگار ہے وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ  
 اس دن ایمان والوں کے چہرے روشن ہوں گے اور اپنے پروردگار کے دیدار سے مسرور ہوں گے ایمان  
 لانے کے یہ معنی ہیں کہ زبان سے اقرار کرے اور دل سے سچ جانے کہ دونوں جہان کا پیدا کرنے والا وہی  
 وحدہ لا شریک ہے جانا چاہیے کہ ایمان کی دو قسمیں ہیں (۱) ایمان مجمل (۲) ایمان مفصل۔ ایمان مجمل یہ ہے کہ  
 کہے میں نے دین اسلام اور اس کے کل احکام کو قبول کیا اور کفر اور اس کے متعلقات سے بیزار ہوا۔ اور ایمان  
 مفصل یہ ہے کہ کہے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَکُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ  
 مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَابْعَثَ بَعْدَ الْمَوْتِ فِیْهِ اللّٰہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اُس  
 کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر پر کہ اچھائی اور بُرائی سب اسی کی جانب سے ہے اور مرنے  
 کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لایا، اب ہم ایمان مفصل کے متعلق چند باتیں بیان کرتے ہیں۔ اللہ  
 پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ ایمان لانے والا خدا کے وحدہ لا شریک ہونے کا دل میں یقین واثق کرے  
 اور زبان سے بھی اس کا اقرار کرے کَاِلٰہِ اِلَّا اللّٰہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں  
 اور زن و فرزند سے مبرا ہے۔ لَا تَاْخُذُکُمْ سِنَةٌ وَکَا تُوْمَرُ اس کو نیند اور اونگھ نہیں آتی یہی اُس کی  
 صفت ہے۔ اکل و شرب سے مبرا ہے وَهُوَ یُطْعَمُ وَکَا یُطْعَمُوْهُ کھانے کو دیتا ہے مگر خود نہیں کھاتا  
 اس کے لیے قیام گاہ نہیں ہے اگر کوئی کہے خدا اُوپر ہے یا عرش کے اُوپر ہے یا نیچے ہے تو کافر ہو جائے  
 گا کسی شاعر کا قول ہے۔

نہ تو در پیچ مکانے نہ مکانے ز تو خالی

یعنی تو کہیں نہیں ہے اور کوئی جگہ تجھ سے خالی نہیں ہے۔ ذخیرہ نے اس کا ذکر کر کے کہا ہے کہ کوئی  
 جگہ تجھ سے خالی نہیں ہے یعنی تیرے حکم سے خالی نہیں اور نہ تو کسی مکان میں ہے جس طرح اس کی ذات  
 قدیم ہے اسی طرح اُس کے صفات بھی قدیم ہیں وہ باقی ہے کبھی اس کے لیے فنا نہیں ہے اور جس کو خدا  
 چاہے گا اس کے لیے بھی فنا نہیں ہے۔ فتاویٰ ظہیر یہ ہیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ خدا ہے گا اور کوئی چیز  
 نہ رہے گی یا کہے کہ خدا ہی رہے گا تو کافر ہو جائے گا کیونکہ جنت اور دوزخ کے لیے بھی فنا نہیں ہے  
 اور ان کے لیے فنا کا قائل ہونا نص قرآنی کا انکار کرنا ہے۔ شرح امالی میں ہے کہ سات چیزوں کے لیے



فنا نہیں ہے وہ یہ ہیں المہیت (۲) دوزخ (۳) عرش (۴) کرسی (۵) لوح (۶) قلم (۷) روحین ۔  
 بندوں کو اللہ کی نعمتوں میں فکر کرنا چاہیے نہ کہ اس کی ذات میں جیسا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَفَكَّرُوا فِي الْآيَةِ وَلَا تَفَكَّرُوا فِي ذَاتِهِ۔ اللہ کے نام سُنانے پر موقوف ہیں ۔  
 یعنی اللہ کو ان ناموں سے پکارنا چاہیے جن ناموں سے اُس نے اپنے آپ کو نامزد کیا ہے اس کو طبیب  
 عاشق محبوب وغیرہ نہ کہیں ۔ مسلمانوں کے لیے جنت میں داخل ہونے کے بعد خدا کا دیدار حق ہے اور وہ  
 بے چون و چوکوں و بے مشابہ و بے نمونہ و بے حبت اور سر کی آنکھ سے ہوگا ۔ دیدارِ الہی کا منکر کافر ہے ۔ جب  
 بندے دیدارِ الہی سے نعمت پائیں گے تمام نعمتوں کو بھول جائیں گے ۔ قصیدۃ امالی میں ہے فَيَنْسَوْنَ  
 النَّعِيمَ إِذَا رَأَوْهُ يَا خُسْرَانُ أَهْلَ الْإِعْتِزَالِ ۔ یعنی بندے دیدارِ الہی کی نعمت پا کر تمام نعمتوں کو  
 بھول جائیں گے پس خرابی ہو معتزلہ کے لیے جو دیدارِ الہی کے متکر ہیں ۔ یہ امر ممکن ہے کہ بندہ اللہ کو اس قدر  
 پہچان لے جو پہچاننے کا حق ہے لیکن یہ محال ہے کہ اس کی اس قدر عبادت کر سکے جو اس کی بارگاہِ کبریائی  
 کے لائق ہو ۔ فرشتے باوجود کثرت عبادت کے سُبْحَانَكَ مَا عِبَدْنَاكَ عِبَادَتِكَ رَتُّوْا پک ہے ہم سے تیری  
 عبادت کا حق واقعی ادا نہیں ہو سکتا کہتے ہیں فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے اللہ کے  
 بندے ہیں اور ہر وقت اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور عبادت میں کمالی کو راہ نہیں دیتے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا  
 ہے يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ كَايْفَتَهُ دُونَ ۔ فرشتے رات دن اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں  
 اور تھکتے نہیں ) وہ نہ عورت ہیں نہ مرد ۔ نور سے پیدا کیے گئے ہیں وہ صغیرہ اور کبیرہ تمام گناہوں سے  
 معصوم ہیں ۔ ابتدائے تخلیق سے بعض کھڑے ہیں ، بعض رکوع میں ، بعض سجود میں ہیں ۔ حضرت جبریل  
 حضرت میکائیل حضرت اسرافیل حضرت عزرائیل علیہم السلام یہ چاروں فرشتے مقرب بارگاہ حضرت الوہیت ہیں  
 اور حضرت جبریل علیہ السلام تمام فرشتوں سے بزرگ ہیں ۔ حضرت سرور انبیاء علیہ التَّحِيَّةِ وَالنَّارِ کا ارشاد ہے  
 جِبْرِائِيلُ بَيْنَ الْمَلَائِكَةِ كَأَنِّي أَنْقَسِمُ بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ یعنی جس طرح میرا رتبہ تمام انبیاء سے زائد ہے اسی طرح  
 حضرت جبریل علیہ السلام کا رتبہ تمام ملائکہ سے افزوں ہے ۔ کتاب شمالی میں مذکور ہے کہ ایک دن حضرت نبی  
 کریم علیہ التَّحِيَّةِ وَالتَّسْلِيمِ حضرت خاتونِ جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما کے مکان میں تشریف فرما ہوئے اور صحنِ مکان  
 میں کھڑے ہوئے بوندیاں پڑ رہی تھیں آپ کے فرقِ اقدس پر سیاہ کملی تھی ۔ حضرت فاطمہ و حضرت علی و  
 حضرات حسین رضی اللہ عنہم استقبال کے لیے آئے اور دست بستہ عرض کی کہ حضور ہمارے پاس تشریف لائیں گے



یا ہم حضور کے پاس حاضر ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ تم سب میرے پاس آؤ یہ حضرات حاضر خدمت ہو کر آپ کے گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہوئے آپ صحن میں بیٹھ گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے واسطے سمت اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یا میں سمت اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپ کے واسطے زانو پر اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے یا میں زانو پر بیٹھ گئے۔ آپ نے اپنے بازو دراز فرما کر چاروں کو اپنے قریب کر لیا اور سب پر وہ کھلی ڈال کر ذکر لا الہ الا اللہ میں مشغول ہوئے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ملائکہ کو ہمارے حبیب کی اس بہتیت خاص سے تعریف کرنے سے آگاہ کر دو۔ پس واقف ہو کہ تمام فرشتے اس حالت خاص کو دیکھنے لگے اور حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے بعد سلام و جواب کے آپ نے ان سے پوچھا کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا میری یہ آرزو ہے کہ اپنی اس کھلی میں تھوڑی جگہ مجھ کو بھی دیدیجئے کیونکہ اس کا نور ساتوں آسمانوں سے گزر کر کنارہ عرش تک پہنچا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کھلی فقیرانہ لباس ہے اور تمہارا مقام سدرۃ المنتہی اور جنت المادوی ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام عرض پیرا ہوئے کہ آپ پر جو میرا حق ہے اس کے تصدق میں مجھ کو تھوڑی جگہ مرحمت فرمائیے آپ نے پوچھا مجھ پر تمہارا کیا حق ہے انہوں نے کہا جب تم روئے آپ کے جد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو آگ میں پھینکا تھا تو میں نے انہیں ہوا میں روکا تھا اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں گرے تو میں نے انہیں نکال لیا تھا اور اکثر میں نے آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چکی چلاتی ہے اور قلعہ خیر اکھاڑنے میں آپ کے بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مدد کی ہے اور حضرات حسنینؑ کا گوارہ ہلایا ہے۔ اس وقت آپ نے ان کو اپنی پشت کی طرف جگہ دی۔ جب وہ آپ کے پس پشت آئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے تھے وہ گویا ہوئے آج حضور کی یہ کھلی تمام اشیاء عرش و فرش پر شرف رکھتی ہے کہ حضور کی جلوہ گاہ سے تمام ملائکہ عرش و کرسی و ہفت آسمان نظارہ کناں ہیں یہاں میرا حاضر ہونا اقران و امثال میں باعث فخر ہے یہ کہہ کر ایک ساعت قیام کر کے آسمان پر چلے گئے۔ فرشتوں کو حکم رب العزت ہوا کہ سب جا کر اپنے سردار سے مصافحہ کرو اور اس کے سینہ کو بوسہ دو کیونکہ وہ ہمارے حبیب کی پشت سے مس ہوا ہے اور پہچان لو کہ وہ تمہارا افسر ہے ملائکہ حکم الہی بجالائے۔ اور اس بات پر ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے انسانی صورت میں ہونے کی قدرت عطا فرمائی ہے۔ جیسے حضرت جبریل علیہ السلام حضرت مریم بنت عمران علیہا الرحمۃ والرضوان پر نازل ہوئے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَتَمَثَلُ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا حضرت جبریل علیہ السلام انسانی صورت میں حضرت



علیہما السلام کے پاس حاضر ہوئے، اور کئی بار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بصورت وجبہ کلی حاضر ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بصورت انسان انہیں افطار صوم کرانے کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام کی خدمت میں حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام جو انوں کی صورت میں حاضر ہوتے تھے اور اللہ نے فرشتوں کو اس قدر قوت عطا کی ہے کہ وہ اپنے پروں پر ساتوں زمینوں کو اٹھا لیں اور حضرت لوط علیہ السلام کے تیرہ گاؤں مع ان کے باشندوں اور سامان کے حضرت جبریل اپنے ایک پر پر اس طرح اٹھا کر آسمان تک لے گئے کہ ایک چراغ بھی گل نہ ہوا۔ جب ان میں سے کوئی تائب نہ ہوا تو بحکم الہی سب کو اوندھا کر دیا کہ ہلاک ہو گئے قرآن شریف میں ہے فَجَعَلْنَا عَلَيْهِمْ سَاقِطًا رِجْمًا نے ان گاؤں کو زیر و زیر کر دیا، ملائکہ سے عداوت رکھنا کفر ہے پیغمبر تمام ملائکہ سے اور خاص ملائکہ اولیاء اور اتقیا عام ملائکہ سے اور عام ملائکہ عوام الناس سے افضل ہیں۔ اور ہم کراہا کتابین پر ایمان لاتے ہیں قرآن شریف میں ہے اِنَّ عَلَیْكُمْ لَعَافِظِیْنَ كِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ رتم پر فرشتے جن کو کراہا کتابین کہتے ہیں نگہبانی کے لیے مقرر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو جانتے ہیں، فرشتے بھی جنت میں داخل ہوں گے مگر سوا حضرت جبریل علیہ السلام کے کہ وہ ایک مرتبہ دیدار الہی سے مشرف ہوں گے اور کسی کو دیدار کی دولت نہ ملے گی ایسا ہی اصول الصفا میں ہے اور مسلمان اجتناب کے دخول جنت میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس میں توقف فرمایا ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک مثل اور مسلمانوں کے وہ بھی جنت میں داخل ہوں گے۔

کتاب سماویہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا یقین کر لے کہ جو کتب اور صحیف انبیاء پر نازل ہوئی حق ہیں اور بے شک وہ سب اللہ کا کلام ہے اور قرآن پر عمل کرنا فرض ہے اور دوسری کتابیں نزول قرآن کے بعد منسوخ ہو گئیں۔ منجملہ ان کے توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عبرانی زبان میں، اور انجیل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یونانی زبان میں، اور زیور جو حضرت داؤد علیہ السلام پر سریانی زبان میں، اور قرآن شریف جو حضرت خاتم الانبیاء علیہ التمجید والثناء پر عربی زبان میں نازل ہوئیں، مشہور ہیں۔ کتابوں پر ایمان لانے میں شمار کی ضرورت نہیں بلکہ تمام پر ایمان لانا چاہیے کیونکہ اگر واقعی میں کمی زیادتی ہوگی تو کفر لازم آوے گا۔ مشہور ہے کہ صحف اور کتابیں ایک سو چودہ ہیں جو پیغمبروں پر نازل ہوئی ہیں لیکن دلیل قطعی سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ایسا ہی عمدۃ الدین میں ہے۔ کتب منزلہ کلام قدیم ہیں



مخلوق نہیں، ان کو مخلوق کہنے والا کافر ہے اور ان حروف و اصوات کو جو کاغذ پر لکھے جاتے ہیں مخلوق کہے تو کافر نہ ہوگا کیونکہ یہ فعل کاتب ہے اور کاتب اور کتابت مخلوق ہیں۔ قرآن شریف تین برس میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا اول آیت اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ اور آخر اَلْيَوْمَ اَمْلَأْتُ لَكُم دِينَكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي ہے ایسا ہی عمدۃ الدین میں ہے۔

پیغمبروں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ سب پیغمبر اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور حق ہیں۔ ان کا ہر قول سچا اور ان کا قول اللہ کا قول ہے۔ ان کی کوئی بات خواہش نفسانی سے نہیں ہے۔ پیغمبروں میں بعض رسول ہیں جن کے پاس حضرت جبریل آتے تھے وہ تین سو تیرہ ہیں اور بعض نبی ہیں جن کو الہام اور خواب سے تبلیغ احکام کا حکم ہوتا تھا۔ ہر پیغمبر اپنے زمانے میں افضل تھا اور ان سے زائد کوئی عاقل نہ تھا۔ اپنی پیغمبری کا ثبوت معجزے سے دیتے تھے اور زمانہ پیغمبری میں پیغمبری بغیر معجزہ کے ثابت نہیں ہوتی تھی کوئی پیغمبر غلام اور دروغ گو نہ تھا۔ کوئی عورت پیغمبر نہیں ہوتی ذوالقربین اور لقمان کی پیغمبری میں اختلاف ہے حضرت خضر علیہ السلام کے باب میں امام زاہدی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے صحیح یہ ہے کہ وہ پیغمبر ہیں۔ پیغمبر وحی کے قبل اور بعد بھی گناہ کبیرہ سے معصوم ہیں التبتہ ممکن ہے کہ کبھی ان سے گناہ صغیرہ ہو جائے یہ بھی اس وقت کہ ان کی نبوت کا ظہور نہ ہوا ہو۔ اور اس گناہ صغیرہ کو پیغمبر کے حق میں لغزش سے تعبیر کرتے ہیں۔ پیغمبروں کی بیویوں کو اللہ تعالیٰ نے پاک و امن پیدا کیا تھا۔ ان سے کبھی زنا صادر نہیں ہوا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا زَنْتُ امْرَأَةً بَيْنِي قَطُّ ایسا ہی عقیدۃ النجاح میں ہے۔ پیغمبروں کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے مشہور ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہوئے۔ لیکن دلیل قطعی سے یہ بات ثابت نہیں ہے۔ جیسے کتب سماویہ کی تعداد ثابت نہیں۔

اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف حق ہیں اور آپ تمام پیغمبروں سے افضل اور خاتم پیغمبران ہیں۔ آپ کے بعد پیغمبری کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے آپ تمام عالم سے زائد عقلمند اور خوبصورت تھے آپ کے سامنے ماہ شب چہارہ ماند تھا۔ آپ بلند بینی فراخ چشم، کشادہ پیشانی، پیوستہ ابرو تھے۔ آپ کی تپتی بہت سیاہ اور سفیدی بہت صاف تھی۔ دست مبارک کی ہتھیلی پر گوشت محمل اور حریر سے زائد نرم تھا۔ لعاب دہن ایسا شیریں تھا کہ کھاری کنویں میں پڑ کر اس کو شیریں کر دیتا تھا۔ پسینہ ایسا خوشبودار تھا کہ زیادتی خوشبو کے لیے عطریات



میں ملایا جاتا تھا۔ آپ ہزار آدمیوں میں بلند معلوم ہوتے تھے۔ انتہائی وجہ یہ تھی آپ کے جسم اور لباس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی نہ آپ کے سر پر سے گذرتی تھی اگر بلند ہو کر گذرنے کا قصد کرتی تو جل کر خاک ہو جاتی۔ آپ کو احتدام کبھی نہیں ہوا۔ ابتداء سے عالم سے انتہا تک آپ سے ترانہ کوئی سخی نہیں ہوا۔ منقول ہے کہ ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر کہا کہ میں بڑی امید رکھتا ہوں آپ نے اس کی امید دریافت کی۔ اس نے کہا مجھے بکری کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا بس یہی بڑی امید تھی۔ وہ عرض پیرا ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کی ملک میں ایک مرغی نہ ہو اس کے لیے تو بکری بڑی چیز ہے آپ نے ابدیدہ ہو کر فرمایا تو فلاں میدان میں جا وہاں اتنی ہزار بکریوں کو تین سو غلام چرا رہے ہیں ان کو لیے۔ میں نے وہ سب تجھ کو دیدیں۔ تمام کو سخاوت کا حکم ہوا اور آپ کو کثرت سخاوت کی وجہ سے ہاتھ روکنے کیلئے ارشاد ہوا وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ اپنا ہاتھ ایسا فراخ نہ کیجیے کہ خود عاجز و در ماندہ ہو جائیے تمام پیغمبر کسی قوم یا قبیلے کی طرف بھیجے گئے مگر آپ جن دس سب کے لیے مبعوث فرمائے گئے۔ آپ کی اطاعت جس طرح اہل زمین پر فرض ہے اسی طرح اہل آسمان پر بھی فرض ہے۔ ایسا ہی عقیدۃ النجارج میں ہے آپ کے معجزے اس قدر ہیں کہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے ولادت سے وفات تک اسی ہزار معجزے آپ سے ظاہر ہوئے۔ ایسا ہی مجمع الاخبار میں ہے آپ نے اپنی انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ شعرا و مترجم اشارے سے قمر کے مثل دو ٹکڑے کیا دل کو وہاں زخم دیتے ہیں دُعا انگشتِ دل کو زہر آلودہ بکری کے بچے کے بھنے ہوئے گوشت نے آپ سے باتیں کیں اور کہا لَا تَأْكُلْ مِنِّي فَيَاتِي مَسْجُودًا آپ مجھے تناول نہ فرمائیں کیونکہ میں زہر آلود ہوں، ہرن نے آپ سے کلام کیا۔ اونٹ نے آپ سے ایک دشمن کے نماز نہ پڑھنے کی شکایت کی۔ آپ کا بول و براز زمین نکل جاتی تھی کوئی اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ابراہیم آپ پر سایہ افکن رہتا تھا۔ باقی معجزے انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر بیان ہوں گے قیامت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ یقین کرے کہ قیامت آنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا۔ اللہ تعالیٰ سب کو مارے گا پھر زندہ کرے گا۔ آدمی، پری جانور اس حکم میں کیسیاں ہیں۔ بغیر دس علامتوں کے ظہور کے قیامت قائم نہ ہوگی (۱) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہوتا (۲) خروج و جمال (۳) خروج یا جوج و ما جوج (۴) نزول عیسیٰ علیہ السلام (۵) پورب میں ایک شہر کا دھنسا (۶) جزیرہ عرب میں ایک شہر کا دھنسا (۷) ظہور دایۃ الارض (۸) دھوئیں کا پھیلنا (۹) عدن



سے آگ کا ظاہر ہونا۔ سب سے پہلے مغرب سے آفتاب نکلے گا متواتر اور علامتوں کا ظہور ہوگا جب سب علامتیں پوری ہو جائیں گی اس وقت اللہ تعالیٰ ایک گرم ہوا بھیجے گا کہ واسنہ یا میں پہلو کی طرف سے نکلے گی اور پورب سے کچھ تک سب مسلمان فوت ہو جائیں گے ایسا ہی سدرۃ المنتہی میں لکھا ہے نفخ صور کفار پر ہوگا حضرت سرور کائناتؐ نے فرمایا ہے کہ جب تک زمین پر ایک مسلمان یا اللہ کہنے والا باقی رہے گا قیامت قائم نہ ہوگی پہلی بار جب صور پھونکا جائیگا تو سب مر جائیں گے جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب زندہ ہو جائیں گے اور ان دونوں کے درمیان میں چالیس برس کا وقفہ ہوگا اور بعض کے نزدیک چالیس دن کا فاصلہ ہوگا۔

صور کی لمبائی تیس ہزار سال راستہ ہوگا اور چوڑائی بارہ سال کا راستہ۔ صور کو حضرت اسرافیلؑ اس طرح منہ میں لگاتے ہوئے حکم الہی کے منتظر کھڑے ہیں جیسے شہنائی بجانے والے کے منہ میں شہنائی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سقط و جنبین کو جو حمل خام ساقط ہو گئے تھے اور مہوز جان ان میں نہیں آئی تھی اور نہ قوت مصورہ نے ان کی صورت بنائی تھی جان عطا فرما کر زندہ کرے گا تاکہ وہ اپنے والدین کی شفاعت کریں۔ سوا حضرت ادریس علیہ السلام کے جو زندہ بہشت میں ہیں اور دنیا میں ایک بار چاشنی مرگ چکھ چکے ہیں۔ سب مر جائیں گے اور پھر زندہ ہونے کے بعد تین سو برس کھڑے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ اس دن آدمی اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے اس حالت پر کہ ایک کو دوسرے کے حال کی خبر نہ ہوگی) پھر ان پر کفن لپیٹا جائے گا اس کے بعد وہ ہوشیار ہو کر ایک دوسرے سے بھاگیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ يَقْرَأُ الْمُزْمِعُونَ آخِبِهِ وَأُمِّهِ وَأَيْبِهِ وَصَلَاتِهِ وَبَيْنِهِ (وہ ایسا دن ہوگا کہ ہر مرد اپنے بھائی اور ماں باپ اور بیوی اور اولاد سے بھاگے گا) پھر سب لوگ حساب کے لیے لاتے جائیں گے۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ ہر ایک کو دوزخ کے اوپر سے گزرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا تَمُّ مِّنْ كُوْنِیْ اِیْسَا نَهْنِیْ حَسْ كَاوُرُو دُوْر خِیْرِ نَہْ نَہْ یَہْ حَکْمَ تَہْمَارَے رَبِّ كَا نَا فِہْ حَکَا ہے) پھر مومنین کی تسلی کے لیے فرمایا تَمُّ نَجْحِی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِیْنَ فِیْہَا جَنَّتًا پھر ہم پر ہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو دوزخ میں اوندھا کر کے ڈالیں گے) جاننا چاہیے کہ پل صراط دوزخ کی پشت پر ہے اس پر سے گزرنا گویا دوزخ پر سے گزرنا ہے اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ نیک بندوں کا نامہ اعمال اُن کے



داجنہ ہاتھ میں اور بد بندوں کا نامہ اعمال ان کے باتیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس طرح کہ بدوں کا پایاں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے کھنچا ہوگا۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ میزان حق سے اور اس میں نیک اور بد عمل تولے جائیں گے جس کا نیکی کا پلہ بھاری ہوگا وہ نجات پائے گا اور جس کی نیکی کا پلہ ہلکا ہوگا اس کا مقام ہاویہ ہے جو دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے قرآن شریف میں ہے فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَهُوَ فِي عَذَابٍ مُّهِينٍ اور بھی ہے وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ راس دن اعمال کا تولاجانا حق ہے، اور حوض کوثر حق ہے کہ قیامت کے دن پیہاموں کو اس سے پانی ملے گا۔ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا اَنْبِيَاؤُكُمْ يَحْتَدُونَ النَّجْمُ راس کے آبخورے اتنے ہوں گے جتنے آسمان کے ستارے ہیں، اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ قیامت میں اعضائے جسم باتیں کریں گے اور افعال خیر و شر کی گواہی دیں گے قرآن شریف میں ہے يَوْمَ تَشْهَدُ عَيْنُهُمْ اَنَسْتَهُمْ وَاَبْدِيَهُمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ راس دن ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے اس کی گواہی دیں گے، اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ سوال قبر حق ہے۔ مومن، کافر، صغیر، کبیر جب دفن ہوتے ہیں تو قبر میں منکر، نکیر آکر انہیں بٹھاتے ہیں۔ حیات کے ہونے میں اتفاق اور جسم کے اندر جان پڑنے میں اختلاف ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں اِدْخَالَ الرُّوحِ فِي الْجَسَدِ فِي الْقَبْرِ حَقٌّ رقبہ کے اندر جسم میں روح کا داخل ہونا حق ہے، قبر میں وحدانیت اور رسالت کا سوال کیا جائے گا۔ نیک نجات کہتا ہے اللہ میرا رب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں یہ سن کر فرشتے کہتے ہیں نَحْمَدُكُمْ مَرَّةً اَلْحَمْدُ راس کی نیند سو، اور بد نجات جواب سے عاجز رہتا ہے اور ہاتھ ہاتھ کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتا فرشتے کہتے ہیں لَا دَرِيْتَ رَافِسُوسَ کہ تو کچھ نہ سمجھا، اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے فرشتے اس کو لوہے کے گرزوں سے سزا دیتے ہیں اور صحیح مذہب یہ ہے کہ انبیاء سے سوال قبر نہیں ہوتا ہے۔ مسلمانوں اور کافروں کے بچوں سے بھی سوال ہوتا ہے لیکن ان سے روزِ ميثاق کا جواب پوچھا جائے گا۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ کفار اور بعض فساق کے لیے عذاب قبر حق ہے تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ یقین جان لے کہ بندہ جو کچھ نیکی یا بدی کرتا ہے وہ اللہ کی حاصل کی ہوئی ہے لیکن نیکی اس کے حکم اور مشیت اور تقدیر سے ہے مگر اس نے اس کا حکم نہیں کیا







کے عذاب سے بے خوف نہ ہونا (۵) زبان کو کلمہ کفر سے روکنا اور ہر وقت اللہ ہمتی اَعُوذِ بِكَ مِنْ  
 اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ بِہِمْ پڑھنا اسے اللہ میں تجھ سے پناہ  
 مانگتا ہوں اس سے کہ کسی کو میں تیرا شریک جان بوجھ کر گردانوں اور توبہ کرتا ہوں اس سے جو لاعلمی سے  
 کروں، اس کے بعد پھر ہم حدیث سابق کے معانی بیان کرتے ہیں۔ رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب  
 یہ ہے کہ اگر کوئی شخص لاکھ بار بھی صرف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ کہے تو ہرگز  
 مسلمان نہ ہوگا۔ یعنی جیت تک اقرار توحید کے ساتھ اقرار رسالت نہ کرے گا کامل مسلمان نہیں ہو سکتا ہر  
 مومن پر لازم ہے کہ فرمان رسالت کو سبر و حشمت قبول کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا اتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ  
 وَمَا نَهَاكُمُ عَنْهُ فَانْتَهُوا رسول تم کو جو حکم دے اس کو مانو اور جس بات سے منع کرے اس سے بچو حضرت  
 آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے پیغمبر گذرے سب نے آپ کی پیغمبری کا اقرار  
 کیا اور تمام ملانکہ نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی۔ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا پیغمبر  
 بھیجا جو تمام پیغمبروں سے افضل ہے اور اسی کے طفیل سے امت مرحومہ کو کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ رَّحْمَةً بہترین امت  
 ہوئے سے مخاطب کیا۔ قیامت میں حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم زیر عرش نور کے ممبر پر تشریف فرما  
 ہوں گے اور باقی انبیاء کرمیوں پر جلوہ گر ہوں گے۔ انبیاء کے متعلق اوپر بیان ہو چکا ہے گو اس مجلس  
 میں طول ہو گیا مگر صرف فائدہ سامعین کی غرض سے چند باتیں آیت ذیل کی تفسیر کے متعلق لکھی جاتی ہیں  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِلٰہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ تمہارا معبود ایک  
 ہے۔ اپنی الوہیت کو تمہاری طرف مضاف کر کے اِلٰہُکُمْ ارشاد فرمایا ہے۔ اِلٰہُ الْخَلْقِ نہیں فرمایا  
 اس لیے کہ انسان کے سوا کسی مخلوق نے خدا کا کوئی شریک نہیں ٹھہرایا۔ دنیا کی ہر چیز خدا کو جانتی ہے۔  
 کیا تمہیں بُد بَد کا قصہ یاد نہیں ہے کہ جب اس نے بلقیس کا ملک اور اس کا مال و اسباب دیکھا تو حضرت  
 سلیمان علیہ السلام اور ان کے جہاں و حشمت کے مقابلہ میں اس کو حقیر تصور کیا اور یہ بھی ارادہ نہ کیا کہ اس واقعہ کو  
 چل کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے بیان کروں۔ لیکن جب اس نے بلقیس کو آفتاب کی پرستش کرتے  
 ہوئے دیکھا تو نہایت غصہ میں وہاں سے اُڑا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے آکر اپنے آپ کو  
 گرا دیا اور کہنے لگا کہ بڑا تعجب ہے کہ آپ کے زمانہ حکومت میں میں نے ایک عورت وارت تاج و تخت  
 کو مع اس کی قوم کے آفتاب کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا۔ قرآن شریف میں ہے وَجَدْتُمْهَا قَوْمَهَا



يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ رِيسَ اس کو اور اس کی قوم کو پاپا کہ خدا کے سوا آفتاب کو  
 سجدہ کرتے ہیں، فرشتے دیو پرپی، وحوش و طیور سب اس کی وحدانیت کے قائل ہیں لیکن انسان کس  
 قدر بیباک اور گستاخ ہے کہ کوئی دو خدا کا کوئی تین خدا کا قائل ہے کوئی آفتاب کو پوجتا ہے، کوئی  
 مانتاب کی پرستش میں اپنا وقت کھوتا ہے کوئی پیچھر کو اپنا خدا جانتا ہے کوئی لکڑی کے معبود ہونے  
 کا قائل ہے۔ ایسے لوگوں کے سر پر خاک پڑے کہ ایسا کرتے ہیں اور اس کو اچھا جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ  
 اسی لیے از روئے شفقت فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی امت سے  
 فرمادیجئے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ وَاحِدٌ (تمہارا معبود تو ایک ہی معبود ہے) مترجم کہتا ہے باپ اپنے بیٹے  
 پر یا استاد اپنے شاگرد پر ایسی شفقت نہ کرے گا جیسا ہمارا مالک گناہگاروں پر شفقت کرتا ہے۔  
 افسوس ہے کہ ہم پھر بھی اس کی شکر گزاری نہیں کرتے اور اپنی حرکات ناشائستہ سے باز نہیں آتے  
 رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ اے اللہ ہم کو  
 اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما۔ ہمارا خاتمہ دین ایمان پر کرنا اپنے جوار رحمت میں ہم کو جگہ دینا۔ ہمارے  
 گناہوں کو معاف کرنا۔ انتہی۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سوا اس کے کوئی معبود نہیں ہے) اَلرَّحْمٰنُ  
 الرَّحِیْمُ وہ مومن کے لیے رحمن اور مشرکین کے لیے رحیم ہے کہ ان پر فی الحال عذاب نہیں ہے۔  
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ تَمَّارَا اِلٰهٌ اَحَدٌ اور تمہارا دل اور تمہاری زبان بھی ایک ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ دل  
 سے اس کو ایک جانو اور زبان سے اس کو ایک کہو۔ بعض نے اس کی یوں تفسیر کی ہے کہ یہ اللہ کی بے انتہا  
 رحمت ہے جو اس نے الوہیت کی اضافت مومنین کی طرف کر کے اَللّٰهُمَّ فرمایا۔ اور مومنوں کو ترغیب  
 دلاتا ہے اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ سے کہ تمہارا خدا ایک ہے اگر تم اس کی وحدانیت کا پورے طور سے اقرار کرو تو  
 وہ دنیا میں تمہارے لیے رحمن اور تنگی و تاریکی قبر میں تمہارے لیے رحیم ہے۔ جب حضرت جبریل علیہ السلام  
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کرتے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے تو  
 آپ خوفِ الہی سے کانپ جاتے اور چہرہ مبارک کا رنگ زرد ہو جاتا اور بعض وقت اسی سلام کے پیام سے  
 خوش ہو جاتے۔ پس مسلمانو خوش ہو کہ مالکِ حقیقی تمہیں مخاطب کر کے فرماتا ہے اَللّٰهُمَّ اور دوسری جگہ  
 فرماتا ہے وَ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ یہاں دو حرف تاکید سے الوہیت کو موکد فرماتا ہے۔ ایک حرف اِنَّ دوسرے  
 لَوَاحِدٌ کے لام تاکید سے۔ اور اوپر کی آیت میں دو تاکید ارشاد ہوئیں اِلٰهٌ وَاَحَدٌ دوسری تاکید



لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ تَمَّارَا خَلَقَ تَمَّارَا رَازِقٌ أَيْكَ هُوَ دُنْيَا مِیں رَحْمَنُ اور عَقِیْبِی مِیں رَحِیمُ ہے تَارِیْکی شُکْمُ مَاورِ  
مِیں تَمِیں کَس نے رَزَق دِیا۔ دُنْیا مِیں تَمِیں کَس نے پَالَا اُسی رَحْمَن نے رَزَق دِیا اور پَر وَرش کِیا۔ اَضْطَرَّ اَر کَے فُت  
مَضْطَرَّ کِی پِکار کون سُناتا ہے اَمَّنْ یُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا اَضْطَرَّ وَ کِہی رَحْمَن سُناتا ہے۔ طَلَبِ مَغْفَرَتِ کَے  
وَقْتُ کون بَحْشَٹا ہے۔ رَحْمَن بَحْشَٹا ہے۔ تَمَّارے عِیُوب کون چھپاتا ہے۔ رَحْمَن چھپاتا ہے۔ عَاجِزِی کَے وَقْتُ  
کون تَمَّارِی دَسْتِگِیری کَرتا ہے رَحْمَن کَرتا ہے۔ جَانِکُنْی کی سَخْتِی کون آسان کَرتا ہے۔ رَحْمَن ہی کَرتا ہے تَارِیْکی  
قَبْرِ مِیں کون فَرِیاد رِس ہوتا ہے۔ رَحِیم ہوتا ہے۔ دَفْنِ کَر کَے جَب عَزِیز وَا قَرِیب پُٹھتے ہِیں تو مَرْدہ اِپنَے اُپ  
کو تَمَّادِیکھ کَر گھیراتا ہے اور اِپنَے عَزِیز وَا قَرِیب کو پِکارتا ہے لَکِن مَرْدے کی آواز زَنْدُوں کو سُنائی تَمِیں دِیتی۔  
اِس لِیے کوئی جَوَاب اِس کو تَمِیں ملتا۔ اِس وَقْتُ فرشتے اِس کو یَا رَحِیم کَہتا سَکھاتے ہِیں تَب بندہ یَا رَحِیم  
کَہتا ہے جَوَاب مِیں حَضْرَت اَلوْہِیْت سے ارشاد ہوتا ہے لَبَّيْكَ عَبْدِي لَبَّيْكَ عَبْدِي یعنی اے  
مِیرے بندے مِیں تیری فَرِیاد رِسی کو مَوْجُود ہوں تو نے مجھے پہلے سے کیوں نہ پِکارا کہ مِیں اِسی وَقْتُ سے  
تیری فَرِیاد کو پہنچتا۔ قَبْر اور قِیامت اور دُوزخ مِیں رَحِیم ہی تیری فَرِیاد کو پہنچے گا۔ حَضْرَت ابو عبیدہؓ نے  
غَرَابِ مِیں تَحْزِیر کِیا ہے کہ حَضْرَت سرور کائنات عَلَیْہِ السَّلَام وَالصَّلَاةُ نے فرمایا ہے جَب کُنگار بندہ دُوزخ  
مِیں ڈالا جائے گا تو اَنواع وَا قِسام کَے عَذَاب مِیں مُبتَدَا ہوگا۔ سَانِپ بچھو اِس سے اَکَر لُپٹیں گے وَہ  
پَر لِشَان ہو کر ہر طرف دِیکھے گا اور مالِکِ دُوزخ کا نام لے کر بستر مُرتَبہ فَرِیاد کَرے گا وَہ جَوَاب دے گا  
کہ مجھ سے فَرِیاد نہ کَر بلکہ اِپنَے رُب سے فَرِیاد کَر اور یَا رَحِیم کہہ بندہ یَا رَحِیم کہے گا۔ ہَنُوز رَحِیم کا مِیم اِس کی تِیَان  
سے ادا نہ ہوگا کہ غِیْبِی آواز اِس کو سُنائی دے گی لَبَّيْكَ عَبْدِي لَبَّيْكَ عَبْدِي اے مِیرے بندے  
مَضْطَر نہ ہو مِیں تیری فَرِیاد رِسی کَے لِیے مَوْجُود ہوں اور اِسی وَقْتُ دُوزخ سے نَکَل کر اللہ کی رَحْمَت سے  
بندہ جَنّت مِیں داخل ہو جاوے گا۔ اب پھر ہم حدیثِ سَالِق کا لُکڑا بَیَان کَرتے ہِیں وَ اَقَامَ الصَّلَاةَ۔  
رَحُو کوئی اللہ اور اِس کَے رَسول پَر اِیمان لاوے اِس کو نماز پڑھنا چاہیے (یعنی دُخُولِ جَنّت کَے لِیے  
مَرَف اِیمان کافی نہ ہوگا جَب تَک نماز نہ پڑھے اللہ تَعَالٰی نے فرمایا ہے یُؤْمِنُونَ بِالْغِیْبِ وَ یُؤْتُونَ  
الصَّلَاةَ رَمُوز لِیے دِیکھی چیز پَر اِیمان لاتے ہِیں اور نماز پڑھتے ہِیں۔ دُوسرے مَقَام پَر ارشاد فرمایا  
ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِیْنَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ اے شُک ان اِیمان والوں نے فَلَاح  
پائی جو نماز مِیں عَاجِزِی کَرتے ہِیں اور ڈُرتے ہِیں اور حَضْرَت بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے



الصَّلَاةُ مِنَ الْإِيْمَانِ (نماز ایمان کا جز ہے) دوسری حدیث میں ہے الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّينِ مَنْ اَقَامَهَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّينَ وَمَنْ تَوَكَّلَهَا فَقَدْ هَدَا الدِّينَ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز پڑھی اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز چھوڑ دی اُس نے دین کو ٹوٹھا دیا، اللہ نے تمام عاقل بالغ بندوں پر مرد ہوں یا عورت آزاد ہوں یا غلام نماز فرض کی ہے۔ قرآن شریف میں ہے .... حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَنِتٰیْنَ۔ نمازوں کی حفاظت کرو اور خاص کر بیچ کی نماز کی اور اللہ کے سامنے عاجزی اور فروتنی سے کھڑے ہو، اور حضرت بنی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ الصَّلَاةَ الْخَمْسَ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ وَحَرٍّ وَحَبْدٍ اللّٰہ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے اس حکم میں مسلمان مرد اور عورت اور آزاد اور غلام سب برابر ہیں نماز کی فرضیت حضرت آدمؑ کے وقت سے قیامت تک ہے۔ بعض انبیاء کے زمانہ میں دس وقت کی نماز فرض تھی اور بعض کے زمانہ میں بیس وقت کی اور بعض کے زمانہ میں تیس وقت کی اور بعض کے زمانہ میں چالیس وقت کی اور بعض کے زمانہ میں پچاس وقت کی نماز فرض تھی۔ چنانچہ جیسے کہ پانچ وقت سے حکم اور پچاس وقت سے زائد کی نماز کسی نبی کے وقت میں فرض نہیں ہوتی۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ شبِ معراج میں اُمّتِ محمدیؐ پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے راہ میں کہا کہ آپ کمی کی درخواست کریں کئی مرتبہ کی درخواست میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمّت پر پانچ وقت کی نماز فرض کی اور پچاس وقت کی نماز کا ثواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ قرآن شریف میں ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَلِهَا اِیْکَ نِکَی کرنے والا دس گنا ثواب پائے گا اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ وَاظَبَ عَلٰی الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَلَّ لَهُ الْجَنّٰنُ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ النَّیْرٰنُ ہمیشہ پانچوں نمازیں پڑھنے والے پر جنت حلال اور دوزخ حرام ہو گئی، اور پھر آپ نے فرمایا جو شخص پنجوقتہ نماز ادا کرتا ہے اور کوئی وقت نماز قضا نہیں کرتا ہے تو اللہ اس کے بدن پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِی النَّهَارِ وَدُلْفَاقِی النَّیْلِ اِنَّ الْعَسَاتِیْنِ یَنْذِهَبَنِ السَّیِّئَاتِ رَدِّی کی دونوں طرفوں میں اور کچھ رات رہے نماز پڑھا کرو بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں۔ ایک بار حضرت سرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ اگر تمہارے دروازے کے سامنے تھر جاری ہو اور تم روزانہ اس میں پانچ بار غسل کیا کرو تو کیا تمہارے جسم پر میل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ



نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا نماز کا یہی حال ہے۔ یعنی پنج وقتہ نماز پڑھنے والے کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ مصابیح میں حدیث مذکور ہے کہ تکبیر کتنے وقت بندہ اس طرح گناہوں سے پاک و صاف ہوتا ہے جیسے ابھی اپنی مال کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور جب سُبْحَانَكَ اللہ پڑھتا ہے تو اس کے ہر رومیں کے عوض میں اللہ تعالیٰ ایسی ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کو دیتا ہے جس میں دن کو روزہ رکھا ہو اور شب کو عبادت کی ہو۔ اور جب اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں چار ہزار نیکیاں لکھواتا ہے اور چار ہزار برائیاں دُور کرتا ہے اور جنت میں اُس کے لیے چار ہزار درجے بلند کرتا ہے اور جب بندہ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں حج اور عمرے کا ثواب درج کرتا ہے اور جب بندہ رکوع میں جاتا ہے تو گویا خدا کی راہ میں اپنے برابر سونا دیتا ہے۔ اور جب رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ تین مرتبہ پڑھتا ہے تو گویا تمام کتبِ منزلہ کی تلاوت کرتا ہے اور جب رکوع سے سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اور جب سجدہ میں جاتا ہے تو گویا ہر آیت قرآنی پر ایک یزدہ آواز دیتا ہے اور جب سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی کہتا ہے تو دیو اور پریوں کے شمار کے برابر نیکیاں اللہ تعالیٰ اُس کے نامہ اعمال میں لکھواتا ہے۔ اسی قدر برائیاں اس کی دُور کرتا ہے۔ اور جنت میں اسی قدر درجے اس کے لیے بلند کرتا ہے اور جب حلیہ کرتا ہے اور تشہد پڑھتا ہے تو صیر کرنے والوں کا ثواب اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتا ہے اور جب سلام پھیرتا ہے تو ہشت کے اٹھوں دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کو اختیار دیا جاتا ہے کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو۔ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَارْكُعُوا مَعَ الرَّاٰكِعِيْنَ (رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو) اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صَلَوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلٌ عَلَى صَلَوةِ الْفَرْدِ بِتِسْعٍ وَعِشْرَيْنَ دَرَجَةً (جماعت سے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ۲۹ درجہ فضیلت میں زائد ہے) بعض علماء کے نزدیک بے عذر شرعی تنہا نماز پڑھنا اور جماعت ترک کرنا جائز نہیں ہے اور حدیث میں ہے مَنْ صَلَّى صَلَوةَ الْخَمْسِ اَبْعَدَ يَوْمًا فِي الْجَمَاعَةِ لَا يَفُوتُهُ مِنْهَا تَكْبِيْرَةٌ اَلْحَرِيْمُ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِرَأْسَيْنِ بَرَاءَةً مِنَ النِّفَاقِ وَبَرَاءَةً مِنَ النَّارِ جو کوئی پنج وقتہ نماز چالیس دن تک برابر جماعت کے ساتھ پڑھے اس طرح پر کہ تکبیر تحریمہ جاتے نہ پائے تو اللہ اس کو دو دروازے دیتا ہے (۱) نفاق سے (۲) آتش دوزخ سے۔ اور دوسری حدیث میں



ہے۔ مَنْ صَلَّى صَلَوتَهُ الْخَمْسِينَ فِي الْجَمَاعَةِ حَيْثُ كَانَتْ وَآيِنَ كَانَتْ يَمُرُّ عَلَى الصِّرَاطِ كَمَا الْبَرَقِ  
الذَّامِعِ فِي زُمْرَةِ الْأَوَّلِ مِنَ السَّارِقِينَ إِلَى الْجَنَّةِ وَوَجْهَهُ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ  
حَافِظٌ عَلَيْهَا ثَوَابُ أَلْفِ شَهِيدٍ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَحِمَنَ لِي بِأَنْخِ وَقْتِ نَمَازِ جَمَاعَتٍ سَعَى أَدَاكِ جَبِي  
رہا اور جہاں کہیں رہا ہو وہ پھر صراط سے کوئٹہ والی بجلی کی طرح اول گروہ کے ساتھ جو پہلے جنت میں داخل  
ہوں گے گزرے گا اور اس کا منہ چودھویں رات کے چاند کے مانند روشن ہوگا اور ہر اس دن کے عوض میں  
جس میں اس نے نماز کی نگہبانی کی ہے ہزار شہید کا جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہوں ثواب ملے گا) ایسا ہی  
خلاصہ الاخبار میں ہے (فائدہ) یہ ثواب نو آدمیوں کی جماعت کا ہے لیکن دس یا اس سے زائد ہو جائیں  
تو اس کے ثواب کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب  
امام وَكَانَ الصَّلَاتِينَ کہے تو تم آمین کہو کیونکہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تم میں سے جس کی آمین ان کی  
آمین کے ساتھ ہوگی وہ بخشا جائے گا ایسا ہی صحیح مسلم میں ہے اور آپ نے فرمایا کہ نمازوں میں بہتر نماز  
جماعت کی نماز ہے اور بدتر نماز تنہا ہے۔ اور مروی ہے کہ ایک بار حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ حضور  
سرور کائنات علیہ السلام والتیمات کی خدمت بابرکت میں غمگین حاضر ہوئے آپ نے سب پوچھا انہوں نے  
کہا میرے دس اونٹ جو مال سے بھرے تھے چور لے گئے۔ آپ نے فرمایا میں سمجھا تھا کہ تمہاری تکبیر اولیٰ ہوتی  
رہی اس لیے تم غمگین ہو۔ انہوں نے پوچھا کیا تکبیر اولیٰ ایسے دس اونٹوں سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا  
تَكْبِيرَةُ الْأُولَى خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا تَكْبِيرُ أُولَىٰ مِثْلِ امَامِ كَسَا تَشْرِيكُ هُوَ دُنْيَا سَعَى أَدَاكِ سَعَى  
جو اس میں ہے بہتر ہے اور آپ نے فرمایا کہ قبر میں تارک جماعت کا منہ قبلے کی طرف سے پھیر دیا جائے  
گا اور فرمایا۔ تَارَكَ الْجَمَاعَةَ مُلْعَوْنٌ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ وَالْفُرْقَانِ وَتَارَكَ الْجَمَاعَةَ  
يَمْشِي فِي الْأَرْضِ وَالْأَرْضُ تُلْعَنُ وَيَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ وَالسَّمَاءُ تُلْعَنُ۔ تارک جماعت پر توریت اور  
انجیل اور زبور اور قرآن شریف میں لعنت کی گئی ہے اور تارک جماعت زمین پر چلتا ہے اور زمین اس پر  
لعنت کرتی ہے اور جب آسمان کی طرف دیکھتا ہے تو آسمان اس پر لعنت کرتا ہے) ایسا ہی صحیح میں  
ہے اور آپ نے فرمایا۔ لَوْ أَنَّ رَجُلًا صَلَّى صَلَوتَهُ جَمِيعَ أُمَّتِي وَصَامَ حَبِيبًا جَمِيعَ أُمَّتِي وَحَجَّ حَجَّ جَمِيعِ  
أُمَّتِي وَآتَى بِجَمِيعِ الطَّاعَاتِ وَسَمِعَ جَمِيعَ الْخَيْرَاتِ وَلَا يَحْضُرُ الْجَمْعَةَ وَالْجَمَاعَةَ إِلَّا يَدْخُلُهُ النَّارُ  
وَلَا يَسْأَلُهُ آيِنَ كَانَ وَمَا أَعْمَلٌ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ بِالرَّحْمَةِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَدَقًا



وَلَا عَدْلًا اگر میری امت کی نماز کے بقدر کوئی شخص نماز پڑھے اور میری تمام امت کے روزوں کے بقدر کوئی شخص روزہ رکھے اور میری تمام امت کے حج کے بقدر کوئی شخص حج کرے اور تمام طاعات بجالا دے اور سب بھلائیاں کرے لیکن جمعہ اور جماعت میں نہ حاضر ہو تو اللہ اس کو دوزخ میں بھیجے گا اور اس سے کچھ نہ پوچھے گا کہ تو کہاں تھا اور کیا عمل کرتا تھا اور اس کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں اور اس سے فرض و نفل قبول نہ کرے گا، جانتا چاہیے کہ نفل صلوٰۃ میں فرض اور سنت اور نفل سب داخل ہیں مگر قیام صلوٰۃ سے مراد نماز فریضہ ہے۔ نماز سے زیادہ کسی فرض کی تاکید نہیں ہے۔ زکوٰۃ غنی اور مالدار اور آزاد پر بشرط وجوب شرائط واجب ہے۔ حج بھی استطاعت و امن راہ وغیرہ شرائط پر فرض ہے۔ مگر نماز غلام، آزاد، توانگر، فقیر، مقیم، مسافر، مرہض سب پر فرض ہے جس طرح ان سے ادا ہو سکے ادا کریں۔ قیامت میں سب پہلے نماز کی پرکش ہوگی۔ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا: **أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بَعْدَ التَّوْحِيدِ الصَّلَاةُ** قیامت کے دن توحید کے بعد سب سے پہلے بندوں سے نماز کا محاسبہ کیا جائے گا، پہلے فرض نماز کا شمار ہوگا اس میں کمی ہوگی تو واجبات ملا لی جاویں گی اور اگر اس سے جبر نقصان نہ ہوگا تو سنتیں شامل کی جاویں گی۔ اگر سنتیں بھی کافی نہ ہوں گی تو نوافل شامل ہوں گے۔ عمدۃ الدین میں ہے کہ سنتیں و نوافل پڑھنے والے کو یہ نیت کرنا چاہیے کہ فرائض پورا کرنے کے لیے پڑھتا ہوں تاکہ قیامت کے دن اس کے فرض پورے ہو جائیں۔ اسی طرح نفل روزے میں فرض روزوں کے پورا کرنے کی نیت کرے کیونکہ قیامت میں فرض روزے بھی نفل روزے سے پورے کیے جائیں گے۔ حدیث میں ہے: **إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ** اعمال کا ثواب نیت کے اعتبار سے دیا جاتا ہے، وغیرہ میں ہے اگر کوئی شخص نوافل ہی پڑھا کرے اور فرائض ادا نہ کرے تو اس کو نوافل کا بھی ثواب نہ ملے گا۔ کیونکہ فرض اصل اور نفل فرع ہے۔ تارک اصل کو ثواب فرع نہیں مل سکتا۔ جیسا کہ اسباب المثال میں ہے کہ حضرت رسول خدا علیہ السلام **وَالْتَّائِبُ كَارِثًا مِّمَّنْ لَا يُؤْتَىٰ شَيْءٌ حَتَّىٰ يَأْخُذَ بِرَأْسِ الْمَالِ كَذَا لَكَ الْمُصَلِّي لَا يَقْبَلُ نَافِلَتُهُ حَتَّىٰ يُؤَدَّى الْفَرِيضَةُ** مثال نمازی کی تاجر کے مثل ہے کیونکہ تاجر جب تک اصل مال نہ آجائے نفع کا شمار نہیں کرتا ہے اسی طرح نمازی کے نوافل جب تک وہ فرائض ادا نہ کرے قبول نہیں ہوتے، اگر کسی شخص نے صبح کی نماز پڑھی اور غفل واقع ہو جانے کی وجہ سے وہ عند اللہ قبولیت



کے قابل ہوئی تو اُسے چاہیے کہ سنت پڑھتے وقت تکبیراً لفظ الف کی نیت کر لے تاکہ وہ سنت فرض کے عوض میں ہو جائے۔ اور وہ شخص عمدہ فرضیت سے بری الذمہ ہو کر آتش دوزخ سے نجات پائے اور روزے کا بھی یہی حال ہے۔ نماز عاجزی اور فروتنی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (۱) لے شک ان لوگوں نے رشکاری پائی جو اپنی نماز میں خشوع اور خضوع کرتے ہیں (۱) اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْفَعُ عَيْنَ الْمُتَّقِينَ وَالْمُتَكَبِّرِينَ (۲) نماز بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے (۲) اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَكْعَتَانِ مِنْ رَجُلٍ دَرَجَةُ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ رَكْعَةٍ مِنْ مُخَلِّطٍ (۳) متقی پرہیزگار کی دو رکعت نماز مخلط کی ہزار رکعتوں سے افضل ہیں (۳) خشوع کی تین قسمیں ہیں (۱) اعضا و جوارح کو ساکن رکھنا۔ حالت قیام میں مقام سجدہ پر اور حالت رکوع میں پشت پا پر حالت سجدہ میں اپنی بینی پر تشہد کے وقت پہلو پر نگاہ رکھے اس کو خشوع شریعت کہتے ہیں اور اس سے نماز جائز ہوتی ہے (۲) نماز میں ماسوی اللہ سے قطع تعلق کر لینا جو پڑھے اُس کے معافی پر غور کرنا۔ بہشت و دوزخ کا بھی خیال دل میں آنے نہ دینا اس کو خشوع حقیقت کہتے ہیں اور یہ قبولیت کا صالح ہے (۳) یوں عبادت کرنا کہ کسی سے خبر نہ ہوتی بساطِ قرب پر اور چشم دل دیدارِ الہی میں مشغول ہو حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ لَا يَسْعَى فِيهِ مَكَدٌ مُقَرَّبٌ وَلَا يَتَى مُوسَدٌ (۴) مجھے بارگاہِ الہی میں ایسا وقت حاصل ہے کہ نہ اس میں ماکہ مقربین کو دخل ہے اور نہ انبیائے مرسلین کو گنجائش۔ یہ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی پاؤں کی ایڑی میں تیر گڑ گیا تھا۔ جو نماز کی حالت میں کھینچ لیا گیا اور آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی اور حالت سجدہ میں ایک بار حضرت رابعہ بھری رحمہما اللہ کی آنکھ میں لے چبھ گئی لیکن اُنہیں کچھ بھی نہیں معلوم ہوا۔ یہ خشوع خاص اللہ والوں کے لیے ہے رحمۃ اللہ علیہم وانا صلی علیہا من برکاتہم۔ نبی رب جلیل حضرت خلیل علیہ السلام جب نماز شروع کرتے تو آپ کے دل کی دھڑکن کی آواز ایک میل تک لوگ سنتے تھے۔ مروی ہے کہ ایک بار حضرت نبی کریم علیہ التَّحِيَّةِ وَالسَّلَام نے نماز شروع کرنے کا قصد فرمایا۔ ہنوز تکبیر تحریمہ نہ کہی تھی کہ خوفِ الہی سے کانپ کر لے مخلط اس کو کہتے ہیں جس کو نماز میں وساوس اور اندیشہائے باطل زائد حال ہوں اور دل ان کی طرف مائل ہو جائے۔



زمین پر گر پڑے اور اپنی مبارک سے خون جاری ہو گیا۔ یہاں تک فرائض کا بیان تھا۔

اب سنن کا بیان شروع ہوتا ہے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص شبانہ روز میں بارہ رکعتیں سنت ادا کرے گا اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ وہ بارہ رکعتیں یہ ہیں نماز فجر کے قبل دو رکعت نماز ظہر کے قبل چار رکعت اور بعد دو رکعت اور نماز مغرب کے بعد دو رکعت اور نماز عشا کے بعد دو رکعت۔ ان کو فرائض کے ساتھ ہی ادا کرنا چاہیے۔ ایسا ہی مشارق میں ہے اور شرح سلمیٰ میں لکھا ہے کہ ان سنتوں کو ادا نہ کرنے والا میدانِ حشر میں سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوة کے روبرو شرمندہ اور محروم شفاعت ہوگا۔ اور آپ نے فرمایا ہے۔ شبانہ روز میں بتیس رکعت ادا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا اور اپنے دیدار کی نعمت عطا کرے گا۔ وہ بتیس رکعت یہ ہیں۔ سترہ رکعتیں فرض دن رات کی اور تین وتر اور بارہ سنت۔ کتاب الاطعمہ میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ صراط کیا ہے آپ نے فرمایا دوزخ کا پل ہے اس نے پوچھا وہ کس قدر فراخ ہے آپ نے فرمایا اس کی فراخی نہ پوچھو کیونکہ وہ ناپا نہیں جاسکتا البتہ اسکی لمبائی پوچھو اس نے اس کا سوال کیا آپ نے فرمایا تیس ہزار برس کی راہ ہے پل سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز ہے اس نے فرمایا ایسے پل پر سے گزرنا عقل میں نہیں آتا آپ نے فرمایا مَنْ دَاخِبَ عَلٰی اِثْنَيْ عَشَرَ رُكْعَةً يَطْوِعُهُ بِكُلِّ يَوْمٍ وَكَيْلَةً سَمِعَ اللّٰهُ صُرُورَهَا رَجَوَّ بَارَهُ رُكْعَتِ سُنَّتٍ پُر مدامت کرتا ہے اللہ اس پر اس پل پر سے گزرتا آسان کر دے گا، ایک شخص نے آپ سے پوچھا جو فرائض پڑھے اور سنتیں نہ پڑھے اس کے حق میں کیا حکم ہے آپ نے فرمایا وَاللّٰهِ مَنْ تَرَكَ مِنْهَا لَمْ يَنْلُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمَنْ صَلَّىهَا وَوَاتِبَ عَلَيْهَا اَنَا صَاحِبُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ وَلَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ بِكُلِّ رُكْعَةٍ مَدِيْنَةٌ مِّثْلُ الدُّنْيَا سَبْعَ مَرَّاتٍ فِيْ كُلِّ مَدِيْنَةٍ سَبْعُونَ اَلْفَ بَيْتٍ سَبْعُونَ اَلْفَ سَوِيْرٍ عَلٰی كُلِّ سَوِيْرٍ اِثْنَيْ عَشَرَ حُوْرًا وَلَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ وَعِنْدِيْ لَهٗ شَفَاعَةٌ مَّقْبُولَةٌ۔ اللہ کی قسم ہے کہ جو کوئی ان بارہ رکعتوں سے ترک کرے گا وہ قیامت کے دن میری شفاعت سے محروم رہے گا اور جو کوئی ان بارہ رکعتوں کو پڑھتا ہے گا اس کے لیے اللہ کے پاس ہر رکعت کے عوض میں مثل دنیا کے سات گنا ایک شہر ہے ہر شہر میں ستر ہزار کوٹھیاں ہیں ہر کوٹھری میں ستر ہزار تخت ہیں ہر تخت پر بارہ حوریں ہیں اور خدا اس کی دعا قبول کرتا ہے اور میری شفاعت اس کے لیے مقبول ہے، خلاصۃ الاخبار میں ہے کہ



جب آپ نے فرضوں پر یہ بارہ رکعتیں سنت کی زیادہ کیں تو حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا کہ جو کوئی ان پر مواظبت کرے گا میں اس پر حنت حلال اور دوزخ حرام کر دوں گا۔ یہاں تک سنتوں کا بیان تھا۔

اب نوافل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ نوافل بھی نماز میں داخل ہیں ان کے پڑھنے والے کو بحد ثواب ہے۔ حضرت رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مَنْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا كَفَّ اللَّهُ مِنَ النَّارِ أَرْبَعِينَ خَرُفًا حَسْبُ نَفْسِهِ دُونَ رَكْعَتَيْنِ اَللّٰهُ اس کو دوزخ سے یقین چاہیے میں کی راہ کے دور کر دے گا اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور آپ نے فرمایا ہے کہ جس کی نفل نماز زیادہ ہوگی اُس کے اچھے کام بہت اور بُرے کام تھوڑے ہوں گے اس کا درجہ بلند ہوگا۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنا وقت ضائع نہ کریں اور چاشت کی نماز ضرور پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ حدیث میں ہے جو شخص چار رکعت نفل جب آفتاب سر کے مقابل ہو پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیتہ الکرسی اور تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر ہزار فرشتوں کو شام تک اُس کے نیک کام لکھنے کے لیے بھیجتا ہے اور اگر اس دن وہ مرجاتا ہے تو شہید ہوتا ہے یہ امام مالک سے مروی ہے اور نماز طہر کے بعد چار رکعت نماز نفل پڑھنا چاہیے۔ امام ابو بکر طسافی اپنے صحیح میں لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے مَنْ صَلَّى اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَ اَرْبَعًا بَعْدَ الظُّهْرِ حَرَّمَ اَللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ جو شخص فرض سے پہلے چار رکعت اور بعد چار رکعت پڑھے گا اللہ اس پر دوزخ کو حرام کر دیتا ہے بعض کے نزدیک فرض سے پہلے چار رکعت پڑھنے سے سنتیں مراد ہیں اور بعض کے نزدیک نفل مراد ہیں۔ اکثر محدثین کا یہ قول ہے کہ سنتیں مراد ہیں اور فرض عصر سے پہلے چار رکعت سنت پر مداومت کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا ہے مَنْ صَلَّى اَرْبَعًا قَبْلَ اَلْعَصْرِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِرَاءَةً مِنَ النَّارِ جو شخص فرض عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ دوزخ سے برأت لکھ دے گا اور ایک روایت میں ہے حَرَّمَ اللّٰهُ عَلٰی جَسَدِهِ النَّارَ اَللّٰهُ اس کے جسم پر آگ کو حرام کر دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے اَنَا ضَامِنٌ بِالْجَنَّةِ رَمِيں اس کے لیے دخول جنت کا ضامن ہوں مسلمانوں کو غور کا مقام ہے کہ جس نماز کے پڑھنے والے کے حضرت بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دخول جنت کے ضامن ہوں اس کو ترک کرنا کس قدر ظلم اور نا انصافی ہے۔ نماز مغرب کے بعد نماز اوابین کی بیس رکعتیں ہیں جن کا ثواب احاطہ تحریر سے باہر ہے اگر بیس ادا نہ ہو سکیں تو چھ رکعت پڑھے اور دو



رکعت تحفہ خباب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پڑھے اول رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد والضحیٰ دوسری  
 رکعت میں الم نشرح پڑھے اس پر ہمیشگی کرنے والے کے لیے آپ کی شفاعت واجب ہے اور رات کے  
 شکر کی دو رکعتیں پڑھے اس طرح پر کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون پانچ مرتبہ۔ اس پر  
 مواظبت کرنے والا تمام رات کی عبادت کا ثواب پائے گا۔ اور دو رکعت بہ نیت حفظ ایمان ادا کرے  
 اس طرح پر کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص چھ مرتبہ اور معوذتین ایک مرتبہ، اس کے پڑھتے  
 والے کا ایمان اللہ تعالیٰ ہمیشہ قائم رکھے گا۔ عشاء کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے حضرت سرور کائنات  
 علیہ السلام والصلوٰۃ کا ارشاد ہے مَنْ صَلَّى اَرْبَعًا بَعْدَ الْعِشَاءِ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ فَكَانَتْ لَهُ لَيْلَةٌ  
 اَقْدَرُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ رَجُو شَخْصٍ نَمَازِ عِشَاءِ كَيْفَ بَعْدَ كَلَامِ كَرْنِ سَے پہلے چار رکعت نماز پڑھے تو وہ  
 مثل اس شخص کے ہے جس نے شب قدر مسجد حرام میں پائی ہو، نصف شب کو چار رکعت نماز پڑھے۔  
 حدیث میں ہے رُكْعَتَانِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْلَا أَنْ أُشَقَّ عَلَى  
 أُمَّتِي لَفَرَضْتُ لَهَا رُكْعَاتٍ رُجْبَ وَسَطِ شَبِّ مِیں دو رکعتیں دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہیں اگر میں  
 اپنی امت پر مشقت نہ دیکھتا تو میں ان دو رکعت کو کئی دو گانہ فرض کرتا، محدثین نے اس کو نماز زوال  
 پر قیاس کیا ہے۔ اور آفتاب نکلنے کے بعد دن کے شکر پر میں دو رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ  
 کے بعد سورۃ اخلاص پانچ مرتبہ پڑھے۔ ان دو رکعتوں کا پڑھنے والا مثل اس کے ہے جو تمام دن عبادت  
 الہی میں مصروف رہے۔ دوپہر کو چار رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد الشمس دوسری  
 میں والیل تیسری میں والضحیٰ چوتھی میں الم نشرح جو شخص اس نماز کو پڑھے گا کبھی محتاج نہ ہوگا اور قیامت  
 کے دن اس کا چہرہ روشن ہوگا۔ مسلمانو! تم کو لازم ہے کہ حق تعالیٰ کی عبادت میں دل و جان سے مشغول  
 رہو اور سعادت دارین حاصل کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا  
 لِلَّهِ قَانِتِينَ تفسیر اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ تم اپنی پانچ وقتہ نمازوں  
 کی حفاظت کرو کوئی نماز فوت نہ ہونے دو خاص کر بیچ والی نماز کی حفاظت کرو اور قیام کرو اللہ کے لیے  
 عاجزی اور فروتنی سے اللہ تعالیٰ نے امر محافظت کا فرمایا تاکہ تاکید ہو جائے۔ جیسا کہ فرمایا ہے يَحْفَظُوا  
 فُرُوجَهُمْ (اپنی شرمگاہوں کو چھپاؤ) اب جانتا چاہیے کہ جس طرح شرمگاہ کی حفاظت ہر وقت لازم ہے  
 اسی طرح نماز کے وقتوں کی محافظت ضروری ہے۔ حافظوں سے مراد یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آجائے تو



اس کی حفاظت کرو جیسے بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَسْتَحِدُّوْا الْمَقَابِلَ وَ قُبُهَا وَ لَا تَوَخَّرُوْهَا يَوْ قِتْنَارِ نِمَازِ كِے وقت سے پہلے نماز کے لیے مستعد ہو جاؤ اور اس کے وقت سے اُسے موخر نہ کرو) اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نکاح اور شہوت کا بیان کیا ہے اس آیت کو ان آیتوں سے موخر کرنے میں یہ نکتہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نکاح اور طلاق کے معاملات میں اس قدر مصروف ہو کہ نماز کو بھول جاؤ اور ایسا کرنے والوں کی خود ہی مذمت بھی کر دی ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِ هِمِّ خَضَتْ اَصْنَعُوا الصَّلَاةَ وَ اتَّبِعُوا الشَّهَوَاتِ (نیکوں کے بعد ان کے قائم مقام ایسے بُرے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہش نفسانی کی اتباع کرنے لگے) حدیث قدسی میں ہے عِبْدِي اَحْفِظْ الصَّلَاةَ اَحْفَظْكَ عَنِ الْمَكَارِهِ وَ الْبَلِيَّاتِ رَاے میرے بندے تو نماز کی حفاظت کر میں تجھے تمام آفات سے بچاؤں گا) اور حضرت بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کی طرف خطاب کر کے فرمایا يَحْفَظُكَ اللّٰهُ بِحِفْظِكَ الصَّلَاةَ رَاے اگر تو نماز کی حفاظت کرے گا تو اللہ تیری حفاظت کرے گا) صلوٰۃ وسطیٰ میں اختلاف ہے حضرت علی و حضرت عبداللہ بن عباس و حضرت ابوسعید خدری و حضرت ابوالیوب القساری و حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت حفصہ و حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے صلوٰۃ وسطیٰ سے عصر کی نماز مراد لی ہے اور جنگ خندق میں جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں فوت ہو گئیں تو آپ نے فرمایا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰی اٰی صَلَاةُ الْعَصْرِ مَلَا اللّٰهُ تَعَالٰی قُلُوْبَهُمْ وَ قُبُورَهُمْ نَارًا اَرْكَفَارَ کِی مشغولی نے ہمیں نماز وسطیٰ سے کہ وہ خاص عصر کی نماز ہے روکا، اللہ ان کے دلوں اور قبروں میں آگ بھردے) اور آپ نے فرمایا مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَانَتْ مَآوِزَ اَهْلِهِ وَ مَالِهِ (جس کی عصر کی نماز فوت ہو گئی گو یا اس کا مال اور اس کے گھر والے فوت ہو گئے) بعض علماء کے نزدیک وسطیٰ سے نماز مغرب مراد ہے اور قبیسہ بن ذریب اسی کے قائل ہیں اور دلیل لاتے ہیں کہ نماز فرض تین طرح کی ہوتی ہے۔ چار رکعت، دو رکعت، تین رکعت اور تین رکعتیں دو اور چار کے درمیان ہیں اور دوسری دلیل یہ ہے کہ نماز مغرب کی رات اور دن کے وسط میں ہے۔ اور بعض علماء کے نزدیک وسطیٰ سے عشا کی نماز مراد ہے کیونکہ عشا کے پہلے مغرب کی تین رکعتیں اور عشا کے بعد فجر کی دو رکعتیں فرض ہیں ان دونوں کے درمیان عشا کی چار رکعتیں ہیں پس وہی وسطیٰ ہوئیں اور بعض کے نزدیک فجر کی نماز وسطیٰ ہے حضرت ابن عمر اور حضرت ابو جہل غفاری اور حضرت جابر



ابن عبد اللہ اور حضرت عکرمہ اور حضرت مجاہد اور حضرت ربیع اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے ان کی دلیل یہ ہے وَالصَّلَاةُ الْوُسْطَىٰ کے بعد اللہ تعالیٰ نے وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَتْنَيْنِ فرمایا ہے اور قنوت نماز فجر ہے اور اسی کے قائل حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ہیں دلیل اُن کی یہ ہے كَانَتْ رِسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الطُّهْرَ بِالْمُهَاجِرَةِ وَلَمْ يَكُنْ صَلَاةً اَشَدَّ عَلَى اَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا فَنَزَلَ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةُ الْوُسْطَىٰ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز زوال کے بعد پڑھتے تھے اور کوئی نماز صحابہ پر اس سے زائد سخت نہ تھی بسبب حرارت آفتاب اور ترک راحت و آرام کے اور اس کے فوت ہونے کا خوف تھا پس یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرو خاص کر بیچ والی نماز کی یعنی ظہر کی کہ اُس کے پہلے فجر کی نماز اور اس کے بعد عصر کی نماز ہے پس دن میں بیچ والی نماز ظہر ہوئی اور مغرب کی نماز رات میں داخل ہے مترجم کہتا ہے اس مقام پر صاحب نافع المسلمین نے بغیر اصل پر غور کیے ہوئے ترجمہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے اصل کتاب کا مطلب فوت ہو جاتا ہے اور ترجمہ سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے حالانکہ یہاں پر وسطیٰ سے ظہر کی نماز مراد ہے جس پر اوپر ذکر کی ہوئی حدیث شاہد ہے۔ نافع المسلمین کی عبارت یہ ہے حقیقت میں وسطیٰ کے معنی تو یہی ہیں کہ درمیان یعنی درمیان دن اور رات کے۔ اور یہ تعریف نماز عصر ہی پر صادق آتی ہے اس لیے نماز مغرب و فجر تو راتوں کی نمازیں ہیں انتہی۔ فجر کو رات کی نماز کہنا اس پر بھی طرہ ہے۔ اللہ تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ قرآن و حدیث میں غور و فکر سے کام لیا کریں۔ قتادہ اور ربیعہ اور میثم رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم نہیں بتا سکتے کہ نماز وسطیٰ سے کون نماز مراد ہے یہ حکم تاکید محافظت کے لیے ہے کیونکہ بیچ و قنوت نماز میں ہر نماز وسطیٰ ہو سکتی ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ وسطیٰ سے عصر کی نماز مراد ہے کیونکہ وہ وقت خرید و فروخت اور آنے جانے کا ہوتا ہے اکثر یہی نماز فوت ہو جاتی ہے اور قاتلین سے خشوع خضوع کرنے والے اور ڈرنے والے مراد ہیں اور بعض کے نزدیک قنوت محافظت کرنے والے کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک چپ کھڑے رہنے والے کو کہتے ہیں اور یہ معنی اس حدیث کے مطابق ہیں کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والتناۃ سے پوچھا گیا کہ تمام نمازوں میں اچھی نماز کون ہے آپ نے فرمایا طول القنوت (جس نماز میں طول قیام ہو وہ اچھی ہے) اور بعض کے نزدیک قنوت نماز میں چپ رہنے والوں کو کہتے ہیں۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نازل



ہونے سے پہلے جب ہم نماز پڑھتے ہوتے اور کوئی ہم سے پوچھتا کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو ہم بتا دیا کرتے تھے کہ ہم نے اتنی رکعتیں پڑھی ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس بات سے منع کر دیا۔ یہاں تک نماز کا بیان تھا۔

اب روزہ کا بیان کیا جاتا ہے حدیث سابق میں ہے وَصَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ یعنی ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ نے ہمارے اوپر رمضان کے مہینے میں روزے رکھنا فرض کیا ہے جس طرح دخولِ حیات کے لیے نماز شرط ہے اسی طرح رمضان کے روزے بھی شرط ہیں۔ سب عبادتوں سے بہتر عبادت روزہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب منسوب کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الصَّوْمُ لِي أَنَا أَجْزَى بِهِ (روزہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا) روزہ کی نسبت اللہ تعالیٰ نے پانچ سبب سے کی ہے (۱) اللہ کھانے پینے سے میرا ہے اور روزے سے بندے کو بھی یہ صفت حاصل ہوتی ہے یہی ثوابِ عظیم کا سبب ہے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے۔ مَنْ كَانَ لَهُ خُلُقٌ مِّنْ أَخْلَاقِ اللَّهِ تَعَالَىٰ فَهُوَ أَهْلُ الْجَنَّةِ جس میں اللہ کی کوئی عادت ہو وہ جنتی ہے (۲) روزہ باطنی عبادت ہے اور اللہ باطنی عبادت کو زائد پسند کرتا ہے خود فرماتا ہے ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً (اپنے رب کو پوشیدہ رو کر پکارو) اور حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں پوشیدہ ایک پیسہ دنیا ان سات سو پیسوں سے اچھا ہے جو ظاہر میں دیے جائیں۔ (۳) روزے سے نفس مغلوب ہوتا ہے اور نفس کو مغلوب کرنا بڑی عبادت ہے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے روزیدار کا سونا اس شخص کے جاگنے اور تمام رات عبادت کرنے سے بہتر ہے جو روزہ نہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا يٰدَاوُدُ عَادِ نَفْسَكَ فَإِنَّ مُحِبَّتِي فِي عَادَاتِهَا (اے داؤد اپنے نفس سے دشمنی کرو کیونکہ نفس سے دشمنی کرنے سے میری دوستی حاصل ہوتی ہے) قاعدہ ہے کہ جب دشمن کو حسبِ خواہش کھانا پانی ملتا ہے تو وہ قوی ہوتا ہے اور قوی دشمن دشمنی زیادہ کر سکتا ہے نفس انسان کا دشمن ہے غیر رمضان میں اس کو دن رات برابر کھانا پانی پہنچتا ہے جس کی وجہ سے قوت پا کر انسان کو گناہ کی طرف راغب کرتا ہے اور عبادت سے ہٹاتا ہے اور رمضان میں خلاف عادت تمام دن اُسے کچھ نہیں ملتا جس کی وجہ سے وہ خود ضعیف ہو جاتا ہے اور گناہ کی طرف راغب کرنے سے باز رہتا ہے (۴) روزہ شیطان پر فہر کرنا ہے اس لیے کہ شیطان روزے دار پر قابو نہیں



پاتا ہے۔ حدیث میں ہے اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مَجْرَى الدَّارِ فَصَيِّقُوْهُ هَا بِالصَّوْمِ (شیطان تمہاری رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے تم اس کی راہ کو روزہ سے تنگ کر دو) جب شیطان تمہارے جسم میں داخل نہ ہو سکے گا تو تم اس کے فریب سے بچے رہو گے (۱) روزہ میں فرشتوں کی موافقت ہوتی ہے اور نیکیوں کے ساتھ موافقت کرنے سے ثواب عظیم ملتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص صلیحہ کی خصال کی موافقت کرتا ہے وہ قیامت کے دن انہیں کے ساتھ اٹھے گا۔ روزہ دار دوزخ سے ستر برس کی راہ کے بقدر دور ہوتا ہے۔ صحیح مسلم و بخاری میں بروایت حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعَدَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا جس نے اللہ کی راہ میں ایک روزہ (نفل) رکھا اللہ اس کو دوزخ سے ستر برس کی راہ کے بقدر دور کر دے گا) اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا رَمَنْ صَامَ يَوْمًا سَوَى الْفَرِيضَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اِيْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا يَرُدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ جس نے فرض رمضان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک نفل روزہ رکھا انہ روزے ایمان کے اور ثواب کی نیت کے اللہ اس پر دوزخ کی آگ ٹھنڈی کر دے گا) اب تک مطلق روزے کا بیان تھا۔ کسی دن میں ہو پس ہتھکڑیوں میں روزہ رکھنے کا ثواب اس سے بدرجہا زیادہ ہے انشاء اللہ اپنے موقع پر ان کا ذکر آوے گا۔ مسلمانوں پر رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ رَأْسَ اِيْمَانٍ وَالْوَتْمُ بِهِ رُزْءٌ مِنْكُمْ فَرَضَ اللَّهُ فَرِيضَةً عَلَى كُفْرٍ قِيَامَهُ اللہ نے تم پر رمضان میں دن کو روزے فرض کیے ہیں اور میں نے تم پر رمضان کی رات میں تراویح سنت کی) اور بھی آپ نے فرمایا ہے رَنَوْمُ الصَّائِمِ عِيَادَةٌ وَنَفْسُهُ تَسْبِيحٌ وَدُعَاؤُهُ مُسْتَجَابٌ وَعَمَلُهُ مَصَاعِفٌ روزیدار کا سونا عبادت ہے اور سانس لینا تسبیح ہے اور دعا مقبول ہے اور روزیدار کے اعمال کا ثواب دوچند ہے) اور آپ نے فرمایا ہے لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ الْإِفْطَارِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ الْمَلِكِ الْجَبَّارِ (روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں (۱) افطار کے وقت (۲) دیدار الہی کے وقت۔ افطار کے وقت کی خوشی کی کئی قسمیں ہیں (۱) بھوک پر سیری ہونے کی خوشی (۲) روزہ کی نیت اور تراویح کی قوت کی خوشی (۳) اللہ نے تمام دن کھانے پینے جماع وغیرہ پر



امساک کی توفیق دی اس کی خوشی (۴) نزول رحمت باری کی خوشی جیسے حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْزَلَ عَلَی الصَّائِمِ عِنْدَ افْطَارِهِ رَحْمَةً جَمَّةً رَّوَزَے وار پر افطار کے وقت اللہ اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے جس کا شمار نہیں ہو سکتا) پس افطار کے وقت جس قدر خوشی کی جائے زیبا ہے اور آپ نے فرمایا ہے خُلُوفُ فِیْمَ الصَّائِمِ اَطِيبٌ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ ر روزے وار کے منہ کی بدبو اللہ کو مشک سے زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے) اور آپ نے فرمایا الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ (روزہ سپر ہے دوزخ سے یعنی جس طرح سپر تلوار کو روکتی ہے اسی طرح روزہ شرارۃ دوزخ سے روکتا ہے۔ قیامت میں جب دوزخ گنگار پر حملہ آور ہوگی تو حکم ہوگا جو لوگ روزہ دار مرے ہیں کہاں ہیں وہ سامنے جاویں گے دوزخ ان کی بو پہچان کر چالیس برس کے فاصلہ پر ان سے ہٹ جائے گی۔ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک گنگار دوزخ میں ڈالا جائے گا آگ اس سے بھاگے گی۔ مالک دوزخ آگ سے کہے گا تو اُسے کیوں نہیں پکڑتی آگ کہے گی میں اُسے کیونکر پکڑوں اس کے منہ سے روزے کی بو آتی ہے۔ مالک اس گنگار سے پوچھے گا کیا تو روزہ دار مرا تھا وہ کہے گا ہاں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ روزہ داروں سے خطاب کرے گا کُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا اسْلَفْتُمْ فِی الْاَيَّامِ الْغَالِبَةِ رحمت میں جو تمہارا دل چاہے کھاؤ اور پیو یہ اس کا بدلہ ہے جو تم نے ایام گذشتہ میں کیا (یعنی روزہ رکھا) روزے کی تین قسمیں ہیں (۱) صوم شریعت (۲) صوم طریقت (۳) صوم حقیقت۔ تمام دن کھانے اور پینے اور جماع سے باز رہنے کو صوم شریعت کہتے ہیں۔ روزے میں غیبت کرنا جھوٹ بولنا جھلی کھانا اہل طریقت کے نزدیک مفسد صوم ہے۔ حدیث میں ہے الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ مَا لَمْ تَخْرُقْهُ الْغِیْبَةُ روزہ دوزخ سے سپر ہے جب تک اس کو غیبت سے نہ توڑے) اور دوسری حدیث میں ہے کَمَ مِنْ صَائِمٍ یَصُومُ وَلَیْسَ مِنْ صَوْمِهِ اِلَّا الْجُوعُ وَالْعَطَشُ (بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کو روزہ سے صوا اس کے کہ بھوکے پیاسے رہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا) مسلمانوں کو لازم ہے کہ روزہ کی حالت میں تمام ممنوعات سے احتراز کر کے اپنے روزے کو کامل کریں۔ افطار اہل حلال سے کریں۔ حدیث میں ہے مال مشکوک سے روزہ افطار کرنے والے پر اللہ غضبناک ہوتا ہے۔ تمام گناہوں سے اجتناب کرنے کو صوم حقیقت کہتے ہیں اور صوم حقیقت میں دل کو علائق دنیا سے خالی اور یادِ الہی سے پُر رکھنا لازمی ہے یہ روزہ سب زائد مشکل ہے اللہ کے خاص بندوں



کو نصیب ہوتا ہے۔ روزہ کے آداب تیرہ ہیں (۱) گوشہ نشینی اختیار کرنا تاکہ نامشروع اور نامحرم پر نظر نہ پڑے (۲) بد صحبت سے دور رہنا کہ دل مشغول نہ ہو (۳) لوگوں میں نشست و برخاست کم کرنا تاکہ فضول باتوں سے محفوظ رہے (۴) خرمی سے افطار کرنا۔ شریعت الاسلام میں ہے کہ خرمی سے افطار کرنا سنت ہے اگر خرمی بستر نہ آوے تو پانی سے افطار کرے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ أَفْطَرَ عَلَى الْمَاءِ كَتَبَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ عَلَى جَسَدِهِ عَشْرَةَ حَسَنَةٍ وَمَحَى عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَ عَشْرَ دَرَجَاتٍ یعنی جو شخص پانی سے روزہ افطار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم کے ہر روئیں کے بدلے میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور دس گناہ مٹاتا ہے اور دس درجے بلند کرتا ہے (۵) حلال روزی کھانا۔ حدیث میں ہے جو شخص حلال روزی سے افطار کرتا ہے ہر لقمہ پر ایک روزے کا ثواب پاتا ہے اور اگر روزی میں شبہ ہو تو فرض لے کر اس سے افطار کرے (۶) افطار میں عادت سے زیادہ نہ کھائے (۷) اکیلا نہ کھائے بلکہ اپنے زن و فرزند کے ساتھ افطار کرنا چاہیے حدیث میں ہے إِذَا صُمْتُمْ فَأَفْطِرُوا مَعَ أَهْلِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ فَإِنَّ مَنْ أَفْطَرَ مَعَ أَزْوَاجِهِ فَلَهُ بِكُلِّ لُقْمَةٍ ثَوَابٌ عِتَقَ رَقَبَةً (روزہ دار کو اپنے زن و فرزند کے ساتھ افطار کرنا چاہیے اس لیے کہ جو اپنے زن و فرزند کے ساتھ افطار کرے گا اس کو ہر لقمہ پر ایک روزہ آزاد کرنے کا ثواب ملے گا) (۸) نماز عشا اور تراویح سے فارغ ہونے کے بعد کھانا کھانا اور افطار کے وقت سیر ہو کر نہ کھانا چاہیے کیونکہ سیر ہو کر کھانے سے بے نیاز غالب ہوتی ہے اور طبیعت میں کابلی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے قیام لیل اور ادائے تراویح سے محروم رہ جانے کا خوف ہے (۹) جس قدر کھاوے اسی قدر صدقہ دینا تاکہ روزے اور صدقے کا ثواب پاوے (۱۰) سحر کے وقت کچھ کھا لینا۔ حدیث میں ہے تَسَحَّرُوا فَإِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ لُقْمَةٍ مِنْهَا ثَوَابَ عِبَادَةٍ سِتِّينَ سَنَةً (سحر کھایا کرو کیونکہ سحر کھانے میں ہر لقمہ کے بدلے ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب ہے) (۱۱) افطار میں جلدی اور سحر کھانے میں دیر کرنا۔ حدیث میں ہے ثَلَاثَةٌ مَنِ سَنَّ الْمُرْسَلِينَ تَعْجِيلُ الْفِطْرِ وَتَأْخِيرُ السُّحُورِ وَوَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ (تین چیزیں انبیاء و مرسلین کی سنت ہیں) (۱۲) افطار میں جلدی کرنا (۱۳) سحری میں دیر کرنا (۱۴) نماز میں دامن ہاتھ بایں ہاتھ پر باندھنا (۱۵) افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا يَا وَاسِعَ الْمُخْفِرَةِ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي الْعَظِيمَةَ فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ الْعَظِيمَةَ إِلَّا رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اسے کشادہ بخشش والے میرے گناہوں کو بخش دے کیونکہ بڑے گناہوں کو



سوائے رب عرش عظیم کے کوئی نہیں بخشا ہے) حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ افطار کے وقت یہ دُعا پڑھا کرتے تھے (۱۳) سحری کے وقت سات مرتبہ یہ دُعا پڑھنا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْقَائِمُ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ (کوئی معبود برحق سوا اللہ کے نہیں ہے جو زندہ اور قائم ہے وہ ہر نفس پر جو اس نے کمایا ہے حاضر ہے) حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دُعا کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ ہر شمار ہر شمار سے کے ہزار نیکیاں دیتا ہے اور اسی قدر اس کی بُرائیاں مٹاتا ہے اور اسی قدر اس کے مدارج بلند کرتا ہے روزہ ایسی عبادت ہے جو حضرت آدمؑ کے زمانہ سے اس وقت تک سب پر فرض رہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ اسے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح فرض کیا گیا تھا ان لوگوں پر جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم متقی ہو جاؤ) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا يَا حُرُوفِ نَدَا ہے اور ندا کی کئی قسمیں ہیں (۱) ندائے رحمت جیسے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا (۲) ندائے مذمت جیسے يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ (۳) ندائے رحمت جیسے يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا (۴) ندائے وحشت جیسے وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا (۵) ندائے نسبت جیسے يَا بَنِي إِسْرَءِيلَ (۶) ندائے جنسیت جیسے يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا میں ندا کے تین حروف ہیں (۱) یا (۲) امی (۳) ہا، یا سے ندائے نفس اور امی سے ندائے جان اور ہا سے ندائے قلب مقصود ہے اور الذین اشارت اور آمنوا بشارت ہے پس معنی یہ ہوتے کہ اسے تن خدمت میں حاضر ہو اور اسے جان قربت میں سیر فرازی حاصل کر اور اسے قلب مشاہدہ جمال خداوندی کے نزدیک ہو۔ بعض کا قول ہے کہ ندا کی دو قسمیں ہیں (۱) ندائے علامت جیسے يَا أَدَمُ يَا إِبْرَاهِيمَ (۲) ندائے کرامت جیسے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو کو ندائے علامت سے اور اپنے حبیب کو ندائے کرامت سے یاد کیا ہے اور آپ کے طفیل میں آپ کی امت کو بھی اللہ تعالیٰ نے ندائے کرامت سے سرفراز فرمایا ہے اور يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا سے ان کو مخاطب کیا کُتِبَ معنی میں فُرِضَ کے ہے جیسے کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ وار د ہے چونکہ روزے میں سختی بھی ہے اس لیے ایمانداروں کی تسلی کے لیے فرمایا کَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ فرما دیا یعنی ہم نے روزہ صرف تمہارے اوپر فرض نہیں کیا بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیا تھا جانا چاہیے



کہ اُمم سالقہ میں بعض پر دسویں محرم کا روزہ فرض تھا اور بعض پر ایام بعض کے اور بعض پر تین مہینے کے روزے فرض تھے اور تم پر تو فقط ایک ہی مہینہ کے روزے فرض ہیں اس ہمساک نفس سے غرض یہ ہے کہ شاید تم اس کی برکت سے منتفی ہو جاؤ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ اسی جانب اشارہ ہے متقون کے معنی تنجیون من عذاب النار کے ہیں یعنی عذابِ دوزخ سے نجات پا جاؤ۔ ابتداءً جب رمضان کے روزے فرض کیے گئے تھے تو فدیہ دینے کا بھی اختیار دیا گیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ (جو لوگ طاقت رکھتے ہیں روزہ رکھنے کی اور روزہ نہ رکھیں تو فدیہ دیں بقدر خوراک ایک مسکین کے) پھر حکم فرمایا وَ اَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ رُزْهَ رَكْعَتَا تَمَّارَے لیے بہتر ہے) اس حکم سے اول حکم منسوخ ہو گیا پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم غروبِ آفتاب سے عشاء تک افطار کیا کرتے تھے اور عشا کے بعد تمام رات اور تمام دن غروبِ آفتاب تک روزہ رکھا کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ر اللہ نے جان لیا جو تمہارے نفوس خیانت کرتے ہیں پس اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تم سے عفو اور درگزر کیا) پس صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک روزہ کا وقت مقرر ہو گیا اور رات کو کھانے پینے جماع کرنے کی اجازت ہو گئی اور یہی حکم ہمیشہ کے لیے جاری ہو گیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَ عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهِ وَ اَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ یہ عبادت ہمیشہ کے لیے تم پر فرض نہیں کی گئی ہے بلکہ گنتی کے چند دن ہیں جو تائد سے زائد تیس اور کم سے کم آتیس دن ہیں مسلمانوں کا گاہ ہو جاؤ کہ اول تو اللہ تعالیٰ نے سال بھر میں صرف ایک مہینہ کے روزے تم پر فرض کیے ہیں۔ اور اس میں بھی یہ آسانی کر دی ہے کہ معذور کو مستثنیٰ کر کے غیر معذور کے لیے حکم فرمایا یعنی اگر تم میں سے کوئی ایسا بیمار ہو جاتے جس کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا کم بیمار ہو مگر خوف قوی ہو کہ روزہ رکھنے سے مرض بڑھ جاتے گا یا ایسے سفر میں ہو جس میں نمازِ قصر کی جاتی ہے تو رمضان میں روزہ نہ رکھے اور جب یہ مواقع دور ہو جائیں تو جس قدر روزے رمضان کے چھوٹ گئے ہیں اس وقت رکھے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں اور روزہ نہ رکھیں تو وہ ہر روز سے کے عوض میں ایک فقیر کو نصف



صاع گیہوں دیں۔ پس اگر نصف صاع سے زیادہ دے گا تو زیادتی کے بقدر ثواب بھی زاد پائے گا اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے حق میں بہتر ہے فدیہ دینے سے کیونکہ روزہ سے تو تصفیہ باطن اور تزکیہ قلب مقصود ہے وہ فدیہ دینے سے حاصل نہیں ہو سکتا اگر عقل رکھتے ہو تو خود اس کو سمجھو۔ مترجم کہتا ہے بعض جہل رکھتے ہیں کہ رمضان میں ہر مومن کو بصورتِ صحت و سلامتی اختیار ہے کہ روزہ رکھے یا فدیہ دیکر فرضیتِ صوم سے سبکدوشی حاصل کرے کیونکہ فرضیتِ صوم کتب الصیام سے اور روزے کے عوہن میں فدیہ دے کر سبکدوش ہونے کا حکم وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ سے ظاہر ہے اس کے جواب میں اولاً چند قواعد عربیہ کا جاننا ضروری ہے (۱) کلمہ مَنْ مقام شرط میں استغراق کو مفید ہوتا ہے (۲) احکام شرع میں مکلفین مخاطب ہیں (۳) امر غائب کا حکم بھی وجوب سے ہے جیسے امر حاضر کا سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مَنْ شَهِدَا مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ یہاں مَنْ مفید استغراق کو ہے بحکم مقدمہ اولیٰ پس مراد کل افراد انسان ہیں جو ماہ رمضان کو پائیں قَوْلُهُ مِنْكُمْ سے معلوم ہوا کہ غیر مکلفین مستثنیٰ ہیں بحکم مقدمہ ثانیہ قَوْلُهُ فَلْيَصُمْهُ صیغہ امر غائب مفید ہے وجوب کو بحکم مقدمہ ثالثہ پس اس آیت کے یہ معنی ہوتے کہ جتنے افراد انسان کے مکلفین ماہ رمضان کو پائیں ان پر روزہ رکھنا فرض ہے پس جو شخص بصحت و سلامتی روزہ نہ رکھے گا تارک فرض ہوگا اور تارک فرض کا حال اوپر بیان ہو چکا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ روزہ رکھنا فرض ہے مکلف سے کسی طرح ساقط نہیں ہو سکتا اور عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ سے ثابت ہوتا ہے کہ فدیہ دینے سے روزہ ساقط ہو جاتے۔ پس دونوں آیتوں میں تعارض ہوا۔ دفع تعارض میں مفسرین نے مختلف تقریریں کی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ یہ آیت شیخ فانی کے حکم کو ثابت کرتی ہے جو شخص روزہ رکھنے سے عاجز ہو وہ فدیہ دے۔ اس تقدیر پر چند طور سے آیت کی تفسیر کی گئی ہے (۱) یطیقونہ کے معنی لا یطیقونہ کے ہیں بجزف کا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یبیین اللہ لکم ان تَصُومُوا اے ان لا تصوموا (۲) یطیقونہ باب افعال سے ہے اور اس میں ہمزہ سلب کے لیے ہے۔ جیسا کہ عرب کا قول ہے شکی فاشکیته (۳) یطیقونہ سے مراد کانوا یطیقونہ فی الزمان السابق والکان عجز واعنه ہے۔ بہر حال اس آیت سے صحیح و سالم کے لیے روزہ نہ رکھنا اور فدیہ دے کر فرضیتِ صوم سے چھٹکارا پا جانا ثابت نہیں ہے۔ اکثر کاندھیب



ہے کہ یہ آیت ابتدائے اسلام میں معمول بہ تھی اور ہر شخص کو اختیار تھا خواہ روزہ رکھے خواہ نہ رکھے لیکن آیہ فمن شهد الخ سے منسوخ ہو گئی۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ عادت الہی یوں جاری ہے کہ اللہ ہر شخص کو بقدر اس کی وسعت کے تکلیف دیتا ہے۔ مشیت الہی مقتضی ہوتی کہ مسلمان ایک مہینہ کے روزے رکھیں اور یکا یک آدمی کو بیس روزے رکھنے میں تکلیف ہوتی ہے پس پہلے اللہ نے ایک روزہ فرض کیا پھر اسے منسوخ کر کے ماہ رمضان کے روزے فرض کیے اور اختیار دیا کہ چاہے فدیہ دو۔ پھر فرمایا اگر روزہ رکھو تو بہتر ہے۔ یہی مضمون وَعَلَى الَّذِينَ يَطِيقُونَهُ کا ہے پھر اس کو منسوخ کر کے علی العموم حکم دیا کہ رمضان کے روزے رکھو اور فدیہ نہ دو یہی مضمون فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ کا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ صحیح و سالم کو ہرگز اختیار درمیان روزہ رکھنے اور فدیہ دینے کے نہیں ہے روزہ ہی رکھنا فرض ہے انتہائی یہاں تک روزہ کی فضیلت تھی۔ اب ماہ رمضان کی فضیلت بیان کی جاتی ہے۔ رمضان ایک بزرگ مہینہ ہے اللہ نے اس کو بزرگی عطا فرمائی ہے قرآن اسی مبارک مہینہ میں نازل ہوا ہے۔ شب قدر اس میں ہے۔ روزہ اس میں فرض ہے۔ رات کو تراویح اس میں سنت ہیں۔ دعا اس میں مقبول ہوتی ہے۔ اعمال نیک کا ثواب اس میں دوچند ہوتا ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی زَيَّنَ الشَّهْرَ بِشَهْرِ رَمَضَانَ وَزَيَّنَ الْكُتُبَ بِالْقُرْآنِ (اللہ نے مہینوں کو رمضان سے اور کتابوں کو قرآن سے زینت دی ہے) اور بھی فرمایا ہے اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَتُحْتِ ابْوَابُ الْجَنَّةِ وَتُغْلَقُ ابْوَابُ النَّارِ وَتُسَلِّسُ الشَّيَاطِينُ (جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں۔ اور بھی حدیث میں ہے کہ جب رمضان کا چاند نکلتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو حضرت رب العزت سے حکم ہوتا ہے کہ حُورِ انبیا بہشت کو زینت کا حکم دو اور ندا کرو کہ اے اہل آسمان اور اے اہل زمین ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے جو شخص اس کی تعظیم کرے گا بخشا جائے گا اور شیطان کو قید کر دو تا کہ روزہ دار گناہ کرنے سے محفوظ رہیں فتحت ابواب الجنان کی تفسیر میں حضرات محدثین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قول ہے کہ جو مومن اس مہینہ میں قرا ہے وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے پس گویا اس کے لیے دوزخ کا دروازہ بند



کراتے گا تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جس نے بقدر پوری زمین کے غیر رمضان میں یا تہ کی  
 راہ میں سونا خیرات کیا ہو، خلاصۃ الاخبار میں کہ نبی کریم علیہ التہیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے جو کوئی رمضان میں  
 روزے دار کو پانی پلائے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہو جائے گا گویا ابھی اپنی ماں  
 کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے استفسار کیا کہ یہ حکم گھر پر ہے یا سفر میں یا اس جگہ  
 جہاں پانی نہ ملتا ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ حکم عام ہے اگرچہ فرات کے کنارے پر بھی پانی پلاوے اور  
 آپ نے فرمایا ہے کہ مسافر کا روزہ کھلوانے والا پھر اس سے چمکتی بجلی کی طرح گزرے گا اور آپ نے فرمایا  
 سَمَنْ اَسْعَلَ حَافِيَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ اَعْطَاكَ اللهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِرَأَقَاتٍ مِنَ النُّوْرِ يَمْشِي عَلَى  
 الصِّرَاطِ كَالْبَرْقِ اللَّامِعِ رمضان میں برہنہ پا کو جو تاپہٹانے والے کو اللہ قیامت میں نور کا برق عطا  
 کرے گا۔ جس پر وہ سوار ہو کر بل صراط سے چمکتی بجلی کی طرح گزرے گا، اور آپ نے فرمایا ہے مَنْ  
 اسْتَغْفَرَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ عَشْرَ مَرَّاتٍ اَعْطَاكَ اللهُ ثَوَابَ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ  
 وَإِسْرَافِيلَ وَعِزْرَائِيلَ وَحَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمَحْيَا ذُنُوبِهِ رَجُو كُوْنِي رَمَضَانَ كَيْ دُن رَاتٍ مِّنْ دَسْ بَار  
 استغفار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اور حاملان عرش علیہم السلام  
 کا ثواب دے گا اور اس کے گناہ بخش دے گا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ استغفار کیونکر  
 پڑھا کریں آپ نے فرمایا اسْتَغْفِرُ اللهُ الَّذِي كَا لِدَا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَاتُوبُ اِلَيْهِ كَمَا كَرُو۔  
 کتاب الاطعم میں ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول خدا علیہ التہیۃ والتسلیم سے  
 دریافت کیا کہ رمضان میں میں کس کام میں مشغول رہا کروں آپ نے فرمایا قرآن میں مِنْ قَرَأَ آيَةً  
 مِنَ الْقُرْآنِ فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ قُلَهُ بِكُلِّ حَرْفٍ مِنْهَا اَجْرٌ شَهِيدٌ كَيْونَكَ جو کوئی  
 رمضان کے دن اور رات میں ایک آیت قرآن شریف کی پڑھے گا اللہ اس کو ہر حرف کے بدلے ایک  
 شہید کا ثواب عطا فرمائے گا، ایک اعرابی اس حدیث کو سن کر رونے لگا آپ نے سبب پوچھا اس نے  
 کہا میں قرآن شریف پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ یہ ثواب جو آپ نے فرمایا اس کے لیے ہے جو قرآن شریف  
 پڑھ سکتا ہو آپ نے فرمایا مَا مِنْ عَبْدٍ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدًا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ مَرَّةً وَاحِدَةً اِلَّا  
 بَنَى اللهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ سِتًّا وَخَمْسِينَ مَدِينَةً فِي كُلِّ مَدِينَةٍ مِثْلُهَا قَصْرًا فِي كُلِّ قَصْرِ مِثْلُهَا بَيْتًا  
 فِي كُلِّ بَيْتٍ مِثْلُهَا سَرِيرًا عَلَى كُلِّ سَرِيرٍ حُورٌ مِنَ الْعَيْنِ وَكَتَبَ اللهُ تَعَالَى لَهُ سِتًّا وَخَمْسِينَ اَلْفَ



حَسَنَةً دَعَى عَنْهُ مِثْلَهَا سَبَبَاتٍ وَرَفَعَ مِثْلَهَا دَرَجَةً فَقَالَ الْإِغْرَابِيُّ كَرَّمَكَ اللَّهُ بِاللِّقَاءِ كَمَا لَبَّيْتُكَ  
 بِالْجَزَاءِ رَبعینی کوئی بندہ نہیں جو رمضان میں ایک بار قل ہو اللہ احد پڑھے مگر یہ کہ بتا دیتا ہے  
 اللہ تعالیٰ اس کے لیے گھر جنت میں چھپن شہر اور ہر شہر میں چھپن محل ہیں اور ہر محل میں چھپن کوٹھریاں  
 ہیں اور ہر کوٹھری میں چھپن تخت ہیں اور ہر تخت پر ایک بڑی آنکھ والی حور بیٹھی ہے اور اللہ اس  
 پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں چھپن ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور چھپن ہزار برائیاں دور کر دیتا ہے اور  
 چھپن ہزار درجے اس کے بلند کرتا ہے مترجم کہتا ہے اس مقام پر صاحب تافع المسلمین نے ترجمہ غلط  
 کیا ہے ان کی عبارت یہ ہے ہر شہر میں بقدر اس کے ایک محل ہے اور ہر محل میں بقدر اس کے ایک  
 کوٹھری ہے اور ہر کوٹھری میں بقدر اس کے تخت ہے انتہی۔ حالانکہ لکھنا چاہیے تھا ہر شہر میں بقدر  
 اس کے محل ہیں اور ہر محل میں بقدر اس کے کوٹھریاں ہیں اور ہر کوٹھری میں بقدر اس کے تخت ہیں انتہی۔  
 یہ سن کر ایک اعرابی نے کہا اللہ آپ کو اپنے نفا سے سرفراز کرے جیسے آپ نے مجھ کو جزہ کی خوشخبری  
 دی۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی رمضان کے رات دن میں تین سو نو سو بار قل ہو اللہ احد مع تسبیح  
 پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گوشت و پوست رگ و پے مغز و استخوان پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا اس  
 حدیث کو بہیقی نے روایت کیا ہے اور بھی آپ نے فرمایا مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْعَنْكَبُوتِ وَسُورَةَ الرُّومِ  
 فِي اللَّيْلَةِ الثَّلَاثَةِ وَالْعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ (جو کوئی سورہ عنکبوت اور سورہ روم  
 رمضان کی تیسویں رات کو پڑھے گا وہ قطعی جنتی ہے) شیخ المشائخ رکن الحق والدین ابوالفتح فیض اللہ  
 قدس اللہ سرہ العزیز نے ملک بہرام سراج الدین سے فرمایا کہ تم قطعی جنتی ہونا چاہتے ہو تو سورہ عنکبوت  
 اور سورہ روم کو رمضان کی تیسویں رات کو پڑھا کرو اور امام دو رکعت نماز میں ان دونوں سورتوں کو پڑھے  
 جنتی ہو گا اور اس کے مقتدی بھی جنتی ہوں گے۔ کیونکہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے اور اُمی کو  
 سننے سے یہی مرتبہ حاصل ہو گا۔ انتہی کلام الشیخ۔ اب پھر تفسیر کلام الہی کا بیان ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ  
 فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ  
 بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ  
 رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا اور وہ قرآن ہادی ہے آدمیوں کے لیے اور کھلی نشانیاں ملتا



ہدایت اور فرقان کی دہدی اور فرقان یہ دونوں قرآن مجید کے نام ہیں پس جس پر رمضان شریف کا مہینہ آوے اُسے چاہیے کہ روزہ رکھے اور اگر کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو روزہ نہ رکھے اس کے بدلے دوسرے دنوں میں روزہ رکھے اللہ تعالیٰ نے رمضان کو خالی ذکر نہیں کیا بلکہ لفظ شہر کو اس کے ساتھ ملا کر شہر رمضان فرمایا اسی لیے حدیث میں وارد ہے لَا تَقُولُوا جَاءَ رَمَضَانُ فِي رَدَايَةِ عِظْمُوْكَ كَمَا عَظَّمَهُ اللّٰهُ يَقُولُهُ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ رَمَضَانَ كُورِ رَمَضَانَ آيا نہ کہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رمضان کی عظمت کرو جیسے اللہ نے عظمت کی ہے اور شہر رمضان الخ فرمایا ہے۔ اسی پر مجاہد رضی اللہ عنہ کا عمل ہے بلکہ رمضان آيا کہنے کو وہ مکروہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں شاید رمضان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ لیکن حنفیہ کے نزدیک رمضان آيا یا رمضان گیا کہنا جائز ہے کیونکہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَتَحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ رَجَبِ رَمَضَانَ آتا ہے توحیت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں رمضان رمضان سے مشتق ہے اس مہینے کو رمضان اس لیے کہتے ہیں کہ یہ گناہوں کو جلا دیتا ہے حضرت ... ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی جانب خطاب کر کے فرمایا اَتَذَرُونَ لِمَ سُمِّيَ رَمَضَانَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ قَالَ لَا تَنْ يَزِمُ الذُّنُوبَ اَي يَجْرِفُهَا وَلَكِنْ اِنَّهَا يَزِمُ ذُنُوبَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا ر کیا تم جانتے ہو کہ رمضان کا نام کیوں رکھا گیا ہے صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے ہم اس سے واقف نہیں۔ آپ نے فرمایا اس لیے کہ رمضان گناہوں کو جلا دیتا ہے جو رمضان میں از روئے ایمان کے ثواب حاصل کرنے کی غرض سے روزہ رکھے اور ایک حدیث میں ہے کہ اُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ کے یہ معنی ہیں کہ نازل کیا گیا اس رمضان میں قرآن۔ یعنی اس مہینے کے بیدۃ القدر میں آسمان دنیا کی طرف نازل کیا گیا اور فرشتوں پر جو سفرہ اور برہ ہیں ہیں اکٹھا پھر آسمان دنیا میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سورۃ سورۃ یا آیتہ آیتہ کر کے نازل ہوا اس قدر کہ جس کی اس وقت ضرورت تھی پھر اس کی صفت بیان کی هُدًى كَلَّمَاسِ یعنی هَادٍ يَّالْتَّاسِ آدمیوں کا راہنما ہے وَبَيِّنَاتٍ اور یہ بھی اس کی صفت ہے کہ اوامر و نواہی کو بیان کرنے والا ہے مِنَ الْهُدَى وَالْقُرْآنِ وہ اوامر و نواہی کہاں سے ہیں ہدی اور فرقان سے ہیں۔ یہ دونوں نام ہیں قرآن شریف کے۔ الفاظ دو اور معنی دونوں کے ایک ہیں فَمِنْ شَرِّهِدٍ مِنْكُمْ



الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ پس جو کوئی تم میں سے رمضان کو پاوے اس کو چاہیے کہ روزہ رکھے یہ حکم واجب ہے اور یہ ناسخ ہے حکم اختیاری صوم کا وَعَلَى الَّذِينَ يَطِيقُونَ فِدْيَةَ طَعَامِ مُسْكِينٍ تاویل مذکور پہ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ یہ حکم مرخص اور مسافر کا ہے یہاں اس آیت کو دوبارہ ارشاد کیا یا وجود یکہ پہلی آیت میں اُچکا تھا۔ اس لیے کہ پہلی آیت سے دو امر معلوم ہوئے تھے روزہ رکھنا خواہ قدریہ و بیاوہ اختیار منسوخ ہوا اور حکم ہوا کہ جو رمضان پاوے روزہ رکھے تو اس حکم میں مرخص اور مسافر بھی داخل ہوئے لہذا اللہ نے ان کو علیحدہ بیان کر دیا يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَكَانَ يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِيُخَيِّرَ الْإِدَّةَ وَلِيُتَّبِعُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ یعنی اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور دشواری نہیں چاہتا اور تمام کرو اس شمار کو جو سفر میں روزے تم نے چھوڑے تھے یعنی حضر میں اس قدر روزے رکھ لو تا کہ خدا کی بڑائی کرو اس امر پر کہ اس نے احکام کے ادا کرنے کے لیے تم کو مقرر کیا اور یہ اس لیے ارشاد ہوا کہ تم ان کو ادا کرو اور حکم خداوندی پر شکر بجالاؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُكُونُوا مِنِّي كَعَلَمِ الْمَرْتَدِّ راسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ سے میرے بندے میرا حال پوچھیں تو میں اُن سے قریب ہوں جب کوئی دُعَا مانگنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دُعَا قبول کرتا ہوں یعنی حاجت مانگنے والے کی حاجت برآری کرتا ہوں۔ پس چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں شائد وہ راہِ راست پر آجائیں۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ابتدائے فرضیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سہو واقع ہوا کیونکہ پہلے یہ حکم تھا کہ شب کو عشا کی نماز کے بعد سے کھانا پینا جماع کرنا دوسرے دن شام تک حرام ہو جاتا تھا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شب کو اپنی زوجہ سے ہمبستری کا ارادہ کیا۔ انہوں نے شرعی عذر پیش کیا کہ میں عشا کی نماز پڑھ چکی ہوں آپ نے ان کا عذر پذیر نہ فرمایا اور اس خیال سے کہ عورتوں کی عادت میں حیلہ کرنا داخل ہے ان سے زائد اصرار کیا وہ آپ کے اصرار سے سمجھیں کہ شاید حکم سابق منسوخ ہو گیا ہے خاموش ہو گئیں اور تعجیل ارشاد کے بعد نبی نے آپ سے پوچھا کیا حکم سابق منسوخ ہو گیا آپ نے تائل کے بعد فرمایا کہ حکم تو منسوخ نہیں ہوا نبی نے کہا پھر آپ نے حکم الہی کے خلاف کیوں کیا آپ نے خوف الہی سے نعرہ مارا اور فرمایا کہ میں خود ہلاک ہوا اور دوسرے کو بھی ہلاک کیا اور تمام رات نماز اور زاری میں بسر کی یہاں تک کہ آنکھیں سوج گئیں ہنر



اپنے آپ کو زمین پر دے پڑتے تھے صبح کو نہایت افسردہ بارگاہِ حضرت رسالت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کی یہ حالت دیکھ کر استفسار حال کیا انہوں نے پورا واقعہ بیان کر دیا آپ نے فرمایا تعجب ہے کہ تم نے حکم الہی کا ذرہ خیال نہ کیا اور اپنا یہ حال کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بھی غمناک و خوف زدہ ہوئے۔ اس کے بعد اور جن لوگوں سے یہی واقعہ سرزد ہوا تھا اٹھے اور اپنا اپنا حال بے کم و کاست بیان کر دیا آپ نے فرمایا افسوس ہے کہ ابھی تو میں تم میں موجود ہوں تم میری زیارت سے مشرف اور میرے کلام سے مستفیض ہوتے ہو معجزوں کا مشاہدہ کرتے ہو پھر بھی خدا سے نہیں ڈرتے ہو پورے طور سے اس کی تابعداری نہیں کرتے ہو۔ وائے بر حال ان لوگوں کے جو میرے بعد آویں گے اور میری زیارت سے مشرف نہ ہوں گے آپ کے اس فرمانے سے تمام مسجد میں کھرام مچ گیا ہر ایک خوف الہی سے زار و زار رہتا تھا اپنے گناہوں کو آنسوؤں سے دھو تا تھا پس اس معبود حقیقی کو اپنے بندوں پر رحمت آتی حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لائے اور اللہ نے ان کی توبہ قبول کی وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّيٰ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے بندے آپ سے مجھ کو پوچھیں یعنی میرے عفو اور میرے درگزر کرنے کو کہ ہمارے قصور کو معاف کرے گا اور یہ خاص خطا جو ہوتی ہے اس سے درگزر کر دے گا فَإِنِّي قَرِيبٌ تُو میں ان سے قریب ہوں اور دعا قبول کرنے میں اُجیب دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ لوگ ایک خاص حاجت اور خاص گناہ کی بخشش کے طالب تھے اللہ نے اپنی شانِ رحیمی ظاہر فرما کر عام حاجتوں اور دُعَاؤوں کی قبولیت کی خبر دے دی فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي یعنی میرے احکام مانو وَلْيُؤْمِنُوا بِي یعنی ایمان پر ثابت قدم رہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پاک میں فَإِنِّي قَرِيبٌ فرمایا اور قُلْ إِنِّي قَرِيبٌ نہ فرمایا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے بندے آپ سے میرے غیر کا حال پوچھیں تو آپ اس کا جواب دیجیے اور جب میری ذات کا سوال کریں تو میں خود ان کا جواب دیتا ہوں چنانچہ دوسرے مقامات پر وارو ہوا ہے يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْإِنْفَالِ قُلِ الْإِنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّرَافِ الْحَرَامِ قُلْ فِيهِ كَيْدٌ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ النَّاسِ وَالْحَجِّ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي رِجًّا يَوْمَ يَكُونُ السَّمُومُ حال مال غنیمت کا نعم اُس کے جواب میں کہہ دو کہ مال غنیمت خدا اور اس کے رسول کے لیے ہے اور



پوچھتے ہیں تم سے ماہِ حرام میں قتال کرنے کو تم اس کے جواب میں کہہ دو ماہِ حرام میں قتال کرنا  
 کبیرہ ہے اور پوچھتے ہیں تم سے چاند نکلنے کی حالت کو کہ کیا سبب ہے جو پہلے بڑھتا ہے پھر  
 گھٹتا ہے اور پھر محاق کے بعد نکلتا ہے۔ تم اس کے جواب میں کہہ دو کہ اس سے اوقاتِ معینہ اور  
 زمانہ مقررہ معلوم ہوتا ہے انسانوں کے لیے اور اسی سے حج کا زمانہ معلوم ہوتا ہے اور پوچھتے ہیں تجھ  
 سے کہ یتیموں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے تم اس کے جواب میں کہہ دو کہ جس میں ان کی بہتری ہو  
 اور پوچھتے ہیں تم سے رُوح کیا چیز ہے تم اس کے جواب میں کہہ دو کہ یہ میرے رب کے حکم سے ہے  
 اور پوچھتے ہیں تم سے پہاڑوں کا حال تم اس کے جواب میں کہہ دو کہ قیامت کے دن میرا پروردگار اُن  
 اُن کو اکھاڑے گا، چونکہ ان آیتوں میں غیر خدا کے حال سے سوال ہے پس ارشاد ہوا کہ تم اُن سے  
 یہ جواب کہہ دو اور اگر میرے فضل سے سوال کریں تو میں خود اس کا جواب دیتا ہوں اِنِّی قَرِیْبٌ رَّحِیْمٌ اُن  
 سے نزدیک ہوں، اس آیت کے بعد فرماتا ہے اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَاةِ الرَّفَّتِ اِلَى نِسَائِكُمْ  
 هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنْتُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ  
 فَالْتَمَسْنَا لَكُمْ لَبَاسًا وَاتَّخَذُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ رَوْزًا لِّیْ عَوْرَتُوْنَ  
 صحبت کرنا حلال کر دیا وہ تمہاری پوشاک اور تم اُن کی پوشاک ہو۔ اللہ کو تمہاری خیانت کرنا یعنی راتوں  
 کو اپنی بیبیوں سے چھپا کر صحبت کرنا معلوم ہے۔ پس اُس نے معاف کیا تم کو اور درگزر کیا اب تم  
 اپنی عورتوں سے صحبت کرو جو کچھ اللہ نے لکھ دیا ہے اُسے طلب کرو یعنی اولاد جو تمہاری قسمت میں  
 لکھ دی گئی ہے اِلَی نِسَائِكُمْ میں اِلَیٰ مَعْنٰی میں مع کے ہے جیسے اِلَی الْمَوَافِقِ میں اور لباس سے  
 لیتر مراد ہے کیونکہ لباس ستارہ بدن ہوتا ہے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ہُوَ لَیْلٌ مِّنْ رَّأٰی سَتْرَانِ الْقَبْرِ وَالزَّوْجِ رَعُوْرَتِ کے لیے دو پردے ہیں (۱) قبر (۲) شوہر اور حضرت  
 ابن عباسؓ کا ارشاد ہے کہ لباسِ سکین کے معنی میں ہے یعنی تم اُن کے لیے اور وہ تمہارے لیے آرام  
 ہیں اور یہ تفسیر آیت قرآنی وَجَعَلْنَا اللَّیْلَ لِبَاسًا کے مطابق ہے اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد  
 سے وَجَعَلْنَا اللَّیْلَ سَكَنًا اس سے معلوم ہوا کہ لباس کے معنی سکین کے ہیں تَخَانُوْنَ کے معنی  
 تَخَوُّنُونَ کے ہیں یعنی اللہ تمہارے خیانت کرنے کو جانتا ہے عَلِمَ اَنْ لَّنْ حُصُوْرًا فَتَابَ عَلَيْكُمْ  
 یعنی اس نے جانا کہ تم اس کو پورا نہ کر سکو گے پس اس نے تم پر تو یہ بھیجی فَتَابَ عَلَيْكُمْ کے معنی ہیں



تجاوز کیا تم سے یہ آیت فضیل امت محمدی کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے عذر کو اپنے علم ازل میں  
 میں رکھا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں اگر یہ حکم باقی رہتا تو بندے میرے نافرمانی کرتے پس میں نے اس  
 حکم کو اٹھالیا تاکہ میرے بندے خلوت میں گناہ نہ کریں یہ بزرگی اور کسی امت کو عطا نہیں ہوئی فَاَنَکَانَ  
 بِاَشْرَدُوهَنَّ یہ مباح کرنے کا حکم ہے مباشرت لغت میں جلد مرد کا عورت کے جلد سے ملنے کو کہتے ہیں۔  
 اور اس سے جماع مراد ہے وَابْتَغُوا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمْ یعنی جماع اس قصد سے کرو کہ اللہ اولاد دے  
 حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَنَاکَحُوا وَتَوَالَّدُوا نِکَاحِکُمْ وَوُلْدُکُمْ کُلُّوْا  
 وَاشْرَبُوا حَتّٰی یَبْتَیِّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ اِس وقت تک کھاؤ  
 اور پیو کہ سفید دھاری سیاہ دھاری سے جدا نظر آوے) یہ آیت حضرت صرم بن عنوی رضی اللہ عنہ  
 کی شان میں نازل ہوئی ہے جو ایک مزدور تھے اور دریا سے باغ سینچا کرتے تھے اس محنت شاقہ  
 کی وجہ سے تھک گئے تھے رمضان کا مہینہ تھا اور روزہ سے تھے پانی سے انہوں نے افطار کیا کھانا  
 جو اُن کی بی بی نے پکایا تھا وہ ٹھنڈا ہو گیا تھا جب تک وہ گرم کریں یہ سو گئے اُن کی بی بی نے یہ خیال  
 کیا کہ یہ تھکے ہوئے ہیں ایک بیند سولیں تو جگاؤں۔ ان کو نہ جگایا جب وہ بیدار ہوئے تو کھانے  
 پینے کا وقت نہ تھا انہوں نے بغیر کھاتے روزہ کی نیت کی اور روزے پر روزہ رکھا صبح کو جب بارگاہ  
 رسالت میں ہوتے تو آپ نے ان کو نہایت نجیف دیکھ کر سید پوچھا انہوں نے پورا واقعہ بیان  
 کر دیا آپ کو ان کے حال پر افسوس ہوا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور ان کی وجہ سے کھانا  
 پینا حلال ہو گیا۔ جیسے شب کو اپنی زوجہ سے صحبت کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توبہ کی وجہ سے  
 مباح ہو گیا اور خیط ابیض سے صبح صادق اور خیط اسود سے صبح کاذب مراد ہے پھر اتنا روزے  
 کی ارشاد ہوئی تَحَرَّوْا الصِّیَاصَ اِلَى اللَّیْلِ (روزے کو غروب آفتاب پر تمام کرو) وَ  
 تَبَاشَرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ عورت سے دن اور رات میں کسی وقت مباشرت  
 نہ کرو جب تک تم اعتکاف میں رہو اوپر بیان ہو چکا ہے کہ حدود الہی کی مخالفت نہ کرنی چاہیے  
 اسی طرح اس کے احکام کے خلاف کرنا بھی روا نہیں ہے۔ برابر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو یعنی امر و نہی  
 حلال و حرام و عذر و عیب کو بیان فرماتا ہے تاکہ حذر کرنے والی چیزوں سے پرہیز کریں اور کرنے والی  
 چیزوں کو کریں اس آیت میں اللہ نے اعتکاف کا ذکر روزے سے متصل فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ روزے



کے اعتکاف جائز نہیں ہے اور حالت اعتکاف میں رات کو یاد دل کو صحبت کرنا جائز نہیں ہے۔  
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (تاکہ تم گناہوں سے بچو، یہاں تک رمضان کی فضیلت تھی۔

اب نوافل کا بیان جو اس مہینے میں احادیث سے ثابت ہیں، کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو اس پر عمل کر کے اپنی عقبی درست کرنی چاہیے جو کوئی رمضان کی رات میں دس رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد دو مرتبہ سورۃ قدر پڑھے تو فرمانِ ذی شان حضرت نبی الرحمن علیہ الرحمۃ والرضوان کے مطابق اس کو ستر رات کی بیداری اور ستر دینار کی خیرات اور ستر بردے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے ستر ہزار گناہ معاف کرے گا اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ محشور ہوگا۔ یہ روایت فضائل شہور میں ہے۔ اور جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ اِنَّا فَتَحْنَا پڑھے تو تمام سال اللہ کی حفاظت میں رہے گا اور قیامت میں اس پر آسانی ہوگی اور جو شخص رمضان المبارک کی ہر رات میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھا کرے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر رکعت کے بدلے میں ستر لاکھ فرشتے بھیجتا ہے ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اس بندے کی نیکیاں لکھیں اور برائیاں دُور کریں اور مدارج بلند کریں اور حنیت میں اس کے لیے شہر اور محل بنائیں اور یاغات کی پرورش کریں اس کے علاوہ ہر رکعت کے عوض میں اللہ تعالیٰ اس کو ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے اور جو ہر شب کو سحر کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پچیس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے تو رات کے ثواب کا جو اوپر ذکر ہوا دونا ثواب پائے گا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ان دو رکعتوں کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور قیامت میں شرمندگی حاصل نہ کریں۔ رمضان کے ہر دن میں چار رکعت ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص تین مرتبہ پڑھے اور رمضان کے ہر جمعہ کو دس رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے۔ شمالی میں ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس نماز کے پڑھنے والے کے لیے دس ہزار شہیدوں کا ثواب لکھا جائے گا اور گویا اس نے دس ہزار بردے آزاد کیے اور سات سو برس اس طرح اللہ کی عبادت کی کہ دن کو صائم اور شب کو قائم رہا۔ رمضان المبارک کی آخر رات میں دس رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص دس مرتبہ پڑھے اللہ اس کے تمام مہینہ کی عبادت قبول کرے گا اور تیس ہزار



سال کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں درج کر اسے گا۔ رمضان کے آنے کی خوشی اور جانے کا غم کرنا چاہیے حدیث میں ہے مَنْ فَرِحَ بِدُخُولِهِ وَاعْتَمَرَ بِخُرُوجِهِ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَكَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۔ (جو شخص رمضان المبارک کے آنے کی خوشی اور جانے کا غم کرے اس کے لیے جنت ہے اور اللہ پر حق ہے کہ اُسے جنت میں داخل کرے) جاننا چاہیے کہ خالق پر مخلوق کا کوئی حق نہیں ہے پس جہاں کہیں حق کا لفظ آتا ہے تو اُس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کریم کا کرم کسی کی محنت و ایبگاہ کرنا نہیں چاہتا جیسا کہ قرآن شریف میں موجود ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (بیشک اللہ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا) اور ارشاد ہوتا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا (بیشک وہ لوگوں پر فدا سے کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا) سابق حدیث میں ہے مَنْ هَاجَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ حَلَسَ فِي الْأَرْضِ الَّتِي وَلَدَ فِيهَا رَوْثَةً شَخْصًا بِنَظَرٍ سَلَّمَ سَلَامًا (جو شخص اپنے گھر سے اللہ کی راہ میں نکلا ہو یا جہاں پیدا ہوا ہے وہیں ہو) جاننا چاہیے کہ جب نبی کریم علیہ النجیۃ والتسلیم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں آکر سکونت اختیار فرمائی تو صحابہ تے بھی آپ کی اتباع میں یہیں رہنا پسند کیا اس وقت مدینہ میں جانا فرض تھا چند ماہ تک یہ معاملہ رہا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص مدینہ میں مرجاتا تو اس کی اس اولاد کو جو مکہ میں ہوتی ترکہ نہ ملتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی تعریف میں فرماتا ہے کہ جس وقت وہ پوشیدہ مکہ سے مدینہ کی طرف چلے اور راہ میں کفار نے ان کو پکڑا تو انہوں نے کہا میں بڑھا ہوا لڑا کی قوت نہیں رکھتا مجھے چھوڑ دو اور یہ ہزار دینار میرے پاس ہیں اسے لے لو اور مجھے مدینہ میں حضرت رسول خدا علیہ النجیۃ والتسلیم کی خدمت با برکت میں شرف اندوز ہونے دو کفار نے دینار لے کر انہیں چھوڑ دیا جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت جبریل علیہ السلام حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ آیت لے کر حاضر ہوئے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ (اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کی خوشی کے لیے اپنے نفس کو خریدتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے) اور فتح مکہ کے بعد یہ حکم اٹھ گیا۔ حدیث میں ہے لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ (فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے) اور پھر آپ نے فرمایا ایک ہجرت اٹھ گئی اور ایک باقی ہے صحابہ نے استفسار کیا کہ کونسی ہجرت باقی ہے آپ نے فرمایا وہ گناہ سے ہجرت ہے نیک کاموں کی طرف یعنی گناہ سے ہجرت کر کے نیک کام کرنا اختیار کرو۔ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ







عبادتیں لازم و ملزوم نہ ہوتیں تو اس طرح پر ان کا ذکر بھی نہ کیا جاتا۔ حدیث میں ہے صَلُّوا وَخَسُّوْا وَحُجُّوْا بَيْتَ رَبِّكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَاعْتَسِلُوا مِنْ خُبَائِتِكُمْ وَآتُوا زَكَاةَ مَا لَكُمْ طِبْتُمْ بِهَا أَنْفُسُكُمْ وَادْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ (پنج وقتہ نماز پڑھو اور حج بیت اللہ کرو اور خباہت سے غسل کرو اور خوشی سے اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالو اور اللہ کی جنت میں داخل ہو) دوسری حدیث میں ہے حَصِّنُوا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ رَادَّائِ زَكَاةٍ (اپنے مالوں کی حفاظت کرو) یعنی زکوٰۃ دینے والے کے مال کو اللہ تمام آفتوں سے بچاتا ہے۔ یہ حدیث سن کر ایک نصرانی نے اپنے مال کی زکوٰۃ دی لوگوں نے کہا تمہارے مذہب میں زکوٰۃ نہیں ہے اُس نے کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آزماتا ہوں کیونکہ میرا مال تجارت میں لگا ہوا ہے اور راہ خطرناک ہے میں نے اپنے مال کی زکوٰۃ دی ہے اگر میرا مال صحیح و سلامت مجھ تک پہنچا تو خیر ورنہ تلوار کے زور سے میں اپنا مال ان سے لے لوں گا اس کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ قافلہ لٹ گیا وہ نصرانی مکہ کا رہنے والا تھا یہ خبر سن کر اپنی قوم کو اُس نے ساتھ لیا اور سب کے سب تلواریں کھینچ کر آپ سے لڑنے کو مسجد نبوی کی طرف روانہ ہوئے ہنوز یہ سب راہ میں تھے کہ اس کے شریک کا خط پہنچا کہ میرا اونٹ لنگڑا ہو گیا تھا اس مجبوری کی وجہ سے شب کو میں فلاں مقام پر رہ گیا اور سب قافلے والے آگے روانہ ہوئے وہ لوٹے گئے میں بچ گیا۔ نصرانی یہ خط پڑھ کر خوش ہوا اور تلوار پھینک کر کہنے لگا واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قول سچا ہے اور حاضر خدمت ہو کر اسلام لایا اور تمام عمر زکوٰۃ دیتا رہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى (چھپکارا پایا جس نے زکوٰۃ دی) اور حدیث میں ہے مَنْ آذَى زَكَاةَ مَالِهِ أَعْطَاهُ اللَّهُ تَعَالَى بِكُلِّ دَارٍ مَدِيْنَةٍ فِي الْجَنَّةِ وَفِي كُلِّ مَدِيْنَةٍ سَبْعُونَ قَصْرًا فِي كُلِّ قَصْرِ سَبْعُونَ سَرِيرًا وَعَلَى كُلِّ سَرِيرٍ سَبْعُونَ فِرَاشًا غُلُظُ كُلِّ فَرَشٍ سَبْعُونَ ذِرَاعًا وَعَلَيْهَا خُورٌ مِنَ الْبَعِيْنِ رَجَوِ اسْمُ مَالٍ كِي زَكَاةٍ دِيَا هِي اس كُو اللہ تعالیٰ ہر رتی کے بدلے ایک شہر جنت میں شتر محل کا اور ہر محل میں شتر کوٹھریاں اور ہر کوٹھری میں شتر تخت اور ہر تخت پر شتر فرش اور ہر فرش کی موٹائی شتر گز کی ہے اور اس پر ایک حُور بڑی آنکھ والی بیٹھی ہے) جاننا چاہیے کہ زکوٰۃ بڑی عبادت ہے کیونکہ اس سے صاحب حاجت کو فائدہ ہوتا ہے مگر اس عبادت کا ادا کرنا دشوار ہے گو اللہ نے زکوٰۃ بہت کم مقدار فرض کی ہے یہ عبادت وہ ہے جس کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے کہ دیکھیں دوستی کے دم بھرنے والوں میں کون دوستی کا پورا حق ادا کرتا ہے پس دوستوں کے لیے کوئی نشان

نصرانی کا زکوٰۃ دینا



چاہیے اور ظاہر ہے کہ مال النسان کو محبوب ہوتا ہے اسے بندو اگر اللہ کے دوست بننا چاہتے ہو تو اپنے محبوب یعنی مال سے ہاتھ اٹھاؤ اور زکوٰۃ ادا کر دو۔ اس باریکی کو تین گروہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ایک صدیق جو اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دو سو روپیہ میں پانچ روپیہ اللہ کی راہ میں دینا کچھ سہی ہے۔ جیسے امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (صرف مجاہدین کے لیے) حاضر کر دیا آپ نے پوچھا تم نے اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑا انہوں نے کہا رازق مطلق کو۔ دوسرے وہ گروہ جو اپنا آدھا مال اللہ کے راستہ میں دیتے ہیں جیسے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال خدمت شریف میں حاضر کیا آپ نے اُن سے بھی وہی سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ جس قدر میں نے حاضر کیا ہے اسی قدر اہل و عیال کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا فِرْقَ بَيْنَكُمْ مَابَيْنَ كَلِمَتَيْكُمْ اَرْتَمِ دُونِوَلَّوْا كَے مدارج میں مثل تم دونوں کے کلاموں کے فرق ہے۔ تیسرے ضعیف دل جو دو سو روپے میں پانچ روپے دیتے ہیں اور زیادہ نہیں دیتے اور دینے کی وجہ سے بھی فقرا پر احسان رکھتے ہیں یہ کم مرتبہ لوگ ہیں اور جو اتنا بھی نہ دے اُسے اللہ کی دوستی سے کچھ حصہ نہیں ملا اور کبھی وہ اللہ کا دوست نہ ہوگا۔ زکوٰۃ کے آداب یہ ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہمیا تے سعادت میں تحریر فرماتے ہیں جو شخص چاہے کہ اس کی عبادت زندہ رہے اور طاعت بے روح نہ ہو اور ثواب دو چند ہو اس کو لازم ہے کہ ان سات باتوں کا لحاظ رکھے (۱) سال تمام ہونے سے پہلے ہی زکوٰۃ ادا کر دے اس میں تین فائدے ہیں ایک تو خوشی اور رغبت زکوٰۃ دینے والے کی پائی جاتی ہے کیونکہ سال تمام ہونے پر تو عذاب الہی کے ڈر سے زکوٰۃ دینا ہی پڑے گی محبت الہی کی وجہ باقی نہ رہے گی دوسرے مستحقین زکوٰۃ کو انتظار سے پہلے زکوٰۃ ملے گی اور ان کی حاجت برآ رہی ہوگی اور وہ زکوٰۃ دینے والے کے لیے دُعائے خیر کریں گے اور ان کی دُعا کو اللہ قبول کرے گا۔ تیسرے زمانے کی بلاؤں سے محفوظ اور بے خوف ہوگا ممکن ہے کہ سال تمام ہونے پر کوئی ایسا حادثہ پیش آجائے جس کی وجہ سے زکوٰۃ دینا رک جائے اور اس خیر برکت سے محروم رہے۔ ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ ایک دن وہ غسل خانہ میں تشریف لے گئے اُن کے دل میں یہ خیال آیا کہ میں کُرتہ فقیر کو دوں گا اس خیال کے ساتھ ہی انہوں نے کُرتہ اتار کر اپنے خادم کو دیا اور فرمایا کہ کسی فقیر کو دے دو۔ لوگوں نے ان بزرگ سے اس قدر جلدی کرنے کا سبب



دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا مجھے یہ خوف تھا کہ کہیں شیطان وسوسہ پیدا کر کے مجھے اس خیال سے باز نہ رکھے۔ (۲) زکوٰۃ محرم میں دے کیونکہ وہ ماہ حرام ہے اور اسی سے سال شروع ہوتا ہے یا ماہ رمضان میں کیونکہ اس میں ثواب دونا ملتا ہے اور کیا کرے خیال کرنے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زائد کسی کو سخی نہیں پیدا کیا آپ کا یہ حال تھا کہ ہر زمانے میں خیرات کیا کرتے تھے پھر بھی ماہ رمضان میں اپنی عادت سے بہت زائد خیرات دیتے تھے۔

(۳) زکوٰۃ پوشیدہ دے تاکہ ریا نہ ہو اور اگر خلق کی بدگمانی کا خیال ہو تو ظاہر میں دے مگر پوشیدہ دینے والا عرش کے سایہ میں ہوگا (۴) مستحقین پر احسان رکھنے اور ایزادینے سے زکوٰۃ کا ثواب ضائع نہ کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تُبْطِلُوا صِدْقَكُمْ بِالْمَنِّ وَالْآذَىٰ رَحْمًا لِّأَنفُسِكُمْ صَدَقَاتُكُمْ لَكُمْ لِكُلِّ فِعْلٍ خَيْرٌ احسان رکھ کر اور ایزادے کر باطل نہ کرو (۵) حلال مال سے زکوٰۃ ادا کرے قرآن شریف میں ہے وَكَسْتُمْ بِاِخْتِيَابٍ لِّعْنِ بَرِّمَالٍ تَمْ يَحْيٰى نَہیں لیتے ہو پس اللہ کیونکر اس کو قبول کرے گا (۶) خوشی سے دے حدیث میں ہے جو ایک درہم خوشی سے دیا جائے وہ بہتر ہزار درہم سے سیقت لے جاتا ہے اور جو درہم تا خوشی سے دیا جائے وہ قبول نہیں ہوتا (۷) جسے زکوٰۃ دے اس کو حقارت سے نہ دیکھے اور اس کا امیدوار نہ رہے کہ وہ اس سے پہلے سلام کرے زکوٰۃ لینے والے کے بھی سات آداب ہیں (۱) بے حاجت نہ لینا (۲) جو کچھ لے اسے خدا کی طرف سے سمجھے اور دینے والے کو فقط ذریعہ جانے اگر اللہ اس کے دل میں نہ ڈالتا تو وہ اس کو کیوں دیتا مگر شکر اس کا بھی کرے مَنْ كَمُ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ لوگوں کا شکر نہ کر نیوالا اللہ کا بھی شکر نہیں کرتا دیکھو اللہ نے بندوں کو اور ان کے اعمال کو پیدا کیا ہے پھر اپنے بندوں کی تعریف کرتا ہے۔ نِعَمَ الْعَبْدُ اِنَّهُ اَوْ اَبَّ (ایوب اچھا بندہ ہے رجوع کرنے والا) اور اِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا (میشیک اور یس سچے نبی تھے) مترجم کتاب ہے اس مقام پر صاحب نافع المسالین نے انہ کی ضمیر حضرت اسماعیل کی طرف صرف اپنے خیال سے پھیر کر ترجمہ میں اسماعیل سچے نبی تھے لکھ دیا حالانکہ محض غلط ہے کیونکہ سورہ مریم میں ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدْرِيسَ اِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا پس انہ کی ضمیر حضرت ادریس علیہ السلام کی شان میں ہے اس آیت کے اوپر کی دو آیتیں ہیں وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِسْمَاعِيْلَ اِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا



كَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو آیت قرآنی کی قلم برداشتہ تفسیر کرنے سے بجائے آمین انتہی - (۳) دینے والے کے حق میں دُعا کرے اور کہے طَهَّرَ اللَّهُ قَلْبَكَ فِي قُلُوبِ الْأَبْرَارِ وَذَكَرَ عَمَلَكِ فِي أَعْمَالِ الْأَخْيَارِ وَصَلَّى اللَّهُ رُوحَكَ فِي أَرْوَاحِ الشُّهَدَاءِ اللہ تیرے دل کو نیکوں کے دلوں کے ساتھ پاک کرے اور تیرے عمل کو اچھے لوگوں کے اعمال کے ساتھ اچھا کرے اور نیری رُوح کو شہیدوں کی رُوح کے ساتھ ملا دے (۴) مال حرام نہ لے جیسے سود اور ظالم کا مال (۵) ضرورت سے زائد نہ لے (۶) اگر کسی کو اپنے سے زائد محتاج دیکھے تو دینے والے کو تیار دے کہ فلاں شخص کو دے دو اور خود نہ لے تاکہ اس آیت کے تحت میں داخل ہو جائے وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ (اپنے اوپر اور دل کو ترجیح دیتے ہیں) (۷) سوال نہ کرے تاکہ سائلوں کی وعید میں شامل نہ ہو جائے زکوٰۃ نہ دینے والوں کیلئے سخت وعید ہے الَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُفْقِدُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ كَوْمَ خِمْيٍّ عَلَيْهِمُ نَارُ جَهَنَّمَ تَتَكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَأُخْرُؤُهُمْ هَذَا مَا كُنْتُمْ لَا أَنْفُسَكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ رجولوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں آپ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو نصیحت دے دیں عذاب دردناک کی جس دن وہ سونا چاندی گرم کیا جائے گا دوزخ کی آگ میں اور اس سے ان کی پیشانیوں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور عذاب کے فرشتے ان سے کہیں گے یہ وہی ہے جس کو تم نے اپنی ذاتوں کے لیے جمع کیا تھا پس اس کا مزہ چکھو جو تم نے جمع کیا تھا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلو اور پیشانی اور پیٹھ داغنے کا اس لیے بیان کیا ہے کہ جب سائل دکھائی دیتا تھا تو وہ تیوری چڑھاتے تھے اور یہ علامت غصہ اور خفگی کی ہے اور جب برابر کھڑا ہوتا تھا تو پہلو پھیر کر اس کی طرف سے پھر جاتے تھے اور جب سوال کرتا تھا تو اس کی طرف پیٹھ کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے ان اعضا کا عذاب بھی صراحتہ بیان فرمادیا اور حدیث میں ہے مَا نَعِيَ الزَّكَاةَ فِي النَّارِ دُوسروں کو زکوٰۃ دینے سے منع کرنے والا بھی دوزخ کے عذاب میں زکوٰۃ نہ دینے والے کا شریک ہوگا) مترجم کہتا ہے اس حدیث کے ترجمہ میں صاحب نافع المسبین نے مَا نَعِيَ الزَّكَاةَ کا ترجمہ زکوٰۃ نہ دینے والا کیا ہے حالانکہ مانع اسم فاعل ہے پس ترجمہ زکوٰۃ دینے سے منع کرنے والا ہوا انتہی حدیث میں ہے جو کوئی



چار پائے یعنی اونٹ گائے بھینس بکری وغیرہ رکھتا ہو اور ان کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن اللہ ان چار پالیوں کو اس شخص پر مستط کر دے گا کہ وہ اپنے سینگوں سے اُسے ماریں گے اور سُم اور کھر سے روندیں گے جب تک تمام خلق کا حساب کتاب ہو گا وہ اس دروناک عذاب میں مبتلا رہے گا۔ یہ حدیثیں صحیح مسلم میں مذکور ہیں۔ جاننا چاہیے کہ زکوٰۃ ہر مسلمان عاقل بالغ صاحب نصاب پر فرض عین ہے اور وہ نصاب بڑھنے والا دین سے خالی حاجت اصلی سے زائد ہو اور اس پر ایک سال قمری گذر گیا ہو نہ سال شمسی اور زکوٰۃ کافر اور صغیر اور مجنوں اور قرضدار پر واجب نہیں عورت کے سونے چاندی کے زیور پر زکوٰۃ واجب ہے اگر عورت اس زیور کی مالک ہو تو عورت پر اور اگر مرد مالک ہو تو مرد پر زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے اگر کسی مرد کے پاس دو سو روپیہ ہوں اور اس کا قدر اس کو اپنی زوجہ کا مہر دینا ہو یا یہ ہے کہ مہر موصول ہو یا معجل تو اس مرد پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ سونے میں نصاب زکوٰۃ بیس مثقال ہیں ان میں سے نصف مثقال نکالنا واجب ہے قانداہ : مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے پس بیس مثقال کے نوے ماشے ہوتے اور نوے ماشے کے ساڑھے سات تولے ہوتے پس اس میں سے ہوا دو ماشے نکالنا چاہیے اور دو سو روپیہ کی چاندی میں سے پانچ روپیہ نکالنا واجب ہے اور ہر اسباب پر کہ جس میں تجارت کی نیت ہو اس کی قیمت جس نصاب پر پہنچے گی وہی دینا لازم ہے۔ بیس گائے یا بیل میں تبیعہ یعنی ایک برس کا بچہ واجب ہوتا ہے اور چالیس سے مُستتہ یعنی دو سالہ بچہ اُنسٹھ تک جب ساٹھ ہو جاویں تو دو تبیعہ واجب ہیں مترحیم کہتا ہے پھر ہر بیس میں ایک تبیعہ اور ہر چالیس میں ایک مُستتہ لازم ہے اور ہر ساٹھ میں دو تبیعہ اور ہر تیس میں ایک مُستتہ اور انسی میں دو مُستتہ اور نوے میں تین تبیعہ اور تیسویں دو تبیعہ اور ایک مُستتہ اور ایک سو دس میں ایک تبیعہ اور دو مُستتہ اور ایک سو بیس میں چار تبیعہ یا تین مُستتہ واجب ہیں کذا فی تشریح التوقایہ۔ صاحب نافع المسلمین نے لکھا ہے اور چالیس گائے دو برس کا بچا پس گائے تک اس میں تو معاف ہیں یعنی اسی سے ہتم تک معاف جب ساٹھ ہو جائیں تو دو تبیعہ ہوتے ہیں انتہی۔ شرعی مسائل میں اس قدر غلطی کرنا اور بغیر سمجھے ہوئے لکھ دینا بہت ہی نازیبا ہے ۴۹ کے بعد ساٹھ کا عدد بغیر درمیانی اعداد کے کیوں کر ممکن ہے ماشاء اللہ حساب میں بھی زائد دخل ہے انتہی۔ پس بیس گائے سے ایک تبیعہ اور ہر چالیس سے ایک مُستتہ واجب ہے۔ مُستتہ



اس کو کہتے ہیں جو پورا دو برس کا ہو گیا ہو اور تیسرا برس شروع ہوا ہو۔ بھینس گائے کے حکم میں ہے اور بکریوں کا نصاب چالیس ہے۔ چالیس بکریوں میں ایک بکری واجب ہوگی۔ پھر ایک سو اکیس میں دو۔ پھر دو سو ایک میں تین۔ پھر چار سو ایک میں چار اس کے جنس کے واجب ہوں گے پھر ہر سیکڑے میں ایک زیادہ واجب ہوگا۔ نصاب اونٹ کا پانچ ہے پانچ اونٹ میں ایک بکری اور دس میں دو بکریاں اور پندرہ میں تین اور بیس میں چار بکریاں واجب ہیں اور جب پچیس اونٹ ہو جائیں تو ایک بنتِ مخاض واجب ہے بنتِ مخاض اس سال بھر کی اونٹنی کو کہتے ہیں جسے دوسرا سال شروع ہو گیا ہو۔ مترجم کہتا ہے اور جب پچیس اونٹ ہو جائیں تو ایک بنتِ لبون اور بنتِ لبون اس دو برس کی اونٹنی کو کہتے ہیں جسے تیسرا سال شروع ہو گیا ہو اور جب چھیالیس اونٹ ہو جائیں تو ایک حقہ واجب ہے۔ حقہ اس تین برس کی اونٹنی کو کہتے ہیں جسے چوتھا سال شروع ہو گیا ہو۔ اور جب اسیٹھ اونٹ ہو جائیں تو ایک جذعہ واجب ہے جذعہ اس چار سالہ اونٹنی کو کہتے ہیں جسے پانچواں سال شروع ہو گیا ہو اور جب پچتر اونٹ ہو جائیں دو بنتِ لبون واجب ہیں اور جب اکانوے ہوں تو ایک سو بین تک دو حقہ واجب ہیں پھر اسی طرح ہر پانچ پر ایک بکری واجب ہے اور درمیاتی اعداد پر زکوٰۃ معاف ہے کذا فی شرح التوفایہ انتہی۔ اور مصرف زکوٰۃ کے جن کو زکوٰۃ دیتا چاہیے وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے قرآن شریف میں بیان فرمایا ہے اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَ الْمَسْكِينِ وَ الْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغَارِمِينَ وَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ فَرِيْضَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ صدقات اور زکوٰۃ ان کو دینا چاہیے جو فقیر اور مسکین اور زکوٰۃ حاصل کرنے والے اور مؤلفہ قلوب اور مکاتب اور قرضدار ہیں اور خدا کی راہ میں ہیں اور مسافر ہیں یہ حکم اللہ ہی کی طرف سے واجب کیا ہوا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے فقیر اسے کہتے ہیں جس کے پاس فقوڑا سا کھانے کو ہو۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور اہم شافعی رحمہ اللہ اس کے عکس کے قائل ہیں اور عاملین وہ لوگ ہیں جو صدقہ اور زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے مامور ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کافروں کا ایک گروہ تھا جو مسلمانوں کے ساتھ کفار سے مقابلہ کرتے تھے ان کو مؤلفہ قلوب کہتے تھے اور آپ ان کو صدقات سے حصہ عطا فرماتے تھے۔ مترجم کہتا ہے کہ صاحب نافع المسلمین مؤلفہ قلوب کی تعریف میں لکھتے ہیں جو مسلمانوں کی طرف سے مسلمانوں



سے لڑتے تھے۔ انتہائی شائد یہ غلطی تصحیح سے رہ گئی ہو کہ دوسرے مقام پر کافروں سے کی جگہ مسلمانوں سے لکھا ہوا ہے۔ انتہائی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بمشورۃ حضرت عمرؓ ان کو دنیا موقوف کر دیا گیا کیونکہ تا لیف قلوب ضعف اسلام کے سبب سے تھی اور جب اسلام قوی ہو گیا تو اس کی ضرورت باقی نہ رہی۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے اس کے مالک نے کہا ہو اگر تو اس قدر مجھے دیدے تو تو آزاد ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ایک درہم دیگر مکاتب کی گردن چھڑادے اس کو ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور بھی آپ نے فرمایا ہے مَنْ بَيَّرَ مُعْسِرًا بَيَّرَ اللَّهُ لَهُ رَجُلًا كَوْنِي تَنَاقُصًا لِيَسَانِيَ كَرَمِ اللَّهِ اس کے لیے آسانی کرے گا۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے استفسار کیا کہ غلام کو کیونکر آزاد کرتے ہیں آپ نے فرمایا اس کا فرض ادا کرنا ہے جو لوگ خدا کی راہ میں ہوں۔ بعض علماء نے اس سے غازی مراد لیے ہیں کیونکہ وہ اللہ کی راہ میں اپنی جان تصدق کرتے ہیں اور حدیث میں ہے مَنْ أَعَانَ غَزِيًّا وَتَوَلَّى يَسْوَطَ فِكَائِمَا بَيْنِي الْكُعْبَةِ سَبْعِينَ مَرَّةً۔ جس نے غازی کی مدد کی اگرچہ ایک تازیانہ ہی سے کیوں نہ ہو پس گویا اس نے ستر مرتبہ کعبہ نبایا اور بعض کے نزدیک اس سے علماء مراد ہیں کیونکہ ان کا علم باعث قیام دنیا ہے بقول مشہور نَوَكَ الْعُلَمَاءُ هَذَا الْحَقْلَاءَ (اگر علماء نہ ہوتے تو جاہل ہلاک ہو جاتے) اور حدیث میں ہے قَوَامُ الدُّنْيَا يَعْلِمُ الْعُلَمَاءُ علماء کے علم سے دنیا قائم ہے اس لیے علماء کا خرچ سب پر واجب ہے۔ صاحب ذخیرہ کا قول ہے کہ علماء اور طالب علم کا بقدر کافی ہونے ان کے خرچ کے بیت المال سے دنیا فرض ہے اور بعض کے نزدیک اس سے اہل قرآن یعنی حفاظ یا قرآن خوان مراد ہیں حدیث میں ہے أَهْلُ الْقُرْآنِ أَهْلُ اللَّهِ (اہل قرآن اہل اللہ میں) کفایہ شعبی میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہر فارسی قرآن کے لیے سال بھر میں دو سو دینار یا ہزار درہم بیت المال سے ہیں اور بعض کے نزدیک اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو حج کو جاویں۔ ایک شخص نے حضرت خاتم الانبیاء علیہ التمجید والثناء سے کہا میں حج کو نہیں جاسکتا ہوں آپ نے اس سے دریافت کیا تیرے پاس کچھ ہے اس نے کہا تین درہم ہیں آپ نے فرمایا جو شخص حج کو جاتا ہو اُسے دیدے تجھے حج مقبول کا ثواب ملے گا مسافر سے وہ مسافر مراد ہے جو کمی خرچ کی وجہ سے راہ میں پڑا ہو اُسے اس قدر دینا چاہیے کہ وہ اپنے وطن تک پہنچ جاوے۔ بنی ہاشم کو جیسے آل حارث ثعلابی طالب و عباس اور ان کے غلاموں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ اور اپنی زوجہ اور اپنے غلام ورتو نگراور کافر



کو بھی زکوٰۃ نہ دینا چاہیے۔ زکوٰۃ کے مال سے میت کو کفن دینا اور مسجد بنانا درست نہیں ہے (۱)۔  
 زکوٰۃ پارسا کو دینا چاہیے کیونکہ اس میں زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے **أَطْعَمُوا طَعَامَكُمْ**  
**الْأَتَقِيَاءَ** (اپنے کھانے پر ہیزگاروں کو کھلاؤ) اس لیے کہ متقی کو اس کے دینے کی وجہ سے طاعت  
 میں قوت ہوگی جس کی وجہ سے یہ بھی اس میں شریک ہوگا۔ ایک بزرگ کا دستور تھا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ  
 صوفیائے سوا کسی کو نہیں دیتے تھے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ  
 ایسے یاہمت ہیں کہ خدا کے سوا کچھ طلب نہیں کرتے اگر انہیں حاجت ہوگی تو اپنے ارادے میں پریشان  
 ہوں گے اور میں ایسے ایک دل کو جو طالب حق ہو خدا کی درگاہ میں لے جانا ویسے سودل سے بہتر جانتا  
 ہوں جو طالب دنیا ہوں۔ یہ بات جب حضرت جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز نے سنی تو فرمایا وہ شخص  
 خود ولیوں میں سے ایک ولی ہے (۲) ابن علم اور طالب علم کو زکوٰۃ دینا چاہیے کیونکہ جب طالب علم طلب  
 علم سے فارغ ہوگا تو اس کو دینے والا بھی اس کے ساتھ تحصیل علم میں شریک ہوگا (۳) زکوٰۃ اس شخص کو  
 دے جو غیرت کی وجہ سے اپنی حاجت بیان نہ کر سکتا ہو **يُحْسِبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّحَقُّقِ**۔  
 یعنی جاہل سوال نہ کرنے کی وجہ سے انہیں دولت مند جانتے ہیں (۴) عیالدار کو دینا چاہیے تاکہ وہ فکر  
 معاش سے فارغ ہو اور اس کا درجہ بلند ہو (۵) بیمار کو دینا چاہیے تاکہ وہ اپنے علاج میں صرف کرے  
 (۶) عزیز و اقربا کو دینا چاہیے کہ صلہ رحم اور صدقہ دونوں کا ثواب پائے اور دوست بھی اقربا کے  
 حکم میں داخل ہیں۔ یہ سب کہیں سائے سعادت میں لکھا ہے۔ اور ایک درہم صرف کرنے کا ثواب سات سو  
 درہم کے برابر نص قرآنی سے ثابت ہے **اللَّهُ تَعَالَىٰ قَرِيبٌ ۖ مِّمَّنُ الَّذِينَ يُثْقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ**  
**اللَّهِ كَمَثَلِ خَبْتَةٍ أَتَتْ سَابِلًا فِي كُلِّ سُبُلَةٍ مِائَةُ خَبْتَةٍ ۚ وَاللَّهُ يَضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ ۚ رَحِيمٌ لِّذِينَ**  
**كُوِّنَتِ لَهُمْ سَبِيلٌ** (اللہ تعالیٰ ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ سے سات بالیاں اگیں اور ہر بالی میں  
 سات سو دانے ہوں اور جس کے لیے اللہ چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ عطا کرتا ہے) یعنی ایک درہم کا ثواب  
 چودہ سو درہم کے برابر ملتا ہے۔ زکوٰۃ دینے والے کو محل تلاش کر کے زکوٰۃ دینا چاہیے۔ پھر بھی عنایات  
 باری اس قدر ہیں کہ اگر بغیر نفحص کے دیدے گا تو سات سو کا ثواب اور اگر نفحص کر کے دے گا تو چودہ سو  
 کا ثواب پائے گا۔ **نَفَعْنَاوَايَاكُمْ** اللہ ہمیں اور تمہیں نفع دے



## المجلس الرابع فی البكاء و قیام اللیل و غصّ البصر رونے اور قیام لیل اور آنکھ پٹی رکھنے کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُرِّمَتِ النَّارُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَعْيُنٍ غَضَّتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَغَضَّتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَغَضَّتْ عَنْ مَخَارِمِ اللَّهِ رَحِمَتْ شَرَادُ  
ابن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ التجیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ دوزخ تین آنکھوں  
پر حرام کر دی گئی ہے (۱) جو خدا کے خوف سے روتی (۲) جو اللہ کی راہ میں جاگی (۳) جو محرمات سے بچی۔  
حدیث میں حُرِّمَتْ بھیفۃ ماضی مجہول وارد ہے جس سے مراد یہ ہے کہ تخلیق حقیقہ سے پہلے ہی دوزخ اس پر  
حرام کر دی گئی ہے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا  
مُبْعَدُونَ رجن کے لیے ہمارے پاس پہلے ہی نیکی لکھی گئی ہے وہ دوزخ سے دور ہیں اور حدیث  
میں ہے السَّعِیْدُ فِی بَطْنِ اُمِّهِ وَ الشَّقِیُّ فِی بَطْنِ اُمِّهِ یعنی نیک بخت اور بد بخت پیدا ہونے سے  
پہلے ہی لکھ دیئے جاتے ہیں پس وجود کے بعد اگر سعید ازلی سے گناہ سرزد ہوں تو آخر میں اس کو توبہ  
کی توفیق عطا ہوتی ہے اسی طرح اگر کسی شقی ازلی سے نیک کام ہوں تو ریا اور سمعہ وغیرہ کی وجہ سے  
وہ درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتے۔ دیکھو شیطان نے چھ لاکھ برس عبادت کی مگر شقی ازلی نکلا اُس کے  
نیک کاموں نے اُسے فائدہ نہ دیا اور حضرت آدم علیہ السلام سعید ازلی تھے ان کی لغزش نے اُنہیں  
نقصان نہ پہنچایا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں بہت سے نیک کار  
دوزخ میں اور بدکار جنت میں جائیں گے اصحاب کہف کو بغیر کسی عمل کے اللہ نے قبول کیا اور بلعم اور  
یرصیصا کو باوجود عبادت کثیرہ کے راندہ درگاہ کر دیا۔ ثبوت عبودیت یہی ہے کہ عبادت معبود کرے  
اور نیک کاموں کو نہ چھوڑے کیونکہ نیک کام سعادت کا نشان ہیں اور بد کام شقاوت کی پہچان ہیں







علیہ السلام کو دنیا میں آگ نے جلا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان جل گئی اور اکثر اکیلا آگ میں جل کر فنا ہو گئے لیکن دوزخ کی آگ فقط گنہگار کو جلاتے گی۔ حدیث میں ہے کہ دوزخ کی آگ بے گناہ کے لیے ایسی ہے جیسے پانی پھل کے لیے۔ دنیا کی آگ پانی سے بجھتی ہے اور دوزخ کی مومن کے نور اور گنہگار کے آنسو سے بجھتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن بعض مومن دوزخیوں کو دوزخ میں جا کر دیکھنے کی خواہش کریں گے انہیں اجازت ہوگی جب وہ وہاں جا کر دوزخیوں کا حال دیکھنے میں مشغول ہوں گے تو دوزخ کا ہر ذرہ فریاد کرے گا اے مومن تیرے نور ایمان سے ہمارے شعلے سرد ہو گئے اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن فرشتوں کو حکم ہوگا کہ دوزخ کو اپنے مقام سے باہر لاؤ پس ستر ہزار طوق و زنجیر کو ستر ہزار فرشتے کھینچتے ہوئے محشر میں لاویں گے وہ ایک مہیت تاک چیخ مارے گی جس کی وحشت سے تمام عالم زانو کے بل گر پڑیں گے اور نفسی نفسی پکاریں گے مگر ایسی مصیبت کے وقت میں بھی حضرت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اُمتی اُمتی فرمائیں گے ہر شخص اپنی ذات کی نجات چاہے گا اور اللہمَّ اغْتِقْ نَفْسِي مِنَ النَّارِ کہے گا۔ یعنی اے اللہ مجھ کو آگ سے بچا۔ شدت خوف کی وجہ سے اول آخر کے دو کلمے بھول جائیں گے اور نفسی نفسی پکاریں گے پس شعلہ آتشیں دوزخ سے نکل کر عرصاتِ محشر میں پھیلیں گے اور جن وانس کو اپنی طرف کھینچیں گے اس وقت سب لوگ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی سے لے کر پکاریں گے اور فریاد کریں گے : وا احمدًا واماہدًا آپ یہ حال ملاحظہ فرما کر گنہگاروں کی شفاعت کریں گے اور مناجات کے لیے ہاتھ اٹھائیں گے اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہو کر ایک مشک پانی سے بھری ہوئی آپ کو دے کر عرض کریں گے کہ آپ اس میں سے چند قطرے دوزخ کی طرف ڈالیں اور عجائبات ملاحظہ فرمائیں۔ آپ اس میں سے تھوڑا سا پانی دوزخ کی طرف پھینکیں گے فوراً دوزخ کی آگ بقدر پانچ سو برس کی راہ کے بھاگ جائے گی۔ آپ دریافت کریں گے الہی یہ کیسا پانی ہے حکم ہوگا کہ یہ ہمارے گنہگار بندوں کے آنسو ہیں جو دنیا میں ہمارے خوف سے روتے تھے اس کا ایک قطرہ دوزخ کی تمام آگ کو بجھانے والا ہے بجز اس کے کوئی اس آگ کو نہیں بجھا سکتا۔ جاننا چاہیے کہ اللہ نے دوزخ کے سات طبقے پیدا کیے ہیں ہر نیچے والے طبقے میں اوپر والے طبقے سے



زیادہ عذاب ہے جس طرح مہشت کے سات طبقے ہیں اور ہر اوپر والے طبقے میں نیچے والے طبقے سے زائد نعمتیں ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی گناہگار دوزخ کے ساتویں طبقے سے نکال کر چھٹے طبقے میں ڈالا جائے تو اس کو بے حد آرام ہو اور غایت سکون کی وجہ سے خوب نیند آوے اور اللہ تعالیٰ نے ہر طبقے کے لیے ایک گروہ پیدا کیا ہے۔ ایک بار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ دوزخ کے طبقوں میں کون کون گروہ رہے گا انہوں نے جواب دیا کہ ہاویہ جو دوزخ کا ساتواں طبقہ ہے اس میں منافق رہیں گے اور جہنوں نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے ان کا بھی یہی مقام ہے اور جحیم جو دوزخ کا چھٹا طبقہ ہے اس میں مشرک رہیں گے اور سقر جو دوزخ کا پانچواں طبقہ ہے اس میں صابئین یعنی اچھا دین ترک کر کے بُرا دین اختیار کرنے والے رہیں گے اور حطّمہ جو دوزخ کا تیسرا طبقہ ہے اس میں یہود رہیں گے اور سعیر جو دوزخ کا دوسرا طبقہ ہے اس میں نصاریٰ رہیں گے اور جہنم جو دوزخ کا پہلا طبقہ ہے اس پر سب کا گذر ہوگا اور پل صراط اسی پر ہے وہ اہل کبائر کے لیے جو بغیر توبہ کیے ہوئے مر گئے ہوں اس قدر کہ حضرت جبریل علیہ السلام خاموش ہو گئے آپ نے کہا آگے کیوں نہیں کہتے کہ اس طبقہ میں کون لوگ ہوں گے آپ کے بیحد اصرار پر دُزار دُزار رونے لگے۔ آپ نے ایک نعرہ مار کر پوچھا اے جبریل کیا اس میں میری امت کے گناہگار ہوں گے انہوں نے دینی زبان سے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کی گرمی کا حال پوچھا انہوں نے کہا اگر ان دوزخ والوں کے پسینہ کا ایک قطرہ اس اُحد کے پہاڑ پر ڈال دیا جائے تو یہ پگھل کر پانی پانی ہو جائے آپ نے دوبارہ نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئے تمام صحابہ میں کھرام مچ گیا حضرت جبریل علیہ السلام آپ کا اور آپ کے یاروں کا اضطراب دیکھ کر بارگاہ الہی میں عرض کر کے فوراً حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے سلام کے بعد پیغام بھیجا ہے کہ آپ پر نشان نہ ہوں میں ارحم الراحمین ہوں جو کوئی آپ کی امت میں سے نماز مغرب کی سنتوں کے بعد کلام سے پہلے سات مرتبہ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یا مَحْیِیْدُ راے اللہ مجھ کو دوزخ کی آگ سے بچالے اے بچانے والے پڑھے گا پھر اس بات یا دین میں مرجائے گا تو میں اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دوں گا مسلمانوں کو چاہیے کہ اس دعا کی مداومت کریں یہ روایت صحیح ابن ماجہ اور ترمذی میں ہے حدیث سابق میں عَلٰی ثَلَاثَةِ اَعْيُنٍ مذکور ہے



اور آنکھوں سے تمام جسم مراد ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر کہا کہ میری آنکھ روکنے والی ہے آپ نے فرمایا وہ آنکھ آتش دوزخ سے آزاد ہو گئی اس نے کہا آزادی تمام جسم کی چاہیے۔ آپ نے فرمایا جب میں نے آنکھ کہا تو جان لے کہ تمام جسم آزاد ہوا۔ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں دوزخ کی حرارت سے ڈرتا ہوں آپ نے فرمایا اسے آنسوؤں سے ٹھنڈا کر کیونکہ جس کی آنکھ تر رہتی ہے اس کا جسم دوزخ میں نہیں جلتا آنکھ کو عربی زبان میں عین کہتے ہیں پس جس طرح بغیر پانی کے چشمہ بیکار ہے ویسے ہی جس آنکھ سے آنسو نہ بہیں وہ بھی فضول ہے اس کے بعد حدیث مذکور میں عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ہے چاہنا چاہیے کہ چشمہ کے پانی سے دنیا میں باغ وغیرہ سیراب ہو کر بڑھتے ہیں اسی طرح آنسوؤں سے بہشت کے درخت اور محل زیادہ ہوتے ہیں آنسو چشمہ کے پانی سے افضل ہیں چشمہ کے پانی سے جو کچھ پیدا ہوتا ہے فنا ہونے والا اور آنسوؤں سے جو کچھ پیدا ہوتا ہے ہمیشہ زیادہ ہونے والا ہے چشمہ کے پانی سے ظاہری نجاست اور آنسوؤں سے باطنی نجاست دور ہوتی ہے۔ چشمہ کے پانی سے وضو کیا جاتا ہے اور یا وضو کی زبان پر اگر اللہ کا نام جاری رہے تو جسم تمام گناہوں سے پاک ہوتا ہے صحیح مسلم میں ہے کہ چشمہ کا پانی میزان میں شامل نہ ہوگا اور آنسو دوسرے اعمال کے ساتھ تولے جائیں گے۔ حدیث میں ہے کہ قیامت میں ایک بندے کے اعمال تولے جائیں گے نیکیاں کم ہوں گی وہ بالوس ہو کر دوزخ کی طرف چلے گا حکم ہوگا اس کو واپس لاؤ اور جو آنسو اس کے ہمارے خوف سے بہے ہیں ان میں سے ایک قطرہ اس کے میزان میں رکھو جب وہ قطرہ رکھا جائے گا تو ساتوں آسمان اور زمین سے گراں ہوگا اور وہی آنسو اس پر دوزخ حرام کر دیں گے جیسا کہ حدیث میں ہے مَنْ يَكِي مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ رَحِمَ كَوْنِ اللَّهِ خَوْفٌ مِنْ رَوْعِ اللَّهِ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا روئے کی کئی قسمیں ہیں را، مصیبت یا نقصان عضو یا درد و غم یا فراق یا مروے پر رونا اس میں اگر ممنوعات سے بچے اور صرف آنسوؤں پر کفایت کرے تو گنہگار نہ ہوگا چنانچہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات پر ابدیدہ ہوئے تھے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی روتے ہیں آپ نے فرمایا اَتَعَيِّنُ تَدَامَعُ وَالْقَلْبُ يَجُزُّ لَاقُولُ مَا يَسْخَطُ بِهِ الرَّبُّ رَبِّ روتی ہے اور میرا دل محزون ہے



لیکن میری زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے، اس قسم کی بھی دو قسمیں ہیں ایک خود بخود رونا اس میں رونے والا گنگار نہیں ہوتا دوسرے یہ تکلف دکھاوے کے لیے رونا۔ اس صورت میں گنگار ہوتا ہے اگر کوئی کہنے والا کہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں حضرت یعقوب علیہ السلام روتے تھے اور یا اَسْفٰی عَلٰی یُوسُفَ رہاتے افسوس اسے یوسف فرماتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اپنی ضعیفی کی وجہ سے موت کے منتظر تھے پس آداب دین اور علم نبوت کی تعلیم کرنے کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کو یاد کر کے روتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں حضرت یوسف علیہ السلام کوئی اور مذہب نہ اختیار کر لیں اور اس جواب کا ثبوت اس واقعہ سے بخوبی ثابت ہے کہ جب بشیر حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشخبری لائے تو سب سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن سے پوچھا کہ تم نے ان کو کس دین پر پایا بشیر نے جواب دیا دین اسلام پر پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے درگاہ الہی میں شکر ادا کیا اور فرمایا اَلَا اَنْ تَمُتَ نِعْمَتُہٗ یعنی اب اس کی نعمت پوری ہوئی (۲) تلاوت قرآن میں تکلف رونا روا بلکہ موجب اجر و ثواب ہے حدیث میں ہے کہ تلاوت قرآن کے وقت روؤ اور اگر رونانہ آوے تو یہ تکلف اور زبردستی روؤ اگر اس طرح بھی رونانہ آئے تو اس سنگ دلی اور غلیظ القلبی پر روؤ اور حدیث میں ہے کہ تلاوت قرآن میں رونے والے کے لیے جنت واجب ہے غرائب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ میں ایسا ہی لکھا ہے (۳) اپنی خطا اور اپنے گناہ کو یاد کر کے رونایہ محمود اور موجب ثواب ہے حدیث میں ہے۔ مَنْ تَذَكَّرَ خَطَايَاہٗ وَبُكِيَ عَيْنَاہٗ رَضِيَ مِنْہٗ اَوَّلُہٗ (جو کوئی اپنے گناہوں کو یاد کرے اور آنکھ سے آنسو بہائے اس سے خدا راضی ہوا) دوسری حدیث میں ہے جو کوئی اپنے گناہوں کو یاد کرے اور آنکھ سے آنسو روتے کہ اس کی پلک تر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسکو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے اور جس قدر اس کے تن پر بال ہیں اس قدر توبہ کرنے والوں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ جامع الحکایات میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے زمانہ خلافت میں کوفہ میں ایک فاسق مرا حضرت علیؑ اس کے جنازہ پر تشریف لائے اور دفن میں بھی شریک ہوئے دفن کے بعد اس کی ماں روتی چیختی آئی اور حضرت کا دامن پکڑ کر کہنے لگی کہ میں نے اپنے بیٹے کی صورت نہیں دیکھی مجھے صورت دکھا دیجیے جب اُس نے بہت غل شور مچایا تو آپ نے اجازت دی جب



اس کی قبر کھولی گئی تو اس کا چہرہ البیضا منور تھا کہ دیکھتے والوں کی آنکھیں بند ہو جاتی تھیں۔ آپ متحیر ہوئے اور لوگوں سے اس کا حال دریافت کیا کسی نے بُرائی کے سوا اس کی اچھائی نہ بتائی شب کو آپ نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس فاسق کو بھی آپ کی خدمت میں اسی قدر تاباں پایا آپ نے اُن سے فرمایا اے علی اس کے دونوں رخساروں کا نور اُس انسوؤں کی برکت سے ہے جو گناہ کرنے کے بعد اس کی آنکھ سے خوف الہی کی وجہ سے نکلے تھے اور اس کے دونوں رخسار سے تر ہو جاتے تھے اسی رونے کی وجہ سے اللہ نے اس کو بخش دیا ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ حضرت آدم علیہ السلام تین سو برس تک اپنے قصور کی ندامت میں رویا کیے اور اس عرصہ میں کبھی انہوں نے آسمان کی طرف شرمندگی گناہ کی وجہ سے آنکھ نہیں اٹھائی۔ فرشتے ان کے دیدار کے طالب ہوئے سب درگاہ الہی میں متمنی ہوئے کہ حضرت آدم کو حکم ہو کہ وہ آسمان کی طرف دیکھیں حضرت جبریل علیہ السلام پیام الہی لائے اور اُن سے آسمان کی طرف نگاہ نہ کرنے کا سبب پوچھا انہوں نے کہا میں گناہ کی شرم کے مارے نظر نہیں اٹھاتا ہوں۔ مسلمانو! آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نَاکِسُوْا اَنْفُسَہُمْ عِنْدَ رَبِّہُمْ قیامت میں بندے اپنے رب کے سامنے سر نیچا کیتے ہوں گے حضرت داؤد علیہ السلام چالیس سال تک اپنی لغزش پر گریاں رہے اور توبہ قبول ہونے کے بعد بھی آپ منہ چھپاتے تھے لوگوں نے جمال باکمال دیکھنے کی تمنا ظاہر کی آپ نے فرمایا میں متہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں۔ مترجم کتاب ہے پورا قصہ یوں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیبیاں تھیں اور آپ کے لشکر میں ایک شخص کی ایک بی بی تھی آپ کا ارادہ ہوا کہ اس کی عورت سے نکاح کریں تا وقتیکہ وہ طلاق نہ دیتا آپ نکاح کیونکر کر سکتے تھے پس آپ نے اس کو لڑائی پر بھیج دیا وہ وہاں کام آگیا۔ عدت کے بعد آپ نے اس کی عورت سے نکاح کیا پس حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام لٹری صورت میں آئے اور اپنا یہ مقدمہ آپ کے یہاں پیش کر کے فیصلہ کے متمنی ہوئے مدعی نے کہا کہ میرے پاس ایک بکری اور مدعا علیہ کے پاس ننانوے بکریاں ہیں اور یہ میرا بھائی ہے چاہتا ہے کہ میری ایک بکری چھین کر اپنی سو بکریاں کرے۔ آپ نے فرمایا یہ ظلم ہے اس کے بعد دونوں غائب ہو گئے۔ آپ کو خیال آیا کہ یہ مقدمہ تو بعینہ میرا ہی واقعہ تھا اور سمجھ گئے کہ دراصل یہ مقدمہ نہ تھا بلکہ اللہ کی طرف سے مجھے تنبیہ تھی سجدہ کیا اور روتے روتے دریا بہا دیئے تو یہ استغفار کی اللہ نے توبہ قبول



کر لی اس کے بعد بھی آپ شرم کی وجہ سے ہر وقت اپنا منہ پیٹے رہتے تھے انتہائی تذکرۃ الاولیاء میں حضرت حسن بصریؒ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک بار آپ اپنے مکان کے کوٹھے پر خوفِ الہی سے اس قدر کثرت سے رو رہے تھے کہ پرنا لے میں سے پانی کی طرح راستے میں آپ کے آنسو بہہ کر گرتے تھے۔ راہ میں ایک شخص پر اس پرنا لے کی چھینٹیں پڑ گئیں اُس نے پکار کر پوچھا کہ یہ پانی پاک ہے یا نجس؟ آپ نے جواب دیا دھو ڈالو کیونکہ یہ گنہگار بندے کے آنسو ہیں اس نے آپ کی آواز پہچانی اور آپ کے اس کلام کو سُن کر نعرہ مار کر بے ہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو اس نے اس کپڑے کو متبرک جان کر با احتیاط تمام اپنے کفن کے لیے رکھ چھوڑا۔ مترجم کہتا ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا سن جس وقت چار سال کا تھا تو کسی بزرگ نے آپ کو بازار میں بے قراری کے ساتھ روتے دیکھ کر سبب پوچھا تو آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ خاندانِ نبوی کی عظمت کے لحاظ سے اُن بزرگ نے خیال کیا کہ یہ صاحبِ زادے کم عمر ہیں شاید کسی چیز کے لیے روتے ہوں اگر یہ فرمادیں تو وہ چیز میں ان کی خدمت میں حاضر کر دوں۔ پھر باصرہ تمام پوچھا اس وقت آپ اور نانا آبدیدہ ہوئے اور فرمایا میں غضبِ الہی کے خوف سے اور دوزخ کی آگ کے خیال سے روتا ہوں۔ اُن بزرگ نے کہا یا حضرت آپ ابھی کم عمر معصوم ہیں آپ کو اس کا خیال نہ کرنا چاہیے ان کے اس کہنے پر وہ اور آبدیدہ ہوئے اور فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ دنیا میں جب آگ سلگانا ہوتی ہے تو پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں سلگا کر اس کو تیز کرتے ہیں جب وہ خوب تیز ہو جاتی ہے تو بڑی لکڑیاں لگائی جاتی ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ قیامت میں چھوٹی لکڑیوں کے عوض مجھ ایسے بندے پہلے دوزخ میں نہ جھونک دیئے جائیں۔ اے اللہ اپنے ان پاک بندوں کے طفیل میں ہم ایسے گناہ گاروں کو اپنے قہر و غضب اور آتشِ دوزخ سے محفوظ رکھ اے اللہ ہم تیرے حبیب کی فرابت کو وسیلہ کر کے تیرے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں اور تیری رحمت اور حُسن کے طالب ہیں اے اللہ ہم کو احکامِ شرع کا پورا پابند کر دے ہمارا خاتمہ بخیر کر۔ حج اور اپنے حبیب کے روضہ کی زیارت نصیب کرو ہاں کی خاکِ پاک میں ہماری خاک ملا دے۔ بحرۃ سید المرسلین وآلہ الطاہرین واصحابہ المطفہین و ذریاتہ اجمعین۔ انتہی۔

(۴) اشتیاقِ الہی میں رونا۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ یُکِبْ بِاَسْتِیَاقِ الْمَوْلٰی فَلَهُ جَنَّةُ الْمَاوٰی (جو بندہ مولیٰ کے اشتیاق میں رویا اس کے لیے جنت ہے) حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ ہے کہ آپ دس برس تک برابر رویا کیے یہاں تک کہ آنکھوں کی روشنی جاتی رہی پھر اللہ نے



ان کی آنکھیں روشن کیں اس کے بعد پھر آپ گیارہ برس تک رویا کیتے۔ پھر آنکھیں جاتی رہیں پھر اللہ نے انہیں روشن کر دیا پھر آپ گیارہ برس تک رویا کیے یہاں تک کہ آنکھوں کی روشنی تیسری مرتبہ جاتی رہی اور پھر اللہ نے روشنی عطا کی اور خطاب ہوا کہ اے شعیب اگر تم حنت کی طلب میں روتے ہو تو وہ تمہارے لیے ہے اور اگر دوزخ کے خوف سے روتے ہو تو وہ تم پر حرام ہے آپ نے جواب دیا اے پروردگار مجھے نہ حنت کی خواہش ہے نہ دوزخ کا خوف میں تو فقط تیرے اشتیاق میں روتا ہوں ارشاد ہوا کہ روتے رہو پھر آپ دس برس اور رویا کیے اور نابینا ہو گئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار الہی کی تمنا کی اور جواب میں ارشاد ہوا لَنْ تَرَانِي (تم مجھے نہیں دیکھ سکتے) تو اس کے بعد کسی نے حضرت موسیٰ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا ایک بار حضرت جبریل علیہ السلام نے اُن سے غمگین رہنے کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا جس کو حکم ہو کہ تو مجھے نہیں دیکھ سکتا وہ غمگین نہ ہو تو کون غمگین ہوگا ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر مناجات میں مشغول تھے استفسار ہوا کہ تم بھوکے اور پیاسے اور غمتاک کیوں رہتے ہو انہوں نے نعرہ مار کر عرض کیا تو بڑا جانتے والا ہے تجھے معلوم ہے کہ جب سے مجھے حکم لَنْ تَرَانِي ہوا ہے میری بھوک پیاس راحت سب جاتی رہی ارشاد ہوا اگر میرے دیدار کے متمنی ہو اور قیامت کے دن میرے تقارر سے شرف حاصل کرنا چاہتے ہو تو شکم کو گرسنے اور جگر کو نشہ اور چشم کو گرہاں اور قلب کو برہاں رکھو۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام اس قدر روتے تھے کہ رخسار مبارک کا گوشت پوست سب آنسوؤں کے ساتھ بہہ گیا۔ ام المؤمنین حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شب کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف فرما تھے اور آپ کا سر میرے بازو پر تھا اور میں ریش مبارک کو ہاتھ سے صاف کر رہی تھی اور میرے بھاتی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف تھے جب آپ نے ان کی آواز سنی تو اٹھ بیٹھے میں اپنا سر آپ کی بغل میں رکھ کر لیٹ گئی جب انہوں نے یہ آیت پڑھی کَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمْ يَعْجُبُوا (وہ لوگ قیامت کے دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہوں گے) تو آپ رونے لگے اور مجھ پر آپ کے آنسو گرے میں اٹھی اور سر مبارک کو پکڑ لیا ایک گھڑی کے بعد میں نے پوچھا کیا آپ جنت کے لیے گریاں ہیں آپ نے فرمایا نہیں میں نے پوچھا پھر کیا آپ دوزخ کے خوف سے گریاں ہیں آپ نے فرمایا ہاں اَنَا مُشْتَقٌّ وَبَنِيَّ اَشْتِيَا اَنَا مُشْتَقٌّ وَبَنِيَّ اَشْتِيَا (میں مشتاق ہوں اور مجھ کو سخت اشتیاق ہے) اسی کو آپ



بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر بہنے لگے۔ اور بزرگان دین کا قول ہے کہ بہتر رونا وہ ہے جو اشتیاقِ مولیٰ کے لیے ہو اور بدتر رونا وہ ہے جو دنیا کے جاتے رہنے کے لیے ہو۔ اور حدیث میں ہے دنیا میں خوفِ خدا سے روتے والا قیامت کے دن جنت میں ہنستا ہوا جاتے گا اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن دو زنجیوں کو جمع کریں گے اور کہیں گے کہ آج اپنے حال پر رُو جس قدر رو سکو کیونکہ دنیا میں خدا کے خوف سے نہارا ایک آنسو بھی نہیں نکلاؤ لَیْسَ لَکُمْ اَکْثَرُ اَجْزَاءِ بِمَا کَانُوا یُکْسِبُونَ چاہیے کہ خوب روئیں بدلے اس کے جو کچھ انہوں نے کمایا کسی نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ولی کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا بیداری کی وجہ سے جن کے منہ زرد اور روتے کی وجہ سے آنکھیں ضعیف ہوں اور آپ نے فرمایا ہے خلوت میں اللہ کو یاد کرنے والا قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا یہ سب مشارق میں مذکور ہے عَیْنُ سَهَرَاتٍ دوسری وہ آنکھ جو بیدار رہے یہ حدیث سابق الذکر کا ٹکڑا ہے۔ جاننا چاہیے کہ بیداری بڑی عبادت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ رَانَ کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں یہ عمل اس گروہ کی دولت ہے وَالَّذِينَ يَدَّبِشُّونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا وہ رات گزار دیتے ہیں اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام میں، اور یہ آیت ان لوگوں کا طریقہ ہے۔ جاننا چاہیے کہ ابتدائے اسلام میں قیام شب فرض تھا اکثر صحابہ قیام شب کی وجہ سے زرد ہو گئے تھے اور ضعف کی وجہ سے حصولِ معاش میں دشواری اٹھاتے تھے پس اللہ نے حکم بھیجا کہ رات کا جاگنا تم پر شاق ہے ہم آسانی چاہتے ہیں نہ کہ دشواری جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ یُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ راتوں کو سوؤ اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم دن میں ہماری عبادت کیا کرو جیسا کہ اس آیت پاک سے ہویدا ہے وَإِنَّ لَكَ فِي النَّهْلِ سَبْتًا حَقًّا آپ کو اس بات کا رنج ہوا کہ ایسی عمدہ عبادت سے میری امت محروم رہی حکم ہوا آپ غمگین نہ ہوں جو کوئی آپ کی امت میں سے آدھی رات کو ۲ رکعت نماز پڑھے گا اس کے نامہ اعمال میں تمام جن والنس کی عبادت لکھی جائے گی اسی لیے آپ نے فرمایا رَكَعَتَانِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ كَانَتْ اَشْتَقَى عَلَيَّ اُمَّتِي لَفَرَضْتُهُمَا دُورِ كَعْتَيْنِ آدھی رات کو پڑھنا اللہ کے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں اور اگر میری امت پر یہ دو رکعتیں آدھی رات کی شاق نہ ہوتیں تو میں انہیں فرض کر دیتا جب سے قیام میل کا حکم منسوخ ہوا تو خاصۃً حضرت



رسول خدا علیہ النجیۃ والتسلو کو حکم ہوا قُمْ اللَّیْلَ (آپ قیام لیل کیا کریں) آپ تمام رات کھڑے ہو کر گزارتے یہاں یہاں تک کہ پائے مبارک ورم کر آتے اور چہرہ زرد ہو جاتا۔ کفار نے زبان طعن دراز کی اور کہنے لگے مَا أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَىٰ هَذَا الرَّجُلِ إِلَّا لِنُشْقَاوَتِهِ (آپ پر قرآن نہیں نازل ہوا مگر بد بختی کے لیے) اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی مَا أُنْزِلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ (قرآن تم پر ہم نے اس لیے نازل نہیں کیا ہے کہ تم شقاوت میں پڑ جاؤ) حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر پوچھا کہ آپ تمام رات کیوں بیدار رہتے ہیں آپ نے فرمایا تم ہی آیۃ قُمْ اللَّیْلَ لائے ہو جبریل علیہ السلام نے کہا میں یہ بھی حکم لایا ہوں إِلَّا قَلِيلًا نُّصَفُّهُ أَوْ انْقُصُ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ زِدْ عَلَيْهِ قِیَامًا تو کیجیے مگر تھوڑا جس قدر تحمل ہو سکے نصف شب کا قیام اختیار کیجیے یا اس سے کچھ کم یا اس سے زائد پس آپ کبھی نصف شب اول اور کبھی نصف شب آخر اور کبھی ثلث رات جاگتے اور قیام فرماتے پس حکم نازل ہوا وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ اور کسی قدر رات سے تہجد پڑھتے یہ صلوٰۃ نافلہ ہے آپ کے لیے فریضہ نہیں نَافِلَةٌ یعنی خاصۃً آپ ہی کے لیے خاص ہے امت کے لیے عقوبہ اگر پڑھیں ثواب پائیں گے نہ پڑھیں تو گناہ نہ ہوگا۔ اگر آپ کو اپنی امت کی شفاعت منظور ہے تو اس نعمت کو گوارا فرما کر اس کا نتیجہ لیجیے۔ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا (قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود میں اٹھا دے گا) مقام محمود سے شفاعت مراد ہے اور بعض کے نزدیک مقام محمود ایک مقام ہے فردوس اعلیٰ میں جس طرح دنیا کے مقابلے میں بہشت محمود ہے ایسے ہی اول کے مقابلے میں دوم مقام محمود ہے اور دوم کے مقابلے میں سوم اور سوم کے مقابلے میں چہارم اور چہارم کے مقابلے میں پنجم اور پنجم کے مقابلے میں ششم اور ششم کے مقابلے میں ہفتم اور ہفتم کے مقابلے میں ششم اور بعض کا قول ہے کہ مقام محمود والجمال میں ایک مقام کا نام ہے جو خاص حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ تہجد شب کو سونے کے بعد بیدار ہو کر اللہ کی عبادت کرنے کو کہتے ہیں۔ تمام رات عبادت کرنے والا اپنی تمام رات کی عبادت کا ثواب پائے گا تہجد کا ثواب اس کو نہ ملے گا۔ اگر کسی نے تہجد پڑھنے سے قسم کھائی تو تمام رات جاگ کر اللہ کی عبادت کرنے سے اس کی قسم پوری نہ ہوگی۔ چونکہ اس کے فضائل بے شمار ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ نماز حضرت رسول خدا علیہ النجیۃ والتسلو پر فرض کی ہے۔ اللہ ہم کو توفیق دے کہ اس نماز پر دل سے مواطبت کریں۔ ادائے تہجد کے لیے تمام وقتوں میں نصف شب کو ادا کرنا بہتر ہے۔ حضرت داؤدؑ نے



اللہ تعالیٰ سے پوچھا ہے پروردگار تمام رات میں کون وقت تجھے پسند ہے ہم کو بھی اس سے آگاہ کر دے تاکہ ہم اسی وقت تیری عبادت کیا کریں جو اب میں ارشاد ہوا کہ مجھے نصف شب پسند ہے اس وقت کی دو رکعتیں مجھے تمام عالم سے زائد محبوب ہیں۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؓ سے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ قبر میں اللہ تعالیٰ تمہاری فریاد سُنے تو نصف شب کی عبادت اپنے اوپر فرض کر لو اور آپ نے فرمایا ہے لِمَتَّهِجِدِينَ عِنْدَ اللَّهِ أَجْرٌ عَظِيمٌ رَتَجِدُ پڑھنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے اور آپ نے فرمایا کیا اچھی ہے زندگی اگر رات کی نماز میں گزارے اس لیے کہ اس میں بھلائی ہے۔ مترجم کہتا ہے اس مقام پر صاحبِ نافع المسلمین نے عمر کو عمر پڑھا ہے اور ترجمہ میں لکھا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ یوں اچھے ہیں کہ نماز میں شب گزارتے ہیں کہ ان کی بھلائی نماز شب میں ہے حالانکہ یہ محض غلط ہے عمر سے یہاں زندگی مراد ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اتفقاً اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ہے کہ اے عائشہ انسان کی زندگی ادھی رات اور ادھی دن کی ہے پس تم کو چاہیے کہ زندگی کی ادھی رات کو سو کر نہ کاٹو اور آپ نے ایک صحابی سے فرمایا قُمْ اللَّيْلَ وَلَوْ بَقْدَرُ حُلْبَةٍ شَايَةً رَاغِرٌ يَادُهُ نَهْوُ سَكَةٍ تَوَاتَنِي هِيَ دِيرٌ رَاتٍ كَوَقِيَامٍ كَرَوْحَتْنِي دِيرٌ مِّنْ بَكْرِي كَادُودٌ وَدُودٌ وَهَاجَتَانِي مَسْتَحِبٌ وَقْتُ قِيَامِ شَبٍّ كَأَجْطَا حَصَّةٍ رَاتٍ كَاهِيٌ أَوْ كَاهِلُونَ كَالْيَدِ دُودٌ وَدُودٌ مِّنْ كَالْيَدِ قِيَامِ شَبٍّ ثَوَابٌ سَخِيٌّ خَالِيٌ نَهِيٌّ هِيَ إِمَامٌ مَّا لَكَ رَحْمَةُ اللَّهِ نَهِيٌّ أَيْنِي صَبِيحٌ مِّنْ لَّكَا هِيَ جَوْ كَوْنِي كَسِي قَدَرَاتٍ سَخِيٌّ بَادِرٌ هُوَ كَرَامَةُ اللَّهِ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ كَا وَرَوَى كَرَامَةُ اللَّهِ اس كَالْمَاءِ أَعْمَالٌ مِّنْ جَوْ مِسْ هَزَارٌ نَمِيٌّ كَالثَوَابِ لَكُنَا هِيَ أَوْ رَاسِي قَدَرٌ بَرَاتِيَا دُورٌ كَرَامَةُ هِيَ لَيْسَ يَدُ اس سَخِيٌّ هِيَ جَوْ صَبِيحٌ تَمَّ سَوِيَا كَرَامَةُ اللَّهِ تَعَالَى فَرَاتَا هِيَ قُلْ تَمَتَّعْ بِكَفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِّنْ أَهْلِ النَّارِ أَقْنِ مَوْفَاقِنْتُ أَنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَتَذَكَّرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ رَاپ اپنی امت سے کہہ دیجیے کہ اپنے کفر سے غھوڑا نفع اٹھاؤ کیونکہ دنیا کی اصل غھوڑی ہے خاص کر انسان کی عمر اگرچہ بہت نفع حاصل کرے مگر آخرت کے مقابلے میں غھوڑا ہی ہے یقینی تو اصحابِ نار سے ہے کیا وہ اس کے برابر ہے جو رات کو عبادت کرتا ہے سجدہ کر کے اور کھڑے ہو کر اور آخرت سے ڈرتا ہے اور امیدوارِ رحمتِ الہی ہے کیا عالم اور جاہل برابر ہو جائیں گے یہ ہرگز نہ ہوگا اور عقل والے لوگ نصیحت مانتے ہیں (حدیث میں ہے



کہ قیامت کے دن شب بیدار عبادت گزار بُرا قوں پر سوار کیے جائیں گے اور اُن کا رنگ مثل یاقوت مُسرخ کے ہوگا اہل حشر بوجھیں گے اسے پروردگار یہ کون لوگ ہیں حکم ہوگا یہ وہ لوگ ہیں کہ جب دنیا میں تم سوتے تھے تو یہ ہماری عبادت کرتے تھے نہ تھا ان کا کھڑا ہونا مگر خشوع کے ساتھ اور نہ تھا ان کا سونا مگر سجود کے ساتھ وَهُمْ أَحْبَابُیْ وَهُمْ أَحْبَابُیْ (وہ میرے دوست ہیں) اور دوسری حدیث میں ہے کہ شب بیدار سونے والوں میں ایسا ہے جیسے مُردوں میں زندہ۔ تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں جس کو اللہ تعالیٰ تہجد کے لیے اُٹھنے کی توفیق دے اس کو لازم ہے کہ تحیۃ الوضوء کے بعد دو رکعت بہ نیت قیام شکر شب ادا کرے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے آیتہ الکرسی خالدون تک اور دوسری رکعت میں آمین الرسول آخر سورۃ تک پڑھے پھر چھ سلام بارہ رکعت وُگاہ میں رکعت اول سے زیادہ قرأت کرے۔ حدیث میں ہے مَنْ صَلَّى صَلَاةَ التَّهَجُّدِ أَنَا ضَامِنٌ بِالْجَنَّةِ (تہجد پڑھنے والے کے جنتی ہونے کا میں ضامن ہوں) ایسا ہی خلاصۃ الاخبار میں ہے فِي سَبِيلِ اللَّهِ یہ حدیث کا مُکڑا ہے یعنی راہ خدا کے جاگنے میں راہ خدا کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ جو شخص خدا کی راہ میں نہ جاگے اس کا جاگنا اور سونا برابر ہے اور اس کی ایسی مثال ہوگی جیسے مشائخ کہا کرتے ہیں مَنْ يَكُنْ لِلْوَصَالِ أَهْلٌ فَكُلُّ إِحْسَانٍ ذَنْبٌ رَجُوعٌ وَالْغَائِبُ فِيهِ اس کی ہر ایک نیکی بھی گناہ ہے) اور جو کام اللہ کے لیے نہ ہو وہ مثل پرانگندہ خاک کے ہے۔ شب بیداری کی دو قسمیں ہیں (۱) اطاعت کے لیے (۲) معصیت کے لیے۔ اطاعت کے لیے شب بیداری کی آٹھ قسمیں ہیں (۱) صفات الہی میں سے صفت بیداری اختیار کرنے کے لیے جاگنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا لَا تَأْخُذْكَ سِنَتُهُ وَلَا تَوَمَّرْ (اس کو اونگھ اور نیند نہیں تساقی) پس اخلاق الہی کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے والے کے لیے بھرِ ثواب ہے حدیث میں ہے مَنْ تَمَسَّكَ بِخُلُقِ مَنْ أَخْلَقَ اللَّهُ فَهُوَ مِنَ الْأَمِينِينَ وَلَهُ عِنْدَ اللَّهِ أَجْرٌ كَبِيرٌ اور ایک روایت میں أَجْرٌ كَثِيرٌ ہے یعنی جو شخص اللہ کی عادتوں میں سے کوئی عادت اختیار کرے وہ لوگوں میں سے بے خوف ہے اور اس کے لیے خدا کے پاس بڑا ثواب ہے (۲) نماز کے لیے جاگنا حدیث میں ہے کہ اندھیری رات میں دو رکعتیں ادا کرنا روشن دن میں سات سو رکعت ادا کرنے سے بہتر ہیں مگر فرض نماز کا اندھیرے میں ادا کرنا مکروہ ہے اور نفل تاریکی میں ادا کرنا مستحب ہے (۳) ذکر الہی کیلئے



جاگنا۔ حدیث میں ہے مَنْ ذَكَرَ اللَّهَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ تَوَرَّاهُ اللَّهُ قَلْبُهُ وَقَبْرُهُ يَعْنِي جَوْشَخُونِ اَنْدَهیری  
رات میں اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ اس کے قلب اور قبر کو منور کر دیتا ہے (۴۴) تلاوت قرآن کے  
لیے جاگنا یہ بھی ایک سعادت ابدی ہے حدیث میں ہے مَنْ اسْتَظْهَرَ الْقُرْآنَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ  
تُؤَدِّي يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثَلَاثَةَ نِدَائٍ يَا وَلِيَّ اللَّهِ يَا أَهْلَ اللَّهِ يَا مُجَاهِدَ اللَّهِ یعنی جس نے تاریک رات  
میں قرآن پڑھا قیامت کے دن تین لقبوں سے پکارا جائے گا اسے خدا کے دوست اسے اللہ کے کنبہ  
اور اہل بندگی اسے رضاء سے الٰہی میں کوشش کرنے والے (۴۵) طلب علم کے لیے جاگنا اس کی جزا  
بھی بے شمار ہے۔ جامع الفضائل میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ  
حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یاد ہو جانے کی غرض سے رات کو نکرار سبق کرے  
اس کو ہر حرف کے بدلے حاجی اور غازی کا ثواب ملے گا (۴۶) رات کو سفر بیت اللہ کر کے جاگنا یہ  
بھی بڑی دولت ہے حدیث قدسی میں ہے يَا أَحْمَدُ يُشِيرُ الْمَشَاقِّينَ فِي ظُلَمِ اللَّيْلِ إِلَى بَيْتِي  
فَإِنِّي لَهُمْ قَائِدٌ إِلَى الْجَنَّةِ یعنی اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ اندھیری رات میں میرے گھر کی  
طرف جاتے ہیں ان کو بشارت دیدے کہ میں ان کو حنیت کی طرف کھینچنے والا ہوں (۴۷) جہاد میں مفاہدہ  
کفار کے لیے جاگنا یہ بھی بہترین حسنات ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم کھائی ہے فَاَلْمَغِيرَاتِ صُبْحًا  
رَقَمَ بِهِنَّ انْ كِي جَوَارَاتِ كَو قَطْعِ مَسَافَتِ كَرْنِ بِهِنَّ اَوْرُ صَبْحِ هَوْنِ كَافِرُونَ پَر جَا پُڑتے ہیں، حدیث میں  
ہے کہ جو شخص رات کو گھر سے جہاد کے لیے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر قدم پر ایک بردہ آزاد کرنے  
کا ثواب دیتا ہے (۴۸) اپنی زوجہ کے پاس جاگنا یہ بھی داخل عبادت ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو  
کوئی ایک گھڑی شب کو اپنی بی بی کے پاس جاگنا تو گویا اس نے مثل شب قدر کے عبادت کے ثواب  
کی عبادت کی۔ اور اسی طرح معصیت کے لیے شب بیداری کی بھی کئی قسمیں ہیں جیسے شب بیداری  
زنا کرنے شراب پینے چوری کرنے وغیرہ کی غرض سے ان سب میں ہر ایک موجب عذاب ہے۔  
حدیث میں ہے اَنْ كِيْلِيَةِ اَنْسُوَسْ ہے جو گناہ کے لیے رات کو جاگتے ہیں۔ یہ شب بیداری معصیت  
ہے اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے اور طاعت کی بیداری کے لیے مستعد ہونا چاہیے کہ یہ اللہ کی  
محبت کی نشانی ہے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے لوگوں نے دوستی کی علامت دریافت کی فرمایا  
سَهْوُ اللَّيْلِ وَارْسَالُ اللَّيْلِ رَاتِ كَا جَاگنا اور اَنْسُو کا بہانا دوستی کی علامت ہے، لاری کے معنی موتی



کے ہیں مگر یہاں اسو مراد ہیں ۛ عَجَبٌ لِّلْمُحِبِّ كَيْفَ يَنَامُ۔ كُلُّ نَوْمٍ عَلَى الْمُحِبِّ حَرَامٌ۔  
تَعَجُّبٌ ہے عاشق سے کہ وہ کیونکر سوتا ہے اس لیے کہ اس پر ہر نیند حرام ہے۔ بندگی۔ حضرت شیخ  
حمید الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں ۛ

عجب از دوستی کہ خواب کس خواب از دوستان شد ست حرام

جو شخص شب بیداری کو اپنے اوپر آسان کرنا چاہے اُسے لازم ہے کہ نہ پیٹ بھر کر کھانا کھائے نہ پوری  
پیاس پانی پیے اور دن کو اس قدر کام نہ کرے کہ رات کو تھکا ہوا منقول ہے کہ جو شخص سوتے وقت  
آیہ فردوس را آخر سورۃ کہف کی تین آیتیں پڑھ کر کہے اے اللہ مجھے بھرت اس آیت کے قلاں وقت  
جگا دے تو اللہ تعالیٰ اسی وقت اس کو جگا دے گا۔ حدیث سابق میں ہے عَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَعَارِجِ  
اللہ یعنی تیسری آنکھ جو ان چیزوں کو نہ دیکھے جنہیں اللہ نے حرام کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خاص اپنے حبیب  
صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب میں فرماتا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّونَ أَبْصَارَهُمْ رَاے محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم آپ مومنوں سے فرمادیں کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور عورتوں کے حق میں ارشاد ہوا ہے قُلْ  
لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ رَاے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مومنہ عورتوں سے فرمادیں کہ  
اپنی آنکھوں کو نامحرموں کے دیکھنے سے بچاتے رہیں اور حدیث میں ہے مَنْ نَظَرَ إِلَى امْرَأَةٍ اجْنَبَتْ  
صَبَقِ عَيْنِهِ اِلَیْكَ یَوْمَ الْقِيَمَةِ ربکا فی عورتوں کو دیکھنے والی آنکھ میں قیامت کے دن سیسا ڈالا  
جاتے گا حدیث میں ہے النَّظَرُ بِالشَّهْوَةِ سَهْمٌ مَسْمُومَةٌ مِنْ سِهَامِ الْیَبَیسِ (شہوت کی  
نظر سے دیکھنا ایک تیر نہر میں بچھا ہوا شیطان کے تیروں میں سے ہے) شہوت کے ساتھ نظر کو مقید  
کر دینے سے ظاہر ہوا کہ بغیر شہوت نظر کرنا گناہ نہیں ہے اور حدیث میں ہے مَنْ غَضَّ بَصَرَهُ عَنَّا  
حَرَّمَ اللہ عَلَیْهِ حَرَّمَ اللہ عَلَیْہِ النَّامُ (جسے اپنی نظر کو ان چیزوں کے دیکھنے سے بچایا جس کو اللہ نے اس پر حرام

کیا ہے تو اللہ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا) اور بزرگوں کا قول ہے الْعَيْنُ عَيْنُ الْمُعَاصِي  
(آنکھ گناہ کا چشمہ ہے) جس طرح چشمے سے گھاس اگتی ہے اسی طرح آنکھ سے گناہ پیدا ہوتے ہیں۔  
اور کہتے ہیں النَّظَرُ اَسَاسُ الذُّنُوبِ (آنکھ گناہوں کی جڑ ہے) اگر حضرت آدم علیہ السلام گیموں کی  
طرف نظر نہ فرماتے تو ہرگز اس پر فریفتہ نہ ہوتے اور فَحَصَى اَدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی کے مورد نہ بنتے اگر حضرت



حضرت داؤد علیہ السلام اور یاس کی زوجہ کو نہ دیکھتے تو چالیس برس اپنی لغزش پر گریہ و زاری نہ کرتے۔ اگر  
 البتہ بیچہ کی لڑکی کو نہ دیکھتے تو کوڑے کھا کر جان نہ دے دیتے محارم کی کئی قسمیں ہیں ایک زن بیگنا نہ  
 اس کا تمام بدن دیکھنا حرام ہے اور قرابت والی عورتیں جیسے ماں بہن وغیرہ ان کو ناف سے زانو تک دیکھنا  
 حرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ زیر ناف دیکھنے یا دکھانے والے کا وہ مقام قیامت میں دوزخ کی آگ سے  
 کاٹا جائے گا اور نابالغ عورتوں کی طرف شہوت سے دیکھنا حرام ہے حضرت شیخ نجم الدین کبری رحمہ اللہ  
 اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں سونا چاندی متاع دنیا کو موس سے دیکھنا حرام ہے کسی نے حضرت نبی  
 کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے پوچھا مَا اتَّجَاةُ رِجَالٍ کَمَا هُوَ آپ نے فرمایا احْفَظْ عَيْنَكَ رَأْبِي آنکھ کی  
 حفاظت کر، ایک شخص نے آپ سے کہا مجھے اپنی زوجہ پر اطمینان نہیں آپ نے فرمایا اپنی آنکھ کو دوسرے  
 کی عورت سے بند کر۔ عورت کے لیے نہیں درست ہے کہ وہ ناف سے زانو تک اپنی لونڈی کو دکھاوے  
 اور مالک کو بھی جائز نہیں ہے کہ اپنی اس لونڈی کو جس کا نکاح کر دیا ہو ناف سے زانو تک دکھائے حضرت  
 شبلی رحمہ اللہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حیوانات کے مقامات غلیظہ کی طرف دیکھنا کیسا ہے انہوں نے  
 فرمایا کہ شہوت سے دیکھنا حرام ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بندہ نا محرم کی  
 طرف دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے اے بندے میں تیری طرف دیکھتا ہوں تو کس کی طرف دیکھتا ہے فقہار کے نزدیک  
 محارم سے چشم پوشی واجب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لِلّٰہِ مُؤْمِنِیْنَ یَغْضُوْا مِنْ اَبْصَارِہُمْ وَیَحْفَظُوْا  
 فُرُوْجَہُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَہُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ۔ اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایمان والوں  
 سے فرمادیں کہ وہ اپنی آنکھوں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے حق میں پاکیزگی کی بات ہے بشبک  
 اللہ خبردار ہے اس سے جو وہ کرتے ہیں، اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ قُلْ کے بعد یا محمد معذوف ہے  
 اسی طرح اکثر مقامات پر معذوفات ہیں جیسے قُلْ اُوْحٰی اِلٰی رَکْمٍ دِیَجِیْے آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے، اور قُلْ یٰۤاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ رَکْمٍ دِیَجِیْے آپ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 اے گروہ کافروں کے، اور احکام کا حکم بلا واسطہ خود اللہ تعالیٰ نے کیا ہے جیسے اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ  
 اَتُوْا الزَّکٰوۃَ لَعِیْنَ عُلَمَآءُ کے نزدیک اوامر بلا واسطہ اور ہدایات میں کچھ فرق نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا ہے مَا تَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَاْخُذُوْہُ رَجُوْہَا رَسُوْلٌ تَہِیْیْہِیْ لَکُمُ الصَّلٰوۃَ وَیُخْبِرُکُمْ فِیْہِیْ اَحْکَامَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ  
 اور خود آپ نے فرمایا مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ رَجِسْ نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی



اور بعض کے نزدیک فرق ہے احکام بواسطہ غضب پر وال ہیں۔ قاعدہ ہے کہ جس سے کوئی ناراض ہوتا ہے اس کو دوسرے کے ذریعے پیام دیتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ بواسطہ نقاذ احکام میں آپ کی بزرگی ظاہر ہوتی ہے یعنی آپ کہہ دیں کہ جو آپ کے حکم کو بعینہ میرا حکم نہ جانے گا وہ دوزخ کا مستحق ہوگا اور بعض کا قول ہے کہ خطاب بواسطہ اللہ تعالیٰ کا ایمانداروں پر کرم ہے یعنی آپ انہیں سمجھا دیں یقین ہے کہ آپ کی فہمائش مؤثر ہو اور وہ اس پر عمل کریں اور در صورت عدم عمل آپ سے شرمندہ ہوں کیونکہ اگر میں نے خود حکم کیا اور انہوں نے اس کے خلاف کیا تو مجھ سے شرمندہ ہوں گے اس کے بعد اللہ نے لایمومنین فرمایا ہے لَبَنِيْ اٰدَمَ نَهِيْنُ فَرَايَا يِه اس جانب اشارہ ہے کہ کفار مخاطب نہیں کیونکہ انہیں اللہ نے دوزخ ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ بچا ہے گناہ کریں یا نہ کریں لیکن تم تو بہشتی ہو تم ایسے فعل کے ترکیب نہ ہو جس سے دوزخی ہو جاؤ پس تمہیں محارم سے بچنا چاہیے کیونکہ تمہارے نبی نے فرمایا ہے مَنْ نَظَرَ نَظْرَةً وَاحِدَةً مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابٌ فِي النَّارِ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْقًا محارم کی طرف ایک بار نظر کرنے والا بھی چالیس برس دوزخ میں عذاب کیا جائے گا، ایسا ہی امام رازی نے اپنی صغیر میں لکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے يَخْضُوْنَ مِنْ اَبْصَارِهِمْ فرمایا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ مَنْ زَانِدًا ہے اور تقدیر کلام یوں ہے کہ نہ بجیے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں سے کہ اپنی آنکھیں چھپاتیں اور بعض کے نزدیک مَنْ تَبْعِيْضِيْہِ ہے اور تقدیر کلام یوں ہے يَخْضُوْنَ مِنْ بَعْضِ الْمَحَلِّ اَبْصَارُهُمْ بعض مواقع سے اپنی آنکھیں چھپاتیں یعنی جن کے دیکھنے کی ممانعت ہے انہیں نہ دیکھیں اس میں اگر من نہ ہوتا تو تمام عالم سے چشم پوشی لازم ہو جاتی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَيَحْفَظُوْا اَنْفُسَهُمْ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نظر کو مقدم اور شرمگاہ کو مؤخر کیا اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ اصل معاصی کی آنکھ ہے یا یہ تقدیم و تاخیر اس لیے ہے کہ آنکھ اوپر اور شرمگاہ نیچے ہے پس اوپر سے نیچے آنا اچھا ہوتا ہے خود اللہ تعالیٰ نے کلام میں آسمان کو مقدم اور زمین کو مؤخر کیا ہے حالانکہ تخلیق میں زمین آسمان پر مقدم ہے اور فَرَضَ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ پس اپنی شرمگاہوں کی حفاظت زنا اور دکھانے اور چھپانے سے کہیں حدیث میں ہے جو کوئی اپنی شرمگاہ کسی کو دکھاتا ہے اس پر اللہ اور فرشتے لعنت کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ لَكَ اٰزْكٰی لَكُمْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَكُمْ اَشْتَتُمْہَارِیْ پاکی کے لیے ہے اگر تم دنیا میں پاک رہو گے تو عقیقی میں تمہیں کچھ خوف نہ ہوگا حدیث میں ہے مَنْ ضَمِنَ لِيْ مَا بَيْنَ رِجْلَيْہِ وَبَيْنَ رِجْلَيْہِ ضَمِنْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ۔



جو کوئی ضمانت کرے گا اپنے دو جیڑوں کے بیچ سے یعنی زبان اور اپنی دونوں ٹانگوں کے بیچ سے یعنی شرمگاہ، تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت کروں گا) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ خَبِيرٌ اور بصیر قریب قریب ہیں بعض کے نزدیک دونوں ایک ہی معنی میں ہیں اور بعض کے نزدیک خبیر اللہ کے خاص ناموں میں سے ایک نام اور بصیر مشترک ناموں میں سے ایک نام ہے۔ بعض کا قول ہے کہ خبیر ظاہر کی چیز دیکھنے والے کو اور بصیر باطن کی چیز دیکھنے والے کو کہتے ہیں۔ ہند کی حضرت شیخ حمید الدین حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعریف میں فرماتے ہیں۔ قطعہ

بصیر است جبہ را در ظلمت تحت الشری بتید خبیر است مرور را پیدا است مغز استخوان بق  
علیم است اندک و بسیار داند ظاہر و باطن سمیع است بشنود را ز دل مورد دم طوق  
وہ ایسا بینا ہے کہ تحت الشری کے دانہ کو دیکھتا ہے اور ایسا خبردار ہے کہ مچھر کی ہڈی کے گودے سے واقف ہے۔ ایسا دانا ہے کہ کم اور زائد اور ظاہر اور باطن سب کو جانتا ہے سننے والا ایسا ہے کہ چیونٹی کے دل کے بھید اور طوق کی سانس سنتا ہے اور بعض کے نزدیک بصیر ہر چیز کے دیکھنے والے کو اور خبیر ہر چیز کے جاننے والے کو کہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا بِمَا يَصْنَعُونَ لغت کے اعتبار سے فاعل اور صانع ایک ہی ہیں مگر معانی میں فرق ہے فاعل صانع سے عام ہے کیونکہ فعل ضرب کو اور صانع تراشتے کو کہتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ چھوڑا بہت ظاہر باطن جو کچھ تم کرتے ہو وہ ان سب کو بخوبی جانتا اور دیکھتا ہے۔ یہ حال اس وقت معلوم ہوگا جب قیامت میں نامہ اعمال تمہارے ہاتھ میں دیا جائے گا اور اپنا دنیا کا کیا ہوا سب بے کم و کاست اس میں دیکھو گے اور تم تعجب سے کہو کہ وَمَا لِهَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَكَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا کیا حال ہے اس کتابِ رنامہ اعمال کا کہ چھوٹے کو چھوڑتی ہے اور نہ بڑے کو مگر سب کو گھیرے ہوئے ہے۔



## المجلس الخامس فی یوم القیمة قیامت کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ حَضْرَةِ الرَّسَالَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يُحَاسَبُ ابْنُ آدَمَ بِكُلِّ نِعْمَةٍ أَنْعَمَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَيُسَالُ عَنْ شُكْرِهَا غَيْرَ أَرْبَعَةِ أَشْيَاءٍ خَيْرٌ يَأْكُلُهُ وَمَاءٌ قَرَأَ يَشْرِبُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِي عَوْرَتَهُ وَبَيْتٌ يَسْكُنُهُ فِي الْحَرِّ وَالْبَرْدِ قَمًا أُعْطِيَ فَضْلًا عَنْ هَذِهِ حُوسِبَ عَلَيْهِ وَيُسْأَلُ عَنْ شُكْرِهَا هَذَا فِي الْمَصَابِيحِ - امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حساب لیے جاویں گے اولاد آدم ہر ایک نعمت سے جو اللہ نے ان پر انعام کی ہے اور سوال کیے جاویں گے اوائے شکر سے ہر نعمت کے سوا چار چیزوں کے کہ ان سے سوال نہ کیے جائیں گے (۱) سوکھی روٹی جو بھوک کے وقت کھائی (۲) تازہ پانی جو پیاس کے وقت پیایا ہے (۳) کپڑا جس سے ستر پوشی کی ہو (۴) مکان بقدر ضرورت جس میں سردی گرمی کی تکلیف سے محفوظ رہے۔ ان پر جو چیز زیادہ ہوگی اس سے حساب کیا جائے گا۔ اور اس کے شکر سے سوال ہوگا یہ سب مصابیح میں ہے (۵) اس حدیث کے راوی ایسے باہمیت بزرگ ہیں جن کی شان میں حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتناء نے فرمایا ہے إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَقْدِرُ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ (شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سایہ سے بھاگتا ہے) سب سے پہلے اس حدیث میں يُحَاسَبُ کا لفظ ہے اور حساب کے دن حساب کا ہونا حق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ تَبْدُؤَ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخَفُّوهُ يُحَاسِبُكُمْ بِهِ اللَّهُ (چاہے تم اپنے دل کا حال ظاہر کرو چاہے چھپاؤ اس کا حساب اللہ لیگا) اور حدیث میں ہے حَاسِبُوا قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا (حساب کرو تو تم اپنا قبل اس کے کہ تم سے حساب کیا جاوے) خدا کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جو بے حساب و کتاب جنت میں جائیں گے حدیث میں



ہے يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مِنْ اُمْتِي سَيِّعُونَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قِيلَ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ  
 الَّذِينَ لَا يَتَّقُوا لَوْ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَتَكَيَّمُونَ وَعَلَىٰ رِيْهِمْ يَتَوَكَّلُونَ۔ (میری امت میں  
 سے ستر ہزار آدمی بے حساب کتاب حنت میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے دریافت کیا وہ کون لوگ ہیں  
 آپ نے فرمایا جو نہ قال لیتے ہیں نہ شگون کرتے ہیں نہ داغ دلاتے ہیں بلکہ اپنے رب پر توکل  
 کرتے ہیں) مسلمانو! اس صفت کو ہاتھ سے نہ چھوڑو واللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ  
 توکل والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے اور حدیث میں ہے مَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ كَفَّاهُ خدا پر بھروسہ  
 کرنے والوں کو خدا کافی ہے۔ اور بعض کا حساب بہت آسانی سے ہوگا ان کی علامت یہ ہے۔  
 کہ نامہ اعمال اُن کے واسطے ہاتھ میں ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاَمَّا مَنْ اُوْدِيَٰ كِتَابِهٖ بِيَمِينِهٖ فَسَوْفَ  
 يُجَاسِبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا جن کا نامہ اعمال واسطے ہاتھ میں دیا جائے گا ان سے حساب آسانی کے  
 ساتھ ہوگا) اور آسانی حساب حنت میں خوش خوش جانا ہے جس پر یہ آیت شاہد ہے وَيَنْقَلِبُ اِلٰى  
 اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا اپنے گھر کی طرف خوش خوش چلا آوے گا) بعض کا حساب ایک ہی بات پر موقوف  
 ہوگا ان سے پوچھا جائے گا اِلٰٰتِيْ شَيْئًا خَلَقْتِكِ (تمہیں دنیا میں کس لیے پیدا کیا گیا تھا) وہ کہیں  
 گے لِبَطَاعَتِكَ (تو نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا تھا) حکیم ہوگا يٰۤاَعْبُدْنِيْ اِصْطَفَيْتُكَ فَادْخِلْ  
 الْجَنَّةَ مِنْ اَيِّ بَابٍ تَشِئْتُ رَاۤءِ مِيْرَے بندے میں نے تجھے برگزیدہ کیا جس دروازہ سے تیرا  
 دل چاہے حنت میں داخل ہو) اور بعض کا حساب تین باتوں سے ہوگا (۱) اس سے سوال ہوگا تو  
 نے دنیا میں کیا کیا تھا وہ جواب دے گا تیرے احکام بجا لایا (۲) سوال ہوگا کیا کھانا تھا جواب دے گا جو تو نے  
 پہنچایا (۳) سوال ہوگا کیا پہنا تھا جواب دے گا جو کچھ تو نے پہنایا۔ اس کے بعد اس کو بھی حنت میں  
 جانے کی اجازت ملے گی۔ شمالی میں مذکور ہے کہ قیامت کے دن ایک فقیر گلی گلی بھیک مانگتے  
 والا لایا جائے گا وہ ایک کھل اوڑھے اور پشمینہ کی ٹوپی سر پر رکھے اور نہ بیل بغل میں ڈالے اور  
 لکڑی ہاتھ میں لیے ہوگا اہل محشر کو اس کے استقبال کا حکم ہوگا اور کہی رب العزت کے سامنے نہایت  
 عظمت سے لایا جائے گا حکم ہوگا اے دوست میں نے تجھے فقیر اور فوائد دنیا سے مبرا کیا تھا تو نے  
 میری عبادت پورے طور سے ادا کی میں تجھ سے خوش ہوں اب یہ بتا کہ تو بھی مجھ سے خوش ہے یا  
 نہیں وہ سجدے میں گر کر عرض کرے گا اے پروردگار تو معبود اور میں عبد ہوں مجھے تیری رضا و کار



سے بندہ کی خوشی ہی کیا۔ سوال ہو گا دنیا میں تیری روزی کہاں سے تھی وہ جواب دے گا تو خوب جانتا ہے کہ ٹکڑے مانگ مانگ کر اپنا پیٹ بھرتا تھا۔ حکم ہو گا اچھا بہشت میں جاؤ کھڑا رہے گا اس سے پوچھا جائے گا تو کیوں کھڑا ہے وہ کہے گا اے میرے رب مجھے شرم آتی ہے کہ تنہا جنت میں چلا جاؤں اور جن لوگوں نے میرے ساتھ احسان کیا ہے ان کو چھوڑ دوں حکم ہو گا کہ جس نے دنیا میں تجھ کو ایک ٹکڑا روٹی کا یا ایک پارچہ کپڑے کا یا ایک قطرہ پانی کا دیا ہے اُن کو میں نے تیری شفاعت کی وجہ سے بخش دیا۔ پھر وہ فقیر براق پر سوار کیا جائے گا اور اس کی گڈری پر نور تیاں ہو گا اور تمام میدانِ حشر میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر کئی ہزار آدمی کو اپنے ساتھ لیکر جنت میں جائے گا۔ حدیث میں ہے کہ اس دن تمام توانگر تمنا کریں گے کہ کاش مثل اس کے ہم بھی فقیر ہوتے۔ اور جس کا حساب سخت ہو گا وہ عذاب میں گرفتار ہو گا۔ حدیث میں ہے مَنْ تَوَقَّشَ فِي الْحِسَابِ فَقَدْ عُذِّبَ رَحِمٍ كَهِسَابٍ میں مناقشہ واقع ہوا وہ عذاب میں پھنسا، ایسے لوگوں کی علامت یہ ہے کہ اُن کے باتیں ہاتھ میں نامہ اعمال ہو گا۔ جب اُس کے ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا تو وہ کانپ جائے گا اور کہے گا یا لَیْتَنِي لَحْدًا اَوْ تَكْتَابِيْنِي رِکَاشٍ میں اپنا نامہ اعمال نہ پاتا، بعض کا قول ہے کہ مومن صالح دانتے ہاتھ میں اور غیر صالح باتیں ہاتھ میں نامہ اعمال پاتے گا اور کافر پیٹھ کے پیچھے سے اس طرح پر کہ سینہ چیر کر اس کا ہاتھ پیٹھ کے پیچھے سے نکلے گا اور اس کا نامہ اعمال اس کو دیا جائے گا۔ مسلمانو! حساب قیامت بہت سخت ہے اور اس کی ہیبت بچدے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں جب ندا ہو گی میرے بندو جو کچھ تم نے دنیا میں کیا ہے اس کا حساب دو تو یہ ندا سن کر تمام میدان والوں پر لرزہ طاری ہو گا سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے یا اَبَا نَا قَدِّمْ مَعَنَا آپ ہم سب کے باپ ہیں ہمارے آگے ہو جائیے وہ رو کر کہیں گے اے میرے بیٹو جس کی پیشانی پر وَعَصَى اٰدَمُ رَبَّهٖ فَخَوٰی کا داغ ہو وہ خاک آگے چل سکتا ہے تم سب ہابیل کے پاس جاؤ لوگ حضرت ہابیل علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی نمنا ظاہر کریں گے وہ فرمائیں گے میں دنیا میں کم رہا ہوں اور عبادت بھی کم ہے میں شفاعت نہیں کر سکتا تم حضرت ثبیت علیہ السلام کے پاس جاؤ سب اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کریں گے یہ فرمائیں گے میں نے دنیا میں ایک بے ادبی کی تھی آج بارگاہِ فہار میں



حاضری کے لائق نہیں ہوں تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ لوگ حاضر ہو کر ان سے اپنا مطلب بیان کریں گے یہ کہیں گے میری بددعا سے ساری خلقت غرق ہو گئی تھی میں اسی کی ندامت میں ہوں تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا مرتبہ دیا ہے لوگ حاضر ہو کر دیکھیں گے کہ حضرت موسیٰ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے رَبِّ ارْنِیْ اَنْظُرْ اَیْنَکَ رَا سَیْہِیْ مَجْہُورَہِ فَرَاکَہِ میں تجھے دیکھوں مصنف فرما رہے ہیں وہاں سے واپس آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شفاعت کے خواہاں ہو گے آپ فرمائیں گے کہ دنیا میں نے ایک بار ایک کافر کو اپنے دستِ خوان پر اٹھا دیا تھا اس پر مجھے غتاب ہو چکا ہے آج میں منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ یہ لوگ حاضر ہو کر ان سے مقصد برآری کی تمنا کریں گے یہ کہیں گے مجھے کافروں نے تیسرا خدا بتایا تھا میں آج اللہ کے سامنے جاتے ہوئے ڈرتا ہوں تم سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہو۔ آج وہی با عظمت ہیں اور دیارِ کبریائی میں انہیں کی رسائی ہے سب لوگ یہاں حاضر ہو کر اپنا مدعا بیان کریں گے آپ سب کو تسلی دے کر آگے بڑھیں گے اور تمام مخلوق کو اپنے ساتھ لیں گے مقامِ شفاعت میں آگے پہنچ کر سجدہ کریں گے حکم ہو گا اے میرے حبیب آج تمہاری ہی آبرو ہے سجدہ سے سر اٹھاؤ اور جو مانگنا ہو مانگو تمہارا کام طلب کرنا ہے اور ہمارا کام بخشنا ہے تمہارا کام ناز کرنا ہے اور ہمارا کام ناز اٹھانا ہے وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی کا تمغہ تم کو دنیا ہی میں دے دیا تھا تم جس کو چاہو حساب کے لیے آگے بھیجو آپ پس پشت لوگوں کو دیکھیں گے کہ ہر شخص چھپ رہا ہے اس وقت آپ دست مبارک دراز کر کے حضرت صدیق اکبر کو پکڑ کے حساب گاہ میں کھینچیں گے۔ حضرت صدیق اکبر کہیں گے آپ پہلے مجھے نہ لے جائیں کیونکہ میں آخر عمر میں مسلمان ہوا ہوں اور اس درگاہ کے لائق نہیں ہوں میں نے کوئی کام پسندیدہ نہیں کیا ہے۔ پہلے آپ اُسے پیش کریں جو عبادت میں سب سے زائد ہوا اہل قیامت میں یہ سن کر ایک شور مچا کر یہ وزاری کا برپا ہو گا آپ فرمائیں گے اے صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد تم سب سے افضل ہو میں دوسرے کو کیونکر لے جاؤں۔ حکم الہی ہو گا اے میرے حبیب تم پہلے اس شخص کو لائے جو جس کے سفید بالوں سے مجھے شرم آتی ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سجدے میں گر پڑیں گے حکم ہو گا اے ہمارے خلیل کے یار غار اے ہمارے حبیب کے محب غمگسار سجدے سے سر اٹھاؤ اور ہمارے سوال کا جواب دو دنیا میں تم نے کیا کیا کون عبادت



کی کیا طاعت لائے ہو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے تضرع کر خاموش رہیں گے مگر استفسار پر عرض کریں گے سوال اعمال سے ہے اور میں بندہ ضعیف بیکار تھا۔ حکم ہو گا تم ہمارے ساتھ مفلس ہو کر آئے ہو پس ہم تمہاری عبادت کو فرشتوں کی طاعت پر فضل دیتے ہیں تم کو ہم نے بخش دیا جنت میں جاؤ۔ پھر آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حاضر کریں گے حکم ہو گا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا عُمَرُ حَدِیْثٌ مِّنْ اَوَّلِ مَنْ يُسَلِّمُ عَلَیْهِ الرَّسُوْلُ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (اول جس پر اللہ سلام کرے گا وہ عمر ہونگے) سلام سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سجدے میں گر پڑیں گے۔ حکم ہو گا اے میرے حبیب کے مددگار تم نے دنیا میں کیا کیا جواب دیں گے اے پروردگار جو کچھ میں نے کیا ہے وہ تیری بارگاہ کے لائق نہیں۔ حکم ہو گا جو کچھ تم نے کیا سب کو ہم نے قبول کیا اور تم کو بخشا جنت میں جاؤ پھر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیش کریں گے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حساب نہ ہو گا بلکہ بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اس دعا کی برکت کی وجہ سے جو حضرت نبی کریم علیہ التَّحِيَّۃُ وَالتَّسْلِيْمُ نے اُن کے لیے کی تھی اس دعا کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں فاتہ تھا جب آپ عید گاہ جانے لگے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ آج آپ کی کسی بی بی کے یہاں کچھ کھانے کو نہیں ہے آپ نے تیسم فرمایا اور غایت و سرور سے ارشاد فرمایا اَلَا اَنْ تَنْعَمْتِیْ وَ اَلَا اَنْ اَسْتَكْمِلَ فَقِیْرَیْ (یہ وہ وقت ہے کہ مجھ پر اتمام نعمت ہو یا یہ وہ ساعت ہے کہ مجھ پر فقر کا اطلاق پورا ہو) تم غمگین نہ ہو۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں خود اس سے خوش ہوں۔ مگر عادت کے موافق فقیر بیوہ عورتیں یتیم سب آویں گے اُن سے شرمندگی ہوگی آپ نے فرمایا ہمیں اور انہیں خدا دے گا یہ کہ آپ عید گاہ تشریف لے گئے جب واپس آئے تو دیکھا کہ آپ کے دروازہ سے فقر اڑ پکا اور کچا کھانا لیے جاتے ہیں جب آپ مکان میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلا لیجیے اگر کھانا کھالیں۔ آپ نے پوچھا یہ سب کہاں سے آگیا اُنہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساٹھ اونٹ آٹے کے اور دس اونٹ روغن کے اور دس اونٹ شہد کے اور سو بکریاں اور پانچ سو دینار نقد بھیجے تھے آپ نے پوچھا سب بیبیوں کو حصہ دیا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہر گھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی قدر بھیجا ہے آپ نے جو شرف و شفقت و رحمت سے فرمایا یا رَحْمَانُ سَهِّلِ الْحِسَابَ عَلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اے اللہ عثمان بن عفان



پر حساب آسان کر دے) حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر کہا اللہ نے آپ کی دعا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول کی اور ان سے قیامت کے دن بالکل حساب نہ ہوگا۔ اس قدر دینے والے کے لیے تو آپ نے یہ دعا کی۔ اب ظاہر ہے کہ جو کچھ بھی نہ دے اس کا کیا اتنا حال ہوگا۔ آپ نے فرمایا جو کوئی عید کے دن بیوہ کی ہانڈی چڑھوا دے یعنی کچھ دے وہ پکا کر کھائے اللہ تعالیٰ اس سے ایک برس کا حساب نہ پوچھے گا۔ اب پھر قصہ سابق بیان ہوتا ہے کہ جب آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پیش کریں گے تو ان سے سوال ہوگا اے میرے شیر اور میرے حبیب کے بھائی تم نے دنیا میں کیا کیا یہ عرض کریں گے تو خود جانتا ہے پھر ان کا حساب بہت جلد ہوگا کیوں کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **اَسْرَعُ الْحَاسِبَةِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حِسَابُ عَلِيٍّ وَ اَسْرَعُ الْحِسابِ حِسَابُ ابْنِ عَوْفٍ** (قیامت میں سب سے جلد حساب علی رضی اللہ عنہ کا اور سب سے آسان حساب حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ کا حساب ہوگا) قیامت میں سب سے پہلے امت محمدی کا حساب ہوگا اور میزان میں پہلے انہیں کے اعمال تولے جائیں گے اور پل صراط پر پہلے انہیں کا گزر ہوگا اور بہشت میں پہلے یہی داخل ہوں گے **يُحَاسَبُ ابْنُ اَدَمَ** یہ حدیث سابق الذکر کا ٹکڑا ہے چونکہ تخلیق میں مقصود اعلیٰ بنی آدم تھے اس لیے حساب بھی انہیں کے لیے ہے۔ حدیث میں ہے۔

**يَا أَيُّهَا رَبُّ مُحَمَّدٍ اَلَمْ يَخْلُقْ مُحَمَّدًا رَاۤءِ كَاشٍ مُحَمَّدًا رَاۤءِ مُحَمَّدٍ كَوَيْدٍ اَنَّهُ كَرْتَا** ایک روز صدیق اکبر ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ اڑ رہا ہے اس ڈال سے اس ڈال پر جاتا ہے آپ نے فرمایا **طُوبٰى لَكَ يَا طَائِرُ** اے طاہر تیرے لیے خوشی ہے، جہاں تیرا دل چاہتا ہے بیٹھتا ہے جہاں دل چاہتا ہے جاتا ہے بیچارے ابو قحاذہ سے تو بہتر ہے کیونکہ وہ جہاں بیٹھا لکھ لیا چپرا لکھ لیا کھڑا ہو لکھ لیا۔ کاش میں تیرے قالب میں اور تو میرے قالب میں ہوتا۔ قیامت کے دن فرشتوں سے بھی حساب ہوگا مگر ان کے لیے عبادت الہی میں مصروف رہنے کی وجہ سے عذاب نہیں پس گویا بمنزلہ حساب نہ ہونے کے ہے۔ چار پاؤں اور درندوں سے بھی پرکشش ہوگی اور بد لہ ظلم اور زبردستی کا ایک دوسرے سے دلویا جاتے گا۔ حدیث میں ہے کہ اگر بے سینگ والوں کو سینگ والوں نے دنیا میں مارا ہوگا تو بے سینگ والے کو ظلم کا حق دلایا جائے گا۔ چونکہ مرجع دواب خاک ہے صراط اور دوزخ سے محفوظ ہیں پس گویا ان پر حساب بھی نہیں۔ مسلمانان امت مرحومہ نجات پا جائیں گے اور جانور اور چارپائے



خاک میں مل جائیں گے تو کفار بھی تمنا کریں گے **يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا** رکاش ہم بھی مٹی ہو جاتے، لیکن یہ آرزو بیکار ہوگی کچھ فائدہ نہ دے گی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرما چکا ہے **فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ** جو ذرے کے برابر نیکی کرے گا وہ اس کو بھی دیکھے گا، بیشک حساب اسی انداز سے ہو گا جس نے نجات پائی وہ اپنی مراد کو پہنچا **فَقَدْ قَرَأَ قَوْلًا عَظِيمًا** اسی پر دلیل ہے اور اگر دوزخ میں گیا تو کلاماً **اَرَادُوا أَنْ يَخْرِجُوا مِنْهَا اُعْيِدُوا** قیہا رجب اس میں سے نکلنے کا قصد کریں گے تو اسی میں پٹا دیتے جائیں گے قیامت میں اکثر بنی آدم وہ ہوں گے جن کی ہمرکابی فرشتے کریں گے مگر ان کے براق کے سم برابر بھی نہ پہنچیں گے اور وہ بہت ہوں گے جن کے گلے میں محنت کا طوق اور پیشانی پر لعنت کا داغ ہو گا **لَا يَكْتُمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ** نہ قیامت میں اللہ ان سے کلام کرے گا نہ نظر کرے گا نہ ان کو ستھر کرے گا انہیں کی شان میں ہے اور دوزخ میں اوندھے ہوں گے **بِكُلِّ نِعْمَةٍ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِمْ** رہوہ نعمت جو اللہ نے دی ہے اس پر حساب کیا جاتے گا، یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے۔

نعمت کی دو قسمیں ہیں (۱) ذاتی (۲) غیر ذاتی۔ اور ذاتی کی دو قسمیں ہیں ظاہری اور باطنی نعمت باطنی دل جگر پھیپھاڑا طحال اور اندرونی چیزیں ہیں جس سے ظاہر بدن قائم ہے اور نعمت ظاہری آنکھ کان، ہاتھ پاؤں ہیں۔ بعض کے نزدیک نعمت ظاہری کا فائدہ بھی باطنی ہے۔ جیسے زبان ظاہری اس میں گویائی باطنی نعمت ہے۔ دنیا میں بعض ایسے انسان بھی ہیں جو باوجود زبان ہونے کے گونگے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو باوجود کان ہونے کے ہرے ہیں قرآن شریف میں ہے **وَأَسْمِعْ عَلَيْهِمْ نِعْمَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً** اللہ نے تم پر ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دیں، غیر ذاتی نعمت میں گھوڑا، اونٹ، عورت، مال، کھیتی کپڑا وغیرہ داخل ہیں ان سب کی تم سے پرسش ہوگی کہ تم نے ان کے کیا حقوق ادا کیے اور نعمت باطنی سے کہ ذاتی ہے اول سوال دل سے ہو گا کہ اے بندے ہم نے تجھے دل دیا اس میں عقل کو ودیعت کیا۔ تو نے شکر اور محبت اور رضا اور شفقت کو اس میں کیوں جگہ نہ دی اور اس کو عجب اور ربا اور تکبر اور حرص اور حسد اور غنہ کا گھر کیوں بنایا۔ **إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُورًا** ....

رہنیک کان آنکھ دل سب کی ان میں سے پرسش ہر انسان سے کی جاتے گی، اسی طرح آنکھ کان سے بھی پرسش ہوگی اور زبان سے بھی پوچھا جائے گا اور یہ دشوار حساب ہے کیونکہ زبان کی وجہ سے اکثر گناہ



ہوتے ہیں جیسے جھوٹ۔ چغل خوری، غیبت جھوٹی گواہی قذوفِ مُحصنہ فحش بکنا وغیرہ وغیرہ کسی نے حضرت رسول خدا علیہ التعمیۃ والثناء سے دریافت کیا کیا کوئی شخص زبان کی وجہ سے بھی دوزخ میں جاتے گا آپ نے اکثر خلقت زبان کی بدبختی کی وجہ سے دوزخ میں اونڈھی ہوگی جس طرح ذاتی نعمت سے پریش ہوگی اسی طرح غیر ذاتی سے بھی ہوگی۔ آفتاب مانتاب کا نفع بھی نعمتوں میں شامل ہے ان نعمتوں کے ادائے شکر کی بھی پریش ہوگی قرآن شریف میں ہے **وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا** اگر تم نعماتِ الہی شمار کرنا چاہو تو نہیں شمار کر سکتے۔ **وَيُسْأَلُ عَنْ شُكْرِهَا** یعنی بندوں پر تمام نعمتیں ظاہر کر کے پوچھا جائے گا تم کو ہماری یہ نعمتیں ملیں ہر نعمت کے عوض میں تم نے کیا شکر کیا۔ شکر دل اور زبان اور ہاتھ اور پاؤں سے ہوتا ہے۔ دل میں جان لے کہ یہ نعمت خدا کی دی ہوئی ہے اور اپنے کام کو اپنے درمیان سے نہ جاتے اور نہ اپنے کو اس نعمت کا مستحق سمجھے یہ شکر دل کا ہے نعمت کا ذکر کرے اور الحمد للہ کہنے کی عادت ڈالے قرآن شریف میں ہے **وَأَمَّا نِعْمَةُ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر کیا کرو اور حدیث میں ہے **التَّحْدِثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرُ النِّعْمَةِ** کا ذکر کرنا شکر ہے (یہ زبان کا شکر ہوا اور ہاتھ پاؤں سے گناہ نہ کرے نیک کام کرے یہ ہاتھ پاؤں کا شکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لَئِنْ شُكِرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ** اگر تم دل سے شکر کرو گے تو میں زیادہ کروں گا) کیونکہ قیامت کے دن شکر کی پریش دل زبان جو روح سب سے ہوگی **غَيْرَ أَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ خَيْرٌ يَأْكُلُهُ** یہ حدیث سابق الذکر کا ٹکڑا ہے اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **أَكْرَمُوا الْخَيْرَ فَإِنَّهُ أُنْزِلَ مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ رُوِي** کی بزرگی کرو کیونکہ وہ آسمان کی برکتوں میں سے اتاری گئی ہے، تمام رویوں میں اعلیٰ روٹی بے چھنے گیہوں کی اور سب سے کم مرتبہ بے چھنے جو کی روٹی ہوتی ہے حدیث قدسی میں آیا ہے **أَبْرَزُ مِنْ بَقَائِي وَالشَّعِيرُ مِنْ عَظْمَتِي** حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے گیہوں میری رونق میں سے اور جو میری عظمت میں سے ہے، جو ان کو گرامی کرے گا میں اُسے دین و دنیا میں گرامی کروں گا جو ان کی توہین کرے گا میں اس کی توہین کروں گا۔ روٹی سامنے آنے پر سالن کا انتظار کرنا روٹی کی توہین ہے۔ پس چاہیے کہ جب روٹی سامنے آجائے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر کھانا شروع کر دے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جیسا آٹا اب ہوتا ہے نہیں ہوتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے زمانے میں چھپنی نہ تھی۔ آپ کی روپوشی کے بعد ہوئی۔ بعض علماء کا قول ہے کہ آپ کے بعد سب سے



پہلے جو بدعت حادث ہوئی وہ چھلنی اور خوان ہے۔ ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعوت کی جب آپ اس کے مکان پر تشریف لے گئے تو وہاں چھلنی دیکھی پوچھا یہ کیا ہے اس نے بتایا کہ ہم اس میں آٹا چھاتتے ہیں انہوں نے کہا میرے سامنے چھان تو میں بھی دیکھوں اس نے تھوڑا آٹا چھانا یہ نعرہ مار کر اٹھ کھڑے ہوئے اور مسجد کی طرف چلے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے صدیق اسلام چلا بدعت شروع ہو گئی مسلمان تمتع دنیا میں پڑھ گئے اور پیروی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ دی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے سبب پوچھا انہوں نے پورا ماجرا بیان کیا۔ حاضرین مسجد بے قرار ہو کر رونے لگے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض لوگ جو کے آٹے میں پھونک مار دیا کرتے تھے جس سے کچھ بھوسہ نکل جاتی تھی اور کچھ باقی رہتی تھی لیکن گیہوں کے آٹے میں یہ بھی نہیں کرتے تھے۔ بعض صحابہ نمک کو سالن بناتے تھے یعنی خالی نمک ہی کے ساتھ روٹی تناول فرماتے تھے اور صحابہ کا اکثر سالن سرکہ ہوتا تھا۔ اور حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوات تین دن برابر گیہوں کی روٹی تناول نہیں فرماتے تھے اور یہ نہ کھانا کس نفس کے لیے نہ تھا نہ بخل اور تنگی کے سبب سے۔ مروی ہے کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پالودہ بنایا اور حاضر خدمت نبوی ہوئے۔ معلوم ہوا کہ آپ حضرت صفیہ کے ہاں ہیں یہ وہاں تشریف لے گئے اور پالودہ پیش کیا آپ نے تناول فرمایا۔ پھر بنانے کا طریقہ انہوں نے بیان کیا آپ نے فرمایا اچھی نعمت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوش ہوئے۔ دوسرے دن پھر پالودہ تیار کر کے لاتے اس دن آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تھے۔ اس روز بھی آپ نے تناول فرمایا۔ تیسرے دن پھر لاتے آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں تھے۔ جب آپ نے انہیں دیکھا رونے لگے جب یہ قریب آئے تو آپ کو روتے دیکھا۔ آپ نے ان سے پوچھا شاید تم کل والی نعمت پھر لے ہو انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اے عمرؓ اس کو دور کر دیں فرعون و مردود نہیں ہوں۔ اللہ نے مجھے اس قسم کے طعام اور نعمتیں کھانے کو نہیں بھیجا ہے میں نے دو روز تمہاری خاطر سے کھالیا اگر میں دنیا میں ایسے ہی کھانے کھایا کروں تو کل قیامت میں گنہگاروں کی شفاعت کیونکر کروں گا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کلام سنا تو وہ پالودہ تقسیم کر دیا۔ اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتیں (۱) انسان کو زبان کے ذائقہ کا پابند نہ ہونا چاہیے (۲) برادر مسلمان کی دل شکنی نہ کرنا چاہیے (۳) تین دن متصل گیہوں نہ کھانا



چاہیے (۴) امر جزئی میں بھی اقتداء سے سنت کا لحاظ رکھنا چاہیے (۵) جو تمتع دنیوی سے دستبردار ہو اُسے شفاعت کا مرتبہ ملتا ہے۔ اب پھر حدیث سابق کا بیان ہوتا ہے جو روٹی کھاتا ہے اس کا حساب نہ ہوگا اور یہ بات یا کُفہ کی قید سے معلوم ہوتی ہے۔ لیکن کھلانے والا اگر دکھانے کے لیے کھلاتا ہے تو مستحق محاسب دینے کا اور عذاب کا ہوگا۔ اور اگر حضرت اللہ کیلئے کھلاتا ہے تو ثواب اور حساب کا مستحق ہوگا۔ کئی قسم کے کھانے ایسے ہیں جن کا حساب نہیں ہوتا۔ (۱) جو کھانا بقدر کفایت غلبہ اشتہار کے وقت بغیر سالن کے کھاتے (۲) جو افطار کے لیے مہیا کیا جائے اگر سالن سے ہو لیکن جب سالن سے ہوگا تو حساب دینا ہوگا (۳) سحر کا کھانا روزہ رکھنے کی نیت سے اگرچہ پُر تکلف ہو جو مہمان کے لیے مہیا کیا ہو اگرچہ انواع اقسام کا بھی ہو اور خود اُسی کے ساتھ کھاتے۔ نقل کیا ہے کہ جب وجیہ کلبی رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے تو ان کی دعوت کی اور گھریوں کی روٹی اور پانچ قسم کے سالن پکواتے وہ پانچ سالن یہ تھے گوشت اندا سرکہ دہی اونٹ کا دودھ اور خود بھی وجیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ کسی نے کہا یا حضرت آپ تو کبھی دو سالن تناول نہیں فرماتے تھے اور آج آپ پانچ سالن کھا رہے ہیں آپ نے فرمایا جو نعمت مہمان کے لیے تیار کرائی جائے اور اسی کے ساتھ کھائی جائے اس کا حساب نہیں ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار آپ کہیں سے تشریف لارہے تھے گرمی کا وقت تھا ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے قریب ایک گاؤں تھا۔ وہاں سے ایک شخص روٹی اور گوشت اور پنیر لایا آپ پنیر سے اور صحابہ سالن سے روٹی تناول فرماتے تھے اس شخص نے کہا یا حضرت یہ کھانا حلال کمائی کا ہے آپ نے فرمایا مجھے ایک ہی سالن کافی ہے کیونکہ اس کا حساب دینا آسان ہے اور دو سالنوں میں حساب سخت ہوگا اس کو امام غزالی نے سند الابرار میں لکھا ہے۔ منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ملک شام پر امیر کر کے بھیجا۔ ایک سال کے بعد انہوں نے مال بھیجا اور مال لے جانے والے سے کہہ دیا کہ تو دیکھتا آنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عادات جاوہ سنت پر ہیں یا نہیں جب وہ شخص امیر المؤمنین کے یہاں سے مال دے کر واپس گیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو نعرہ مار کر اس نے اپنی پگڑی پھینک دی اور کہا دین جاتا رہا اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو عادتیں چھوڑ دیں ایک دوسرے فرش پر بیٹھنے لگے دوسرے ان کے







بُرا جانے کا اللہ اس سے ملنے کو بُرا جانے گا اور ملنے سے موت مراد ہے کیونکہ بغیر موت کے دیدار الہی حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک انسان دنیا کو محسوس نہ جانے عقیقی پر مائل نہیں ہو سکتا اور عیش میں بسر کرنے والا دنیا کو محسوس نہیں جانتا بلکہ باغ سمجھتا ہے ایک شخص حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو دھ جس میں شہد ملا تھا لے کر حاضر ہوا آپ نے اُسے نہ پیا اور فرمایا دنیا کے قید خانہ میں ایک ساتھ دو شربت نہ پیتا چاہیے۔ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہاں چار سالن تھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک ایک سالن پسند کر لو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے شہد اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے روغن اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دو دھ پسند کیا۔ گوشت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے باقی رہا۔ یہ چاروں ایک دسترخوان پر بیٹھے ہوئے اپنا اپنا سالن کھا رہے تھے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور ایک جگہ پر چار سالن دیکھ کر آپ کو نکلدر ہوا اور فرمایا اَنْتُمْ اَهْلُ بَيْتِي اَمْ اَلْ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ رَم مبر سے اہل بیت ہو یا فرعون اور ہامان کے یہ چاروں رونے لگے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ہر ایک کا سالن اُس کے سامنے ہے کوئی ایک دوسرے کا شریک نہیں ہے آپ خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ نے بھی کھانا تناول فرمایا۔ ذَمَاءُ قَرَأَحٍ يَشْرَبُ یہ حدیث مسبق الذکر کا ٹکڑا ہے یعنی دوسری وہ چیز جس کا حساب نہ ہوگا تازہ پانی ہے جو غلبہ تشنگی کے وقت پیا جاتا ہے۔ لیکن آبِ سرد کا حساب دیتا ہوگا۔ اس حدیث میں پینے کی قید ہے پس بغیر ضرورت جو پانی صرف حفظ نفس کے لیے صرف کیا جائے اس کا بھی حساب دیتا ہوگا۔ پیاسے کو پانی پلانا باعثِ مزید ثواب ہے۔ حدیث میں ہے مَنْ سَقَى مُؤْمِنًا شُرْبَةَ مَاءٍ اَعْطَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِكُلِّ قَطْرَةٍ ثَوَابَ اَلْفِ حَسَنَةٍ (جو کوئی کسی مومن کو ایک گھونٹ پانی پلائے اللہ تعالیٰ ہر قطرے کے بدلے پلانے والے کو ایک ہزار نیکی کا ثواب دے گا) پانی بڑی نعمت ہے اللہ نے پانی پر زندگی کو منحصر کیا ہے قرآن شریف میں ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (ہم نے پانی سے ہر شئی کو زندہ کیا) اور حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰهَ اَخْبَىٰ بِجَمِيعِ الْاَشْيَاءِ بِالْمَاءِ لَوْ كَا الْمَاءُ لَخَرَبَتْ الدُّنْيَا (اللہ نے تمام چیزوں کو پانی سے زندہ کیا اگر پانی نہ ہوتا تو دنیا خراب ہو جاتی) پانی کی قدر پیاسے جانتے ہیں جو پانی سے تر سے نہ ہوں وہ پیاسوں کا حال کیا جان سکتے ہیں۔ جانتا چاہیے کہ عذابِ دوزخ کے دن حصہ ہیں تو حصے بھوک اور پیاس اور ایک حصہ دوسرے عذاب ہیں



اللہ تعالیٰ فرمانا ہے کہ دوزخی جہنمیوں کے نام لے لے کر کہیں گے اَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ اے ہمارے باپ اور اے بھائی اور اے بہن اور اے شوہر اور اے دوست ہم بھوک اور پیاس سے ہلاک ہو گئے جو نعمتیں کھانے اور پینے کی اللہ نے تم کو دی ہیں ان میں سے ہم کو بھی دو وہ جواب دیں گے اِنَّ اللّٰهَ حَرَمَهُمَا عَلٰى الْكَافِرِيْنَ (اللہ نے کفار پر یہ نعمتیں حرام کر دی ہیں) دوزخیوں کو کھانے پیتے کو زقوم اور پیپ ملے گا۔ چونکہ آبِ سر و نعمتِ عظیم ہے اسی لیے اس کا حساب دینا ہوگا۔ حدیث میں ہے الْمَاءُ الْبَارِدُ نِعْمَةٌ يُسْأَلُ عَنْهَا طُهْرُاُ پانی نعمت ہے اُس سے سوال کیا جاتے گا) مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتسلیم پیشِ آفتاب کی وجہ سے ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پانی مانگا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فوراً گرم روٹیاں لاکر حاضر کیں آپ نے صحابہ کے ساتھ اُسے تناول فرمایا اور طُھْرُاُ پانی پیا حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج آپ نے ایک مقام پر تین نعمتوں سے حظ اٹھایا (۱) سایہ (۲) روٹی گرم (۳) پانی سرور۔ قیامت میں ان کی آپ سے پرسش ہوگی ثُمَّ لَتَسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ اس پر شاہد ہے آپ اس قدر روئے کہ ریش مبارک تر ہو گئی اس کے بعد سے آپ نے کبھی گرم روٹی کو سرور پانی کے ساتھ تناول نہیں کیا اسی لیے بزرگانِ دین بھی گرم روٹی اور سرور پانی پینے سے احتیاط کرتے ہیں افسوس ہے ہم ایسے سیہ کاروں پر کہ شربت اور برف پیتے ہیں اور حساب سے نہیں ڈرتے اللہ کی نعمتوں کا شکر نہیں ادا کرتے۔ حدیث میں ہے كُلُّ شُرْبَةٍ يَشْرِبُهَا الصَّائِمُ لَا يُسْأَلُ عَنْهَا رَوَاحُ التَّرمِذِيّ (ہر وہ شربت کہ روزہ دار پیتا ہے اس سے سوال نہیں ہے) جاننا چاہیے کہ کل میں وہ شربت داخل نہیں ہیں جو منشی ہوں بلکہ کل سے بعض شربت یعنی جو حلال ہیں مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ (سوا خدا کی ذات کے ہر شئی ہلاک ہوگی) حالانکہ حبِ دوزخ اور ان کے رہنے والوں کے لیے فنا نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ کل کہنا اور بعض مراد لیتا جائز ہے۔ جس طرح طُھْرُاُ پانی گرمی میں نعمت ہے اسی طرح گرم پانی جاڑے میں بھی نعمت ہے۔ حدیث میں ہے الْمَاءُ الْخَارِ فِي الشِّتَاءِ نِعْمَةٌ (گرم پانی جاڑوں میں نعمت ہے) پس جاڑوں میں طُھْرُاُ پانی سے غسل اور دھنوا کر نامزد ثواب کا باعث ہے حدیث میں ہے مَا مِنْ مُسْلِمٍ تَوَضَّأَ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فِي الشِّتَاءِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ بِكُلِّ قَطْرَةٍ مِائَةَ اَلْفِ







کپڑے ترک کرنا باعثِ اجر ہے حدیث میں ہے۔ مَنْ تَرَكَ لِبَاسَ الشُّهُدَةِ بَرِيٍّ مِنَ النِّفَاقِ  
 رِشْرَتِ كَالْبِاسِ تَرَكَ كَرْنَهُ وَالْإِنْفَاقَ سَعَى بَرٍّ هَوَّكَ (مسلمانو! تم کو لازم ہے کہ میانہ لباس اختیار کرو  
 کہ یہ بہترین لباس ہے اور زینت کے لباس سے بچو۔ حدیث میں ہے جو کوئی باوجود قدرت کے قیمتی  
 کپڑا پہنتا ترک کرے اللہ اس کے گناہوں کو بخش دے۔ لباسِ ریشمی میں حساب اور عذاب دونوں ہیں۔  
 مردوں کے لیے ان کی ممانعت ہے حدیث میں ہے مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَيْسَ اللَّهُ تَعَالَى  
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَطْرًا نَامَتِ النَّارُ رَحِمَ دُونِهَا رِشْمِي كِطْرًا پسنے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو آگ کا کپڑا  
 پہنائے گا۔ بزرگوں کا قول ہے کہ صوفِ پیغمبروں کا لباس اور روتی مومنوں کا لباس اور ریشم عورتوں کا  
 لباس ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے کلام کیا تو ان کے بدن پر  
 کھلی اور سر پر صوف کی ٹوپی اور پاؤں میں کچے چمڑے کی جوتی تھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اکثر کھلی استعمال  
 فرماتے تھے اور حضرت خاتم النبیین علیہ التحیۃ والتسلیم بھی سیاہ کھلی زیبِ جسم فرماتے تھے ایک بار سائل نے سوال  
 کیا۔ سو اس کھلی کے آپ کے پاس کچھ نہ تھا آپ نے وہ کھلی اُسے دیدی۔ کسی نے پوچھا آپ نے کھلی کیا  
 کی۔ فرمایا فقیر کو دیدی۔ پوچھنے والے نے کہا میں نے آپ کے جسم اطہر کی سفیدی اس سیاہ کھلی میں ایسی  
 دیکھی جیسے آفتاب نیلگوں آسمان پر ہے۔ اور اکثر آپ لباس سفید پہنا کرتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ  
 نہ ندوں اور مردوں دونوں کے لیے یہی رنگ لباس کا اچھا ہے اور سبز کپڑا بھی آپ کو پسند تھا اور ہنستے  
 تھے وَبِئْسَ يَسْكُنُهُ فِي الْحَرِّ وَالْبَرْدِ تیسری وہ چیز جس سے حساب نہ ہو گا مکان ہے جس میں گرمی اور  
 سردی میں بسر کرتا ہے) یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے۔ گھر بقدر سکونتِ انبیاء اور اولیاء کا بھی تھا اور ہر  
 انسان کو اس سے چارہ نہیں ہے۔ انبیاء میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور اولیاء میں حضرت لقمان  
 علیہ السلام کے گھر نہ تھا۔ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام صحرا میں عبادت فرما رہے تھے بارش ہونے  
 لگی۔ قریب ایک خیمہ آپ کو نظر آیا اس میں جانے کا ارادہ کیا لیکن اس میں ایک عورت کو دیکھ کر آپ فوراً  
 پیٹ آئے اور ایک غار کی طرف چلے غار میں سانپ دیکھا وہاں سے بھی پٹے ایک درخت کی طرف  
 چلے وہاں شیر کو دیکھا اس وقت انہوں نے بارگاہِ الہی میں عرض کی اسے پروردگار تو نے ہر ایک کے لیے  
 ٹھکانا مقرر کیا لیکن میرے لیے کچھ نہیں کیا۔ حکم ہوا جس کا کوئی ٹھکانا نہیں میں اس کا ٹھکانا ہوں اگر تم کہو  
 تو میں تمام جہان کو تمہارے لیے مسکن کر دوں۔ اے عیسیٰ چونکہ تم نے دنیا میں گھر نہیں بنایا اس لیے قیامت



کے دن میں تمہیں ایسا گھروں گا کہ ساتوں زمینیں اس کے گوشے میں آجائیں گی۔ چونکہ تم نے دنیا میں نکاح نہیں کیا پس میں قیامت میں تمہارا نکاح کروں گا اور انبیاء اولیاء زہاد کو مہمانداری کے لیے حاضر کروں گا۔ حضرت عیسیٰ یہ مژدہ سن کر خوش ہوئے اور اللہ کی تعریف کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ گئے۔

حضرت لقمان علیہ السلام سے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے پوچھا تین ہزار برس کی عمر پا کر تم نے گھر کیوں نہ بنایا انہوں نے جواب دیا جس کے پیچھے تم ایسا فرشتہ لگا رہے وہ گھر بنا کر کیا کرے۔ شرعاً ہر شخص کو تین گھر بنانے کی اجازت ہے ایک اپنی بی بی کے لیے دوسرا اولاد کے لیے تیسرا مہمان کے لیے جہت تک یہ تیسرا گھر قائم رہے گا روزانہ سو برس کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص مہمانداری کے لیے گھر بناتا ہے تو ہر ایک اینٹ لگانے کے عوض میں ایک مہینہ کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ ایسا ہی فضائل ناصری میں ہے۔ عمارت میں تکلف اور چھ ہاتھ سے تیار نہ کرنا چاہیے۔ حدیث میں ہے چھ ہاتھ سے تیار عمارت بلند کرنے والے سے پکار کر فرشتے کہتے ہیں یا عِدُّوا لِلّٰہِ اِلٰی اَیْنٍ تَصْعَدُوْا اِلَیْہِ اللّٰہُ کے دشمن کہا تک چڑھے گا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دولت خانہ ایسا تھا کہ اگر کوئی دروازہ قامت ہوتا تو سر میں جھپٹ لگ جاتی اور آپ نے فرمایا ہے مَا مِنْ یَوْمٍ اِلَّا وَ مَمْلَکَاتٍ یُّنَادِیْنَ یَا اَہْلَ الدُّنْیَا لِدُوا لِلسَّرَّابِ وَاجْمَعُوا لِلذِّہَابِ وَ اِیْتُوا الدِّخْرَ ابَ وَ اَنْتُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ مُعَاسِبُونَ مُعَاقِبُونَ رُکُوْیَ دُنِیَا نہیں ہے کہ گذرنا ہو مگر دو فرشتے ندا کرتے ہیں اے دنیا کے لوگو جنو مٹی میں ملنے کے لیے اور مال جمع کرو جانے کے لیے اور عمارت بناؤ خراب ہونے کے لیے اور تم اس سے حساب کیے گئے عذاب کیے گئے ہو) حدیث میں ہے کہ رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء کے دروازے کی اینٹیں مل گئی تھیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اجازت ہو تو ان اینٹوں کے نیچے مٹی لگا دوں آپ نے فرمایا کچھ ضرورت نہیں ہم کو یہی کافی ہے۔ اگر تم اس کام میں مشغول ہو اور تمہارے پاس موت کا فرشتہ پہنچ جائے اور اس کام میں دیکھے تو شرمندگی ہوگی۔ ایک دن آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کے قریب تشریف لے گئے وہ اپنے بالا خانے پر کھڑکی بنوا رہے تھے آپ ان کی طرف دیکھتے تھے اور روتے تھے۔ پھر آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اپنے باپ سے کہہ دو کہ یہ کام نہ کرو قبر کی عمارت میں مشغول ہو گھر کے بنانے سے کیا فائدہ ہے انہوں نے جا کر اپنے والد سے کہا وہ روتے لگے اور اس کو اسی طرح



پختہ اینٹ فرعون کی ایجاد ہے

چھوڑ دیا بعض علماء کے نزدیک پختہ مکان بنانا مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک حرج نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے فرعون کے وقت تک پختہ اینٹ نہ تھی۔ سب سے پہلے فرعون ہی نے پختی اینٹ بنوائی ہے کہ آسان ترین گھروں کے حساب کے لیے نے اور گھانٹ کا گھر ہے۔ مروی ہے کہ کہ بنی نصیر کا ایک شخص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گاؤں میں مہمان لے گیا اور آپ کو نے اور گھانٹ کے گھر میں امارا اور معذرت کی کہ یہاں کوئی مکان پتھر یا اینٹ کا نہیں ہے جس میں آپ کو اتارنا آپ نے فرمایا تو خوش ہو کہ تیرے پاس پختہ مکان نہیں ہے۔ تجھ سے قیامت میں حساب بھی آسان ہوگا۔ بہت لوگ قیامت میں تنہا کریں گے کہ کاش دنیا میں ہمارے گھر بھی نے اور گھانٹ کے ہوتے۔ نقل کیا ہے کہ حضرت امام حسن بصریؒ کو ایک شخص نے مہمان کیا۔ اس کے دو گھر تھے ایک پتھر کا دوسرا نے کا اور دونوں میں اس نے آپ کی مہمانداری کا سامان کیا تھا اس نے پوچھا آپ کہاں قیام فرمائیں گے آپ نے نے کے مکان کو اختیار کیا اور فرمایا یہ سایہ اس سایہ سے بہتر ہے جس کا حساب سخت ہو یعنی نے کے مکان سے امن ہوتا ہے اور پختہ سے تکبرائے کے مکان سے تواضع زیادہ ہوتی ہے۔ عمارت کی دو قسمیں (۱) مٹی کی (۲) دل کی۔ دل کی عمارت مٹی کی عمارت سے افضل ہے۔ دل پر ایک درہم صرف کرنا مٹی پر ستر ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے دل کی عمارت میں کوشش کرو نہ مٹی کی عمارت میں۔ ۵

دل بدست آور کہ حج اکبر است از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است  
کعبہ شہگاہ خلیل آذر است دل گذر گاہ جلیل اکبر است

فَمَا أُعْطِيَ فَضْلًا عَلَى هَذَا حُوسِبَ عَلَيْهِ وَيُسْأَلُ عَنْ شُكْرِ رَحْمَانٍ چار چیزوں سے زیادہ دیا گیا اس سے حساب کیا جاوے گا اور اس کے شکر سے پرستش ہوگی) یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے اگر زیادتی اچھی ہوتی تو آپ اللہ تمہم اَرْزُقْنِي الْعَفَافَ وَالْكَفَافَ راے اللہ مجھے حلال روزی بقدر کفایت عطا کر) نہ فراتے اور یہ دعا نہ کرتے اللہ تمہم اَجْعَلْنِي فَقِيرًا صَابِرًا وَكَاتِبًا تَجْعَلْنِي غَنِيًّا شَاكِرًا راے اللہ مجھے صابر فقیر کر اور شاکر تو انکر نہ کر) اور یہ دعا آپ کے درویش ہوتی اللہ تمہم مَنْ ابْغَضَنِي فَالْكَثْرَةُ مَالُهُ وَذَكَاهُ وَمَنْ أَحَبَّنِي فَارْزُقْهُ الْعَفَافَ وَالْكَفَافَ راے اللہ جو مجھ سے دشمنی رکھے تو اس کو مال اور اولاد زیادہ دے اور جو مجھ سے دوستی رکھے اس کو یہ ہیز گاری اور بقدر حاجت روزی دے) اصل اصول نعمائے الہی کی یہی چار چیزیں ہیں جن کا حدیث سابق الذکر میں بیان ہے۔ کھانا۔ پانی۔ گھر۔ کپڑا۔



اللہ تعالیٰ کی پڑا عطا کرنے کا احسان جتنا ہے اور اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے یَا بَنِي آدَمَ قَدْ  
 أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَدِّي سَوَاتِكُمْ رَأْسًا بَنِي آدَمَ بَشِيكَ هَمَّ نَعْمَ لِبَاسٍ آتَا جَو تَمَّهَارَ سَ  
 عِيُوبَ جَهِيًا تَابَ) اس کے بعد فرماتا ہے وَرِيشًا وَرِيشًا لِبَاسُ التَّقْوَى ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ  
 اللَّهِ لَعَلَّكُمْ يَذَكَّرُونَ۔ اور ہم نے لباس کو تمہارے لیے زینت کر کے بھیجا اور لباس پر ہیزگاری  
 کا بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت مانیں) اس آیت کی مختصر تفسیر یہ ہے یَا بَنِي  
 آدَمَ خاص بنی آدم مخاطب کیے گئے کیونکہ انہی کو لباس کی حاجت ہے فرشتوں کے لیے حُلّہ اور پرندوں  
 کے لیے اُن کے ریشم۔ لباس میں مخصوص کپڑے کے ساتھ انسان ہی ہیں قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَدِّي  
 سَوَاتِكُمْ یعنی اللہ نے عین لباس نازل نہیں کیا بلکہ سبب لباس نازل کیا وہ بارانِ رحمت ہے جس سے  
 رُوئی بنولے کے درختوں سے پیدا ہوتی ہے۔ گھاس کھا کر دُنِیے میناڑھے اور اونٹ وغیرہ فروہ ہوتے ہیں  
 اُن سے اُون ریشم نکلتا ہے۔ ریشم کے کپڑے پلتے ہیں اُن سے ریشم نکلتا ہے۔ یہ لباس ہر فصل کے مطابق  
 ہوتے ہیں۔ سبب مسبب کے معنی میں ہے جیسے قرآن شریف میں ہے وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ رَأْسًا مِّنْ  
 تَمَّهَارِ رِزْقٍ ہے) یعنی بارانِ رحمت آسمان میں ہے جو روئیدگی و پیدائش رزق کا باعث ہوتا ہے۔ مطلب  
 یہ ہے کہ ہم نے بارانِ رحمت بھیجا اور ہم ہی نے روزی بھیجی اور ہمیں نے لباس بھیجا تاکہ تم بھوک کو دفع  
 کرو۔ لباس سے اپنا ستر چھپاؤ اور ہماری اطاعت میں جان و دل سے مستعد رہو وَرِيشًا بعض کے نزدیک  
 جس سے شرمگاہ ڈھکے اُسے لباس اور جس سے شرمگاہ کے علاوہ تمام جسم ڈھکے اُسے ریشم کہتے ہیں۔ اور  
 بعض کے نزدیک لباس عام کپڑے کو کہتے ہیں اور ریشم سے مراد ریشم کا کپڑا۔ عام کپڑا مردوں کے لیے  
 اور ریشم عورتوں کے لیے اور بعض کے نزدیک لباس سے کپڑا اور ریشم سے اسبابِ خانہ مراد ہے۔ جلیسا  
 کہ حدیث میں ہے اِنَّهُ اَعْطَى رَجُلًا مِائَةً نَّاقَةٍ بِرِيشِهَا۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 ایک شخص کو سو اونٹ مع اس کے اسباب کے عطا فرمائے) پس حدیث میں ریشم سے اسباب مراد ہے  
 پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَرِيشًا لِبَاسُ التَّقْوَى یعنی تمہارے عیوبِ جسمانی کی پوشش کے لیے ظاہری لباس اور  
 عیوبِ روحانی کے لیے باطنی لباس دیا اور وہ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ پس تم ظاہر بدن کو لباس سے  
 اور باطن بدن کو تقویٰ سے ڈھانکو۔ لباس اس لیے دیا کہ نامحرم کی تم پر نظر نہ پڑے تقویٰ اس لیے دیا  
 ہے کہ شیطان کے مکر و فریب سے بچے رہو۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّبَاسٍ تَقْوَىٰ بَہْتَرِیْنِ



لباس ہے پھر ارشاد ہوتا ہے ذَالِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَفُونَ  
 بنوے اُگے رُوئی پیدا ہوئی پھر اس رُوئی سے تم نے اپنے لیے لباس بنایا یہ جتنی باتیں ہیں سب  
 اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں کہ پہلے پانی برستا ہے پھر زمین اس کو جذب کر لیتی ہے پھر درختوں کو نمو  
 کی قوت دیکر بڑھاتی ہے پھر اس سے تم اپنے پہننے کے لیے طرح طرح کے لباس بناتے ہو۔ پھر  
 ارشاد ہوتا ہے لَعَلَّكُمْ يَذَكَّرُونَ شاید وہ نصیحت پذیر ہوں اور ہماری قدرتِ کاملہ کے مقرر ہوں  
 منکر نہ ہوں۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ۔ اسے اللہ! مجھ کو  
 اور میرے ماں باپ کو اور تمام مسلمانوں کو قیامت کے دن بخش دینا اور اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا  
 آمین بحرۃ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔



## المجلس السادس فی الشکر والذکر والصبر شکر اور ذکر اور صبر کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ حَضْرَةِ الرَّسَالَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى بِعَبْدٍ خَيْرًا أَعْطَاهُ قَلْبًا شَاكِرًا وَلِسَانًا ذَاكِرًا وَيَدًا صَابِرًا فِي الْبَلَاءِ رِبِّ رَوَايَتِ حَضْرَتِ عَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ حَضْرَتِ نَبِيِّ الْكَرَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ مَرُومِي هُوَ كَقَدْ قَالَ فِي الْفَرَايَا جَبَّ اللَّهُ تَعَالَى أَفْنَى كَسَى بِنْدَةٍ كَسَى سَافَرِ بِلَاقِي كَرَا جَابِتَا هُوَ تَوَاسَ كَوَ شُكْرُ كَرْنِ وَالْأَوَّلِ أَوْرُ ذُكْرُ كَرْنِ وَالِي زَبَانِ أَوْرُ بِلَاقِي كَرْمِ صَبْرُ كَرْنِ وَالْأَجْمِ عَطَا فَرَاتَا هُوَ اسْ حَدِيثُ كَسَى رَاوِي أَيْسَى بِاعْظَمَتِ مِثْلِ حِينِ كِي شَانِ مِثْلِ حَضْرَتِ رَسُولِ خَدَا عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ وَالنَّائِي فَرَا بِلَاقِي أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلَى بَابِهَا رَمِثْ عِلْمُ كَاشْفَرِ هُوَ أَوْرُ حَضْرَتِ عَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ اسْ كَا دُرُ وَازَهْ هُوَ اسْ حَدِيثِ مِثْلِ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا أَوْقَعَ هُوَ جَبَّ كَسَى بِنْدَةٍ كَسَى لِيَةِ اللَّهُ تَعَالَى أَسَانِي كَا أَرَادَهْ كَرَاتَا هُوَ لَعْنِي اسْ كِي تَقْدِيرِ مِثْلِ نِكِي لَكْهِي كَتِي أَوْرُ وَهْ سَعِيدِ أَزَلِي هُوَ اسْ سَيِّ نِيَكِ كَامِ صَاوِرِ هُوَتِي هُوَ آدَمِي كَسَى تَمَامِ أَعْضَا مِثْلِ دَلِ أَوْرُ زَبَانِ بَهْتَوِي أَعْضَا مِثْلِ مِثْلِ لِسِ اللَّهُ تَعَالَى دَلِ كَوَ شُكْرِ سَيِّ أَوْرُ زَبَانِ كَوَ ذُكْرِ سَيِّ أَوْرُ تَقْ كَوَ صَبْرِ سَيِّ زَبْنِيَتِ دِتِيَا هُوَ چُونَكِ دَلِ بِاوشاهِ أَعْضَا هُوَ اسْ لِيَةِ پَهْلِي قَلْبًا شَاكِرًا فَرَا بِلَاقِي شُكْرُ مَقَامِ عَظِيمِ هُوَ أَوْرُ عَمَلِ حَسَنِ أَوْرُ مَوْجِبِ أَوْرُ بِاوشاهِ نَعْمَتِ اللَّهُ تَعَالَى فَرَاتَا هُوَ وَقَلِيلُ مِثْلِ عِبَادِي الشُّكُورِ (مِيرِ شُكْرُ كَذَارِ بِنْدَةٍ كَمِ هُوَ) أَوْرُ بِي شَيْطَانِ لَسَى بَتِي آدَمِ پَرِ طَعْنِ كَرِ كَسَى كَمَا وَلا تَجِدُ الْكُفْرَ هُمْ شَاكِرِينَ (تَوَانِ مِثْلِ بَهْتَوِي كَوَ شُكْرِ كَذَارِ نَ پَاتِي كَامِ) أَوْرُ اللَّهُ تَعَالَى شُكْرُ كَا حَكْمِ فَرَاتَا هُوَ وَاشْكُرُوا لِي وَكَاتُفِرُوا بِي (مِيرِ شُكْرُ كَرْمِ شَاكِرِي نَهْ كَرْمِ) أَوْرُ مَزِيدِ كَرْمِ سَيِّ شُكْرِ كَسَى سَافَرِ زَبَانِي نَعْمَتِ كَا بِي وَعَدَهْ فَرَا بِلَاقِي لَسَى شُكْرُكُمْ لَزِيدِ نَعْمَتِ (اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں زیادہ دلوں گا) اَوْرُ حَضْرَتِ سُرُورِ عَالَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسَى فَرَا بِلَاقِي



التَّعَمُّةُ لَا تَنْقُصُ بِالشُّكْرِ نِعْمَتُ شُكْرٍ بِجَالَانِ سَے کم نہیں ہوتی) اور بھی فرمایا سَے الطَّاعِمُ الشَّكْرُ  
 أَفْضَلُ مِنْ صَائِمِ الدَّهْرِ کھانا کھانے والا شکر گزار ہمیشہ روزہ رکھنے والے سے بہتر ہے) بعض  
 روایات میں الدَّهْرِ کے عوض میں الصَّابِرُ آیا ہے یعنی روزہ دار صبر کرنے والوں سے بہتر ہے اور بھی آپ  
 نے فرمایا ہے۔ قیامت میں ندا ہوگی اِنَّ الْعَامِدُونَ قَدْ يَقُومُونَ اِلَّا الشَّاكِرُونَ لِلّٰهِ بِالْاَسْتِزَادِ  
 وَالْاَسْتِزَادِ رَحْمَةً کرنے والے کہاں ہیں پس کوئی نہ اٹھے گا مگر وہ لوگ جو فراخی اور تنگی ہر حال میں اللہ کا  
 شکر کرتے تھے) اور بھی آپ نے فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُ يَغْلِبُ فِي الْحَلَالِ شُكْرُهُ كَافِيَ الْحَرَامِ صَبْرُهُ  
 رَمُومُنْ وہ ہے کہ حلال شئی میں اس پر شکر اور حرام شئی میں اس پر صبر غالب ہو) دل میں نعمت کو اللہ کی  
 طرف بھجان کر خوش ہونے کو شکر کہتے ہیں۔ دل کی خوشی یہ ہے کہ زبان پر ہر وقت اللہ کی حمد جاری  
 رہے اور ہمہ تن عبادت الہی میں مصروف رہنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِعْمَلُوا اِلَ دَاوُدَ  
 شُكْرًا اِے داؤد کی اونا د شکر کرو) نعمت پانے کے وقت گناہ کرنا کفرانِ نعمت ہے۔ نعمت کا  
 بیان کرنا بھی شکر ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے التَّحَدُّثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ۔ قرآن شریف میں نعمت کے  
 ذکر کرنے کا صاف طور پر حکم ہے وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے  
 درگاہ الہی میں عرض کی اے پروردگار میں تیرے انعام پر کس طرح شکر کروں اس لیے کہ تو ہی نعمت دیتا ہے  
 اور تو ہی شکر کرنے کی توفیق دیتا ہے پس نعمت اور شکر دونوں تجھ ہی سے ہوتے ہیں کیونکر شکر  
 کروں۔ حکم ہوا اے داؤد اب تم نے پہچانا جو حق میرے پہچاننے کا تھا اور میرا شکر کیا جو حق میرے  
 شکر کا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا اے رب میرے مجھے بتا دے کہ حضرت  
 آدم علیہ السلام نے کس طرح تیری نعمتوں کا شکر ادا کیا تھا جس کی وجہ سے تو نے ان پر بہت رحم کیا۔  
 حکم ہوا کہ آدم سمجھ لیے کہ نعمت اور کرامت میرے ہی طرف سے ہے اور میری حمد کی اور میں نے اس  
 حمد کو شکرِ نعمت قرار دیا۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نِعْمَةٌ لَا يُشْكُرُ خَطِيئَةٌ  
 لَا يَغْفَرُ رَحِمٌ نِعْمَتٌ كَالشُّكْرِ كَمَا جَاءَتْ وَهَ اَيْسَا كُنَا هَے جو بخشا نہ جائے گا، نقل کیا ہے کہ ملک  
 دمشق میں ایک شخص عیدویہ نامی تھا ایک بار سفر کی حالت میں اس نے صحرائ میں ایک شخص کو بویریا  
 پہنے حمد و ثنا کرتے ہوئے دیکھا اُس نے پوچھا کس نعمت کا شکر کرتا ہے کیونکہ میں تجھ پر کوئی نعمت  
 نہیں دیکھتا ہوں اُس نے کہا تمام نعمتیں اللہ نے مجھ کو دی ہیں۔ سُنْ! مسلمان ہوں نبی کریم علیہ التحیۃ

حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ



والتسلیم کی امت میں ہوں۔ تندرست ہوں زبان کو ذکر الہی کی قدرت حاصل ہے۔ مُردار دُنیا سے  
دور ہوں۔ مجھے اس کی تمنا نہیں ہے۔ عبد ویر رویا اور اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کر کے یاوہ اللہ  
میں مصروف ہو گیا۔ حدیث میں ہے کہ جب نخت نصر نے بیت المقدس کو خراب کیا تو حضرت دانیال  
پیغمبر علیہ السلام کو گرفتار کر کے لے گیا وہ میرا بران کو ایذا دیتا تھا اور یہ ہر ایذا پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ  
حَالٍ رہر حال میں خدا کا شکر ہے) فرماتے تھے۔ پھر اُس نے آپ کو دو شیروں کے سامنے ڈال دیا۔  
ان دونوں نے اپنی گروئیں خُم کر دیں اور آپ کی خدمت کی اور چپکے ایک کونے میں جا بیٹھے اُس  
نے آپ کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ آپ ہر بلا پر شکر کرتے تھے کیونکہ سب آپ نعمت جانتے تھے۔  
ایک دن کھانا کھانے کو آپ کا دل چاہا اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیاہ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ تم حضرت  
دانیال علیہ السلام کے لیے کھانا تیار کرو۔ انہوں نے کہا اے پروردگار میں اس ملک شام میں اور حضرت  
دانیال علیہ السلام بابل میں ہیں یہاں تک وہ کیونکر آویں گے حکم ہوا کھانا پکانا تمہارا کام اور ان کو پہنچانا  
ہمارا کام ہے۔ تم اپنا کام کرو۔ حسب الحکم انہوں نے کھانا تیار کیا یکا یک ایک ابر کا ٹکڑا ان کے سامنے  
نیچے آگیا۔ یہ کھانا لے کر اس پر سوار ہوئے وہ ابر اڑا اور جس کنوئیں میں حضرت دانیال علیہ السلام تھے وہاں  
پہنچ کر رُکے۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے اندر سے پوچھا کنوئیں پر کون ہے انہوں نے جواب دیا۔ میں  
آپ کا بھائی ارمیاہ۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے پوچھا کہا مجھے اللہ نے یاد کیا ہے۔ انہوں نے کہا  
ہاں۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا یَسْأَلُنَا مِنْ ذِکْرِہٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ  
مَنْ وَثَّقَ بِہٖ کَفَافًا وَلَمْ یُکَلِّہٖ اِلٰی غَیْرِہٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُعَازِیْ بِالْاِحْسَانِ اِحْسَانًا وَالْحَمْدُ  
لِلّٰہِ الَّذِیْ یُعْزِیْ بِالصَّبْرِ نِجَاحًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُکْشِفُ الصَّبْرَ بَعْدَ الْکُرْبِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ  
هُوَ رَجَاءُ نَاجِحٍ یَنْقُطِعُ الْحَیْلُ عَنَّا اِس کے لیے حمد و ثنا ہے جو ہم کو اپنی یاد سے نہیں بھولا۔ اُس  
کے لیے حمد و ثنا ہے جو کوئی اس پر وثوق کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اس کے لیے حمد و  
ثنا ہے جو احسان کے مقابلہ میں احسان کرتا ہے۔ اس کے لیے حمد و ثنا ہے جو صبر پر نجات کی جزا دیتا  
ہے اس کے لیے حمد و ثنا ہے جو صبر سے تکلیف دور کر دیتا ہے اس کے لیے حمد و ثنا ہے جو اُس وقت  
ہماری امید ہے جب سب جیلے ہم سے منقطع ہو جاتے ہیں، چونکہ حضرت دانیال علیہ السلام ہمیشہ  
شکر کرتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو نخت نصر کی تکلیف دہی سے نجات دی جو شخص اس



فصل بند کے علامات

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ایک پارسا کی گفتگو

وَعَاكَ رُوزَانَهُ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو تمام آفات سے محفوظ رکھے گا۔ عقلمند وہ ہے جو چار چیزوں سے غافل نہ رہے (۱) احسان کے ذکر سے (۲) نعمت کے شکر سے (۳) خدمت سے (۴) خاتمہ کے خوف سے۔ حضرت ابو حازم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو نعمت بندے کو اللہ سے نزدیک نہ کرے وہ بلا ہے۔ اللہ سے نزدیک نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جس نعمت کا شکر بندہ ادا نہ کرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک پارسا کو نہایت خشوع سے اللہ کی عبادت کرتے دیکھ کر کہا کچھ اللہ سے مانگ کر وہ تجھے دے گا اس نے جواب نہ دیا۔ جب تیسری مرتبہ انہوں نے یہی کہا تو اس نے جواب دیا کہ اللہ نے مجھے ایمان دیا اپنی عبادت بجالانے کی توفیق عطا کی یہی دو نعمتیں ایسی ہیں جن کا شکر میں ادا نہیں کر سکتا۔ اب اس سے زیادہ مجھے مانگتے شرم آتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ تیرے نزدیک سب سے افضل تیرا کون بندہ ہے حکم ہوا جو ہماری نعمت پر شکر اور بلا پر صبر کرے اور عفو قصور کرے اور حاجت سے زائد جو کچھ پاوے ہماری راہ میں خرچ کرے اور بیع میں آسانی کرے۔ اور بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفقاء سے کہا کہ میں نے اللہ سے فاضل ترین عمل کی توفیق مانگی۔ انہوں نے پوچھا وہ کون ہیں آپ نے فرمایا ذکر اور شکر۔ نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان دارانی رحمہ اللہ نے جو بصرہ کے حاکم تھے حضرت ثابت بناتی رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے بعد حنیت میں مدارج اعلیٰ پر دیکھ کر پوچھا کہ تمہیں یہ مراتب کس عبادت کی وجہ سے ملے۔ انہوں نے کہا تین چیزوں کی وجہ سے۔ (۱) سورۃ اخلاص کے ورد سے (۲) صبر سے (۳) شکر سے۔ حکماء کا قول ہے کہ چار چیزوں کو اللہ دوست رکھتا ہے اور دوسری چار چیزیں ان چار چیزوں کی قیمت ہیں (۱) طاعت کو دوست رکھتا ہے اور اس کی قیمت جنت ہے (۲) توبہ اس کی قیمت مغفرت ہے (۳) بندہ کی دعا اس کی قیمت قبولیت ہے (۴) شکر اس کی قیمت نعمت ہے۔ شکر میں تین حرف ہیں (ش) سے ہدایت پانے پر شاد ہونا اور (ک) سبقت نبوی پر کام کرنا (ر) سے حکم مولیٰ پر راضی ہونا مراد ہے۔ نعمت بے شکر کے شیطان کا حقہ اور بے صبری کرنے میں دونوں جہان کا عذاب ہے اور بے خلوص کام کرنے میں ایمان کا ضائع کرنا ہے۔ چار چیزوں کو چار چیزوں سے بند کرنا چاہیے (۱) صحبت کو خدمت سے (۲) علم کو لکھنے سے (۳) ایمان کو نماز سے (۴) نعمت کو شکر سے۔ کیونکہ بے خدمتی صحبت کو اور بھول جانا علم کو اور نماز نہ ہونا ایمان کو اور ناشکری نعمت کو کھوٹی ہے۔ مشائخ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ بلا پر بھی شکر کرنا



چاہیے۔ ممکن ہے کہ جو بلا تجھ پر نازل ہوئی ہے کم ہو اور دوسری بلا جو تجھ پر نازل نہیں ہوئی ہے سخت ہو۔ پس اس بات کا شکر کرنا لازم ہوگا کہ اللہ نے سخت بلا سے بچایا البتہ کفر اور معصیت پر شکر نہ کرنا چاہیے۔ ایک بزرگ کو راہ میں قزاقوں نے گھیرا ایک قزاق نے کہا اس کو مار ڈالو دوسرے نے کہا نہیں بلکہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو۔ ان بزرگ نے کہا اللہ کا شکر ہے میں نے خلاصی پائی۔ انہوں نے کہا کس بات کا شکر کرتا ہے کہا کہ گردن مارنے سے ہاتھ کاٹنے پر صلح ہو گئی۔ ایک بزرگ کے مکان میں چور آئے اور اس باب لے گئے۔ جب گھر والوں نے اُن سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ چور آیا اور اس باب لے گیا شیطان نہیں آیا جو ایمان لے جاتا کوئی بلا ایسی نہیں ہے جس سے زائد بلا نہ ہو۔ پس اپنے سے بدتر حال والے کو دیکھ کر اللہ کا شکر کرنا چاہیے۔ ایک بزرگ راہ میں جا رہے ہیں اوپر سے کوئی مٹی پھینک رہا تھا وہ آپ کے سر پر پڑی آپ نے فرمایا میں آگ کا مستحق تھا اللہ کا شکر ہے کہ خاک پر کفایت ہوئی۔ ہر بلا گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ ایک رات کی تپ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ پس ہر مسلمان کو شکر کرنا چاہیے کہ تھوڑی تکلیف پر بہت سے گناہ مٹا دیئے۔ یہ تکلیف روزِ اول میں لکھ دی گئی تھی اس وقت تک انتظار میں تھی اب گزر گئی۔ اس لیے شکر لازم ہے۔ حضرت ابو سعید رحمہ اللہ خیر پور سے گر پڑے آپ نے اللہ کا شکر کیا لوگوں نے پوچھا آپ نے کس بات پر شکر کیا آپ نے جواب دیا اس بات پر کہ گرنا جو میری تقدیر میں لکھا تھا گزر گیا تکلیف کے گزر جانے کا شکر کرنا چاہیے۔ شکر نعمت پر کیا جاتا ہے۔ مگر اللہ کی نعمتیں بے حساب ہیں وہ فرماتا ہے وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصَوْنَ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَقَلْبٌ مُّكَفَّرٌ اَکْثَرُهُمُ اللَّهُمَّ لَعَنُوا الْفَاحِشَاءَ وَالْمُنْكَرَ (ناشکر ہے) لِسَانًا ذَاکِرًا یہ حدیث سابق الذکر کا ٹکڑا ہے۔ تمام عبادتوں سے اللہ کا یاد کرنا مراد ہے اور وہ حالتِ نماز میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَذَكَرَ اللَّهُ الْکَبِيرَ (نماز منع کرتی ہے بے حیائی کی باتوں اور بڑے کاموں سے البتہ خدا کا ذکر سب سے زیادہ بزرگ ہے) اور قرآن پڑھنا تمام عبادتوں سے افضل ہے کیونکہ قرآن شریف کلامِ الہی ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی اللہ کے ذکر کا تازہ کرنے والا ہے اور روزہ رکھنے سے شہوتوں کا لوڑنا مقصود ہے تاکہ دل شہوتوں سے پاک ہو کر اللہ کے سچے ذکر کے لائق بن جائے اور حج سے بھی ذکرِ الہی مقصود



ہے۔ اصل ایمان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ہے اور یہ عین ذکر ہے باقی تمام عبادتیں ذکر کی قوت میں۔ تمہارے ذکر کی وجہ سے اللہ تمہارا ذکر کرتا ہے کیسے فخر کی بات ہے فاذا ذكر وفي اذكم (تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد کروں) اس کا ارشاد ہے۔ ذکر ہر لحظہ کرنا چاہیے اگر اس طرح نہ کر کے تو اوقات مقرر کر کے اللہ کا ذکر کرے اسی سے نجات معلق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَادْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ اللہ کا بہت ذکر کرو تاکہ فلاح پا جاؤ جو لوگ ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے کھڑے کھڑے لیتے اس کا ذکر کرتے ہیں اللہ ان کی مدح فرماتے ہیں الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ (وہ لوگ کہ ذکر کرتے ہیں اللہ کا کھڑے بیٹھے، کھڑے کھڑے اور حدیث میں ہے طَوْبُ لِمَنْ مَاتَ وَبِسَانُهُ رَطْبَةً يَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى (بشارت ہے اس کے لیے جو مرے اور اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو) اور آپ نے صحابہ سے خطاب کر کے فرمایا کہ بہترین اعمال تم کو بتاؤں جو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مقبول اور سب سے زیادہ درجوں کا بلند کرنے والا ہے اور سونے چاندی کے صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور کفار کے ساتھ جہاد کرنے سے بہتر ہے اگر وہ تمہاری گردنیں ماریں اور تم ان کی گردنیں مارو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہے آپ نے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے اور آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس بندے کو میرا ذکر دُعا سے باز رکھے اس کے واسطے میرے سب ساتلوں کی عطا سے زیادہ بزرگ اور افضل عطا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ غافلوں میں خدا کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے مردوں میں زندہ اور سوکھی گھاس میں ہرے درخت اور بھاگنے والوں میں مثل اس کے جو لڑنے کے لیے کھڑا رہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جتنی لوگوں کو سو اس ساعت کے جو بغیر اللہ کی یاد کے گزری ہوگی کسی چیز کی حسرت نہ ہوگی۔ اور حدیث میں ہے کہ ذکر دلوں کا زنگ دور کرتا ہے اور زیادہ ذکر کرنے والے کا دل بھی زیادہ روشن ہوتا ہے اور فرمایا کہ بہت ذکر کرنے والے کو قبر کے کیڑے ایذا نہ دیں گے اور فرمایا کہ زیادہ ذکر کرنے والے کے منہ سے قیامت میں نور کے شعلے نکلیں گے۔ صحابہ نے آپ سے پوچھا کون عمل تمام اعمال میں افضل ہے آپ نے فرمایا اللہ کا ذکر۔ صحابہ نے کہا آپ جہاد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا وہ بھی ذکر الہی قائم رکھنے کی غرض سے ہے۔ صحابہ نے کہا آپ نماز کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا نماز بھی اللہ کا ذکر ہے۔ صحابہ نے کہا آپ روزہ کے بارے میں



کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا پیٹ خالی کرتا اس غرض سے ہوتا ہے کہ اس میں اللہ کا ذکر جگہ پکڑے صحابہ نے کہا آپ حج کے بارے میں کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا وہ سراسر ذکر ہے۔ مسلمانو! آگاہ ہو جاؤ کہ جب بندہ ذکر الہی میں رہتا ہے گویا نماز میں ہے۔ آپ نے حضرت ابوذر غفاری سے خطاب کر کے فرمایا اَیَا ذِی اِذَا اَخْلَوْتَ فَحَرِّكَ لِسَانَکَ بِذِکْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَاِنَّکَ لَا تَزَالُ فِی صَلَوةٍ مَا ذِکَرْتَ رَبَّکَ اِسے ابوذر جب تم خلوت میں ہو تو اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں ملاؤ کیونکہ اس وقت تم اپنے رب کا ذکر کرتے ہو گے جب تک نماز میں رہو گے اور فرمایا ہے اِنَّ حُضُوْرَ مَجْلِسِ ذِکْرِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَوةٍ اَلْفِ رَکْعَةٍ وَشُهُوْرَ اَلْفِ جَنَازَةٍ وَعِبَادَةُ اَلْفِ مَرِیْضٍ رَبِّیْکَ مَجْلِسِ ذِکْرِ میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز ادا کرنے سے اور ہزار جنازوں پر حاضر ہونے سے اور ہزار مریض کی عیادت کرنے سے افضل ہے) اور بھی آپ نے فرمایا ہے اَلَا اَنْتَ اَجْلِسُ مَعَ قَوْمٍ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ مِنْ صَلَوةِ الْعَصْرِ اِلٰی اَنْ تَغْرِبَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً مِنْ ذُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ رَاْگاہ ہو کہ مجھے نماز عصر سے مغرب تک اس قوم کے ساتھ بیٹھنا جو خدا کا ذکر کرتی ہو اس سے زیادہ پسند ہے کہ اللہ کی راہ میں حضرت اسماعیل کی اولاد سے چار بروے آزاد کروں) اور ایک روایت میں اَجْلِسُ کی جگہ پر اَقْصِدْ واقع ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے اور تین سو برس تک گریہ و زاری کیا کیے تو استفسار ہوا اسے آدم کیوں روتے ہو انہوں نے کہا الہی میرا رونا نہ ہیشت کی خواہش کی وجہ سے ہے نہ دوزخ کے خوف سے ہے بلکہ میرا رونا ان فرشتوں کے اشتیاق میں ہے جو تیرے عرش کے گرد ستر ہزار صفیں باندھنے والے ہیں اور بے بال اور بے آنکھ میں سرمہ ہونے کے تیرا ذکر کرتے ہیں اور ذوق و شوق میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر باواز بلند کہتے ہیں وَمَنْ یَّمِثْلُنَا ذَا اَنْتَ حَبِیْبُنَا مِثْلُ ہمارے کون ہے کہ تو ہمارا حبیب ہے) اور قیامت تک وہ یوں ہی کہتے رہیں گے۔ حکم ہوا تم سر اٹھاؤ انہوں نے سر اٹھایا اللہ تعالیٰ نے تمام حجاب دور کر دیئے انہوں نے ان کو اسی حال میں دیکھا پس ان کی گریہ و زاری موقوف ہو گئی۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو دنیا میں سیر کرتے ہیں اور مجالس ذکر ڈھونڈتے پھرتے ہیں جس قوم کو اللہ کے ذکر میں مشغول پاتے ہیں ان کے قریب آکر آسمان تک حلقہ کر لیتے ہیں جب وہ ذکر ختم کرتے ہیں تو فرشتے آسمان پر جاتے ہیں پوچھا جاتا ہے کہ تم



تم کہاں تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم تیرے ان بندوں کے پاس تھے جو تیرا ذکر کرتے ہیں پوچھا جاتا ہے اُن کا مقصد کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ تیری دوزخ سے ڈرتے ہیں۔ حکم ہوتا ہے ہم نے اُن پر دوزخ حرام کی۔ پھر فرشتے کہتے ہیں کہ وہ بہشت مانگتے ہیں حکم ہوتا ہے ہم نے اُن کو بہشت دی۔ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ ان میں فلاں شخص بھی تھا جو ذکر نہیں تھا فقط ذاکروں کے پاس آکر بیٹھ گیا تھا حکم ہوتا ہے کہ ذکر کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں ہوتا ہم نے اس کو بھی بخش دیا۔

حدیث میں ہے اِذْهَبُوا الطَّعَامَ بِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَلَا تَنَامُوا عَلَيْهِ فَتَقْسَتْ قُلُوبُكُمْ رُكَّاهُ

اللہ کے ذکر سے مضم کر و اور کھانا کھانے کے بعد خواب نہ کرو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے یعنی ذکر کی حلاوت نہ پاؤ گے۔ ذکر چار طرح کا ہوتا ہے (۱) زبان سے ذکر ہو اور دل غافل ہو۔ یہ ضعیف ذکر ہے مگر اثر اس میں بھی ہے کیونکہ غافل زبان سے ہزار درجے سے زیادہ غافل زبان سے (۲) دل سے ذکر ہو مگر دل میں قائم رہنے والا نہ ہو بلکہ تہ بکلفت دل اس کی جانب متوجہ کیا جاتے (۳) دل میں جگہ پکڑے ہو اس طرح پر کہ کسی دوسری جانب دل کا التفات نہ ہو یہ ذکر کی بڑی صورت ہے (۴) اللہ اس کے دل پر غالب ہو اس طرح پر کہ ذکر اور مذکور میں کچھ فرق نہ ہو ذکر مذکور میں محو ہو جاتے یہاں تک کہ اگر کسی وقت ذکر بھول جائے تو اللہ باقی رہے۔ صوفیہ کے نزدیک اس کو مقام فنا کہتے ہیں اور یہی ذکر حقیقی ہے۔ اور پھر ذکر کی دو قسمیں ہیں (۱) بلند آواز سے (۲) آہستہ سے۔ بعض علماء نے آہستہ ذکر کرنے کو بلند آواز سے ذکر کرنے پر فضیلت دی ہے اور بعض علماء کے نزدیک اس کا عکس ہے۔ لیکن دونوں طرح سے ذکر کرنا جائز ہے فقط فضیلت میں اختلاف ہے تفسیر توریشتی میں تحت تفسیر سَبِّحْ اِنِّمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی کے لکھا ہے اپنے برتر رب کے ذکر سے اپنی آواز بلند کرو اور شرح ایقاع میں ہے کہ اللہ کا ذکر بلند آواز سے کرنا جائز ہے اور اس سے منع کرنے والا تعزیر کا مستحق ہے اور بستان نوری میں ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ بلند آواز سے ذکر اور تہلیل اور تسبیح فرماتے تھے۔ صحیح مسلم اور ابوداؤد اور نسائی میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتناہی نماز پڑھنے کے بعد بلند آواز سے فرماتے تھے لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ



إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الشُّكْرُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ذَكَرَهُ الْكُفْرُونَ (سوا خدا کے کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک اور حمد ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہی ہر شئی پر قادر ہے اور نہیں ہے بازگشت گناہ سے اور نہیں ہے طاقت عبادت کی مگر اللہ کی توفیق سے جو بزرگ و برتر ہے سوا اس کے کوئی معبود نہیں ہم اس کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرتے اسی کے لیے نعمت اور اسی کے لیے نیک تعریف ہے سوا اس کے کوئی معبود نہیں یہ ثنا اس کی ہم اس حالت میں کرتے ہیں کہ خالص کرنے والے ہیں اس کے لیے دین کو گو یہ بات کفار کو ناگوار ہو) جامع الفتاویٰ میں ہے کہ ابراہیم بن یوسف رحمہما اللہ ذی الحجہ کی اول دس تاریخوں میں بلا ضرورت گلی کو چوں میں پھر پھر باواز بلند یکسر کہتے تھے۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ جب انسان اپنے باپ دادا کے نام و نشان کو بلند آواز سے سن کر اور کہہ کر خوش ہو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند آواز سے نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ لطائف قشیری میں تحت آیت اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً کے لکھا ہے کہ تضرعاً سے علانیہ اور خفیۃً سے آہستہ پکارنا مراد ہے اِنَّهُ لَا يَجِبُ الْمُعْتَدِينَ (یقینی اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا یعنی جو لوگ مسلمانوں کے حق میں بدو عا کرتے ہیں یا ان کو برا کہتے ہیں یا ان کی غیبت کرتے ہیں۔ اللہ ان کو دوست نہیں رکھتا۔ تفسیر زاہدی میں تحت آیه فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلٰی جُنُوبِهِمْ کے لکھا ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے یعنی ہر حال ہر وقت میں رات اور دن میں صحرا اور دریا میں سفر اور حضر میں تو انگری اور فقیری میں پکار کر اور آہستہ سے۔ تفسیر درمنثور میں تَحْنُ تُسَيِّمُ بِحَمْدِكَ کی تفسیر میں لکھا ہے ہم تسبیح اپنے رب کی اس کی حمد و ثنا سے پکار کر بلند آواز سے کرتے ہیں تاکہ دوسرے سُنیں اور اللہ تعالیٰ سورۃ توبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف میں فرماتا ہے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَا دَاۤءَ حٰلِيْمٌ رَّابْرٰهِيْمٌ اَوَّاهٌ اور بردبار ہے) اواہ اس کو کہتے ہیں جو اپنی آواز کو اللہ کے ذکر سے اور قرآن زیادہ پڑھنے سے بلند کرے اور روضۃ العلماء کے باب اکاشی میں یہ حدیث درج ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ فِي سَبِيلِ اللهِ الْبُرْ رَافِعًا بِهَا صَوْتَهُ كَتَبَ اللهُ لَهُ رِضْوَانًا لَهُ الْكِبَرُ وَمَنْ يَكْتُبُ لَهُ رِضْوَانَهُ الْكِبَرُ جَمَعَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اِبْرٰهِيْمَ وَبَيْنَ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ فِي دَارِ



الْجَلَالِ وَكَانَ مِمَّنْ يَنْظُرُ إِلَى رَبِّهِ يُكْرِهُ دَعَشِيًّا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے اللہ کی راہ میں یعنی حج کے جانے میں یا جہاد یا مسافرت میں بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی بڑی خوشی لکھتا ہے اور جس کے حق میں اس نے بڑی خوشی لکھ دی اس کو حضرت ابراہیم اور جمیع انبیاء علیہم السلام کے ساتھ دارالجلال میں جو بزرگ مقام ہے جمع کرو دیا اور وہ اس گروہ سے ہوتا ہے جو رات دن اللہ کو دیکھتے ہیں (مقاویٰ ناصری میں ہے کہ حمام میں قرآن شریف بلند آواز سے پڑھتا مکر وہ ہے اور آہستہ پڑھتا مکر وہ نہیں اور تسبیح و تہلیل کا بھی یہی حکم ہے اور نو اور الاصول کی اصل دو سو سٹھ میں انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دوسری روایت یوں مروی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آہستہ ذکر کرنا چلا کر ذکر کرنے سے افضل ہے اور جو مقتدا ہونا چاہے اس کو چلا کر ذکر کرنا چاہیے۔ اور تنبیہ ابواللیث میں مذکور ہے کہ تعظیم مسجد میں سے ایک یہ بھی تعظیم ہے کہ وہاں اللہ کا ذکر زیادہ کرے اور اس سے غافل نہ رہے اور سوائے ذکر الہی کے کسی دوسرے کام میں آواز بلند نہ کرے۔ شمالی میں لکھا ہے کہ ابتدائے اسلام میں غلبہ کفار حبش تک باقی رہا اذان اور قرأت نماز اور تلاوت قرآن اور ذکر اور تسبیح آہستگی سے ادا کرنے کا حکم تھا۔ چنانچہ حکم اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اور وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ذُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ اس پر شاہد ہیں مگر جب اسلام غالب ہوا تو حکم ہوا سُبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اپنے رب کے ذکر سے آواز بلند کرو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا ذکر خفی سے دل میرا پریشان اور دوسروں کی باتوں کی طرف منتفت ہوتا ہے آپ نے فرمایا اَرْفَعْ الصَّوْتَ بِذِكْرِكَ وَلَا تَكُنْ مِثْلَ مَوْلَاكَ ذَكَرَ بَكَارَ كَرُورٍ کیونکہ مجھ پر آیہ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ نَازِلٌ ہو چکی ہے۔ ذکر کے ساتھ آواز بلند کرنے کو تسبیح کہتے ہیں۔ اب ذکر کرنے کے آداب کا بیان ہے۔ ذکر کو چاہیے کہ شکم سیری نہ کرے اور رو یقینہ ہو کر مقام نرم پر چار زانو بیٹھے آنکھ کو سامنے اور دل خیالات فاسدہ سے پاک رکھے اور لَذَالِہ کہتے وقت دہنی جانب اور اَلَا اللّٰہ کہتے وقت بائیں جانب منہ کرے اس طرح پر کہ آواز دل پر پڑے اور تمام ذکروں سے افضل کَاِلهَ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام عبادتوں کی سوائے ذکر کے حد مقرر کر دی ہے۔ پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اللہ کا ذکر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا



اَذْكُرُوا لِلّٰهِ ذِكْرًا كَثِيرًا اے ایمان والو اللہ کا ذکر کرو بہت ذکر کرنا (تفسیر اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاص کر مومنوں کو اس لیے مخاطب کیا ہے کہ کفار اور منافق اللہ کو یاد نہیں کرتے کیونکہ یاد کرنا دوستوں کا شیوہ ہے اور کافر اور منافق اللہ کے دوست نہیں ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْكَافِرِيْنَ كَاٰمِلُوْنَ لِيْهِمْ رِجْزٌ اَوْفٰى وَاَسْفٰى اُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ اِيْمَانًا وَّالُوْنَ كَاٰدِبًا) حدیث میں ہے مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرًا (جس چیز کو کوئی دوست رکھتا ہے اس کا اکثر ذکر کرتا ہے) اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اس کو یاد کریں صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی فرمایا ہے ... فَادْكُرُوْا فِىْ اَذْكُرْكُمْ رَتْمٌ مِّجْزٌ (یاد کرو میں تم مجھے یاد کروں گا) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر بندے اس سے غافل نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ آیت مذکورہ نازل نہ فرماتا کثیر کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ کھڑے بیٹھے ہر زمانہ میں آہستہ اور پکار کر آبادی اور جنگل میں ہر وقت ہر ساعت اللہ کا ذکر کرے مسلمانو! تم مینڈک سے زیادہ فصیح نہ ہو حدیث میں ہے لَا تَقْتُلُوا الصَّيْفَاءَ فَإِنَّهُ يُكْتَبُ لِكُلِّ سَبْعَةِ مِائَاتٍ كُفْرًا (میںڈک کو نہ مارو کیونکہ وہ تسبیح زیادہ کرتا ہے) صحابہ نے پوچھا اس کی کیا تسبیح ہے آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے سُبْحَانَ الْمُعَيُّوْدِ فِى لُجِّ الْبَحَارِ (پاک ہے وہ معبود گہرے دریاؤں میں) منقول ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگل میں ذکر الہی کرتے تھے انہیں خیال ہوا کہ اس جنگل میں میرے سوا کوئی اللہ کا ذکر نہ کرتا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے وحوش و طیور کو حکم دیا کہ ہمارے ذکر کی آواز بلند کرو اس قدر شور ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نادم ہو کر سر بسجود ہوئے اور غرقِ تصور کے خواستگار ہوئے اور کہا اے اللہ کیا زمین کے نیچے بھی تیرا ذکر ہوتا ہے۔ حکم ہوا اِضْرِبْ يَعْصَاكَ الْاَرْضُ رَاٰنِهَا عَصَا زَمِيْنٍ پر مارو جب انہوں نے عصا مارا زمین شق ہوئی پانی جوش مارتا ہوا نمودار ہوا حکم ہوا اس پر عصا مارو انہوں نے اُس پر عصا مارا ایک سیاہ پتھر نمودار ہوا حکم ہوا اس پر عصا مارو انہوں نے اس پر عصا مارا وہ پتھر شق ہوا اور ایک سبز جانور نکلا جو اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا تیری پیدائش کو کتنا زمانہ ہوا اس نے کہا تین سو برس انہوں نے پوچھا تیرا کام کیا ہے اس نے کہا اللہ کے ذکر سے بہتر کون کام ہے اے موسیٰ مجھے دن میں دو بار پانی دیا جاتا ہے مگر میں اس خوف سے نہیں پیتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں پانی میں منہ ڈالوں اور موت کا قرشتہ آجائے یہ کہہ کر اندر رنائب ہو گیا اور پتھر پانی کے نیچے چلا گیا زمین برابر ہو گئی۔ مسلمانو! آگاہ ہو جاؤ کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے رہنے والے بغیر ذکر



کے قرار نہیں پاتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَا يَذْكُرُ اللّٰهُ تَطَهَّرْتَ الْقُلُوبَ رِهَا اللّٰهُ كَيْفَ فَرَسَ دُلُوں کو آرام ہوتا ہے وَبَدَنًا فِي الْبَلَاءِ صَابِرًا یہ حدیث سابق کا ایک ٹکڑا ہے۔ صبر بلند مقام ہے اور صبر کرنا ایمان والوں پر واجب ہے۔ صبر میں دین و دنیا کی بھلائی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ سلامتی ہے تمہارے لیے بسبب تمہارے صبر کے اور اچھا ہے گھر عقبی کا بوجہ دل پر جبر کرنے کے جس طرح اللہ نے روزے کا حکم دیا ہے اسی طرح صبر کا بھی حکم دیا ہے ارشاد فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا رَاے ایمان والو صبر کرو اور صبر کی ہدایت کرو اور صبر پر فلاح کو لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ فرما کر معلق کیا ہے اور فرمایا ہے اِسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (مد و چا ہو صبر اور نماز کے ساتھ تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) تو بہ بغیر صبر اور شکر کے درست نہیں بلکہ ادائے فرض اور ترک گناہ بھی بغیر صبر کے درست نہیں۔ یہی سبب ہے کہ جب لوگوں نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایمان کیا ہے آپ نے فرمایا صبر اس لیے کہ صبر نصف ایمان ہے اور ایک فضیلت صبر کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ستر جگہ سے زیادہ صبر کا ذکر فرمایا ہے اور اچھے صبر پر جزا کا وعدہ فرمایا ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لِّمَنْ يَّامُرُ بِالْاِحْسَانِ وَالصَّبْرِ وَارْصِرْ لِحُكْمِ اللّٰهِ وَارْصِرْ لِحُكْمِ اللّٰهِ وَارْصِرْ لِحُكْمِ اللّٰهِ اور فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) اور فرمایا ہے اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلٰوٰتٌ مِنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْتَدُونَ (صبر کرنے والوں پر ان کے رب کی صلوٰۃ اور رحمت ہے اور وہ راہ پانے والے ہیں) حدیث میں ہے صبر بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور فرمایا اگر صبر مرد ہوتا تو مرد کریم۔ اللہ صابروں کو دوست رکھتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوتی کہ میرے ذاتی اخلاق اور صفاتی اخلاق کی پیروی کرو میری ایک صفت صبر کرنا ہے اور حدیث میں سے مَا رَزَقَ الْعَبْدُ شَيْئًا اَوْ سَعَّ عَلَيْهِ مِنَ الصَّبْرِ (بندے کو صبر سے زیادہ فراخ کوئی چیز نہیں دی گئی) یعنی روزیوں میں صبر وہ فراخ روزی ہے کہ جس نے اس کو اختیار کیا وہ ہر تکلیف سے بچ گیا کیونکہ صابر کو تکلیف کی حس ہی نہیں ہوتی۔ دوسری حدیث میں ہے اَلِاِيْمَانُ بِالْحَيَاةِ وَالصَّبْرِ اِيْمَانٌ حَيَا



اور صبر سے ہے) اور حدیث میں ہے مَا تَجَرُّعُ عَبْدٌ جُرْعَتَيْنِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنْ جُرْفَةٍ الصَّبْرِ عَلَى مَعْصِيَةِ مُحَرَّمَةٍ رَدَّهَا بِصَبْرٍ وَجُرْفَةٍ غِيْظٍ رَدَّهَا بِحِلْمٍ (نہیں پتے دو گھونٹ کسی بندہ نے کہ وہ اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہوں ایک گھونٹ صبر کا حرام معصیت پر کہ اس کو صبر سے روک رہے اور دوسرا گھونٹ غیظ ہے کہ اس کو بردباری سے روک رہے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا جب تک تم صبر نہ کرو گے اپنے مقاصد نہ پاؤ گے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک گروہ کو دیکھ کر ان سے پوچھا کیا تم مسلمان ہو انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا نشان رکھتے ہو انہوں نے کہا ہم نعمت پر شکر اور محنت پر صبر اور حکیم الہی پر خوش ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا أَنْتُمْ الْمُؤْمِنُونَ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ (اللہ کی قسم تم سب مومن ہو) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ صبر ایمان میں ایسا ہے جیسے جسم میں سر جس کے سر نہیں اس کا جسم نہیں۔ اسی طرح جس میں صبر نہیں اس میں ایمان نہیں حضرت انس رضی سے مروی ہے کہ حضرت بنی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ایک قبیلہ میں تشریف لے گئے میں آپ کے ہمراہ تھا۔ انصار کی عورتوں میں سے ایک عورت نے آپ سے کہا بھیا کہ میرا لڑکا قریب مرگ ہے آپ تشریف لے آ دیں آپ مع اپنے ہمراہیوں کے وہاں تشریف لے گئے اور اس لڑکے کو اپنی گود میں لٹایا وہ فوراً مر گیا آپ کی آنکھ سے آنسو بہے اور اس عورت سے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ مَا اخَذَ مِنْ عِبَادِهِ دَلَّةً مَا يَفْقِي وَلِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ فَاضِي بِي وَاحْتِسَبِيْ فَاِنَّمَا الصَّبْرُ فِيْ اَوَّلِ الصَّدْمَةِ (اللہ نے اپنے بندوں سے امانت لے لی اور اسی کے لیے ہے جو کچھ باقی ہے اور ہر امر کی مدت لکھی ہوتی ہے پس تو صبر کر اور طلبِ اجر کر کیونکہ صبر اول صدمہ میں ہے) اور بھی آپ نے فرمایا ہے يَذْرُكُ الرَّجُلُ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ لَا يُذَكِّرُهَا بِصِيَامٍ وَلَا بِقِيَامٍ وَلَا بِحَجٍّ قَبْلَ فَبِمَ يُذَكِّرُهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ بِبَلِيَّةٍ اَنْتَ عَلَيْهِ فَصَبْرٌ وَاحْتِسَابٌ آدمی جنت میں ایک درجہ پاوے گا اور وہ درجہ روزہ اور نماز اور حج کی وجہ سے نہ پائے گا لوگوں نے پوچھا پھر کس چیز سے پائے گا آپ نے فرمایا بلا سے جو اس پر آتی ہو اور اس نے اس پر صبر اور طلبِ اجر کیا ہو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو طلحہ انصاریؓ کے ایک ہی لڑکا تھا اور وہ اُسے بہت چاہتے تھے فقہائے الہی سے وہ مر گیا ان کی بیوی حضرت ام سلمہؓ رضی اللہ عنہا نے اُن سے بیان نہیں کیا شام کو جب انہوں نے روزہ کھولا تو لڑکے کا حال پوچھا



حضرت ابو طلحہ اور ان کی بیوی کا صبر اور اس کا ثمرہ

ان کی بی بی نے غسل کیا اور کپڑے بدلے عطر لگایا اور اپنے شوہر کے پاس گئیں انہوں نے ان کے ساتھ خلوت کی صبح کو بی بی نے کہا اگر کسی نے امانت رکھائی ہو پھر مانگے اور امانت دار دینے میں ناراض ہو تو کیا اچھی بات ہے انہوں نے کہا یہ بات بہت بُری ہے۔ بی بی نے کہا میں تم بھی بُرا نہ مانو کہ تمہارا لڑکا میرے پاس خدا کی جانب سے امانت تھا اللہ نے اپنی امانت لے لی میں نے صبر کیا تم بھی صبر کرو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ رحمہ اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ان کے صبر سے حیران رہ گئے اور خود بھی صبر کیا ابھی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حاضر خدمت نبوی صلعم نہ ہوئے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر تمام واقعہ کی خبر دی۔ جب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آتے تو آپ نے لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ صَنِيعَتِكُمَا يٰ اَرْكَ اللّٰهُ فِیْ لَیْلَتِكُمَا وَ فِیْ نَاحِیَۃِ بَیْنَتِكُمَا الرَّحْمٰنُ نے تم دونوں کے کام سے تعجب کیا اللہ برکت کرے تم دونوں کی رات میں یعنی ہمبستری میں اور تمہارے گھر کے کونے میں، آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اسی شب کے حمل سے انہیں بیٹا دیا اور عبد اللہ اس کا نام رکھا گیا انہوں نے سات برس کی عمر میں قرآن شریف یاد کر لیا۔ حقیقت صبر یہ ہے کہ بندہ اپنے مال اور اولاد اپنے آپ کو امانت جانے اگر ایسا جانے تو جزع نہ کرے اور جو وعدہ اللہ نے صابروں سے کیا ہے اگر اس کو صدق دل سے سچ مان لے تو جزع سے باز رہے۔ صبر کی کئی قسمیں ہیں (۱) طاعت پر صبر مثلاً نماز میں ادھر اُدھر نہ دیکھنا اور سب سے بنجوت ہونا اور نمود سے بچنا کیونکہ یہ اختیاری افعال ہیں (۲) گناہ پر صبر مثلاً کسی سے بدلہ نہ لینا اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ التجیۃ والتسلیم کے خطاب میں فرماتا ہے اَصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ (صبر کرو اس پر جو وہ کہتے ہیں) اور فرماتا ہے وَ دَعَا اِذَا هُمْ وَتَوْکَلْ عَلٰی اللّٰهِ (ان کی تکلیف کو چھوڑ اور اللہ پر بھروسہ کر) یہ صبر خاص صدیقیوں کا ہے (۳) مصیبت پر صبر وہ غیر اختیاری ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قرآن میں صبر تین قسم کا ہے (۱) صبر طاعت پر وہ تین سو درجہ پر ہے (۲) صبر حرام پر وہ چھ سو درجہ پر ہے (۳) صبر مصیبت پر وہ نو سو درجہ پر ہے۔ بلا پر صبر کرنا صدیقیوں کا کام ہے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے اے اللہ ہمیں اتنا صبر عطا کر کہ دنیا کی مصیبتیں آسان ہو جائیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس بندہ پر میں بلا بھیجوں اور وہ صبر کرے خلق سے شاکی نہ ہو پس اگر میں



اس کو تندرست کروں گا تو پہلے سے بہتر گوشت پوست و دل کا اور اگر موت دوں گا تو اپنی رحمت میں اس کو جگہ دوں گا اور اگر موت دوں گا تو اپنی رحمت میں اس کو جگہ دوں گا حضرت داؤد علیہ السلام نے سوال کیا اے اللہ جو تیرے لیے مصیبت میں صبر کرنے سے اس کی جزا کیا ہے ارشاد ہوا میں اس کو خلعت ایمان پہناؤں گا اور کبھی ایمان اس سے جدا نہ کروں گا۔ اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کے جسم یا مال بچوں میں مصیبت پہنچوں اور وہ صبر کرے تو مجھے اس سے حساب کرنے میں اور اعمال تو لے میں شرم آتی ہے یعنی اللہ اس کو بے حساب و کتاب بخش دے گا۔ اور حدیث میں ہے مَنْ أَصَابَ مُصِيبَةً فَقَصِدَ وَاحْتَسَبَ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ رَحِمَ مُصِيبَتِ يَوْمَئِذٍ وَالصَّبْرُ أَوْ طَلَبُ ثَوَابٍ کرے تو اللہ اس کو بخش دیتا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں جس کی بنیائی کھودیتا ہوں اُسے اپنے دیدار سے مکرم کروں گا۔ صبر جمیل یہ ہے کہ صاحب مصیبت اسی طرح بنشاش رہے جیسے بے مصیبت والے رہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ صبر جمیل کرنے والے پر حنت واجب ہو جاتی ہے۔ صحابہ نے صبر جمیل کی تعریف پوچھی آپ نے فرمایا مَنْ قَتَمَ عَيْنَهُ وَكَلَّ لِسَانَهُ آكَلَهُ سَعْيُ بَيْتِهِ لَوْ زَبَانُ كَوْنِي هُوَ عِنِّي جَزَعُ فَرْعٍ نَهَ كَرَسَ كَلِمَاتٍ يَهُودِيَّةٍ نَهَ كَرَسَ۔ اور حدیث میں ہے کہ صبر جمیل سے وہ چیز جس پر صبر کیا ہے پھر مل جاتی ہے۔ جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے صبر جمیل کیا جس کی وجہ سے پھر حضرت یوسف علیہ السلام ان کو مل گئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بلا سے آزماتا ہے۔ قرآن شریف میں ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ۔ البتہ ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف سے اور کچھ بھوک سے اور کچھ مال کے نقصان سے اور جانوں کے مرنے سے اور میوے کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے جب انہیں مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں ہم اس آیت سے خاص صحابہ رضی اللہ عنہم مخاطب ہیں اور ان کے بعد عامۃ مومنین قیامت تک مخاطب ہیں۔ اس آیت میں بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ ارشاد ہوا ہے بِأَشْيَاءٍ نہیں ارشاد ہوا اس لیے کہ خوف کے بعد اور چیزیں بھی فرمائیں جن کو خوف واد سے عطف کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ دنیا بٹا کا گھر ہے میں نے بندوں کو



آزمائش کے لیے پیدا کیا ہے اور انہیں صبر کا حکم دیا ہے اور صابرین کے لیے بشارت کا وعدہ کیا ہے۔ بستی من الخوف سے دشمن کا خوف اور جوع سے فحط اور نقص اموال سے نقصان رزق اور انفس سے بیماری اور مرنا اور قتل اور ثمرات سے میوہ جو گرمی سردی ہوا ٹڈی وغیرہ کی آفات سے کم ہو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک خوف سے کفار کی لڑائی اور جوع سے روزہ اور نقص اموال سے زکوٰۃ اور انفس سے بھائیوں کی موت اور ثمرات سے اولاد کی موت مراد ہے۔ لیکن معنی اول صحیح ہیں اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کی تفسیر بعض کے نزدیک یوں ہے یعنی ہماری جانیں اسی طرح اللہ کے لیے ہیں جس طرح ہمارے مال اللہ کے لیے ہیں اور بعض کے نزدیک اس کی تفسیر یوں ہے کہ ہم اللہ کے لیے ہیں یعنی اس کے غلام ہیں اور غلام کی ملک کا مالک مولیٰ ہوتا ہے۔ پھر اگر مولیٰ چاہے اُسے دنیا میں قائم رکھے اور اگر چاہے پھیر لے۔ کسی حالت میں بے صبری زیبا نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنی ملک کو لے لیا۔ بلکہ تو صبر کر اس لیے کہ اگر ہم زندہ رہیں گے تو اس پر ہمارا رزق ہے اور اگر مر گئے تو اس کی طرف ہماری بازگشت ہے اور ثواب۔ غرض بندہ کو ہر حال میں صبر لازم ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ قبل کی امتوں میں سے کسی پر استرجاع یعنی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ نازل نہیں ہوئی سوائے اس امت مرحومہ کے اور اگر یہ آیت قبل میں نازل ہوتی تو ضرور حضرت یعقوب علیہ السلام اس سے سرفراز کیے جاتے۔ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مہاجرت پر کلمہ تأسف یا أَسْفَى عَلٰی يُوسُفَ فرمایا تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت اسی امت کے لیے خاص ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْتَدُونَ۔ انہیں لوگوں پر ان کے پروردگار کی رحمت اور عنایت ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں، یہاں صلوة سے مراد رحمت ہے۔ اگر کہا جائے کہ جب صلوة بمعنی رحمت ہے تو دوبارہ رحمت کو ذکر کرنا کیا ضرور تھا اس کا جواب شافی یہ ہے کہ تکرار کے لیے دوبارہ اس کا ذکر کیا گیا ہے اور اس طرح تکرار کی غرض سے اکثر مقام پر اللہ تعالیٰ نے مکرر الفاظ قرآن میں ارشاد فرمائے ہیں۔ اجر صلوة میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک وہ اجر مراد ہے جو صبر کے عوض میں عطا ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک صلوة سے دنیا میں اللہ کا رحم کرنا اور رحمت



سے عقبی میں کرم کرنا مراد ہے۔ مہتدوں سے مراد یہ ہے کہ دین حنفی کی ہدایت پائے ہوئے ہیں یعنی جس کو صبر دیتے ہیں اس کو ہدایت دیتے ہیں کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں اس لیے کہ صبر بے ہدایت کے بیکار اور ہدایت بے صبر کے بے سود ہے۔

---



## المجلس السابع

## فی الکبر والغبیة والحسد وسوء الظن

## غرور اور غیبت اور شک اور بدگمانی کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ خَالِدِ بْنِ وَلِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْمُؤْمِنُ لَا يُنْجِي مِنْ عَذَابِ اللَّهِ تَعَالَى حَتَّى يَتْرَكَ أَرْبَعًا الْكِبْرَ وَالْغَيْبَةَ وَالْحَسَدَ وَسُوءَ الظَّنِّ

بِاللَّهِ۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوة سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے جب تک مومن ان چار چیزوں کو نہ چھوڑے گا عذاب الہی سے نجات نہ پائے گا (۱) غرور کو (۲) غیبت کو (۳) شک کو (۴) بدگمانی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس حدیث کے راوی وہ شیر بہشتیہ شجاعت ہیں جن کی تعریف میں حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا خَالِدُ بْنُ وَلِيدٍ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوفِ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْأَرْضِ خَالِدُ بْنُ وَلِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ز میں پر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں) حدیث سابق الذکر میں المؤمن ارشاد ہوا ہے۔ مومن اس کو کہتے ہیں جو اللہ اور اللہ کے رسول اور شراط اسلام پر ایمان لاتے یہ تعریف عام مومن کی ہے لیکن مومن وہ ہیں جو گناہ سے دست بردار ہو جائیں چنانچہ جب لوگوں نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مومن کی تعریف پوچھی تو آپ نے فرمایا مَنِ اجْتَنَبَ الْمَعَاصِيَ رَجَوْنَا هُوَ سے بچے) دوسرے شخص نے یہی سوال کیا آپ نے فرمایا مَنِ تَمَرَّكَ لِسَانُهُ مِّنْ ذِكْرِ الْمُؤْمِنِ (جس کی زبان اللہ کے ذکر سے گونگی نہ ہو) یہاں پر مومن سے اللہ کا نام مراد ہے۔ ملک بغداد میں ایک یہودی زید نامی سخاوت میں یکتا سے زمانہ تھا۔ اتفاقاً وہ بیمار ہوا حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کہا کہ زید یہودی بیمار ہو گیا ہے اچھا ہوتا جو وہ اسلام لے آتا حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کچھ لوگ ترغیب اسلام دینے کے لیے اس کے یہاں بھیجے۔ اُن



لوگوں نے اسے بہت کچھ حسبت کی رغبت دلائی اور دوزخ سے ڈرایا لیکن اُس نے کچھ جواب نہ دیا ان لوگوں نے کہا کہ اگر تم اسلام لے آئے تو تیری خیرات ضائع نہ ہوگی۔ جب بہت اصرار کیا تو اس نے کہا مجھے پریشان نہ کرو کیونکہ اگر اسلام اس کا نام ہے جس کو امام ابو حنیفہ نے اختیار کیا ہے تو وہ میری قدرت سے باہر ہے اور اگر اسلام ان اوصاف کا نام ہے جو تم میں پائے جاتے ہیں، تو مجھے اس کے اختیار کرنے سے عار ہے۔ یہ لوگ زاہد زار روتے ہوئے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام سوال جواب بالتفصیل کہہ سنائے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا اس سے بڑے آشنائی پائی جاتی ہے اور خود اس کے یہاں تشریف لے گئے جیسے ہی اس نے آپ کو دیکھا بلند آواز سے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ مسلمانو! جان لو کہ سخاوت موجب ہدایت ہے اور خاصانِ بارگاہِ الہی کا دامن ہاتھ سے مضبوط نہام لو کہ یہ لوگ باعثِ نجات ہوتے ہیں اور ایسا اسلام نہ اختیار کرو جس پر غیر تو میں اعتراض کریں۔ لَا یُنْجِیْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی (آخرت میں عذابِ دوزخ سے نجات نہ پاتے گا) یہ ٹکڑا حدیث مذکورۃ الصدر کا ہے۔ عذابِ دنیاوی چونکہ ہمیشہ نہیں ہے اس لیے اس کا اعتبار نہیں ہے اور دوزخ کا عذاب فنا نہیں ہوگا۔ اس کی گرمی شدید اور دردِ جدید اور پانیِ صدید (پپ) اور قعرِ لبید (روہ چھوٹا ظرف ہے جو لشیم کا تینا ہوا ہو اور اس میں چھوٹی چیزیں رکھی جائیں) اور کارکنِ عنید اور اس کی صدا هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ہے۔ روزِ جزا دوزخی وہاں سے بھاگیں گے اور وہ پکڑے جائیں گے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُلَّمَا اَدَّوْا اَنْ یَخْرُجُوْا مِنْهَا اَعِیْدُوْا فِیْہَا روزِ جزا ارادہ کریں گے کہ ہم دوزخ سے کسی طرح نکل جائیں، لوٹا دیئے جائیں گے پھر اس میں) اس کے بعد حدیث مذکور میں ہے حَتّٰی یَتْرُکَ اَدْبَعَا اے ایمان والو! اگر اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو ان چار چیزوں کو ترک کرو کیونکہ اللہ ایسا جبار اور قہار ہے جس کے خوف سے آسمان و زمین کانپتے ہیں۔ ایک دن حضرت جبریلؑ گریاں حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے رونے کا سبب پوچھا انہوں نے کہا جب سے دوزخ پیدا کی گئی ہے خوشی ہمارے دل سے جاتی رہی اور آنکھ سے آنسو نہیں رکتے۔ دیکھو جو گناہ سے پاک ہیں وہ دوزخ سے اس قدر ڈرتے ہیں۔ اے گنہگار و گناہ سے باز آ جاؤ درگاہِ الہی میں ہر وقت توبہ کرتے رہو۔ اَلْکُبْرُ پہلی چیز غرور ہے۔ غرور اور عظمت اللہ ہی کو سزاوار ہے۔



غرور کی اللہ نے بیحد مذمت کی ہے قرآن شریف میں کَذَّالِكِ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قَلْبِ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ  
جَبَّارٍ (اسی طرح اللہ غرور اور ظلم کرنے والوں کے دل پر مہر کرتا ہے) دوسرے مقام پر ہے وَخَابَ  
كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ (ہر سرکش ضد کرنے والا نامراد ہے) اور فرمایا ہے وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ  
مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بَيَوْمِ الْحِسَابِ (پناہ چاہتا ہوں میں اپنے اور تمہارے رب سے ہر تکبر  
کرنے والے سے جو قیامت پر ایمان نہیں لاتا) حدیث میں ہے مَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللَّهُ تَكَبَّرَ كَرْتِ  
وَالِے کو اللہ حقیر کرتا ہے اور بھی حدیث میں ہے مَنْ تَكَبَّرَ أَهَاتُ اللَّهُ تَكَبَّرَ كَرْتِ وَالِے کی اللہ  
اہانت کرتا ہے) اور فرمایا ہے مَنْ تَكَبَّرَ أَبْغَضَهُ اللَّهُ (تکبر کرنے والے سے اللہ بغض رکھتا ہے)  
اور فرمایا ہے جو شخص اپنے کو بڑا پیشہ جاننے کا اعلان کرے اس کا نام جریدۂ جباران میں درج ہوتا  
ہے اور جبارین کا عذاب اس پر ہوگا۔ منقول ہے کہ ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام نے زیور پری  
السان حیوان سب کو ایک مقام پر جمع ہونے کا حکم دیا جب سب جمع ہو گئے ان میں دو لاکھ انسان  
اور دو لاکھ پریاں تھیں اس وقت آپ اپنے ہوائی تخت پر سوار ہوئے اور اس قدر آسمان کے  
قریب اس تخت کو لے گئے کہ فرشتوں کی تسبیح آپ کو سنائی دی اس وقت آپ نے ندا سنئی اَلرَّسُلُیْمَانُ  
کے دل میں ذرہ برابر غرور ہوتا تو ابھی میں زمین میں دھنسا دیتا اس سے پہلے کہ اسکو ہوا پر چڑھاتا۔  
حدیث میں ہے کہ غرور کرنے والوں کا حشر چیونٹی کی صورت میں ہوگا اور آدمیوں کے پاؤں کے نیچے  
ذلیل ہوں گے اور حدیث میں ہے کہ دوزخ کے ایک جنگل کا ہیہت نام ہے اس کو اللہ نے  
متکبرین و جبارین کے لیے خاص کر دیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ غرور ایسا گناہ  
ہے جس کے بعد عبادت مفید نہیں ہوتی۔ حدیث میں ہے جو لوگ فخر اور غرور سے ٹٹک کر چلنے  
کے لیے اپنے کپڑوں کو لمبا کرتے ہیں اُن پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت نہ کرے گا۔  
اور حدیث میں ہے کہ ایک بار ایک شخص مٹک کر چلا تھا اور فخر کا کپڑا پہنا تھا اور اپنے کو تکبر کی  
راہ سے دیکھا تھا اللہ نے اُسے زمین میں دھنسا دیا اور قیامت تک دھنستا چلا جائے گا اور حدیث  
میں ہے کہ جو کوئی اپنے کو بزرگ جانے اور مٹک کر چلے اس کو اللہ تعالیٰ غصہ سے دیکھتا ہے ایک  
تواضع کرنے والے نے متکبر کو مٹک کر چلتے دیکھا تو متواضع نے کہا اے خدا کے بندے اس طرح  
چلتا اللہ کو پسند نہیں اُس نے کہا تو مجھے نہیں جانتا اُس نے کہا خوب جانتا ہوں کہ تو پہلے گندہ پانی



تھا اور آخر میں مُرارہ ہو جائے گا اور اس وقت اپنے پیٹ میں ناپاکی بھرے پھرتا ہے۔ حقیقت کبر یہ ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر جانے اور اپنی تعریف پر خوش ہو۔ جو ہوا اس خوشی سے پیدا ہوتی ہے اسی کو کبر کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ نَفْحَةِ الْكِبْرِ نِپاہ چاہتا ہوں میں اللہ سے باد کبر و بُوتے غور سے، جب یہ ہوا دل میں پیدا ہوتی ہے تو دوسرے کو انسان اپنے سے کم اور خادم جانتا ہے بلکہ خدمت کے لائق بھی نہیں سمجھتا۔ سب سے پہلے جانے اور آگے بیٹھنے کو پسند کرتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ حالت ہوتی ہے کہ نصیحت نہیں مانتا اور خود سختی سے نصیحت کرتا ہے اور لوگوں کو چوپاؤں سے بدتر تصور کرتا ہے۔ لوگوں نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تکبر کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ کے سامنے گردن نرم نہ کرتا اور لوگوں کو حقارت سے دیکھتا۔ یہ دونوں خصائص اللہ کی راہ میں حجاب ہیں ان کا ترک کرنا شرطِ ایمان ہے۔ غور کی کئی قسمیں ہیں (۱) اللہ کے ساتھ غور کرنا۔ جیسے نمرود و فرعون وغیرہ نے خدائی کا دعویٰ کیا (۲) انبیاء سے غور کرنا جیسے قریش نے کیا اور ایمان نہ لاتے اس غور نے ان کو راہِ راست سے روک دیا۔ (۳) بندوں سے غور کرنا یعنی ان کو خفیر سمجھنا اس میں دو کفر ہیں اور یہ گناہ سب سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے الْعُظْمَىٰ اِذَا رِئِیْ دَالِکِبْرِ یَاۡدِیْ دَاۡعِیْ وَمَنْ نَاۡذَعَنِیْ فِیْہِمَا قَطَعْتُۤ اٰیْ هَلْکُتْہٗ۔ ریزگی میری تہ بند اور بڑائی میری چادر ہے جو کوئی ان دونوں میں مجھ سے نزاع کرے گا وہ ناہنجار ہے یعنی میں اس کو ہلاک کروں گا) غور کے کئی اسباب ہیں (۱) علم، یعنی اپنے علم پر غور کرنا اور دوسرے سے تعظیم کی اُمید رکھنا۔ حدیث میں ہے اَقْتِ الْعِلْمَ الْخَیْلَ اَعْرَ اٰیْ کُوْبَرِکْ جَانَا عِلْم کی آفت ہے (۲) زہد یعنی اپنی عبادت پر غور کرنا۔ دوسروں کو عبادت میں اپنے سے کم جاننا یہ بھی بُرا ہے۔ منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک زاہد پہاڑ پر اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا ابراہیمؑ پر سایہ انگن رہا کرتا تھا۔ اتفاقاً ایک بدکار اس کی زیارت کو گیا اور اس کے قریب بیٹھ گیا۔ زاہد کو خیال ہوا کہ بدکار کی بھی یہ مجال ہوتی کہ میرے قریب اور مجھ سے مل کر بیٹھے اور اس سے کہا تو میرے پاس سے ہٹ جا۔ وہ بیچارہ چپکا ہٹ گیا۔ اس وقت کے پیغمبر پر وحی نازل ہوئی کہ زاہد اور بدکار دونوں سے کہہ دو کہ نئے سرے سے اپنے کام کریں۔ میں نے بدکار کو اس کے اعتقاد کی وجہ سے بخش دیا اور زاہد کے تمام عمل اس کے غور کی وجہ سے رائگاں کر دیئے (۳) انسب میں غور کرنا اپنے کو

غور کے اسباب

غور کے اسباب



ذات والا اور دوسرے کو کم ذات جانے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے یہاں نسب کچھ کام نہ آئے گا۔ حدیث میں ہے **إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْغَيْبَةَ لِمَنْ أَطَاعَهُ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا أَحْيَشِيًّا وَخَلَقَ النَّارَ لِمَنْ عَصَاكَ وَكَوْكَانَ حَرًّا أَقْرَبِيًّا** (۴۷) خوبصورتی میں غور کرنا، یہ عورتوں میں اکثر ہوتا ہے حدیث میں ہے کہ دوزخ میں اکثر رومی عورتیں حبشی ہو جائیں گی (۵)، مال میں غور کرنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : **يَلْهُو شَرُّ لَهُمْ سَيِّطَرُ قُوْن مَا بَخِلُوا بِهِمْ** (۶) بلکہ وہ بُرا ہے ان کے قریب ہے کہ وہ طوق پہنائے جائیں گے اس چیز کا جس سے انہوں نے بخل کیا، (۷) قوت میں غور کرنا۔ حدیث میں ہے بہت سے کمزور بہشت میں زور آور اور بہت سے زور آور دوزخ میں کمزور ہو جائیں گے (۸)، اولاد میں غور کرنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ** (۹) قیامت کے دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد سے نفع ہوگا مگر اس کو فائدہ ہوگا جو اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر آیا، غور کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو دوزخ سے آزاد اور جنتی نہ جانے اور عذابوں کو یاد کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ** (۱۰) ایک گروہ جنت میں اور ایک دوزخ میں ہوگا، اس پر ہر وقت نظر کرے۔ حضرت شبلی رحمہ اللہ سے لوگوں نے پوچھا غور کس کو کرنا چاہیے آپ نے جواب دیا جس کے دونوں پاؤں بہشت میں ہوں۔ علمائے کرام کا قول ہے کہ کبر کی شامت متکبر کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ **أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ** اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یعنی شیطان نے انکار کیا اور غور کیا اسی کی وجہ سے کافروں میں ہو گیا۔ حدیث سابق میں ہے **الْغَيْبَةُ غِيْبَتُ الْكِبَرِ** کے بعد اس لیے ذکر کیا کہ کبر دل کا عمل اور غیبت زبان کا عمل ہے اس کا وبال بے حد ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **أَيُّبُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا** کیا تم میں سے کسی کو یہ پسند ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، یعنی غیبت کرنا ایسا ہے جیسے مردے کا گوشت کھانا حدیث میں ہے **إِيَّاكُمْ وَالْغَيْبَةَ فَإِنَّ الْغَيْبَةَ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا إِنَّ الرَّجُلَ قَدْ يَزِيحُ فِتَابَ نَيْتُوبِ اللَّهِ فَإِنَّ صَاحِبَ الْغَيْبَةِ لَا يَغْفِرُ هَالَهُ حَتَّىٰ يَغْفِرَ هَالَهُ** (۱۱) تم کو غیبت سے پرہیز کرنا

غور کا علاج

اللہ تعالیٰ نے جنت کو اپنے تابعدار بندوں کے لیے پیدا کیا ہے چاہے وہ غلام حبشی ہی کیوں نہ ہوں اور دوزخ کو گنہگاروں کے لیے خلق کیا ہے چاہے وہ آزاد قریشی النسل ہی کیوں نہ ہوں ۱۲



چاہیے کیونکہ غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے اس لیے کہ زنا کا گناہ زانی کے توبہ کرنے سے معاف ہو جاتا ہے اور غیبت کا گناہ اللہ اس وقت نہیں بخشتا جب تک وہ شخص نہ بخش دے جس کی غیبت کی گئی ہے) اور حدیث میں ہے مَرَرْتُ لَيْلَةً أُسْرِي فِيَّ عَلَى قَوْمٍ يَخْدُسُونَ وَجْهَهُمْ بِأَظْفَارِهِمْ فَقُلْتُ يَا جَبْرِيلُ مَنْ هُوَ قَالَ هُوَ كَأَنَّ الَّذِينَ يَغْتَابُونَ النَّاسَ وَيَقُولُونَ فِي أَخْوَارِهِمْ رُشْبٌ مَعْرَاجٍ میں میرا ایک قوم پر گذر ہوا جو اپنے ناخنوں سے اپنے منہ نوچتی تھی۔ میں نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور اپنی غرض میں ان کو برا کہتے تھے) ایک بار حضرت سلیمان بن جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں درخواست کی کہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھائیے جو میری دشگیری کراتے آپ نے فرمایا نیک کام کو حقیر نہ جانو اگرچہ اپنے دُول سے کسی کو آنجو سے میں پانی ہی دو اور مسلمانوں سے بہ خندہ پیشانی ملو اور ان کی غیبت نہ کرو۔ ایک بار آپ نے اس قدر بلند آواز سے خطبہ پڑھا کہ عورتوں نے بھی بخوبی اپنے گھروں میں سنا وہ یہ ہے يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ أَمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِقَلْبِهِ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَبْتَغُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّ مَنْ يَتَّبِعْ عَوْرَةَ أَخِيهِ يَتَّبِعْ اللَّهُ عَوْرَتَهُ فَيُفْضَحْهُ اللَّهُ فِي جَوْفِ بَيْتِهِ راسے مسلمانوں کے گروہ جو زبان سے ایمان لاتے گو دُل میں نہ ہو مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور نہ پیچھا کرو ان کی عورات کا یعنی اُن کے عیوب نہ ڈھونڈو۔ بیشک جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے عیوب تلاش کرے گا اللہ اُس کے عیوب کھول دے گا اور اس کے گھر کے پیچ میں فضیحت کر دے گا، اور حدیث میں ہے عَذَابُ الْقَبْرِ ثَلَاثَةٌ أَجْزَاءُ حِزْبٍ مِنَ النَّيْمَةِ وَحِزْبٌ مِنَ الْغَيْبَةِ وَحِزْبٌ مِنَ الْبَوْلِ لعذاب قبر کے تین اجزاء ہیں (۱) ان تین باتوں کے ارتکاب سے ہوگا، (۲) نمازی اور چغلی خوری سے (۳) غیبت اور بد گوئی ہے (۴) پیشاب کی پمیری سے یعنی پیشاب کرنے کے بعد استنجانہ کرنے کی پمیری سے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو قبروں پر ہوا اپنے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہوتا ہے ایک پر غیبت کی وجہ سے دوسرے پر اس وجہ سے کہ وہ پیشاب سے کپڑے کو محفوظ نہیں رکھتا تھا۔ پھر آپ نے چھو بارہ کے درخت سے دو ٹہنیاں توڑ کر دونوں قبروں کے سر ہانے گاڑ دیں اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد فرمایا جب تک یہ مری رہیں گی



ان پر عذاب کی تخفیف ہو گی۔ حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ غیبت دل کی خرابی ہے۔ اور ایک بزرگ کا قول ہے کہ اللہ غیبت کرنے والے کے عیوب ظاہر کر دیتا ہے اور دین و دنیا میں اس کو رسوا اور مردود کرتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا ہے کہ جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھاتا ہے وہ گوشت قیامت کے دن فرشتے اس کے سامنے لا کر اس سے کہیں گے اس کو کھا جیسے تو دنیا میں کھاتا تھا۔ پس وہ غیبت کرنے والا اُسے کھاتے گا اور روتے گا اور مٹے بگاڑے گا۔ منقول ہے کہ دو شخص مسجد کے سامنے بیٹھے تھے ایک محنت آیا اور چلا گیا ان دونوں نے کہا اس کی آواز میں جو بات تھی وہ اب بھی باقی ہے پھر داخل مسجد ہو کر نماز پڑھی اور نماز کے بعد حضرت عطار رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا تم دونوں تو یہ کرو اور نماز دہراؤ اور روزہ کی قضا ادا کرو۔ کیونکہ تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگلے لوگوں میں غیبت کم تھی۔ غیبت اسے کہتے ہیں جس سے سننے والے کو کہ بہت معلوم ہو۔ غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے اسی طرح ہاتھ آنکھ اور اشارے سے بھی ہوتی ہے۔ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ فلاں کا قد چھوٹا ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے غیبت کی۔ غیبت کرنے والے کو منع نہ کرنے والا اور دل میں بُرائی نہ جاننے والا منافق ہے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ایک مقام پر تھے ایک نے کہا کہ فلاں شخص بہت ستوتا ہے اس کے بعد حاضر خدمت نبویؐ ہو کر ان دونوں نے فرمایا آج ہمارے پاس روٹی کے ساتھ کھانے کو کچھ نہیں ہے اگر آپ کے یہاں ہو تو عطا فرمائیے۔ آپ نے جواب دیا تم دونوں گوشت کھا چکے ہو غیبت کر چکے ہو، اب تمہیں سالن کی کیا ضرورت ہے۔ چونکہ ان دونوں میں ایک کہنے والا اور دوسرا سننے والا تھا اس لیے آپ نے دونوں کو برابر تنبیہ فرمائی۔ جس طرح غیبت زبان سے حرام ہے اسی طرح دل سے بھی حرام ہے۔ بغیر دیکھے سننے کسی سے بدگمانی کرنا دل کی غیبت ہے۔ حدیث میں ہے جس طرح مسلمان کا خون اور مال حرام ہے اسی طرح اس سے بدگمانی کرنا بھی حرام ہے۔ سوا فاسق کے قول کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا اَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْحَبُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِیْمِیْنَ اگر فاسق تمہیں کوئی خبر دے تو اس کی تحقیق کرو اور کسی قوم پر نادانی سے جانہ پڑو تاکہ اپنے کیے پر پچھتا نا نہ پڑے) یہ تمام مواخذے

آنکھ ہاتھ اور اشارے سے غیبت کا بیان



اس وقت ہیں کہ جب بدگمانی دل میں جم جائے اور یقین کرے لیکن اگر سرسری طور پر خیال آوے تو وہ فعل اختیاری نہیں ہے لہذا اس پر متواخذہ بھی نہیں۔ حدیث میں ہے کوئی مومن گمان بد سے خالی نہیں ہوتا اور سلامتی اس میں ہے کہ اس کی تحقیق کرے کہ مخبر عادل ہے یا فاسق اگر عادل ہو تو وہ بھی یقین کرنے میں توقف کرے اور اگر عادل کو فاسق سمجھا تو بھی بدگمانی ہے اس کی سچائی پر اور یہ بھی ناجائز ہے۔ غیبت کا علاج یہ ہے کہ اس بات کا یقین کرے کہ غیبت اسی طرح نیکیوں کو مٹا دیتی ہے جیسے آگ لکڑی کو خاک کر دیتی ہے۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو باور نہ کرنا کفر ہے اور اگر آپ کے قول کو سچ جان لیا تو ظاہر ہے آپ نے فرمایا غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی اُس نے غیبت کی ہے اُسے دی جائیں گی اور کوئی عقلمند اسے پسند نہ کرے گا کہ اپنی نیکیاں دوسرے کو دیدے۔ پس غیبت سے احتراز کرنا لازمی ہے۔ غیبت چھ مقام پر درست ہے (۱) ظلم حکام کی شکایت حکام بالا سے کرنا تاکہ وہ انسداد کر دیں لیکن اگر یہ مقصود نہ ہو تو یہ بھی ناجائز ہے (۲) قساد دفع کرنے کی قدرت رکھنے والے سے مقصدوں کی خبر کرنا (۳) فتویٰ پوچھنے میں امر واقعی لکھ دینا بہتر ہے کہ جس کی بُرائی کرنا ہے اس کا نام نہ لکھے اور زید عمرو بکر کر کے لکھے اور اگر نام بھی لکھ دے گا تو حرج نہیں ہے۔ (۴) خریدتے والے کو چیز کا عیب بتا دینا (۵) بیمار کی بیماری کی معالج کو اطلاعات دینا (۶) فاسق علانیہ زنا کرنے والے شراب پینے والے کی مذمت کرنا تاکہ دوسرے متنبہ ہوں۔ بعض علماء کا قول ہے کہ سلطان ظالم متبذرع فاسق مجاہد کے افعال قبیحہ کا بیان کرنا درست ہے۔ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ توبہ کرے اور پشیمان ہو اور جس کی غیبت کی ہے اس سے معاف کرائے اور تواضع کرے اگر مر گیا ہو تو اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ اگر عفو قصور چاہنے پر اور تواضع کرنے پر جس کی غیبت کی ہے وہ معاف کر دے تو خیر ورنہ یہ امور غیبت کرنے والے کے حسنہ ہوں گے اور ممکن ہے کہ یہی عفو قصور اور تواضع غیب کے گناہ کا عوض ہو جائے۔ غیبت کا معاف کرنا اس طرح سے بہتر نہیں ہے کہ اس سے اپنے تمام قصور معاف کرائے بلکہ ایک ایک بیان کر کے معاف کرائے۔ غیبت گمان سے پیدا ہوتی ہے اور گمان تفحص حالات سے پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے ممانعت کی ہے جس پر یہ آیت شامد ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ**۔ اسے ایمان والو بچو بہت بدگمانی سے یقینی بعض بدگمانیاں گناہ ہیں یہ آیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور

چھ مقام پر غیبت درست ہے



عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی ہے واقعہ اس کا یہ ہے کہ جب حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کو تشریف لے جاتے تھے تو ایک فقیر کو دو مالداروں کے سپرد فرماتے تھے تاکہ اس کی خاطر داری معقول طور سے ہو۔ اس جہاد میں آپ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے سپرد فرمایا تھا تاکہ یہ ان کا کام کریں اور وہ ان کے کفیل رہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ منزل پر پہنچ کر کھانا پکاتے اسباب سفر اتارتے۔ اونٹوں کو آب و خور دیتے اور منزل پر پہلے سے پہنچ کر اشیائے ضروری مہیا کرتے تھے۔ ایک بار راہ میں حضرت سلمان بیمار ہو گئے اور ضعف کی وجہ سے منزل پر پہنچتے ہی سو گئے جب یہ حضرات وہاں پہنچے تو حسبِ عادت ضروریات کا انتظار کیا۔ شب کو انہیں حالتِ علالت میں خوابیدہ پا کر بیدار کر کے پوچھا تم نے کچھ کھانے کو بھی پکایا ہے انہوں نے کہا نہیں۔ کہا آہستہ آہستہ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت میں جاؤ اگر وہاں کچھ کھانا بچا ہو لے آؤ۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ وہاں گئے ان دونوں نے آپس میں ایک دوسرے سے حضرت سلمان کی غیبت میں کہا تو بعث الیٰ یٰ سَمِیْحَہ لَرَجَعَ لَمَّا ذَہَبَ اَکْرَمُ سَلْمَانَ کو بیرِ جسمہ پر بھیجتے تو وہ نہ جاتے یعنی ان کی کم ہمتی کی طرف اشارہ کیا۔ سمیجہ ایک کتواں ہے جس میں پانی بچھڑتا تھا۔ ادھر حضرت سلمان نے حاضر خدمت نبوی ہو کر پیام پہنچایا ارشاد ہوا کہ اسامہ سے دریافت کرو اگر کچھ ہو تو لے جاؤ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کچھ نہیں ہے یہ واپس آئے اور واقعہ بیان کر دیا ان حضرات نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے حق میں سوء ظن کیا۔ انہوں نے مال دیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر آئے اور تمام واقعہ سے حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتسلیم کو آگاہ کر دیا تاکہ آپ خصوصاً ان کو نصیحت فرما دیں اور عموماً تمام مسلمانوں کے لیے پند ہو۔ آپ نے ان دونوں کو طلب فرما کر کہا تمہارے دانتوں میں گوشت کیسا ہے انہوں نے کہا یا حضرت ہم کو اسامہ نے کچھ نہیں دیا اور نہ ہم نے گوشت کھایا ہے آپ نے ان سے کہا تھو کو۔ جب ان دونوں نے زمین پر تھو کا تو اس کا رنگ متغیر تھا اس وقت آپ نے یہ آیت ان کو سنائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں فرمایا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا اِيْحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ اور کسی کا بھید نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی شخص اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا



گوشت کھاوے ایسا نہیں ہے بلکہ تم کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور توبہ کرو بیشک اللہ قبول کرنے والا مہربان ہے) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گمانِ تحسّس غیبت کو بیان فرمایا اور ابتدا گمان سے کی ہے اس لیے کہ گمانِ مقدمہ تحسّس ہے اور تحسّس مقدمہ غیبت ہے سب سے پہلے سوؤ ظن ہوتا ہے پھر اس کی تلاش ہوتی ہے پھر غیبت کی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مزید رحمت کی وجہ سے ان تینوں امور کی ممانعت کر دی اور مثلاً بیان کر دیا کہ غیبت مثل مردار زشت کے ہے پھر فہمائش کے طریقہ سے توبہ کا حکم دیا اگر کوئی شخص حرام یا مشتبہ کام میں مبتلا ہو اور حلت و حرمت کی تحقیق نہ کرتا ہو اور دَکَلَا تَجَسَّسُوا کو دلیل لاتا ہو تو وہ دوزخ میں جاتے گا۔ حدیث میں ہے مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَّبِعْهُ مَقْعَدٌ مِنَ النَّارِ جس نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے) اللہ مسلمانوں کو نیک اعمال کی توفیق دے اور بُری باتوں سے بچائے آمین۔ غیبت کے بعد حدیث سابق میں حسد کا ذکر ہے وَالْحَسَدُ ارْشَادٌ ہوا ہے یعنی جب تک اہل ایمان حسد کو ترک نہ کریں گے عذاب سے رہائی نہ پائیں گے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے خطاب میں فرماتا ہے وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ مجھ سے پتہ مانگو حسد کرنے والوں کے حسد سے۔ ایک شخص نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں دوزخ سے بہت ڈرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا لَا تَحْسَدِ النَّاسَ تَكُنْ آمِنًا (لوگوں سے حسد مت کرتا کہ دوزخ سے بے خوف ہو جائے) اور بھی فرمایا ہے الْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو) اور آپ نے فرمایا ہے کہ تم میں وہ چیزیں پیدا ہونے لگی ہیں جن کی وجہ سے اہم سابقہ ہلاک ہوتی ہیں اور وہ دشمنی اور عداوت اور حسد ہے۔ اور بھی آپ کا ارشاد ہے کہ حسد کو تلخی جان کتی زائد ہوتی ہے اور حسد سوالِ قبر میں عاجز ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو عرش کے سایہ میں دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اس کو یہ مقام کیوں ملا حکم ہوا کہ اس نے حسد اور والدین کی نافرمانی اور حقیل خوری نہیں کی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حسد کرنے والا میرا دشمن ہے اور میرے حکم پر غصہ کرنے والا اور میری تقسیم کو پسند نہیں کرتا۔ حدیث میں ہے کہ چھ قومیں اپنے چھ گناہوں کے باعث دوزخ میں جائیں گی (۱) احکام ظلم کی وجہ سے (۲) عرب غصہ کے سبب سے (۳) نوانگر غرور کے باعث سے (۴) تجارت چوری کی وجہ سے (۵) گنوار جہالت کے باعث سے (۶) عالم حسد کی وجہ سے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ



نے فرمایا ہے کہ حسد کے دس حصے ہیں ..... نو حصے علماء میں ہیں اور ایک حصہ تمام عالم میں ہے مروی ہے کہ ایک شخص حاضر خدمت نبوی ہو کر کہنے لگا کہ میں نے ایک تعجب خیز واقعہ یہ دیکھا ہے کہ نذاں قبیلہ میں ایک شخص مراجب ہم نے اس کا جنازہ اٹھایا تو وہ ہمارے کاندھوں سے جدا ہو کر خود چلتا تھا آپ نے فرمایا وہ مغرور اور حاسد نہ ہو گا اسی لیے فرشتے اس کا جنازہ اٹھاتے ہوں گے اور آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اگر تم جنت میں بے پوچھے جانا چاہتی ہو تو مسلمانوں سے حسد نہ کرنا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کفار سے حسد کرنا جائز ہے اور آپ نے کافروں پر حسد کیا ہے۔ ایک بار آپ کے سامنے کافروں کے سات قافلے مال و اسباب سے لادے ہوئے گزرے آپ نے فرمایا اگر یہ مال و اسباب مسلمانوں کو ملتا تو وہ فراغت میں بسر کر کے اللہ کی یاد کرتے۔ اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام سورہ فاتحہ لے کر آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سورہ میں سات آیتیں ہیں جو کوئی آپ کی امت میں سے اس کو پڑھے گا اللہ اس کو سات قافلوں کے مال خیرات کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باروں میں سے کوئی ایک مر گیا۔ تمام ملائکہ کو اس کی روح کے استقبال کرنے کا حکم ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سب پوچھا ارشاد ہوا کہ یہ کینہ نہیں رکھتا تھا۔ سخی تھا غیبت نہیں کرتا تھا۔ طامع نہیں تھا حسد سے دور رہتا تھا۔ حدیث میں ہے انْحَاسِدْ كَالْمُجَاهِدِ مَعَ اللَّهِ حسد کرنے والا مثل اس کے ہے جو اللہ سے لڑائی لڑتا ہے اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ اگر تم جنت میں مثل پیغمبروں کے درجہ کے ہونا چاہتے ہو تو حسد نہ کرو اور آپ نے فرمایا ہے کہ دوزخ میں ایک وادی خاص حاسدوں کے لیے ہے اور اس میں عذاب زیادہ ہے۔ حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کبھی اہل دنیا پر حسد نہیں کرتا اس لیے کہ اگر وہ جنتی ہے تو اس نعمت کے مقابلہ میں دنیا اس کے لیے بے قدر ہے اور اگر دوزخی ہے تو اسے دنیا کی نعمت سے کیا فائدہ ہو گا جب عقیقی میں دوزخ پائے گا۔ کسی نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ مومن بھی حاسد ہوتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں جیسے براہین یوسفؑ نے حسد کیا اس لیے کہ حضرت یعقوب حضرت یوسف علیہما السلام کو زیادہ چاہتے تھے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ موت کو یاد کرنے والا کبھی خوش نہیں رہتا نہ حسد کرتا ہے۔ کسی کے زوال نعمت کے خواہشنگار ہونے کو حسد کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ



حَتَّى يُحِبَّ إِخِيهَ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ اَنَّمْ فِي كُوفَى مُؤْمِنٌ نَهْ هُوَ كَا حُبِّ نَكِ اس چيز كو اپنے بھاتی  
کے لیے پسند نہ کرو جسے اپنے لیے پسند کرتے ہو (حسد ایمان کو ضعیف کر دیتا ہے۔ اگر دوسرے  
کی زوالِ نعمت کا خواستگار نہ ہو بلکہ اپنے لیے بھی اس نعمت کا طالب ہو تو یہ حسد نہیں بلکہ غبطہ اور  
منافسہ ہے (رغبت کرتا) ہے اور یہ دینی کاموں میں احسن ہے عجب نہیں کہ غبطہ کرنا واجب ہو  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ رَأْسُ رِبِّكُمْ رَأْسُ رِبِّكُمْ رَأْسُ رِبِّكُمْ رَأْسُ رِبِّكُمْ رَأْسُ رِبِّكُمْ  
کرو) حدیث میں ہے دوسرے کا مال دیکھ کر خیال کرنا کہ اگر اتنا مال میرے پاس بھی ہوتا تو میں بھی اس  
کے مثل کام کرتا حسد نہیں ہے بشرطیکہ نیک کاموں کی آرزو ہو اور اگر گناہ میں ہے تو یہ بھی اس کے  
وبال میں شریک ہو گا حسد کا علاج یہ ہے کہ یقین کر لے کہ حسد سے دین و دنیا دونوں کا نقصان ہے  
دنیا میں غم سے نجات نہیں پاتا اور آخرت میں بھلائیاں جاتی رہیں گی اور نعمت الہی پر راضی نہ ہونے  
والا مثل شیطان کے ہو گا محسود کے لیے نعمت کی اور حاسد کے لیے غم کی ترقی ہوا کرتی ہے محسود  
منظوم اور حاسد ظالم ہے۔ حدیث میں ہے کہ محسود حاسد کی بھلائیاں لے جاتا ہے اور اپنی بُرائیاں  
اس کے گلے منڈھتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام محسود ہیں اور شیطان حاسد وہ ہمیشہ کے لیے مسعود  
اور یہ مستحق لعنت ابدی ہوا۔ ہابیل محسود ہیں اور قابیل حاسد ان کے لیے سعادت اور اس کے لیے  
شقاوت ہوئی دُسُوْا الظُّلُمَ بِاللّٰهِ یہ حدیث مذکور کا ٹکڑا ہے بدگمانی کی دو قسمیں ہیں (۱) اللہ سے  
(۲) مسلمان سے۔ بعض محدثین نے اس حدیث کے معنی یوں کہے ہیں کہ دُسُوْا الظُّلُمَ بِاللّٰهِ سے مراد  
یہ کہ اللہ کے بندوں سے بدگمانی کرنا قطعی کفر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْاِنْفَالِ  
قُلِ الْاِنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مالِ غنیمت میں پانچواں حصہ رسول کا مقرر تھا اس آیت میں اللہ نے  
اپنی طرف نسبت فرمائی اور دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ اپنے بندہ سے کہے گا  
تو نے مجھے کھانا نہیں دیا بندہ کہے گا تو اس سے بے پرواہ تھا میں تجھے کھانا کیونکر دیتا حکم ہو گا تو  
نے ہمارے بھوکے بندہ کو کھانا نہیں دیا پس گویا ہمیں نہیں دیا اگر اس کو دیتا تو ہمیں دیتا۔ ایک بار  
حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی طرف تیر چلایا وہ تیر گیارہ صفوں سے گزر گیا اور گیارہ  
آدمی اور پانچ زرہ اور سات ڈھالوں کو توڑ کر زمین میں دھنسن گیا آپ کو اس امر سے تعجب ہوا پس  
یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كَفَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَءٰی رَتُوْنِیْ تیر نہیں پھینکا جب پھینکا وہ تیر

مسجد کعبه



خدا نے پھینکا) یہاں اللہ نے تیر کی اضافت اپنی جانب کی ایسی اضافتیں بہت ہیں اور جائز ہے۔ پس اللہ کے بندوں سے بدگمانی کرنا گویا اللہ سے بدگمانی کرنا ہے اور اللہ سے بدگمانی کرنے کی دو قسمیں ہیں (۱) ذات میں (۲) صفات میں۔ ذات میں بدگمانی یہ ہے کہ اللہ کے آنکھ سے یا سر سے یا تن اور جان سے یا ہاتھ پاؤں میں جیسے آدمیوں کے ہیں اور بے مثل کہنا جائز ہے۔ اور صفات میں بدگمانی یہ ہے کہ کہے وہ حلیم نہیں یا عادل نہیں یا سخی نہیں اور مثل اس کے یہ امور کفر ہیں یا اس سے ناامید ہو جاتے اور کہے اللہ مجھے ہرگز نہ بخشے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ اللہ کی رحمت سے گمراہوں کے سوا کوئی قوم ناامید نہیں ہوتی) اور حدیث قدسی میں ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي فَيَقْنُ بِئِي مَا يَشَاءُ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں پس وہ جیسا چاہے میرے ساتھ گمان کرے) حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مریض کی عیادت کو گئے آپ نے اس سے پوچھا اللہ کے ساتھ تیرا کیسا گمان ہے اس نے کہا رحمت اور مغفرت کا آپ نے فرمایا هَذِلْتَ الْجَنَّةَ بَطْنِكَ الْحَسَنِ رتو اپنے نیک گمان کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گیا) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو وفات کے بعد کسی بزرگ نے خواب میں دیکھ کر پوچھا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا کیا انہوں نے جواب دیا جب فرشتے میری روح کو اللہ کے سامنے لے گئے تو ارشاد ہوا اگر مجھے تمہارے سفید بالوں کی شرم نہ آتی تو دوزخ میں پھینک دیتا تم اس قدر کیوں روتے تھے کیا دنیا میں میری رحمت سے ناامید تھے۔ مومن کے ساتھ بدگمانی کرنے کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) ذات میں (۲) صفات میں۔ صفات میں حدیث میں ہے ظَنُّوا بِالْمُؤْمِنِينَ حَسَنًا ایمان والوں کے ساتھ نیک گمان کرو) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو ان کے ساتھ بدگمانی تھی کہ ان کے جسم پر سفید داغ ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نہایت شریکین تھے کسی کے سامنے کپڑے نہیں اتارتے تھے لوگوں کی نظر سے غائب ہو کر نہاتے تھے۔ ایک دن آپ دریا کے کنارے ایک پتھر پر کپڑے رکھ کر دریا میں نہانے لگے اللہ نے ان کی قوم کی بدگمانی دفع کرنے کے لیے اس پتھر کو چلایا وہ دوڑنے لگا آپ برہنہ اس کے پیچھے دوڑے اور فرماتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے ہیں اے پتھر میرے کپڑے ہیں جب قوم نے آپ کو دیکھا تو کوئی داغ آپ پر نہ پایا سب نے توجہ کی اور استغفار کرنے میں مشغول ہوئے پس معلوم ہوا کہ دل میں گمان کرنے کو بھی ظن کہتے ہیں اور اگر



زبان سے بھی اُسے ادا کرے تو ظن اور غیبت دونوں کا گناہ ہوتا ہے اور بقدر گناہ کے عذاب کا مستحق ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَتَلُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ رجولوگ ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کو فتنے میں ڈالتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے پس اُن کے لیے عذاب ہے دوزخ کا اور ان کے لیے عذاب ہے جلنے کا دوزخ کا عذاب گناہ کی وجہ سے اور جلنے کا عذاب توبہ نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ اور جھوٹ بات کی بدگمانی کرنا تہمت لگانا ہے یہ اس سے بھی بدتر ہے۔ حدیث میں ہے کہ ہتھان کرنے والے پر سخت عذاب ہوگا اور یہ بدترین درد و الم دیکھے گا۔ اور مومن کی صفات میں بدگمانی یہ ہے کہ گمان کرے کہ فلاں شخص خائن یا جواری یا زانی یا بدن الخ یا جھوٹا بخیل ہے سب حرام ہیں ایک شخص نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ فلاں شخص خائن ہے آپ نے فرمایا اس گفتگو سے تیرے لیے خائتوں کا عذاب ثابت ہو گیا۔ اور منقول ہے کہ حضرت خالد حبشی رضی اللہ عنہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محفل میں تھے ایک سائل نے آکر سوال کیا کہ حضرت عمرؓ نے اُسے کچھ دلوادیا۔ سائل کے جانے کے بعد حضرت خالد حبشی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ شخص باوجود قدرت کے سوال کرتا ہے آپ نے فرمایا بدگمانی سے توبہ کرو کیونکہ میں نے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ مَنْ ظَنَّنَا بِالْمُؤْمِنِیْنَ سُوْءًا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ رَیْحَةَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رجو شخص مومنین کے ساتھ بدگمانی کرتا ہے اللہ قیامت کے دن اس پر عذبت کی خوشبو حرام کر دیتا ہے حدیث میں ہے کہ جس کے دل میں مومن کی بدگمانی نہ ہو وہ اللہ کے نزدیک جہاد کرنے والوں میں سے ہے اگرچہ نبطا ہر وہ اپنی بی بی کے ساتھ نرم بستر پر ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُعَذِّبُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِیْنَ وَالْمُشْرَكَاتِ الظَّالِمِیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السُّوْءِ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السُّوْءِ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَ سَاعَتْ مَصِیْرًا اللہ تعالیٰ نے ان منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں پر عذاب کرے گا جو اللہ کے ساتھ بدگمانی کرتے ہیں بدگمانی کی بُرائی انہیں پر لوٹنے والی ہے اور ان پر اللہ کا غصہ اور لعنت ہے اور جہنم ان کے لیے تیار ہے اور وہ بُری جگہ ہے اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ یحذ ب سے مراد یہ ہے کہ دین و دنیا دونوں میں اللہ ان پر عذاب کرے گا دنیاوی عذاب یہ ہے کہ مجاہدین ان سے قتال کریں گے اور انہیں اپنا غلام بنائیں گے ان سے جز یہ لیں گے



اور وہ ذلیل ہوں گے۔ دین کا عذاب یہ ہے کہ قبران کو اس طرح پیسے گی کہ ان کی ہڈیاں اٹا ہو جائیں گی اور نکیر بن ان کے پاس ہیبت ناک ہو کر آئیں گے اور وہ ان کے جواب سے عاجز ہو کر عذاب میں مبتلا ہوں گے اور قیامت میں سختی حساب اور حرارت آفتاب اور زمین کی پیش میں چھنسیں گے اور اپنے لپینہ کے گرم پانی کی ندی میں ڈوبیں گے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں پائیں گے اور بلعصر کی سختی میں مبتلا ہوں گے اور ہمیشہ دوزخ میں رہ کر طرح طرح کے عذاب سہیں گے اور دیدار الہی اور جنت کی نعمتوں سے دور رہیں گے اور رحمت الہی مددگار نہ ہوگی الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ چونکہ منافقین پر پر زائد عذاب ہوگا اس لیے پہلے ان کو ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْاَسْفَلِ منافق دوزخ کے نیچے کے درجہ میں ہوں گے (اوپر بیان ہو چکا ہے کہ دوزخ کے نیچے کے درجہ میں تمام درجوں سے زیادہ عذاب اور سختی ہے۔ منافق اُسے کہتے ہیں جو ظاہر میں اقرار اور دل میں انکار کرے اور ایسا ایمان مفید نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ اَنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاِبُونَ (اے محمد جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ بخوبی جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے۔۔۔ کہ منافق جھوٹے ہیں چونکہ منافق دل میں تصدیق نہیں رکھتے اس لیے اللہ نے ان کے جھوٹے ہونے کی گواہی دی۔ نفاق کی تین قسمیں ہیں (۱) زبان سے اقرار اور دل سے انکار کرنا یہ کفر ہے (۲) ظاہر میں محبت اور باطن میں عداوت رکھنا یہ تکذیب ہے (۳) سامنے خوشامد اور پیچھے غیبت و بدگوئی کرنا یہ گناہ ہے وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ بظاہر مشرک اور کافر دونوں ایک ہیں لیکن معنی کے اعتبار سے ان دونوں میں فرق ہے۔ مشرک وہ ہے جو دوسرے کو اللہ کا شریک جانے اُس کو مشرک اکبر کہتے ہیں اور شرک اصغر کی دو قسمیں ہیں ایک جلی اور دوسری خفی، جلی وہ ہے جو کھلا ہوا ہو جیسے اس کی صفات پر اعتماد نہ کرنا استعانت و اعتقاد بغیر حق کرنا شگون لینا فال وکھینا سوا خدا کے قسم کھانا۔ حدیث میں ہے مَنْ حَلَفَ يَخْبِرُ اللّٰهَ فَقَدْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ (جس نے اللہ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھائی اُس نے اللہ کا شریک گردانا) خفی وہ ہے جو چھپا ہوا ہو اسی کو ربا اور سمعہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يَرَاءُوْنَ رویل ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز کو بھولے ہوئے ہیں اور سستی کرتے

نفاق کے اقسام

مشرک اور کفر کا فرق اور اقسام



کرتے ہیں اور دکھانے کو نماز پڑھتے ہیں، یہ آیت ریاکاروں کے حق میں نازل ہوئی ہے حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا میں اپنی امت پر شرک اصغر سے ڈرتا ہوں صحابہ نے پوچھا شرک اصغر کیا ہے آپ نے فرمایا وہ ریا ہے۔ الظَّالِمِينَ بِاللّٰهِ ظَنُّ السَّوْءِ لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا اللہ سے بدگمانی کیا ہے آپ نے فرمایا اس کے حق میں ان باتوں کا اعتقاد کرنا جو اس کی شان کے خلاف ہے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰظَنُّونَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنُّ الْعِبَاهِلِيَّةِ (اللہ پر ناحق جاہلیت کا ایسا گمان کرتے ہیں) قرآن شریف میں گمان کے پانچ معنی ہیں۔ مترجم کہتا ہے اس مقام صاحب نافع المسلمین نے ہاں کے عوض نہیں لکھا ہے اور ظن کے معنی بدگمانی تحریر کیے ہیں انتہی۔

ظن نافع المسلمین

(۱) یقین، سورۃ الحاقہ میں ہے اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلْقٍ حِسَابِیْہِ ر مجھے یقین تھا کہ میں اپنے حساب سے ملنے والا ہوں اور اسی کی مثل سورۃ یقر میں ہے الَّذِیْنَ یُظَنُّونَ اَنَّهُمْ مُّلَقُوْنَ بِہِمُّ ر وہ یقین کرتے ہیں کہ ہم اپنے رب سے ملنے والے ہیں (۲) شک، سورۃ جاثیہ میں ہے اِنْ نَّظُنُّ الْاٰظُنَّ ر ہم گمان نہیں کرتے مگر شک کا (۳) جانتا، سورۃ الشقت میں ہے اِنَّہٗ ظَنُّ اَنْ لَّنْ یَّجُوْرَ ر اس نے جان لیا کہ وہ پھر اللہ کی طرف نہ جاتے گا) اور حم سجدہ میں ہے وَلٰکِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ر اور تم نے جان لیا کہ بے شک اللہ تمہارے بہت سے کاموں کو نہیں جانتا (۴) انکار، سورۃ ص میں ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا بِاِطْلَآذٍ لِّکَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ر ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے بیکار نہیں پیدا کیا یہ انکار کافروں کا ہے (۵) حجت، سورۃ یوسف میں ہے وَمَا ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلٰی اللّٰہِ الْکَذِبَ کیا حجت ہے کافروں کی جو جھوٹ بات کا اللہ پر افتراء کرتے ہیں) عَلَیْہِمُ عَذَابُ النَّوْرِ ر انہیں پر بدگمانی کا وبال ہے) وہ کل حوائج سے بری ہے نہ وہ کھاتا ہے نہ سوتا ہے نہ اذگھتا ہے بلکہ کھاتا ہے وَہُوْیُطْعَمُ وَلَا یُطْعَمُ اور کَلَّا تَخَذُکَ سِنَہٌ وَّکَلَّا تُؤْمِرُ اس پر شاہد عادل ہیں پس ایسی اضافیتیں خود تمہاری طرف لوٹ آئیں گی وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِمُ۔ جب مومن دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو دوزخ کی آگ ان کے گرد اور دندے ان کے پاس آویں گے مالک کہے گا ان کو پکڑو مومن گھبرا کر یا غیاث المستغیثین کہیں گے آواز آئے گی لبیک لبیک یعنی کیا ہے میں تیرے پاس ہوں چونکہ مومن پر اللہ کا غصہ نہیں ہے اس لیے انہیں یہ جواب ملے گا اور کفار تین سو برس روئیں گے اور رَبَّنَا رَبَّنَا پکاریں گے آخر کو یہ جواب سنیں گے اِخْسَئُوْا فِیْہَا



وَلَا تَكْفُرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَمْرًا يُنْزِلُ بِالْهَقِّ ۖ ذَٰلِكُمْ يَوْمُ الْحِسَابِ ۚ  
 سے دور کرو اپنے کو لعنت کہتے ہیں اور لعین کے نزدیک لعنت بمعنی قطعیت ہے یعنی ان کی امید  
 قطع کر دی کہ کسی وقت میں دوزخ کے عذاب سے رہائی نہ پائیں گے ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ مَوْتًا  
 کو لشارت ہے کہ دوزخ ان کے لیے نہیں تیار کی گئی ہے بلکہ یہ بقدر اپنے سزائے اعمال کی ميعاد  
 کاٹ کر جہنم میں جائیں گے۔ دوزخ خاص کفار کے لیے مخلوق ہوتی ہے انہیں کو ہمیشہ اس میں رہنا  
 ہے ۚ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۚ انسان مرض کے بعد اور تکلیف کے بعد راحت اور رنج کے بعد خوشی پاتا  
 ہے جس کی وجہ سے تکلیف بھول جاتا ہے اسی سے امید ہوتی ہے کہ تکلیف دنیوی بروا منت کسے  
 ایمان سالم لے جائے۔ اللہ ہمارا اور جمیع مومنین کا انجام بخیر کرے۔ (آمین)



## المجلس الثامن

فی فضیلة الحج و زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حج اور زیارتِ روضہ منورہ کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ عَنْ حَضْرَةِ الرَّسَالَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ حَجَّ لِلَّهِ وَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور جماع نہ کیا اور گناہ نہ کیا تو وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہوئے گا جیسے ابھی اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اس حدیث کے راوی وہ بزرگ ہیں جو جنگل سے لکڑیاں لا کر بیچتے اور اس قوتِ حلال سے بسر و وقت کیا کرتے تھے ایک دن لکڑی کا گٹھا بھاری ہو گیا اور یہ روزہ دار تھے کئی بار اٹھنا چاہا مگر نہ اٹھا سکے ایک فرشتے کو حکم ہوا کہ توجا اور ہمارے دوست کی مدد کر فرشتے نے آکر وہ گٹھا باسانی آپ کے سر پر رکھ دیا۔ جان لو کہ منجملہ اور ارکانِ اسلام کے حج بھی ایک رکن ہے اور اس میں بے حد ثواب ہے۔ حدیث میں ہے مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ يَرْمِيهِ الْحَجُّ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَضَعُهَا وَيَرْفَعُهَا ثَوَابَ عِتْقِ نَفْسَةٍ فَإِذَا غَسَلَ وَارَادَ الْإِحْرَامَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ وَإِذَا أَلْبَسَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى عَبْدِي غَفَرْتُكَ بِمَغْفِرَتِي فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ نَادَى مُتَادِمِينَ السَّمَاءِ يَا وَلِيَّ اللَّهِ اسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ فَإِذَا أَخَذَ بِالطَّوَائِفِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ طَوَافٍ سَبْعِينَ مِائَةً فَإِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ فَكَانَ قَبْلَ بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا اسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ يُكَبِّرُ لَهُ الْحَسَنَاتِ سَبْعُونَ الْقَامِنَ الْمَلَائِكَةُ فَإِذَا وَقَفَ بِالْعِرْقَاتِ اغْتَنَقَهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ وَيُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِ بِالْحَسَنَاتِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ

رجو شخص اپنے گھر سے حج بیت اللہ کا ارادہ کر کے نکلا تو اللہ اس کے ہر قدم رکھنے اور اٹھانے پر ایک ایک بار وہ آزاد کرنے کا ثواب لکھتا ہے۔ پس



جب وہ غسل کرتا ہے اور احرام باندھنے کا ارادہ کرتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنما ہے اور جب لبیک کہتا ہے تو اللہ کہتا ہے میں نے تجھ کو اپنی مغفرت سے بخش دیا اور جب مسجد حرام میں داخل ہوتا ہے تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے اللہ کے دوست کیا کر اس عمل کو اور جب طواف شروع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر طواف کے عوض میں ستر برس کی عبادت اس کے نامہ اعمال میں لکھتا ہے اور جب وہ حجر اسود کو چومتا ہے تو گویا اس نے باب حنیت کو چوما اور جب صفا اور مروہ کے درمیان میں دوڑتا ہے تو اس کے لیے ستر ہزار فرشتے نیکیاں لکھتے ہیں۔ پس عرفات پر کھڑا ہوتا ہے تو اللہ اس کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے اور اس کی بُرائیاں نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ اس کو یہی فی نے روایت کیا ہے (اور حدیث میں ہے جو شخص حج کرے بدوں اس کے کہ تن کو گناہ سے آلودہ کرے اور زبان کو بے ہودہ اور ناسا نشہ ہاتھوں سے روکے تو اس طرح گناہوں سے باہر آتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنما ہے اور بھی حدیث میں ہے کہ جس نے بہت گناہ کئے ہوں اس کا کچھ کفارہ نہیں ہے مگر عرفات میں کھڑا ہونا اور یہ بھی ایک حدیث میں ہے کہ عرفہ کے دن سے زیادہ خوار اور حقیر زرد و روکھی تم شیطان کو نہ دیکھو گے اس لیے کہ عرفہ کے دن اللہ اپنے بندوں پر اپنی بیحد رحمت نازل فرماتا ہے اور بڑے بڑے گناہ معاف کرتا ہے۔ اور بھی حدیث میں ہے کہ جو شخص گھر سے حج کا قصد کر کے نکلے اور راہ میں مرجائے تو قیامت تک ہر سال اس کے لیے حج اور عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جو شخص مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہما میں مرے اس سے حساب کتاب نہ ہو گا۔ اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حج جس میں کوئی گناہ نہ ہو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور بہشت کے سوا اس کی کوئی جزا نہیں ہے اور آپ کا ارشاد ہے کہ اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے کہ عرفات پر ہو اور خیال کرے کہ میرے گناہ نہیں بخشے گئے ہر مسلمان کو چاہیے کہ حج کر کے ان ثوابوں کا مستحق ہو آپ نے فرمایا ہے مَنْ مَاتَ وَلَمْ يُحِجَّ فَلَيْمَتْ بِأَيِّ دِينٍ شَاءَ جو شخص مرے اور باوجود قدرت اور فرہیت کے حج نہ کرے پس چاہیے کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے (اور بھی آپ کا فرمان ہے مَنْ اسْتَطَاعَ وَلَمْ يُحِجَّ فَقَدْ كَفَرَ جس کو قدرت ہو اور حج نہ کرے پس وہ کافر ہے)



اس کفر سے بعض کے نزدیک اصل کفر اور ہمارے نزدیک کفرانِ نعمت مراد ہے یعنی جس کو اللہ تعالیٰ استطاعت حج کی دے اور پھر بھی وہ حج نہ کرے تو اس نے کفرانِ نعمت کیا۔ اور بھی ارشاد ہے کہ جو شخص باوجود قدرت کے حج نہ کرے اللہ اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا اور اس کی دعا قبول نہ کرے گا اور منکرینِ کعبہ کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ اور بھی فرمایا ہے کہ اللہ نے وعدہ کر لیا ہے کہ ہر سال حج میں چھ لاکھ آدمی زیارت کریں گے جس سال انسانوں کی جماعت اس سے کم ہوگی اس سال بقدر پوری تعداد کے اللہ تعالیٰ فرشتے بھیج کر تعداد پوری کرائے گا اور بھی آپ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن دہن کی طرح کعبہ آراستہ اور منور ہوگا اور سب حاجی اس کے گرد ہوں گے اور پردہ ہائے کعبہ میں ماریں گے یہاں تک کہ اللہ ان کو جنت میں داخل کرے گا اور مصابیح میں مذکور ہے کہ حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرنے آوے اور اس سال حج نہ کرے تو اس کو چاہیے کہ دوسرے سال ورنہ تیسرے سال حج کرے اگر نہ کرے گا اور مر جائے گا تو اس کی آنکھوں کے پیچ میں لکھا جائے گا یہ اپنے خدا سے منکر ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَفِيْرٌ عَنِ الْعَالَمِيْنَ جو کفر کرے تو اللہ سب جہانوں سے بے پرواہ ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ چار شخصوں کا عذر قبول نہ ہوگا (۱) جو آذان سننے اور بلا عذر مسجد میں حاضر نہ ہو (۲) جس کے سامنے کھانا ہو اور دروازہ پر سائل کو نہ دے (۳) جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بجا نہ لائے (۴) باوجود استطاعت کے حج نہ کرے اور بھی آپ کا ارشاد ہے مَنْ مَاتَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ مَحِيًّا أَوْ ذَاهِبًا كَتَبَ اللَّهُ فِي كُلِّ سَنَةٍ سَبْعِينَ حَقَّةً وَسَبْعِينَ عُذْرَةً رَجُلًا مَحِيًّا أَوْ ذَاهِبًا جَاءَهُ تَوَلَّى اللَّهُ تَعَالَى هَرَّ سَالِ اس کے لیے شتر حج اور شتر عمرہ کا ثواب لکھتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے إِنَّ اللَّهَ قَدَّمْتُ لَكَ يَسْتَعْفِرُونَ لِمَنْ حَجَّ مِنْ مَضْرُوعٍ مَا شِئَارُ شَيْءٍ اللہ اور اس کے فرشتے ایسے شخص کے لیے استغفار کرتے ہیں جو اپنے گھر سے پیادہ یا سفر طے کر کے حج کرے اور آپ نے فرمایا ہے کعبہ کا طواف نماز سے فرق اتنا ہے کہ اس میں بات کرنا حلال ہے۔ لہذا ہر طواف کرنے والے کو حالت طواف میں لازم ہے کہ نیک ہی بات کرے حضرت ابن عباسؓ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نصیحتاً فرمایا کہ حج کرنے کو پیادہ جاؤ اور پیادہ واپس آؤ کیونکہ میں نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم



کو فرماتے سنا ہے کہ سوار حج کرنے والے کو ہر قدم کے بدلے ستر نیکیاں ملتی ہیں اور پیادہ حج کرنے والے کو ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں ملتی ہیں اور نیکی کا ثواب مسجد حرام کی نیکی کا ہوتا ہے اور مسجد حرام میں ایک نیکی کرنے کا ثواب اس قدر ہے جو ایک لاکھ نیکیوں کا ہوتا ہے اور حضرت بنی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ حج مقبول کی علامت یہ ہے کہ حاجی کا حال پہلے سے اچھا ہو جائے۔ اور بھی آپ نے فرمایا ہے کہ پاک و صاف حج کی مزدوری سوا بہشت کے کچھ نہیں۔ اور فرمایا ہے مَنْ مَاتَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ مُقِيلًا أَوْ مُدْبِرًا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ الْبَيْتَةَ وَيَشْفَعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ (جو شخص مکہ معظمہ کے راستے میں آتے ہوئے یا جاتے ہوئے مر جائے اللہ ضرور اس کی مغفرت کرے گا اور اپنے گھر والوں سے ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا) اور بھی فرمایا ہے الْحَجُّ جِهَادٌ كُلِّ ضَعِيفٍ رَجَعَ مِنْهُ ضَعِيفٌ كَالْجِهَادِ (اور فرمایا ہے مَنْ اُشْتِيَاقَ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَقَاضَتْ عَيْنَاهُ نَادَى الْجَلِيلُ جَلَّالُهُ يَا مَلَأَ يَدَايَكَ إِلَى الْعَبْدِ كَيْفَ قَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ اُشْتِيَاقِ بَيْتِي اِشْهَدُوا قَدْ غَفَرْتُ لَهُ ذُنُوبَهُ وَاسْتَرْتُ عَنْهُ عِيُوبَهُ رَجَسَ كُو زِيَارَتِ كَعْبَةِ الشَّوَقِ) (اور اس اشتیاق میں آنکھیں اس کی روئیں تو اللہ تعالیٰ پکار کر فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندہ کو دیکھو میرے گھر کے شوق میں کیسی اس کی آنکھیں رو رہی ہیں تم گواہ رہو کہ میں نے اس کے گناہ بخش دیئے اور اس کے عیوب کو چھپایا) اور فرمایا ہے کہ جب حاجی احرام باندھتے ہیں اور تکبیر کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے میرے بندوں کو دیکھو کہ انہوں نے میرے گھر کے شوق میں لمبا سفر کیا ہے اور اپنا گھر بار چھوڑا ہے ان کی تکبیر و تہلیل سے زمین پر ہے تم گواہ رہو کہ میں ان سے خوش ہوں اور میں نے ان کی توبہ قبول کی اور ان کے گناہ بخش دیئے اور بہشت ان پر حلال اور دوزخ حرام کر دی یہ میرے دوست اور میں ان کا دوست ہوں یہ میری ملک اور میں ان کا مالک ہوں اور ان سے حساب کتاب نہ کروں گا۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور بھی آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرنے کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو یوں گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور اس کے لیے جب تک گھر سے واپس نہ آجائے ہر قدم کے عوض میں ستر برس کی عبادت کا ثواب ہے اور چالیس روز تک اس کی دعا قبول ہوگی اور چار سو آدمیوں کی شفاعت اس کے گھر والوں میں سے مقبول ہوگی اور آپ نے فرمایا



ہے کہ میری امت میں سے تین شخصوں کے لیے میری شفاعت لازمی ہے (۱) جو میری حیات میری طرف ہجرت کرے (۲) جو میری روپوشی کے بعد میری قبر کی زیارت کرے (۳) جس کے دو یا تین یا چار بیبیاں ہوں اور ان میں عدل کرے اور آپ نے فرمایا ہے جس نے میری روپوشی کے بعد میری زیارت کی گویا اُس نے حالت حیات میں زیارت کی اور آپ نے فرمایا ہے مکہ میں مرنے والا ایسا ہے جیسے آسمان دنیا پر مرنے والا اور زمرم پینے والا ہر درو سے صحت پاتے گا اور حجر اسود کو چومنے والے کے وقار کی قیامت میں حجر اسود گواہی دے گا اور سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرنے والے کو اللہ دس ہر دوں کی آزادی کا جو اولاد حضرت اسماعیل سے ہوں ثواب دے گا اور صفا اور مروہ کے درمیان میں دوڑنے والا پل صراط پر ثابت قدم رہے گا اور آپ نے فرمایا ہے مَنْ حَجَّ وَلَمْ يَزِدْ قَبْرِي فَقَدْ حَقَّقَ وَمَنْ زَادَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہ کی تو اُس نے مجھ پر ظلم کیا اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے قیامت میں) اور فرمایا ہے مَنْ زَادَ قَبْرِي فَلَهُ الْحَبَّةُ ر میری زیارت کرتے والے کے لیے حبت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس من موت میں حاضر ہوا تو اتفاقاً آپ نہ تھے میں نے سلام کیا آپ نے جواب دیا اور میں نے آپ کو روتے ہوئے دیکھ کر سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا اُمت کے لیے روتا ہوں کیونکہ میری حیات میں وہ گناہ کرتے تھے میں شفاعت کرتا تھا اس قدر فرمانے کے بعد آپ بکا بکا بکاش ہو گئے میں نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا حضرت جبریلؑ نے مجھے پیام پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کی روپوشی کے بعد آپ کی امت میں سے جو شخص آپ کی قبر کی زیارت کرے گا اُسے میں بخش دوں گا اگرچہ وہ مجھ سے بخشش نہ بھی طلب کرے اور نزع کے وقت اس پر آسانی کروں گا اگرچہ بدکار ہو قبر میں اس پر عذاب نہ کروں گا اس کی حاجتیں پوری کروں گا اور آپ نے فرمایا ہے مَنْ أَيْسَرَ وَلَمْ يَحْجْ وَمَاتَ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ النَّارَ دَخَلَ النَّارَ دَخَلَ النَّارَ جو شخص باوجود قدرت کے حج نہ کرے اور مرجائے تو دوزخ میں داخل ہو گا۔ تین مرتبہ) اور فرمایا ہے الْحَبَّةُ الْمُقْبُولُ كَقَارَةٍ لِدَنْبٍ سَبْعِينَ سَنَةً حج مقبول ستر برس کے گناہوں کا کفارہ ہے) اور فرمایا ہے إِذَا خَرَبَ الْحَاجُّ مِنْ مَنْزِلِهِ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ رجب حاجی اپنے گھر سے کعبہ کو



چلتا ہے تو اللہ اس کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیتا ہے اور فرمایا ہے مَنْ خَرَجَ حَاجًّا أَوْ  
مُعْتَمِرًا فَلَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَتَّى رَجَعَ أَلْفُ أَلْفٍ حَسَنَةٍ وَمَحَى عَنْهُ أَلْفُ أَلْفٍ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ  
لَهُ أَلْفَ أَلْفٍ دَرَجَةٍ وَلَهُ عِنْدَ اللَّهِ بِكُلِّ دِرْهَمٍ يُنْفِقُهَا أَلْفُ أَلْفٍ دِرْهَمٍ وَبِكُلِّ دِينَارٍ أَلْفُ  
أَلْفٍ دِينَارٍ وَبِكُلِّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا أَلْفُ أَلْفٍ حَسَنَةٍ حَتَّى يَرْجِعَ وَهُوَ فِي عَمَانٍ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنْ  
تَوَفَّاهُ ادْخَلَهُ اللَّهُ فِي الْجَنَّةِ وَإِذَا رَجَعَ رَجَعَ مَغْفُورًا لَهُ وَدُعَاؤُهُ مُسْتَجَابٌ فَأَعْتَمِدُوا دُعَاؤَهُ  
إِذَا قَدِمَ قَبْلَ أَنْ تُصِيبَهُ الذُّلُوبُ فَإِنَّهُ يُشْفَعُ فِي مِائَةِ أَلْفِ رَجُلٍ مِنْ بَيْتِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ  
رجو شخص حج یا عمرہ کی نیت سے نکلے تو جب تک واپس نہ آئے ہر قدم کے عوض میں اس کے لیے دس  
لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس لاکھ بُرائیاں دور کی جاتی ہیں اور دس لاکھ درجے بلند ہوتے ہیں اور ہر  
درہم جو خرچ کرے گا اس کے بدلے میں دس لاکھ درہم اور ہر دینار کے بدلے میں دس لاکھ دینار ہیں  
اور ہر نیکی کے بدلے میں دس لاکھ نیکیاں اور تاو الیسی اللہ کی امان میں ہے پس اگر مر گیا تو جنتی ہے  
اور اگر گھر واپس آیا اور اس کی دعا مقبول ہے پس اس کی دعا کو غنیمت بنا تو جب وہ واپس آوے  
قبل اس کے کہ اس سے گناہ صادر ہو۔ کیونکہ قیامت کے دن اس کی شفاعت اپنے گھر والوں میں سے  
ایک لاکھ آدمیوں کی مقبول ہوگی، اس کے بعد حضرت مولف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے  
پیر و مرشد سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ المشائخ حضرت قطب الاولیاء رکن الدین ابو الفتح  
فیض اللہ قدس سرہ سے سنا ہے کہ حج میں ٹوٹے ہیں (۱) حج (۲) حج سے حکم باری تعالیٰ اور حج  
سے جرم بندگان مراد ہے۔ پس مطلب یہ ہوا کہ اللہ اپنے علم سے حاجیوں کے جرائم سے درگزر  
کرے گا اور میرے پیر نے فرمایا ہے کہ حج مقبول کی علامت یہ ہے کہ حاجی کا استیلاؤ روز افزوں  
رہے۔ اور حدیث میں ہے الْقِيَامُ بِمَكَّةَ سَعَادَةٌ وَالْخُرُوجُ مِنْهَا شَقَاوَةٌ (۱) مگر میں قیام سعادت  
اور وہاں سے خروج شقاوت ہے اور حضرت نبی کریم علیہ التمجید والسلام نے فرمایا ہے مَنْ صَبَرَ  
عَلَى حَرِّ مَكَّةَ مِنْ نَهَارٍ تَبَاعَدَ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ مِائَةِ عَامٍ اور فرمایا ہے مَنْ تَمَرَّضَ  
يَوْمًا دَاخِلًا بِمَكَّةَ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ مِنَ الْعَمَلِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ فِي غَيْرِهَا عِبَادَةً بِسِتِينَ سَنَةً  
رجو شخص مکہ میں داخل ہو کر ایک دن بیمار ہو تو اللہ اس کا وہ عمل جو غیر مکہ میں کرتا تھا ساٹھ برس کی



عبادت کے برابر لکھے گا) اور حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ نے مکہ میں ایک روزہ رکھنے کا ثواب ایک لاکھ روزہ کے برابر اور ایک درہم صدقہ کرنے کا ثواب ایک لاکھ درہم کے برابر اور ایک نیکی کے ثواب کو لاکھ نیکی کے برابر فرمایا ہے اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خانہ کعبہ پر ہر دن اور ہر رات کو ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں سات طواف کرنے والوں کے لیے اور چالیس گروہڑے ہونے والوں کے لیے اور بیس کعبہ کے دیکھنے والوں کے لیے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ دو طواف ایسے ہیں جن کا کرنے والا اس طرح گناہ سے پاک ہوتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے (۱) نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک (۲) بعد عصر سے غروب آفتاب تک اور فرمایا جو سرمنی میں مندر سے دوزخ میں نہ چلے گا اور فرمایا ہے تَدَابُ الْمَدِينَةِ اَمَانٌ مِنْ جُذَامٍ مدینہ کی مٹی جذام کے لیے امان ہے (جانتا چاہیے کہ اللہ نے کعبہ کو بزرگی دی ہے اور بندوں کا قبلہ ہے خود فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّ اَوَّلَ مَقَامٍ وَاُولَئِكَ اَمَّا اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ) مکہ ہے برکت والا جب اللہ نے زمین کو پیدا کر کے فرشتوں کا مسکن بنایا تو زمین میں سبز مرد کا ایک گھر بنایا اسی مقام پر جہاں اب کعبہ ہے اسی قدر لمبا اور چوڑا اور وہ زمردیے چوڑ تھا اس مکان کو فرشتوں کا قبلہ کیا۔ طوفانِ نوح علیہ السلام میں اللہ اسے اٹھا کر فلکِ چہارم پر رکھا جس طرح زمین پر اسی طرح آسمان پر قبلہ ہے اور نیچے کی ساتویں زمین تک اس کے مقابل میں قبلہ ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں اور حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں قبلہ ہی طرف نماز ادا کرتے تھے اور اس آیت میں بکہ سے مکہ مراد ہے۔ مکہ کی بزرگی اس وجہ سے ہے کہ یہیں کی مٹی سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوسِ خلافت نہیں ہوا تھا اور آپ کا تخت بھی کعبہ کی جگہ میں تھا اور تخت کی لمبائی چوڑائی بھی مکہ ہی کے برابر تھی یا اس لیے مکہ برکت والا ہے کہ خانہ ہائے دنیا سے بہتر گھر یعنی کعبہ اس میں ہے یا اس لیے مکہ برکت والا ہے کہ وہاں مرنے پر عذابِ قبر نہیں ہوتا یا اس لیے مکہ برکت والا ہے کہ وہاں جانے والے کو جذام اور برص نہیں ہوتا۔ اسی طرح حدیث میں آیا ہے یا اس لیے مکہ برکت والا ہے کہ پہلے رحمتِ ربی نازل ہوتی ہے پھر اطرافِ عالم میں پھیلتی ہے یا اس لیے مکہ برکت والا ہے کہ پیدائشِ زمین کے وقت سے قیام تک ہزار ہا انبیاء اولیاء زہاد عباد اوتار کا ٹھکانا ہے



یا اس لیے مکہ برکت والا ہے کہ اس میں سب طرف نماز پڑھنا درست ہے یا اس وجہ سے کہ برکت والا ہے کہ وہاں کی عبادت کا ثواب زیادہ ہے اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ هُدًى لِّلْعَالَمِينَ۔ (تمام عالم کے لیے ہدایت کرنے والا ہے) اور جو کوئی اس کی کرامت و خرقِ عادت کو دیکھتا ہے ادیانِ باطلہ کو چھوڑ کر مسلمان ہو جاتا ہے۔ مروی ہے کہ ایک بار حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حالتِ جنابت میں کعبہ پر ہاتھ رکھے گا اس کا ہاتھ سوکھ جائے گا ایک کافر نے امتحاناً حالتِ جنابت میں آکر کعبہ کو چھوا فوراً ہاتھ سوکھ گیا۔ صبح کو حاضر خدمت ہو کر صدقِ دل سے مسلمان ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قِيْلَ اَيُّهَا بَيْتُ رَاسٍ مِّنْ كُھْلٍ نَّشَانِيَاں ہيں یعنی اس کے کرامات اور یرکات ظاہر و باہر ہیں (۱) اگر پندہ اس پر سے گزرنے کا قصد کرے تو جل جاتا ہے (۲) اگر درندہ شکار کا پیچھا کیے ہو اور شکار حرم میں بھاگ آوے تو درندہ نہیں آسکتا اگر آنے کا قصد کرے ہلاک ہوتا ہے باز کا بھی یہی حال ہے اگر کمونر کا پیچھا کرے (۳) صحرائی جانور جب بیمار ہوتے ہیں تو کعبہ کے سامنے آکر کھڑے ہوتے ہیں اللہ ان کو صحت دیتا ہے (۴) کعبہ کو دیکھ کر کسی جانور کو شکار کرنے کی طاقت نہیں رہتی (۵) جو اُسے متہم کرنے آوے خود ہلاک ہوتا ہے (۶) جنب اگر کعبہ کو چھوتے تو ہاتھ سوکھ جاتا ہے (۷) کوئی وقت طواف سے خالی نہیں ہوتا حضرت یابرید بسطامی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں چالیس دن تک کعبہ میں مقفول رہا اور چاہتا تھا کہ کسی وقت کعبہ کو طواف سے خالی پاؤں مگر نہ پایا (۸) سب مسلمان اس کو دوست رکھتے ہیں اگرچہ سب نے اُسے دیکھا نہیں ہے (۹) اُسے دیکھنے والا کیسا ہی سنگ دل ہو روئے لگتا ہے (۱۰) اس کی زیارت کرنے والے میں صلاحیت اثر کرتی ہے (۱۱) ایک شخص نے زیارت بیت المقدس کے لیے دو تین ہزار دینار جمع کیے اور کعبہ میں اس لیے رکھ گیا کہ احتیاط سے رہیں تلف نہ ہوتے پائیں چور نے یہ خبر پائی سرنگ کھودی اور سر باہر نکال کر مال کی طرف ہاتھ بڑھایا حکم الہی سے زمین اس قدر تنگ ہوتی کہ اس کا سر کٹ کر مال کے پاس گر پڑا اور غیبی آواز آئی جو کوئی ہمارے گھر میں چوری کرنے آتا ہے اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ مجاورین کعبہ نے یہ آواز سنی اندر جا کر دیکھا تو ایک سرکٹا ہوا ملا (۱۲) ایک شخص کعبہ کے اندر یاد الہی میں مصروف تھا رات ہو گئی حسبِ عادت مجاوروں نے دروازہ بند کر کے مقفل کر دیا ادھی رات کو اُسے پانخانہ کی حاجت ہوتی ہر چند پکار کسی نے نہ سنا مجبوراً وہیں اُس نے



رفع حاجت کی صبح کو نکل کر بھاگ گیا مجاور حب اندر آئے تو انہوں نے دیکھا ایک تودہ مشک تیز خوشبو کا رکھا ہے ہر چند مسلمانوں سے دریافت کیا گیا کہ کون بھول گیا ہے کسی نے جواب نہ دیا آخر کار وہ شخص آیا اور اپنا ماجرا بیان کیا (۱۳) ایام جاہلیت میں رخام ایک عورت پر عقیل نامی مرد عاشق تھا ایک بار رات کو عقیل نے اپنی معشوقہ کو کعبہ میں پکڑا اور مشغول بکار ہوا اعضاء سے تناسل اندام نہانی میں اسی طرح رہ گیا بہت کوشش کی مگر حیدانہ ہوا صبح کو سب کے سامنے دونوں ذلیل و خوار ہوئے اور تین دن اسی حالت میں رہے پھر سورہ ہو کر چوتھے دن ذلیل مر گئے (۱۴) ایک مرد نے حالت طواف میں کسی عورت کی طرف نظر بد کی فوراً اندھا ہو گیا (۱۵) ایک دن حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتنا کعبہ میں تشریف فرماتے تھے کہ سرداران مکہ حاضر ہوئے اور بہ نیت مکر آپ سے معاہدہ اطاعت کرنے لگے ایک گوشے سے آواز آتی ہمارے گھر میں ہمارے دوست سے مکر کرتے ہو یہ آواز سن کر سب بھاگ کھڑے ہوئے (۱۶) ایک شخص چوری کی علت میں گرفتار ہوا چور نے چوری سے انکار کیا اور کعبہ کی قسم اٹھانے کو ہاتھ اٹھایا فوراً ہاتھ خشک ہو گیا (۱۷) جتنے لوگ آتے ہیں سب اس میں سما جاتے ہیں (۱۸) حدیث میں ہے کہ کعبہ کی طرف دیکھنے والی آنکھ کی بصارت زائد ہو جاتی ہے (۱۹) مس کعبہ سے بیماری دور ہو جاتی ہے (۲۰) ایک بار ابو حیل اپنے غلام پر خفا ہوا اور پیچھے دوڑا غلام نے کعبہ میں جا کر پناہ لی یہ بھی اندر چلا گیا فوراً اندھا ہو گیا پھر خاک کعبہ آنکھ میں ڈالی بنیا ہو گیا (۲۱) نوشیرواں بزرگ چہرہ پر خفا ہوا اور اسے مکہ میں قید کیا ایک رات کو بزرگ چہر مجلس کی چھت پر چڑھا نصف شب گذر چکی تھی رحمت الہی کے نازل ہونے کا وقت تھا بزرگ چہر نے دیکھا کہ آسمان سے سقف کعبہ تک ایک نور تاباں ہے اس نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ اپنے اس گھر کی برکت سے مجھے قید سے رہائی دلا دے اللہ نے اس کی دعا قبول کی۔ صبح کو خود نوشیرواں نے آکر اسے رہا کر دیا بزرگ چہرہ بہ بین کرامت دیکھ کر ایمان لایا۔ کرامات کعبہ لا تحصى ہیں تہ زبان کو بیان کی قوت نہ فلم کو تحریر کی طاقت، عاقلان را اشارہ کافی است۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَقَامُ اِبْرَاهِیمَ رکعبہ کیا ہی مقام ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا بنایا ہوا، چونکہ آخر عمارت اس کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنائی ہے اسی لیے ان کی طرف اللہ نے نسبت کی مشہور ہے کہ تعمیر کعبہ سات بار ہوتی ہے پہلی بار بیت المعمور بنا دوسری مرتبہ حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے بعد بنایا۔ تیسری مرتبہ یلدر کا فر نے بیت خانہ بنایا چند



ابنیں اس میں حرام جگہ سے لگا دی تھیں اللہ نے زمین کو ملا کر کعبہ کو خراب کر دیا۔ چوتھی مرتبہ سمعون بن بلذر نے بنایا۔ پانچویں مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کچھ بنایا تھا۔ چھٹی مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی کچھ عمارت بنائی تھی۔ ساتویں مرتبہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اور حضرت بی بی سارہ اور حضرت بی بی ہاجرہ علیہم السلام نے بنایا۔ جب عمارت تمام ہو چکی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم پکار دو اے بندگانِ خدا میں نے بیت اللہ بنادیا آؤ اور زیارت کرو انہوں نے پکارا اللہ نے اُن کی آواز کو باپوں کی پیٹھوں اور ماؤں کے پیٹوں میں پہنچا دیا جس نے ایک بار لبیک کہا ایک حج پایا جس نے دوبار کہا دو حج پاتے جو خاموش رہا وہ حج سے محروم ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا یعنی اس کی بزرگی یہ ہے کہ اگر قاتل اور سارق وہاں داخل ہو تو جیت تک اس میں رہے قتل اور قطع ید سے بے خوف ہے اس پر قتل اور قطع ید کا حکم نہ کیا جاتے گا۔ اور علمائے حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک ایسی صورت میں اس کا کھانا پانی روکا جائے گا تا کہ باہر نکل آوے اور اس کو سزا دی جائے اور بعض کے نزدیک خدام اور برص سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ دوزخ سے نڈر ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے مَنْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ آمِنًا مِنَ الْهَارِوِيَّةِ رُكِعَ فِيهَا وَادْخَلَ دُوزُخًا سَعَىٰ خَوْفًا (ہوا) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَدَلَّيْهِ عَلَى النَّاسِ خِطَمَ الْبَيْتِ (لوگوں پر اللہ کے لیے کعبہ کا حج کرنا ہے) اور حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتنا نے فرمایا ہے تم سفر کا قصد نہ کرو مگر تین مقام کے لیے (۱) مسجد حرام (۲) میری مسجد (۳) مسجد اقصیٰ۔ یہ سفر تمام سفروں سے بہتر ہیں اور آپ نے فرمایا ہے جو کوئی خانہ کعبہ کے سفر میں تھک جائے اور دیگر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ فخریہ ملائکہ سے کہتا ہے میرے بندہ کو دیکھو کہ اس نے گھر بار اولاد سب کو چھوڑ کر میرے گھر کا ارادہ کیا ہے اور راہ میں تھک گیا مگر اس سے رنجیدہ نہیں ہے اور اشتیاق اسی طرح باقی ہے تم گواہ رہو کہ میں اس سے خوش ہوں اس کو جنت میں پہنچاؤں گا۔ کعبہ کا قصد خالصتہً لوجہ اللہ کرنا چاہیے کیونکہ حدیث میں مَنْ حَجَّ لِلَّهِ وَارَدَہِ اَکْرَمَ تِجَارَتِہِ کی غرض سے جاوے اور حج کرے تو بھی فرضیت ساقط ہو جائے گی مگر اس حج سے ثواب کم ملے گا یا اور سمعہ کو حج میں داخل نہ ہونا چاہیے راہ میں فسق و فجور سے بچے اور خالص توبہ کرے احرام باندھنے کے بعد عورت سے دُور رہے کیونکہ حدیث میں ہے لَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ



وارو ہے۔ رفت جماع اور چھوٹے اور بوسہ لینے کو اور فسق آشکارا گناہ کو کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (جو شخص راہ کے خرچ کی طاقت رکھے) حج کی شرط یہ ہے کہ نوشہ اور سواری ہو اور اہل و عیال کے لیے اس قدر چھوڑ جائے کہ اس کی واپسی تک کافی ہو اور راہ میں امن ہو جب یہ شرائط حج پاتے جائیں حج واجب ہو جاتا ہے اگر حج نہ کرے اور پھر شرائط جاتے رہیں تو حج اس پر باقی رہے گا ہمارے نزدیک اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک جسم کا صبح و سالم ہونا شرط ہے و بس۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ جو کفرانِ نعمت کرے یعنی باوجود قدرت کے حج نہ کرے وہ اپنی ہی عقیبتی بگاڑے گا اور اللہ تو تمام عالم سے بے پرواہ ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ اللہ کا فرمان ہے یعنی اگر تم شکر کرو گے تو میں زیادہ دوں گا اور اگر کفر کرو گے تو بے شک میرا عذاب سخت ہے۔ یہاں بھی کفر سے کفرانِ نعمت مراد ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ جب اللہ ان کو قدرت دے تو اس کی نعمت کا شکر کریں حج ادا کر کے مستحق ثواب ہوں احکامِ الہی کی پابندی کر کے جنت کے قابل بنیں۔ اللہ ہر مسلمان کو اس کی توفیق عطا کرے۔

(آمین ثم آمین)



## المجلس التاسع

فی العدل والشباب والعبادة والتمشي الى المسجد والحب في  
الله والصیبات عن الزنا والتصدق بالسر وذكر الله تعالى خاليا  
انصاف اور جوانی اور عبادت اور مسجد کی طرف جانے اور  
اللہ کے لیے محبت رکھنے اور زنا سے بچنے اور پوشیدہ خیرات  
کرتے اور خلوت میں ذکر الہی کرنے کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ نَفَرٌ  
يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِمْ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ  
قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ  
امْرَأَتُهُ ذَاتَ حُسْبٍ وَجَمَالَ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَخَفَا هَا  
حَتَّى لَا يَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا يُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ - رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ وَابْنُ خَرِيشٍ وَرَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا فَرَاتِي هِيَ كَبْرَى الْأَكْرَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَرْشَادِهِ هِيَ كَمَا  
سَاتِ أَوْمِيُولَ كَوَالِدِ قِيَامَتِ كَعِ دِنِ اِبْنِ سَابِيهِ مِيْلَ رَكْعَتِي كَا (۱) بَاوْشَاهِ عَادِلِ (۲) حَسْبِ نِيَكِ نَجْتِ  
جَوَانِ نَعِ اللّٰهَ كِي عِبَادَتِ مِيْلَ نَشَوُومُنَا پَاتِي هِيَ (۳) حَسْبِ كَاوِلِ مَسْجِدُوْلِ مِيْلَ مَعْلُقِ هِيَ لَعْنِي اِيَكِ وَقْتِ  
كِي نَمَازِ بَا جَمَاعَتِ مَسْجِدِ مِيْلَ اِدَا كَرَا يَا اِب دَوَسَرِ وَقْتِ كَعِ اَنِّ كَا مَنْتَضَرِ هِيَ كَهْ بَرِ جَا كَرِ جَمَاعَتِ سَعِ  
نَمَازِ پُرْ هِيَ (۴) جَوَاوْمِي اِلَاسِ مِيْلَ صَرَفِ اللّٰهَ هِيَ كَعِ لِيَعِ مَحَبَّتِ رَكْعَتِي مِيْلِ بِيْهِ اللّٰهَ كَعِ لِيَعِ اَوْرِ جَدَا



بھی ہوں اللہ کے لیے (۵) وہ مرد جس کو حسین اور صاحب نسب عورت اپنے پاس حرام کاری کو بُلا لے اور وہ انکار کرے اور کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) دہنے ہاتھ سے اس طرح خیرات کرے کہ باتیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو یعنی بالکل چھپا کر خیرات کرے (۷) جو شخص تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کے خوف سے روئے اس حدیث کو مسلم اور بخاری نے روایت کیا ہے (سَبْعَةُ نَفَرٍ يَخْلُقُهُمُ اللّٰهُ حَدِيثٌ فِي ارشاد ہوا ہے۔ جانتا چاہیے کہ قیامت کے دن آفتاب ایک میل پر ہوگا اور اس کا رُخ لوگوں کی طرف ہوگا لوگ غرق میں غرق ہوں گے اور میل مسافتِ ارضی سے ایک کوس اور ملت فرسنگ کا ہوتا ہے۔ قیامت کے دن آفتاب اس قدر نزدیک ہوگا اور اس وقت دنیا میں زمین سے آفتاب تک چار ہزار برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور پشت اس کی جانب ہے اور چوتھے آسمان پر ہے اور درمیان میں بیحد حجاب ہیں محیط آسمان میں ایک دریا ہے اور باوجود ان حجابوں کے اُس کی حرارت برداشت نہیں ہوتی آفتاب کی گرمی کہاں سے ہے اس میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک اللہ نے اسے گرم ہی پیدا کیا ہے اور بعض کا قول ہے کہ شب کو آفتاب دوزخ میں ڈوبتا ہے اور اس کی تپش اس میں اثر کرتی ہے اور اس کا عکس اور دھوپ کے ذریعہ سے زمین پر پڑتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ روزانہ طلوعِ آفتاب کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام دوزخ سے کچھ آگ لاکر اس کے جرم کو دہکاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ نے گرمی اور سردی سے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے اور کوہِ قاف اس کا مقام ہے آفتاب اس کی پشت پر ہو کر نکلتا ہے اس کی گرمی آفتاب میں اثر کرتی ہے اور تمام دن باقی رہتی ہے قیامت کے دن اللہ کے حکم سے آفتاب زمین کے قریب آجائے گا اور فعرِ زمین سے اس قدر دوزخ بلند کی جائے گی کہ اس کی لپک اور شعلے میدانِ قیامت میں پھیلیں گے اور جلتے تو سے کی طرح زمینیں گرم ہو جائیں گی اور سر پر آفتاب کی حرارت ہوگی پس اس دن کی گرمی کا کون اندازہ کر سکتا ہے اگر اس دن مرنا اختیار میں ہوتا تو کوئی شخص زندہ نہ رہتا اس دن آدمی کے جسم سے اتنا پسینہ بہے گا کہ ایک شخص کے پسینہ میں تمام جہان کی کشتیاں ڈال دی جائیں تو سب بہنے لگیں اور ایک حدیث میں شتر کشتیوں کا بیان ہے اور ایک حدیث میں تمام کشتیاں مذکور ہیں۔ یہ پسینہ شاید مسلمانوں گنہگاروں کا ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ ہر شخص بقدر اپنے گناہ کے پسینے میں غرق ہوگا بعض پنڈلی تک اور بعض



زالتک بعض کمر تک بعض حلق تک اور بعض بالکل غرق ہوں گے اور وہ پسینہ ایسا گرم ہوگا کہ ایک گھڑی میں ستر مرتبہ ہر شخص کی جلد کو جدا کرے گا اور ہر مرتبہ اللہ جلد کو پیدا کرے گا خود اس نے فرمایا ہے کَلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا حَبِ ان کی جلدیں جل جائیں گی تو ہم اور جلدیں بدل دیں گے) گو یہ آیت دوزخیوں کے حق میں ہے مگر مسلمانوں کے لیے میدانِ قیامت دوزخ سے کم نہیں ہے حدیث میں ہے اگر اس کا پسینہ کا ایک قطرہ اُحد پہاڑ پر ڈالا جائے تو فوراً جل کر خاک ہو جائے ہر شخص کا پسینہ بھی اس کے گرد ہوگا دوسرے کے پسینہ میں شامل نہ ہوگا اور جو شخص بھاگے گا اس کا پسینہ بھی اس کے ساتھ ہوگا کسی طرح اس سے جدا نہ ہوگا فِی ظِلِّهِ یَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّہُ یہ حدیث مذکور کا ٹکڑا ہے اور سایہ میں اختلاف ہے بعض محدثین کے نزدیک اس حدیث میں سایہ سے لطفِ الہی مراد ہے یعنی جس پر اللہ لطف کرے گا اس کو میدانِ حشر کی گرمی نقصان نہ کرے گی جیسے انبیاء اور اولیاء اسی گرمی میں پھریں گے اور اپنے دوستوں کی شفاعت کریں گے اور ان کو ذرہ بھی گرمی محسوس نہ ہوگی۔ دنیا کی آگ ہر چرند پرند کو جلا دیتی ہے لیکن سمندر جو ایک کیڑا ہے اُس کو نہیں جلاتی سمندر آگ کے اندر خوش رہتا ہے اور طرح طرح کے رنگ بدلتا ہے۔ مہرود نے آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا مگر آگ نے ان پر کچھ اثر نہ کیا اور چنگیز خان ہلاکو نے سیدی احمد کو آگ میں ڈالا اُن کا بال بیکانہ ہوا حدیث میں ہے کہ میدانِ حشر میں اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ہر طرف پھرے گا مگر ذرا بھی گرمی اس کو محسوس نہ ہوگی دوسرے لوگ پوچھیں گے اے اللہ اس نے کون ایسا مل کیا ہے کہ آج کی گرمی اس پر اثر نہیں کرتی حکم ہوگا یہ وہ بندہ ہے جس نے ایک عالم کی جوتیاں اپنے سر پر رکھ کر اُن کو دریا کے پار اتار تھا۔ پھر دوسرے بندہ کو اسی حال میں دیکھ کر یہی سوال کریں گے حکم ہوگا اس نے حافظِ قرآن کی جوتیاں سر پر اٹھائی تھیں تبسیرے کو اسی عالم میں دیکھ کر سبب دریافت کریں گے ارشاد ہوگا اس نے آفتاب میں دو گانہ نماز کا ادا کیا تھا۔ اور بعض کے نزدیک سایہ سے عرش کا سایہ مراد ہے۔ حدیث میں ہے یَسِّرْ فِی الْعَرَصَاتِ اِذَا ظَلَّ الْعَرْشُ دِمْدِانِ قِیَامَتِ میں عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا) حدیث میں ہے کہ عرش بہت بڑا ہے اس کے چھ لاکھ پائے ہیں اور ہر پائے کے نیچے میدان ہے اور ہر میدان میں چھ لاکھ شہر ہیں اور ہر شہر میں سات دنیا ہیں جو ملائکہ سے پُر ہیں اور یہ تسبیح کرتے ہیں اے اللہ



تشیخین رضی اللہ عنہما کے دشمنوں کو نہ بخشو۔ زیرِ عرش نور کا ایک ممبر ہوگا اس کی لمبائی پانچ سو برس کی راہ ہے اس ممبر پر حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اور دوسرے پیغمبروں کے لیے ممبر ہوں گے اور ہر ممبر کی درازی دو سو برس کی راہ ہوگی اور آپ کی داہنی جانب حضرت آدمؑ کا ممبر اور بائیں جانب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ممبر ہوگا اولیاء کے لیے کرسیاں ہوں گی ہر کرسی بقدر چھ مہینے کی راہ کے بلند ہوگی اور مومنین کے لیے بھی کرسیاں ہوں گی کہ ہر کرسی کی بلندی سات دن کی راہ ہوگی اس سے کم اور چھ ماہ سے زائد انبیاء کے سوا کسی کی بلندی نہ ہوگی۔ جسے عرش کے سایہ میں جگہ ملی وہ دوزخ سے نجات پائے گا۔ لوگوں نے حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتنا سے پوچھا کہ قیامت کے دن عرش کے سایہ کے سوا کیا اور بھی کوئی سایہ ہوگا آپ نے فرمایا اَلْمُؤْمِنُ تَحْتَ ظِلِّ صِدْقَةِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (مومن قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا) جس نے اللہ کی راہ میں روٹی کا ایک ٹکڑا بھی دیا ہے قیامت کے دن وہ ٹکڑا اس پر سایہ کرے گا اور آپ نے فرمایا ہے جس نے مدتِ العمر میں ایک لاکھ مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دُرُوز سے ہوں گے ایک پر سُبْحَانَ اللَّهِ دُوسرے پر الْحَمْدُ لِلَّهِ تیسرے پر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ چوتھے پر اللَّهُ أَكْبَرُ لکھا ہوگا اور اس میں یا قوت کا تحت ہوگا اور اسے پڑھنے والا اس پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اور وہ قبہ ہوا پر اُڑتا پھرے گا یہ شخص اہل حشر کا اور اہل حشر اس کا تماشا دیکھیں گے اور پوچھیں گے اس نے دنیا میں کیا کیا تھا جو آج اس آرام میں ہے حکم ہوگا اس نے ہماری تسبیح ایک لاکھ بار کی تھی۔ اس حدیث کو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے غائب میں نقل کیا ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ سایہ سے عرش ہی کا سایہ مراد ہے۔ حدیث میں ہے کہ اس سایہ میں جگہ پانے والوں کے سات گروہ ہوں گے اِمَامٌ عَادِلٌ یہ حدیث سابق الذکر کا ٹکڑا ہے ایک عادل بادشاہ سب سے پہلے عادل بادشاہ کا ذکر کیا اس لیے کہ انتظامِ دنیا عدل سے ہے۔ دوسری حدیث میں وارو ہے قَوَامُ الدُّنْيَا بِارْبَعَةِ اشْيَاءَ اَوَّلُهَا بَعْلُ الْعُلَمَاءِ وَالثَّانِي بَعْدِلُ الْأُمَرَاءِ وَالثَّالِثُ بِسَخَاوَةِ الْاَقْنِيَاءِ



وَالرَّابِعُ يُدْعَى الْفُقَرَاءُ رِجَالٌ مِنْ دُنْيَا قَاتِمٍ هِيَ اِيكٌ عَالَمُوں كَا عِلْمٍ دُوسَرے اَمِيروں كَا  
 عَدْلُ تَبِيْرے غَنِيُوں كِي سَخَاوَت - چوتھے فقيرُوں كِي دُعا - حَدِيثِ ميں هے اَوَّلُ مَا يَحَاسِبُ بِهِ  
 اَلْمَرءُ اَلْعَدْلُ اَمْرًا سَے پہلے عَدْلُ كَا حِسَابُ هُوَ كَا (اللّٰهُ تَعَالٰى فَرَمَاتَا هے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ  
 بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاللّٰهُ نَے تَم كُو عَدْلُ اَو اِحْسَانُ كَرْنِے كَا حَكْمُ دِيَا هے اِس ميں بھي عَدْلُ اِحْسَانُ  
 پَر مُقَدَّم هے - حَدِيثِ ميں هے اَلْمُقْسِطُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى مَنَائِرٍ مِنْ نُورٍ يُغِيْطُهُمْ اِلَّا نَبِيًّا -  
 رِعَادُلُ قِيَامَتِ ميں نوري ممبرُوں پَر هُوں كے جس كَا اَنْبِيَاءُ كُو بھي رَشَكُ هُوَ كَا) اَوْر بھي حَدِيثِ ميں  
 سَے عَدْلُ سَاعَةِ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً قَامَ لَيَالِيَهَا وَصَامَ نَهَارَهَا رَايِكُ لِحُطَّةٍ كَا عَدْلُ  
 سَاٹھ سَالِ كِي عِبَادَتِ سَے بَہتر هے جس كِي رَاتِ قِيَامِ ميں اَوْر دِنِ رُزْهَ ميں كُذَرَا هُوَ) اَوْر بھي حَدِيثِ  
 ميں هے كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ رَتْمِ ميں سَے ہر اِيكُ اِنْے مَاتَحْتِ كَا نَگہبانِ هے  
 اَوْر ہر اِيكُ اِنْی رَعِيَّتِ سَے سَوَالِ كِيَا جَا تے كَا) بَادِشَاہِ چُو تَكہ مَلِكُ كَا اَفْسَرُ نُو تَا هے اِس ليے اِس سَے  
 تَمَامِ مَلِكُ كَا سَوَالِ هُوَ كَا اَوْر ہر اَمِيْر سَے اِس كے مَاتَحْتِ كَا سَوَالِ هُوَ كَا اللّٰهُ تَعَالٰى فَرَمَاتَا هے يَا اَيُّهَا  
 الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا رَا سَے اِيْمَانُ وَالْوَاپِنَے كُو اَوْر اِنْے گھروالُوں كُو اَكِ  
 سَے بچاؤ (يعني خود نيكی كرو اَوْر اُنھيں بھي نيكی كِي تَعْلِيمُ كَرُو تَا كہ دو نوں دُوزَخِ سَے مَحْفُوظُ هُو جَا ئيں -  
 حَدِيثِ ميں هے اَلْمَلِكُ يَدُوْرُ مَعَ الْكُفْرِ وَكَأَيُّدُوْرُ مَعَ الظُّلُمِ رَسُلَتُ كُفْرِ كِي حَالَتِ ميں دِيرِ پَا  
 رَہ سَكْتِي هے مَلِكُ ظُلْمِ سَے دِيرِ پَا نَہيں رَہ تِي) عَدْلُ ميں مِيْنِ حُرُفِ ميں - عِيْنُ دَالِ لَامِ - عِيْنُ اَنكھُ كُو كَہ تے  
 ميں - پسِ بَادِشَاہِ كُو رَعِيَّتِ كِي جَانِبِ اَنكھُ وَاَرِ رَکھنا چا ہيے اَوْر دَالِ بَشْدِيدِ لَامِ رَاہِ دَکھانے وَاَلے كُو كَہ تے  
 ميں پسِ بَادِشَاہِ كُو چا ہيے كہ رَعِيَّتِ كُو نِيكُ رَا سَتَہ تِي تَا تے اَوْر لَامِ زَرِہ كُو كَہ تے ميں پسِ حُرُفِ زَرِہ  
 دُشْمَنِ سَے بچا تِي هے اِسی طَرَحِ بَادِشَاہِ كُو لَازِمِ هے كہ رَعِيَّتِ كُو دِيْنِي اَوْر دُنْيَا وِي دُشْمَنُوں سَے بچا تے -  
 تَا كہ الرَّاعِيُّ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ وَالْحَاجِيُّ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ (اللّٰهُ كے بِنْدُوں كَا نَگہبان اَوْر اِس كے مَلِكُوں كَا دُورِ  
 هے) اِس پَر صَادِقُ آوے - بَادِشَاہِ عَادُلُ اللّٰهُ كَا خَلِيفَہ اَوْر بَادِشَاہِ ظَالِمُ شَيْطَانُ كَا نَائِبُ هے اِيسَا  
 ہي حَدِيثِ ميں هے اَلْوَالِيُّ اِذَا كَانَ عَادِلًا فَهُوَ خَلِيفَةُ الرَّحْمٰنِ وَ اِنْ كَانَ ظَالِمًا فَهُوَ خَلِيفَةُ  
 الشَّيْطَانِ اللّٰهُ كے نَزْدِيكِ سَب سَے زِيَادَہ دُوسْتِ عَادُلِ هے اَوْر سَب سَے زِيَادَہ دُشْمَنِ ظَالِمِ هے  
 اَوْر نَبِي اَكْرَمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ نَے اللّٰهُ كِي مُتَم كَا كَرُ فَرِيَا ہے كہ بَادِشَاہِ عَادُلِ كے عَمَلِ بِقَدْرِ اُس كِي



رجحیت کے ہوتے ہیں اُسے ایک نماز کے بدلے میں ستر ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور ظالم کو عادل کہنے والا کافر ہے اور عادل کو ظالم کہنے والا کافر نہیں ہے۔ حدیث میں ہے اَنَا وَدِدْتُ فِي زَمَانِ الْمَدَائِكِ الْعَادِلِ حضرت نبی کریم علیہ النجیۃ والتسلیم نے فخریہ بیان کیا ہے کہ میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا ہوں۔ اور فرمایا کہ عدل اللہ کی ترازو ہے زمین میں جو کوئی عدل کے پے میں بیٹھا جنتی ہوا اور جو کوئی ظلم کے پے میں بیٹھا دوزخی ہوا اور فرمایا کہ عادل بارش کے ہر قطرے سے بہتر اور ظالم شیر و درندہ سے بدتر ہے۔ اور فرمایا بادشاہ عادل کی دُعا رد نہیں ہوتی اور فرمایا اللہ نے سفید مروارید کی ایک سرائے بنائی ہے اور اس کے ستر ہزار دروازے ہیں اس میں انبیاء اور صدیق اور عادل کے سوا کوئی نہ رہے گا اور فرمایا فُرُضَ عَلَيْكُمْ دُعَاءُ الْإِيْمَانِ وَدُعَاءُ السُّلْطَانِ تم پر دو دُعائیں فرض کی گئی ہیں ایک ایمان کے لیے دوسرے بادشاہ عادل کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ واللہ اور اُس کے رسول اور مسلمان حاکم کی اطاعت کرو حدیث میں ہے مَنْ أَطَاعَ الْوَالِي فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ جس نے مسلمان حاکم کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور فرمایا مَنْ أَطَاعَ السُّلْطَانَ فَقَدْ أَطَاعَ الرَّحْمَنَ جس نے مسلمان بادشاہ کی اطاعت کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَايُ قَوْمٍ عَلَى أَنْ لَا تَعْدُوا أَعْدَاءُ اللَّهِ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ مِنْكُمْ کہ تم کو دشمنی کسی قوم کی اس بات پر کہ عدل نہ کرو بلکہ تم عدل کرو کیونکہ وہ تقویٰ کے قریب ہے جب مکہ پر مسلمانوں نے فتح پائی تو کفار سے انتقام لینا چاہا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ مروی ہے کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مقدمہ کا فیصلہ کیا لوگوں نے آپ کے عدل کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا اے لوگو نوشیرواں اگرچہ کافر تھا مگر خلق کے ساتھ اُس نے مجھ سے اچھی زندگی بسر کی سنو اس نے ایک محل بنوایا تھا اور ایک دن اُس کے بال خانہ پر دربار کیا وزیر نے کہا اس کا یہ کونا سیدھا نہیں ہے اس نے کہا سچ کہتے ہو اس کے نیچے بڑھیا کا ایک مکان ہے اس نے میرے ہاتھ مکان فروخت نہیں کیا اور میں نے زیر دستی لینا پسند نہیں کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ واللہ وہ ہے جس نے قرآن کو سچائی اور عدل کے ساتھ نازل کیا یہاں میزان سے عدل ہی مراد ہے۔ اور فرماتا ہے۔



اَقْسَطُوا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (عدل کرو اللہ عدل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) نقل کیا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام مع اپنے لشکر کے چیونٹیوں کے جنگل کے قریب پہنچے تو چیونٹیوں کے بادشاہ نے اپنی قوم سے پکار کر کہا یَا اَیُّهَا النَّحْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ کَمَا یُحِطُّ بِكُمْ سَلَامًا وَجَبُودًا وَهُمْ لَا یَتَشَعَّرُونَ اسے چیونٹیوں اپنے بلوں میں گھس جلو کہیں بے خبری میں سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں پیس نہ ڈالے کیونکہ وہ ناواقف ہیں۔ اگر خبر ہوگی تو عدل کہیں گے اور تمہیں بچائیں گے) حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کلام سُن کر کہا رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ (اے اللہ مجھے الہام کر کہ میں ان نعمتوں کا شکر کروں جو تو نے مجھے دی ہیں) وہ نعمت عدل ہے اسی پر شکر کرنے کی توفیق کے حضرت سلیمان علیہ السلام طالب ہوئے حدیث میں ہے کہ جب عادل عدل کی نیت سے صبح کو بیدار ہوتا ہے تو قبل اس کے کہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھے اللہ اس کو بخش دیتا ہے۔ حاکم کو لازم ہے کہ دس قاعدے ملحوظ رکھے (۱) جو اپنے لیے نہ پسند کرے اور کیلئے بھی نہ پسند کرے اگر پسند کرے گا تو خیانت کرے گا منقول ہے کہ ایک بار حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سایہ میں فروکش تھے حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا آپ سایہ میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے اصحاب دھوپ کی تکلیف میں ہیں (۲) ہر حاجت والے کا انتظار حقیر نہ جانے اور اس کے خطرے سے ڈرے اگرچہ نفل نماز میں ہو منقول ہے کہ جب حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کی خدمت میں حاجت مند آتا اور آپ نفل نماز میں ہوتے تو قرأت کم کر کے جلد نماز کو تمام فرما کر اس کی حاجت روائی کرتے تھے (۳) اپنے لیے کھانے پینے میں اچھی چیزیں پسند نہ کرے منقول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود اس حکومت کے جو کو سر کے ساتھ تناول فرماتے تھے اور فقرار کے ساتھ کھاتے اور فرماتے تھے میں مسکین ہوں مسکینوں کے ساتھ کھاتا ہوں حالانکہ ان کے مطبخ میں چوبیس ہزار گائے چالیس ہزار بکریاں تیس ہزار من اٹا بیس ہزار من چاول خرچ ہوتے تھے اور پرند اس قدر ذبح ہوتے تھے کہ ان کی آلاش کو روزانہ ہزار اونٹ لا کر دریا میں بہانے جاتے تھے یہ سب محتاجوں کے لیے تھا۔ (۴) رعیت پر سختی نہ کرے نرمی سے کام لے۔ حدیث میں ہے رعیت پر نرمی کرنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت میں نرمی کرے گا (۵) شرع کا پورا پابند رہے حدود و قصاص میں قرآن و



حدیث پر عمل کرے (۶) خلاف شرع کسی کی رضا مندی نہ طلب کرے نزدیک اور دور . . . . .  
 والے کو برابر جانے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے اور ماموں کو مار ڈالا سلطان محمود  
 نے اپنے بھتیجے کو قصاص میں قتل کیا (۷) علمائے دین کی صحبت اختیار کرے اور علمائے دنیا سے  
 بچے کیونکہ حدیث میں ہے صحبت ایسے شخص کی اختیار کرو جس کے اثر سے دنیا کڑوی اور عقبی میٹھی  
 معلوم ہو (۸) قناعت اختیار کرے کیونکہ غیر قانع ظالم ہوتا ہے (۹) اپنے ماتحتوں کو ظلم کرنے سے  
 منع کرے کیونکہ قیامت میں اس سے ان کی بھی باز پرس ہوگی (۱۰) تکبر سے بچے۔ اللہ عدل کو  
 دوست رکھتا ہے اور عادل کو اپنا خلیفہ کہتا ہے قرآن شریف میں ہے **يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً**  
**فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ**  
**يُضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ** (۱۱) اور وہم نے زمین  
 میں تم کو اپنا خلیفہ کیا ہے پس تم بندگانِ خدا میں حکم حق سے کرنا خواہش نقصانی کو دخل نہ دینا ورنہ  
 وہ تم کو اللہ کی راہ سے گمراہ کر دے گی بیشک جو لوگ اللہ کی راہ سے دور ہوئے ان کے لیے  
 سخت عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے قیامت کو بھلا دیا (۱۲) اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ سب سے  
 پہلے اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اپنا خلیفہ کیا **إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً** اس پر  
 شاہد ہے پھر حضرت داؤد علیہ السلام کو خلعتِ خلافت عطا فرمایا اور خود اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد  
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے اس لیے کہ جب آپ کا زمانہ روپوشی بالکل قریب ہوا تو آپ  
 رو کر درگاہِ الہی میں عرض کیا **اللہم موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون کو خلیفہ کیا تاکہ قوم کو سالہ پست**  
**نہ ہو جائے میرے کوئی بھائی نہیں میں اپنی گناہگار قوم کے لیے کس کو خلیفہ کروں کہ وہ ان کو شرک**  
**اور کفر سے بچاتا رہے ارشاد ہوا اَنَا خَلِيفَتُكَ مِنْ بَعْدِكَ اَنَا هَادِي اُمَّتِكَ اَنَا حَافِظُ اُمَّتِكَ**  
**اَنَا نَاصِرُ اُمَّتِكَ اَنَا مَوْلَى اُمَّتِكَ** (۱۳) آپ کے بعد میں آپ کا خلیفہ اور آپ کی امت کا ہدایت  
 کرنے والا اور ان کا نگہبان اور ان کا مددگار اور ان کا مولیٰ ہوں (۱۴) اور حق اللہ کے ناموں میں سے ایک  
 نام ہے اور وہ حق کو دوست اور ناحق کو دشمن رکھتا ہے۔ اسے داؤد اول چیز جس کا قیامت میں  
 حاکموں سے یس سوال کروں گا وہ عدل ہے میرے بندے تیرے پاس امانت ہیں اس میں خیانت  
 نہ کرنا۔ نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہدِ خلافت میں ایک ضعیفہ اٹاپس کر اپنے گھر



لیے جاتی تھی ہوا زور کی چلی اس کا سب آٹا اڑ گیا وہ رونے لگی۔ اُدھر سے حضرت سلیمان علیہ السلام جو اس وقت صغیر سن تھے گزرے اس کو روتا دیکھ کر سبب پوچھا اس نے ماجرا بیان کیا انہوں نے کہا تو جا کر میرے باپ سے یہ واقعہ بیان کر وہ آئی اور حال بیان کیا آپ نے اُس سے زیادہ اُسے دلوا دیا ضعیفہ خوش خوش باہر آئی حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا وہی آٹا تھے بلا ہے یا دوسرا اُس نے کہا دوسرا۔ انہوں نے کہا پیٹ جا اور کہہ دے وہی آٹا میں لوں گی کیونکہ وہ میرا کمایا ہوا تھا ضعیفہ نے جا کر یہی کہا۔ حضرت داؤدؑ نے کہا یہ بات تیری نہیں ہے ضعیفہ نے بتا دیا کہ آپ کے صاحبزادے کی تعلیم ہے انہوں نے بیٹے کو بلا کر کہا اب وہ آٹا کیونکر مل سکتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اللہ سے دعا کیجئے انہوں نے دعا کی اللہ نے ہوا کو بھیجا انہوں نے ہوا سے پوچھا تو نے اس بڑھیا کا آٹا کیوں اڑا دیا۔ اس نے کہا مجھے میرے موکل نے حکم دیا تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے بیٹے سے ہوا کا کلام سنایا انہوں نے کہا ہوا کے موکل کو طلب کر کے پوچھیے پھر انہوں نے دعا کی وہ فرشتہ حاضر ہوا اور کہا مجھے حضرت جبریل علیہ السلام کا حکم تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بھی کلام بیٹے سے بیان کیا انہوں نے کہا جبریلؑ کو بلا کر پوچھیے انہوں نے دعا کی حضرت جبریلؑ حاضر ہوئے اور کہا مجھے اسرافیلؑ کا حکم تھا یہ ماجرا سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے بیٹے سے کہا انہوں نے جواب دیا اسرافیلؑ کو بلا کر پوچھیے انہوں نے دعا کی حضرت اسرافیلؑ حاضر ہو کر گویا ہوئے کہ مجھے عزرائیلؑ کا حکم تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بھی بیٹے سے کہا انہوں نے کہا عزرائیلؑ کو بلا کر پوچھیے انہوں نے دعا کی عزرائیلؑ آئے اور کہا مجھے اللہ کا یہی حکم تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے بیٹے سے یہ ماجرا بھی بیان کیا انہوں نے کہا اللہ حکیم ہے اُس کا فعل حکمت سے خالی نہیں آپ اس سے دریافت کیجئے حضرت داؤد علیہ السلام سربسجد ہو کر درگاہ الہی میں استفسار کیا ارشاد ہوا کہ ایک کشتی ڈوب رہی تھی کشتی والوں نے نذر مانی کہ ہم اگر بچ جائیں تو اللہ کی راہ میں اتنا مال دیں گے ہم نے حکم دیا کہ اس ضعیفہ کا آٹا لے جا کر کشتی کے سوراخ بند کر دیے جائیں اہل کشتی نے نجات پائی جب کشتی والے نذر کا مال آپ کے پاس لا دیں تو آپ اس ضعیفہ کو دے دیجیے گا۔ ہم کم لیتے ہیں اور بہت دیتے ہیں اتنے میں وہ مال بھی آگیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس ضعیفہ کو سب مال دے کر مالدار کر دیا۔ اللہ نے فرشتوں کی طرف خطاب کیا کہ ہمارے بندے کی طرف دیکھو کہ ہم نے اس کو خلیفہ کیا ہے



اور وہ ایسا عادل ہے کہ ایک ضعیفہ کا حق ہم سے دلو اتنا ہے ہوا پرستی تمام گناہوں سے بدتر ہے اسی لیے اللہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ہوا پرستی سے منع کیا اور اللہ نے اس کو خدا بنانے کی طرف نسبت کر کے قرآن شریف میں فرمایا أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ رکھا نہیں دیکھا تو نے اس کو جس نے اپنی خواہش کو خدا بنا لیا ہے) یعنی خواہش جو حکم کرتی ہے وہی کرتا ہے حالانکہ اطاعت اللہ کی کرنا چاہیے نہ کہ خواہش کی حدیث میں ہے مَنِ اتَّبَعَ الْهَوَىٰ هَلَكَ وَخَابَ رَحِمٌ لِّهِ خَوَاهِشُ كِي انبَاع كِي وَهُ هَلَاكٌ اور خراب ہوا) دوسری حدیث میں ہے مَنْ خَالَفتْ الْهَوَىٰ فَكُلُّ الْجَنَّةِ الْمَادِي وَقَدْ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَادِي رَحِمٌ لِّهِ خَوَاهِشُ كِي مخالفت کی جنت اس کا ٹھکانا ہے پھر یہ آیت پڑھی وَمَنْعَى النَّفْسَ الْوَارِعَةَ (یعنی جس نے نفس کو خواہش سے روکا جنت اس کا ٹھکانا ہے) ضلالت کے اصلی معنی گمراہی کے ہیں لیکن آیت مذکور میں یہ مراد ہے کہ تجھے عدل اور انصاف کے راستہ سے دور کر دے گی۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ عدل نہ کرنے والوں کے لیے سخت عذاب ہے اور اس سخت عذاب کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کو بھول گئے وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ یہ حدیث مذکور کا ٹکڑا ہے۔ عبادت الہی میں پرورش پاتے سے مراد یہ ہے کہ اس میں خوشی حاصل ہو۔ جوانی بڑی نعمت ہے اور وہ اٹھارہ برس سے بیس برس تک ہوتی ہے اس کا بھی حساب ہوگا کہ جوانی کہاں صرف کی جوانی میں کیا کیا کام کیے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَيْرُ شَبَابِكُمْ مَنْ تَشَبَّهُ بِكُمْ وَلَكُمْ وَشَرُّكُمْ مَنْ تَشَبَّهُ بِشَابِكُمْ (تم میں سے بہتر وہ جوان ہے جو بوڑھوں کے مثل ہو اور بدتر وہ بوڑھا ہے جو جوانوں کے مانند ہو) جوان میں یہ صفت ہونا چاہیے کہ وہ اپنے کو بوڑھا سمجھے یعنی موت کے قریب جانے بہت بوڑھے ایسے ہیں جن کے سامنے لاکھوں جوان مرچکے ہیں۔ حضرت شیخ حمید الدین حاکم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اے جوان اگر چہ امید پیریت ہست ہم بکوش زانکہ گا ہے پیری ماند جوان می بگذرد

اسے جوان اگرچہ اس بات کی امید ہے کہ تو بوڑھا ہوگا تاہم عبادت میں کوشش کر کیونکہ ایسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بوڑھے زندہ رہتے ہیں اور جوان مر جاتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جوان کی ایک رکعت بوڑھے کی دس رکعتوں سے افضل ہے اور جوان کی توبہ کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ حدیث میں ہے أَحَبُّ التَّوْبَةِ إِلَى اللَّهِ تَوْبَةُ الشَّابِّ رَجْوَانٍ كِي تَوْبَةُ اللَّهِ كِي نَزْدِيكَ زَائِدٌ



محبوب ہے) حدیث میں ہے کہ جب بوڑھا توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے بخش دیتا ہے اور جب جوان توبہ کرتا ہے تو مشرق سے مغرب تک تمام قبرستان سے چالیس دن اللہ عذاب کو دُور کر دیتا ہے اور وہ سب اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ جب جوان صالح مرتا ہے اور نکیرین قبر میں اس سے جھگڑتے ہیں تو حکم ہوتا ہے دَعُوْهُ يَا ثَابِتُ رَأْسُكَ كَوْهٍ وَدَوِّكَ يَهْ جَوَانُ (ہے) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس وقت نکیرین کو حکم ہوتا ہے اِرْحَمُوْا ثَابِتًا ثَابِتًا لَمْ يَكْمُلْ عُمْرُهُ رَأْسُكَ رَأْسُكَ كَوْهٍ وَدَوِّكَ يَهْ جَوَانُ (حدیث میں ہے جوانی سے کچھ بڑھاپے کے لیے جمع کرو جو کچھ نیکی کر سکو جوانی میں کر لو تا کہ بڑھاپے میں پشیمانی نہ ہو۔ اور دوسری حدیث میں ہے مَنْ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَلَمْ يَغْلِبْ خَيْرُهُ مِنْ شَرِّهِ فَمَصِيْرُهُ اِلَى النَّارِ (جو شخص چالیس برس کا ہو گیا اور اس کے نیک اعمال بد اعمال پر زیادہ نہ ہوئے۔ پس دوزخ اُس کا ٹھکانا ہے) بروایت اوزاعی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے مَنْ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وَلَمْ يَغْلِبْ خَيْرُهُ مِنْ شَرِّهِ يَمْسُهُ الشَّيْطَانُ وَجْهَهُ وَيَقُوْلُ اَنَا فَدَيْتُ هَذَا الْوَجْهَ لَا يُفْلِحُ رَحِمَنُ چالیس برس کا ہو گیا اور اس کی نیکیاں بُرائیوں سے زائد نہ ہوئیں تو شیطان اس کے منہ پر ہاتھ پھیر کر کہتا ہے میں اس منہ پر قربان ہوں اس لیے کہ یہ فلاح پاتے والا نہیں ہے) اور حدیث میں ہے اِنَّ اللّٰهَ يُغْضُ الشَّابَّ الْفَارِغَ (اللہ جوان بیکار سے عداوت رکھتا ہے) اور ایک روایت میں شَابَّ کے مقام پر رَجُلٌ وارد ہے۔ حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جوان میں نے تجھے جوانی دی تا کہ تو کام اور توبہ کرے افسوس ہے کہ تو بیکار رہتا ہے اور کفرانِ نعمت کرتا ہے آگاہ ہو جا کہ میں تجھے دوزخ میں اُلٹا لٹکاؤں گا اور بھی حدیث میں ہے کہ روزانہ ایک فرشتہ آسمان سے ندا کرتا ہے اے جوانو! جوانی ضائع نہ کرو ورنہ پچھتاؤ گے۔ حدیث میں ہے کہ جوانی مثل مہمان کے ہے پس مثل مہمان کے اس کی حرمت کرو۔ دقیاؤس کے زمانے میں چند جوانوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نَحْنُ نَقْصُ عَيْدِكَ نَبَاهُكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى۔ (ہم ان کا سچا قصہ بیان کرتے ہیں کہ وہ چند جوان تھے اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو زیادہ ہدایت دی) حدیث میں ہے اَنَا حَبِيبُ اللّٰهِ وَالشَّابُّ التَّائِبُ حَبِيبُ اللّٰهِ (میں اللہ کا حبیب ہوں اور جوان تائب اللہ کا حبیب ہے) اور دوسری حدیث میں ہے اَنَا وَالشَّابُّ



التَّائِبُ كَفَّ تَيْنِ فِي الْجَنَّةِ وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى رُكْلَيْهِ اور بیچ کی انگلی کو ملا کر آپ نے فرمایا میں اور جوان تائب اس طرح جنت میں ہوں گے، اور حدیث میں ہے طُوبَى لِلشَّابِّ التَّائِبِ ثُمَّ طُوبَى لِمَنْ خَشِيَ جَوَانَ تَائِبٍ كَيْ لِي دُنْيَا مِثْلُ يَوْمِ عَقِيٍّ (یعنی دنیا میں عزیز ہو گا قبر میں عذاب سے نجات پائے گا۔ قیامت کے دن دوزخ سے بچے گا اور حدیث میں ہے: إِنَّ لِلشَّابِّ التَّائِبِ عِنْدَ اللَّهِ أَجْرًا عَظِيمًا) جوان تائب کے لیے اللہ کے پاس بڑا اجر ہے، نقل کیا ہے کہ ایک دن ایک بوڑھا اور ایک جوان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوان سے میرا سلام کہتے آپ نے فرمایا بڑھے سے کیوں نہ کہا انہوں نے جواب دیا کہ اُس نے بڑھاپے میں توبہ کی ہے اور اس نے جوانی میں مترجم کہتا ہے انیس الواغظین میں یہاں پر وادہ جوانی باز آمدہ است مرقوم ہے جس کا اصلی ترجمہ یہی ہے کہ جوان نے جوانی میں توبہ کی ہے اور صاحب نافع المسلمین نے اپنی رائے سے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اور اس نے جوانی میں، اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام آئے انتہی باز آمدہ است سے وہ جبریلؑ کے آنے کو سمجھے حالانکہ یہ جوان کے ساتھ متعلق ہے انتہی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور تمام ملائکہ جو ان صالح کے لیے بخشش طلب کرتے ہیں اور حدیث میں ہے تَوْبَةُ شَابٍِّ وَاحِدٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مِنْ تَوْبَةِ أَلْفِ شَيْخٍ (اللہ کے نزدیک جوان کی توبہ ہزار بوڑھوں کی توبہ سے زیادہ عزیز ہے) ایک دن آپ کا گذر ایک قبر پر ہوا جس پر عذاب کیا جاتا تھا آپ نے رو کر فرمایا لِمَ ضَيَّعْتَ شَبَابَكَ وَتَوَصَّرَفْتَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ لَكَ خَيْرٌ لَكَ (تو نے اپنی جوانی کیوں ضائع کی اگر تو جوانی کو اللہ کی یاد میں صرف کرتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا) پھر آپ کی دعا سے اللہ نے اس کو عذاب سے نجات دی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ہاتھ پکڑتے اور فرماتے تھے۔ اَصْرَفَ شَبَابَكَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ (اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں صرف کر) اور آپ نے فرمایا ہے لِلشَّابِّ التَّائِبِ لِكُلِّ يَوْمٍ عِنْدَ اللَّهِ ثَوَابٌ أَلْفِ شَهِيدٍ (جوان تائب کے لیے روزانہ اللہ کے پاس ہزار شہید کا ثواب ہے) نقل کیا ہے کہ ایک بار چند جوان آپ کی خدمت میں حاضر اور نصیحت کے طالب ہوئے آپ نے فرمایا جوانی پر غور نہ کرو کیونکہ وہ جانے والی ہے اور اس کو مہمان جانو اور مثل مہمان کے عزیز نہ رکھو نا کہ عقیقی میں ذلیل نہ ہو اور اُسے



نیک کام میں صرف کرو تا کہ آخرت میں شرمسار نہ ہو یہاں کا کیا وہاں ملے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
وَمَا تُقَدِّمُوا إِلَّا أَنْفُسَكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ جو بھلائی  
تم اپنے نفس کے لیے آگے بھیجو گے اُسے اللہ کے پاس پاؤ گے بیشک اللہ تمہارے کرنے کو دیکھنے والا  
ہے اس کی تفسیر یہ ہے وَمَا تُقَدِّمُوا إِلَّا أَنْفُسَكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ یہاں لفظ خیر کو اللہ تعالیٰ نے  
ذکر کیا ہے اور دوسرے مقام پر ارشاد کیا ہے إِنَّ تِلْكَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ  
أَوْ فِي السَّمُوتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ اَلْأَكْرَبُ كَافِعٌ رَاقِي کے برابر ہو اور وہ کسی پتھر یا آسمان  
یا زمین کے نیچے ہو تو اللہ اس کو حاضر کرے گا اور دوسرے مقام پر فرمایا فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ  
خَيْرًا يَرَهُ جو کوئی ذرہ برابر بھلائی کرے گا اُس کو دیکھے گا یہاں خیر کی تفصیل نہیں کی۔ خیر مال کی ہوتی  
ہے اور نیکی ہوتی ہے۔ پس اگر اللہ کی راہ میں انسان جو مال دے گا تو اُسے دیکھے گا اور اگر کوئی نیکی  
کرے گا جیسے نماز روزہ حج جہاد ذکر سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ تو اس کو پائے گا اس کے بعد عِنْدَ اللَّهِ  
فرمایا یعنی دنیا میں جو کچھ کرو گے جنت میں پاؤ گے۔ خیر کا درخت اگر دنیا میں بوؤ گے تو عقبیٰ میں اس کا پھل  
پاؤ گے۔ خیر قرآن میں آٹھ معنوں میں آیا ہے (۱) مال کے معنی میں إِنَّ تَرَكَ خَيْرَ الْوَصِيَّةِ اگر مال  
چھوڑے تو پہلے وصیت ادا کی جائے (۲) ایمان کے معنی میں يَعْلَمُ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا اللہ تمہارے  
دلوں کے ایمان کو جانتا ہے (۳) افضل کے معنی میں خَيْرُ الرَّازِقِينَ روزی دینے والوں سے افضل ہے  
(۴) عافیت کے معنی میں وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ اَللَّهُ تَعَالَى عَافِيَةٌ جَافِيَةٌ چاہے (۵) ثواب اور مزدہ کے  
معنی میں وَالْبُذُنَاتِ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ رہم نے تمہاری قربانی کی  
اوٹنیوں کو خدا کی نشانیوں سے کیا ہے اس میں تمہارے لیے ثواب اور مزدہ ہے (۶) کھانے کے  
معنی میں رَبِّ اِنِّیْ بِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ اے میرے رب جو تو نے میرے لیے کھانا اتارا  
میں اس کا محتاج ہوں (۷) فتح اور غنیمت کے معنی میں وَرَدَ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغِطَابِهِمْ لَمْ يَنَالُوا  
خَيْرًا اللہ نے کفار کو اس غصہ کے ساتھ لوٹا دیا کہ انہیں غنیمت اور فتح نہ ملی (۸) گھوڑوں کے معنی میں  
اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي رِمَسْ نے گھوڑوں کی محبت پسند کی اپنے رب کے ذکر سے پھر  
پھر اللہ تعالیٰ نے اتمام آیت کے لیے إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ فرمایا یعنی تم جو کچھ کرتے ہو اللہ دیکھتا  
ہے فرشتے دل کے کام نہیں جانتے اور اس کا ثواب بھی نہیں لکھتے ہیں مترجم کتاب صاحب



نافع المسلمین نے یہاں پر لکھا ہے اور ثواب لکھ لیتے ہیں۔ انتہی۔ حالانکہ اصل کتاب فارسی میں ثواب نازلیند ہے تعجب ہے کہ ایسی بدیہی غلطیاں سمجھداروں سے وقوع میں آئیں انتہی اور اللہ دیکھتا اور جانتا ہے اور اس کا ثواب عطا فرماتا ہے اب پھر ہم شَائِبُ تَشَائِقِ عِبَادَةِ اللَّهِ کی طرف رجوع کر کے عبادت کا بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ جوانی کا بیان تفصیل کے ساتھ ہو چکا۔ عبادت اولیاء کی پونجی اور اتقیاء کی آرائش اور مردوں کا پیشہ اور اہل مہمت کا حرفہ اور سعادت کی راہ اور خست کی دلیل ہے حکما کا قول ہے کہ بندگی اور منہ کے بل گرنے میں سعادت ہے۔

رتبہ مرد بہ جو دامت و کرامت بسجود ہر کہ ایں ہر دو ندارد و عدش بہ نہ وجود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ رہنیں پیدا کیا جن اور انس کو مگر اپنی عبادت کے لیے اور حضرت کلیم سے یوں کلام فرمایا اَللّٰهُ هَيَّئْ لِيْ مِثْرًا وَالْعِبَادَةُ مِنْكَ رَاوُ هَيَّئْ میرے لیے اور عبودیت تیرے لیے ہے حضرت خواجہ ابوسعید رحمہ اللہ سے لوگوں نے حریت کی تعریف پوچھی آپ نے فرمایا وہ عبودیت ہے جب تک بندہ نہ بنے آزاد نہیں ہوتا۔ بندہ اور بندگی میں فرق ہے۔ بندہ وہ ہے جو اپنے کو بے قدر جانے اور بعض کے نزدیک بندہ وہ ہے جو اپنے کو تصرف کرنے والا نہ جانے۔ ایک بزرگ نے غلام خریدتے وقت غلام سے نام پوچھا اس نے کہا جو آپ نام رکھیں وہی میرا نام ہے پوچھا تیرا کیا کام ہے کہا جو آپ حکم دیں۔ پوچھا تجھے کس چیز سے رغبت اور کس سے نفرت ہے اس نے کہا امیر مولیٰ سے رغبت اور نبی مولیٰ سے نفرت ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبریل نے پوچھا آپ پیغمبر ہونا چاہتے ہیں یا فرشتہ یا بندہ آپ نے فرمایا لَا أُرِيدُ أَنْ أَكُونَ مَلَكًا نَبِيًّا بَلْ أُرِيدُ أَنْ أَكُونَ عَبْدًا نَبِيًّا میں فرشتہ نبی نہیں ہونا چاہتا، بلکہ بندہ نبی ہونا چاہتا ہوں (شبلی رحمہ اللہ سے بندہ کی تعریف پوچھی گئی انہوں نے فرمایا جس کا بدن دنیا میں اور دل عقبیٰ میں ہو۔ حکما کا قول ہے کہ بندہ میں چار حرف ہیں ب۔ ن۔ و۔ ہ۔ ب سے بلا پر تحمل کرنا ن سے نشاط کرنا بندگی میں۔ د سے دوا و خدمت کرنا ہ سے ہیبت میں مستغرق رہنا مراد ہے اگر بلا پر تحمل نہ کیا تو صابر دل کے صبر سے محروم رہا اگر بندگی میں نشاط نہ ہو تو زیادتی عبادت نہ ہوگی اگر دوا و خدمت نہ کی تو کرامت اولیاء حاصل نہ ہوگی اگر ہیبت میں مستغرق نہ ہوا تو غفلت میں مبتلا ہو کر معصیت میں پھنسے گا۔ بندگی یہ ہے کہ قولاً فعلاً کسی وقت مولیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو امر کا پابند اور نہی سے باز رہے







وہ اپنے ہاتھ سے جھاڑو دے رہی تھیں آپ کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں سلام کیا آپ نے پوچھا تم کیا کرتی تھیں انہوں نے کہا جھاڑو دے رہی تھی آپ مجھے ایک خدمت گار دے دیجئے کیونکہ ایک نوٹڈی سے گھر کا کام پورا نہیں ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر ایک کے حساب سے چٹکارا پا جاؤ تو دوسرے کو طلب کرو اسے بیٹی ہم بندے ہیں ہم کو بندوں کی طرح زندگی بسر کرنا چاہیے منقول ہے کہ زمانہ سابق میں کسی عابد پر کوئی مصیبت پڑی وہ رویا۔ حکم ہوا الْعَبْدُ وَالْمَعْبُودُ (تو عبد ہے یا معبود) مصیبت پر کیوں روتا ہے۔ بندہ مصیبت ہی کے لیے ہوتا ہے۔ مروی ہے کہ جب اللہ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو پیدا کیا اس وقت دوسرا فرشتہ پیدا نہیں ہوا تھا یہ ستر ہزار برس تک کھڑے رہے پھر حکم ہوا من انت (تو کون ہے؟) یہ مصیبت الہی سے چپ ہو گئے۔ الہام ہوا انہوں نے کہا انا العبد من عبادك (میں تیرے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں) حکم ہوا فاعبدنی (میری عبادت کر) انہوں نے چاہا کہ سجدہ کریں حکم ہوا وضو کرو انہوں نے پوچھا کیونکر وضو کروں ارشاد ہوا زیر عرش بحر مسجور ہے اس پر ایک فرشتہ ہے جا کر اس سے سیکھو یہ وہاں گئے عزرائیل کو دیکھا کہ ان کے گرد ستر ہزار فرشتے کھڑے تھے انہوں نے ان سے وضو سیکھا پھر اپنے مقام پر آکر سات سو برس تک کا سجدہ کیا جب سر اٹھایا تو کہا انا عبدك الضعیف وانت معبودی القوی فثبتنی علی عبادتك یا کریم یا رحیم (میں تیرا ضعیف بندہ ہوں اور تو میرا قوی معبود ہے مجھے اپنی عبادت پر ثابت قدم رکھ اسے کرم کرنے والے اسے رحم کرنے والے) جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے حکم ہوا یا ادم جعلت الدنیا مقاماً للعبادة فعليك بعبادتي فيها فان من عبدني فيها فصار ملكا في الآخرة (اے آدم میں نے دنیا کو عبادت کا مقام بنایا ہے تم یہاں عبادت کرو پس بیشک جس نے یہاں میری عبادت کی وہ آخرت میں فرشتہ ہوگا) حضرت یازید بسطامی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے من كان عبداً في الدنيا كان حراً في الآخرة (جو دنیا میں بندہ بنا غفنی میں آزاد ہوگا) انبیاء کا شرف بندگی کے خطاب سے ہے اللہ نے حضرت سلیمان اور حضرت ایوب علیہما السلام کے حق میں نعم العبد فرمایا ہے۔ دنیا میں سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو کلام کیا وہ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ہے یعنی میں اللہ کا بندہ



ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد ہوا اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ رَیْیَ ہِیَ  
خدا ہوں سو امیر سے کوئی معبود نہیں پس تو میری عبادت کر (حضرت خضر علیہ السلام کی شان میں  
وارد ہے فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا حُزْنَ مُّوْسٰی اور حضرت ہارون علیہما السلام نے ہمارے  
بندوں میں سے ایک بندہ (خضر) کو پایا۔) اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والتسلیم اللہ تعالیٰ  
نے یوں بیان کیا لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ رَجَبُ اللّٰهِ کا بندہ کھڑا ہوا، اس خطاب کی خوشی میں آپ  
نے اللہ کی راہ میں چالیس اونٹ خیرات کیے آپ کے طفیل میں امت مرحومہ کو بھی اللہ نے بندے  
سے مخاطب کیا اور فرمایا وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ دُوْسی جگہ فرمایا نَبِّیْ عِبَادِیْ  
اِنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ تیسری جگہ فرمایا یَا عِبَادِیْ فَاتَّقُوْنِ، چوتھی جگہ فرمایا یَا عِبَادِیْ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ  
اَن یَّوْمَ اور بندگان خاص کی یوں تعریف فرماتا ہے وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ  
عَلٰی الْاَرْضِ هَوْنًا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا وَاَلَّذِیْنَ یَبْتَیْئُوْنَ  
بِرَبِّهِمْ سُوْجِدًا وَّ قِیَامًا پہلی علامت رحمن کے خاص بندوں کی یہ ہے کہ وہ زمین پر  
آہستہ یعنی تواضع سے چلتے ہیں۔ دوسری علامت یہ ہے کہ جب جہلان کے مقابل ہوتے ہیں  
تو التفات نہیں کرتے اور سلام کہتے ہوئے پھر آتے ہیں۔ تیسری علامت یہ ہے کہ اپنے رب  
کے سامنے سجد اور قعود میں رات بسر کرتے ہیں وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ بندے کی نسبت اس آیت  
میں اللہ تعالیٰ نے رحمن کی جانب کی ہے اس لیے کہ الرَّحْمٰنُ الَّذِیْ یَرْحَمُ الْعِبَادَ یَوْمَ  
الْحِسْرِ وَاَلْبِیْعَادِ رحمن وہ ہے جو بندوں پر حشر کے دن رحم کرے اس میں اس جانب اشارہ  
ہے کہ رحمن ہمیشہ بندوں پر رحمت کرتا ہے پھر فرمایا یَمْشُوْنَ عَلٰی الْاَرْضِ هَوْنًا یہ ان کی صفت  
بیان کر دی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کے قصہ میں بیان کیا کہ انہوں نے اپنے  
بیٹے کو نصیحت کی تھی وَ کَا تَمْشِیْ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا (زمین پر اکڑ کر نہ چل) حدیث میں ہے  
اکڑ کے چلنے والے پر اللہ اور فرشتے لعنت کرتے ہیں اور بھی حدیث میں ہے اکڑ کے  
چلنے والے کی طرف اللہ غصہ سے نظر کرتا ہے۔ منقول ہے کہ ایک بار آپ نماز پڑھ رہے  
تھے جب آپ سجدے میں گئے تو ابو جہل آپ کی گردن پر کھڑا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا پھر  
چلا گیا۔ آپ نے سر اٹھایا اور پیشانی پر ہاتھ پھیرتے اور گردن ملتے تھے ارادہ کیا کہ کچھ بولیں



اور ابو جہل کے لیے بددعا مانگیں حضرت جبریلؑ نے آکر پیام پہنچایا کہ ہمارے دشمن نے ہماری وجہ سے جو کچھ کیا ہم دیکھتے تھے وہ داہنے بائیں لوگوں کو دیکھتا تھا اس کی خبر نہ تھی کہ اللہؑ سے دیکھ رہا ہے اور اپنے بندہ کو بچاتا ہے اس کے زور کرنے سے کیونکر آپؐ کی گردن جدا ہوتی۔

اَلَمْ يَعْلَم بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰی (کیا نہ جانتا تھا کہ اللہ اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے) اس آیت کے نازل ہونے پر آپؐ خوش ہوئے اور وجد میں آکر چند قدم مسجد میں خراماں خراماں چلے پھر دوڑتے ہوئے مکان میں تشریف لاتے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس وقت آپؐ اس چال سے چل رہے ہیں جس سے لوگوں کو منع فرماتے ہیں آپؐ نے فرمایا

يَا خَدِيجَةُ اسْكُنِي اَلَمْ يَعْلَم بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰی اے خدیجہ چپ ہو اس وقت آیت اَلَمْ يَعْلَم بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰی اُتری ہے یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے زمین پر لیٹ کر اپنے رخسار سے آپؐ کے قدم اطہر سے ملنا شروع کیے اور کہا آج آپؐ کے حق میں عنایت خداوندی منبذل ہے شاید مجھے بھی اللہ اس خاک پاک کے طفیل میں بخش دے۔ حکم الہی نازل ہوا کہ خدیجہ سے بعد سلام کہہ دو کہ ہم نے اس خاک کے طفیل سے تجھے بخش دیا اور آتش دوزخ سے آزاد کیا۔ دوسری علامت اپنے خاص بندوں کی اللہ نے یہ بتائی ہے وَ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا مروی ہے کہ کفار آپؐ کے حضور میں حاضر ہو کر اپنی شقاوت قلبی کی وجہ سے اَلَسَّامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ کہتے ہیں آپؐ ان کے جواب میں وَ عَلَيْكُمْ فرماتے تھے۔ ایک دن حضرت عائشہؓ نے کفار کا یہ کلام سن کر اَلَسَّامُ وَاللَّعْنَةُ عَلَيْكُمْ کہا آپؐ نے فرمایا اے عائشہ میں نہیں چاہتا کہ تم فحش کلمہ زبان پر لاؤ انہوں نے کہا آپؐ نے سنا انہوں نے کیا کہا تھا آپؐ نے فرمایا ہاں سنا تھا اور وَ عَلَيْكُمْ اس کا جواب دے دیا تھا اس قدر کافی تھا۔ سام موت کو کہتے ہیں۔

مروی ہے کہ ایک دن لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا کہہ رہے تھے اور وہ تحمل کرتے تھے۔ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتنار بھی تشریف فرما تھے بے حد ضبط کے بعد ایک مرتبہ حضرت صدیقؓ نے بھی جواب دیا آپؐ مکان تشریف لے آئے۔ حضرت صدیقؓ نے خدمت نبویؐ میں عرض کیا اس کی وجہ ہے کہ جب تک وہ برا کہتے تھے آپؐ کھڑے رہے میں نے جواب دیا تو آپؐ تشریف لے آئے آپؐ نے فرمایا جب تک تم خاموش تھے فرشتے تمہاری



طرف سے جواب دیتے تھے جب تم نے جواب دیا فرشتے چلے گئے میں بھی ان کی متابعت میں چلا آیا سخت بات پر حمل کرنے میں بڑا ثواب ہے حدیث میں ہے مَنْ تَعَلَّلَ كَلِمَةً سُوءًا مِنْ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ عِبَادَةً سَنَةً جو کوئی اپنے مسلمان بھائی سے بُری بات سُن کر تحمل کرے اللہ اُس کے نام ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد اپنے خاص بندوں کی تیسری علامت یوں بیان کی ہے وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا پہلے دن کے اچھے کام بیان کیے اس کے بعد رات کے اعمالِ حُسنہ یوں ظاہر کیے قیام شب خاصانِ خدا کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ أَنْاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ أُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ر جو پڑھتے ہیں آیتیں اللہ کے کلام کی راتوں کے وقت اور وہ سجدہ کرتے ہیں ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور حکم کرتے ہیں لوگوں کو اچھی بات کا اور منع کرتے ہیں بُری باتوں سے اور دوڑتے ہیں نیک کام کے کرنے کو اور وہی لوگ نیک بخت ہیں، مترجم کہتا ہے ہاں پر انیس الواغظین میں يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ أَنْاءَ اللَّيْلِ اے قولہ اُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ مرقوم ہے اور صاحب نافع المسلمین نے اپنی رائے کے مطابق یوں آیت پوری فرمائی يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ أَنْاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ انتہی اور اسی کا ترجمہ بھی کیا ہے جس سے گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ کاتب کی غلطی ہو کیونکہ اگر وہ آیت میں يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور وَيَسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ سہوا چھوڑ جاتا تو ترجمہ اس کا موجود ہوتا پس صاف ظاہر ہے کہ خود مترجم صاحب نے یہ حدت فرما کر قرآن کی تخفیف کی ہے۔ ترجمہ کا تو یہ حال اور نافع المسلمین نام رکھا ہے جو سراسر غیر موزون معلوم ہوتا ہے انتہی اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ہے وَالْأَسْحَارُ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ر وہ سحر کے وقت استغفار کرتے ہیں، اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب بندہ شب کو نماز پڑھتے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے ہمارے بندے کو دیکھو کہ ہماری درگاہ میں کھڑا ہے ہم سے ثواب کی امید رکھتا ہے ہمارے



عذاب سے ڈرتا ہے تم گواہ رہو کہ میں اس کو جس کا وہ طالب ہے دُلوں کا اور جس سے ڈرتا ہے بچاؤں کا اور قیامت کے دن اُسے ذلیل نہ کروں گا اور آپ نے فرمایا ہے اے ایمان والو جب تک تم رات کو نہ جاگو اور دن کو روزہ نہ رکھو تب تک ایمان کی حلاوت نہ پاؤ گے اور فرمایا ہے کہ تم رات کو نماز سے زندہ رکھنا اپنے اوپر لازم کر لو۔ تہجد کی نماز دنیا میں اور قبر میں تو رہے اور تہجد کی نماز پُل صراط پر سے جنت کی طرف باسانی لے جانے والی ہے اور فرمایا رات کو زیادہ نماز پڑھنے والے کے درجے جنت میں بلند ہوتے ہیں وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلِّقٌ بِالْمَسَاجِدِ یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے۔ یعنی تیسرا شخص جو عرش کے سایہ میں ہو گا وہ جس کا قلب مسجد سے معلق ہو یعنی اس انتظار میں ہو کہ آذان سنتے ہی مسجد میں شریک جماعت ہونے کے لیے حاضر ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنِ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ (تعمیر مساجد میں وہی لوگ نہ اندر مستعد رہتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائے ہیں اور نماز سرگرمی سے ادا کرتے ہیں) حضرت نبی کریم علیہ النجیۃ والتسلیم کا ارشاد ہے حُبُّ الْمَسَاجِدِ مِنَ الْإِيمَانِ (مسجدوں کی محبت ایمان کی علامت ہے) صحابہ نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت ابن مسعود کسی وقت مسجد کو نہیں چھوڑتے آپ نے فرمایا اس کا ایمان کامل ہو گیا۔ شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے ارشاد کیا يَا أَحْمَدُ بَشِّرِ الْمَشَائِيْنِ فِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالْجَنَّةِ (آپ ان لوگوں کو جنت کی بشارت دے دیجیے جو رات کے اندھیرے میں مسجدوں میں جاتے ہیں) اور ایک روایت میں بِالْجَنَّةِ کے مقام پر بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (یعنی ان کو قیامت میں نورِ تام ملنے کی بشارت دے دیجیے اور آپ نے فرمایا ہے مَنْ مَشَى إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي اللَّيْلِ كَتَبَ اللَّهُ تَعَالَى بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَشْرَةَ أَكْفٍ مِنْ حَسَنَةٍ وَمَحَى عَنْهُ مِثْلَهَا سَيِّئَةً وَرَفَعَهُ لَهُ مِثْلَهَا دَرَجَةً (جو کوئی رات میں مسجد کی طرف چلتا ہے اللہ اس کے ہر قدم کے بدلہ دس ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اتنی ہی بُرائیاں دُور کرتا ہے اور اسی قدر مدارج بلند کرتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى الْمَسْجِدِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عِبَادَةً سَنَةً فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ



الْجَنَّةَ فَإِنْ صَلَّى خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وَكَدَتْهُ أُمُّهُ فَإِذَا دَخَلَ فِي بَيْتِهِ يَنْفِي عَنْهُ الْفَقْرَ وَالسُّقْمَ رَجُوشْخَصُ اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلتا ہے اللہ اس کے نام ہر قدم کے عوض میں ایک برس کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور جب مسجد میں داخل ہوتا ہے تو اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے اور نماز پڑھ چکنے کے بعد اس طرح گناہوں سے پاک ہوتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے پھر جب گھر واپس آتا ہے تو اس گھر سے فقر اور تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ اور فرمایا ہے مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ نَوْمِهِ وَاصْبَحَ وَقَلْبُهُ مُعَلِّقٌ بِالْمَسْجِدِ فَكَأَنَّمَا أَحْيَى لَيْلَةَ الْقَدْرِ رَجُوشْخَصُ صبح کو خواب سے بیدار ہو اور اس کا دل مسجد سے لگا ہو تو وہ مثل اس کے ہے جو شب قدر میں جاگا ہو اور ایک روایت میں نومہ کے مقام پر مَنِ هَمَّ الْمَسْجِدَ اسْتَيْقَظَ وارو ہے یعنی مسجد کے غم کی وجہ سے جاگ پڑے۔ اور آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا يَا رَحِيَّ الْيَزِيدِ الْمَسْجِدَ فَإِنَّهُ مَنْ يَزُرُ الْمَسْجِدَ لَمْ يَرْجِعْ خَالِيًا راسے میرے بھائی مسجد کو لازم پکڑ لے اس لیے کہ جو کوئی مسجد کو لازم پکڑتا ہے خالی نہیں پھرتا اور فرمایا سب سے پہلے مسجد میں آنے والا اور سب کے بعد جانے والا جنتی ہے اور فرمایا مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ خَرَجَ مِنْ ذُرْوَةِ الْمُنَافِقِينَ رَجُوشْخَصُ مومنین کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتا ہے وہ منافقین کے گروہ سے نکل آتا ہے اور آپ نے فرمایا جب مومن اذان سنتا ہے تو شیطان کہتا ہے شاید نہ اٹھے جب اٹھتا ہے تو کہتا ہے شاید گھر میں نماز پڑھ لے جب گھر سے باہر آتا ہے تو کہتا ہے شاید کسی اور کام میں لگ جائے جب مسجد میں آتا ہے تو کہتا ہے انوس اسے مومن نے میری پیٹھ توڑ دی اور مجھے اپنے سے ناامید کر دیا۔ اور آپ نے فرمایا تمام جگہوں سے بہتر مسجد اور بدتر بازار ہے اور نمازیوں میں جو سب سے پہلے داخل ہوا اور سب کے بعد جاوے اور فرمایا إِذَا خَرَجَ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْمَسْجِدِ نَادَى مَلَكٌ مِنَ السَّمَاءِ يَا وَلِيَّ اللَّهِ اسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ فَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ رَجُوشْخَصُ مومن نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر آتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے پکارتا ہے اے اللہ کے ولی نئے سرے سے عمل کر اس لیے کہ تیرے پہلے کے گناہ اللہ نے معاف کر دیئے اور فرمایا کہ جو شخص اذان سنتا ہے اور وضو کر کے مسجد میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ



فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کے ہر قدم کے بدلے جنت میں اس کے لیے سو محل بناؤ ہر محل میں سو گھر ہر گھر میں سو کھڑکیاں ہر کھڑکی میں ایک تخت ہر تخت پر ایک فرشتہ ہر فرشتہ پر حور عین سے ایک حور اور ہر حور کے سامنے سو نوٹریاں اور غلام کھڑے ہوں اور ہر غلام کے ہاتھ میں ہینشتی میووں سے ایک میوہ ہو۔ اور فرمایا جس کو گرمی میں گرمی اور سردی میں سردی مسجد جانے سے نہ روکے اللہ تعالیٰ اس کو آتش دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور فرمایا گرمی کے زمانہ میں جو شخص مسجد میں جاتا ہے اور اس کے بدن سے پسینہ نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قطرے کے بدلے میں ایک تیر کا جو اللہ کی راہ میں پھینکا جاتے ثواب دیتا ہے اور اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکنا ایک مہینہ کی عبادت سے افضل ہے۔ نقل کیا ہے کہ ایک بار حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے ایک شخص آیا جس کا بدن پسینہ میں تر تھا وہ پسینہ پونچھتا جاتا تھا اور زمین پر گراتا جاتا تھا آپ نے فرمایا اس پسینہ کی عزت کہ اس لیے کہ یہ اللہ کی راہ میں نکلا ہے۔ میں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو فرماتے سنا ہے کُلُّ عَرَقٍ خَرَجَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ هُوَ كَدِّمِ الشَّهِيدِ ہر وہ پسینہ جو اللہ کی راہ میں نکلے شہید کے خون کے مثل ہے) حضرت شیخ ابو علی وفاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو پسینہ اللہ کی راہ میں نکلے اگر اسے کپڑے سے پونچھ لے اور اس کا کفن بناتے تو عذاب سے محفوظ رہے گا اور حدیث میں ہے جو کوئی مسجد میں جاوے اور اس کے اس وقت پسینہ نکلے تو وہ اور مجاہد برابر ہے اور بھی وارد ہے جو شخص مسجد میں داخل ہو اور سایہ میں جگہ نہ پاتے کی وجہ سے دھوپ میں بیٹھے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو عرش کے سایہ میں جگہ دے گا اور اس کو گرمی سے مامون رکھے گا۔ اُوپر اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ الصَّلَاةِ آیت گزر چکی ہے اس کا تتمہ یہاں بیان ہوتا ہے وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ اور وہ زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے پس تحقیق ایسے ہی لوگ راہ پانے والے ہیں) اس آیت کی ابتداء اللہ تعالیٰ نے اِنَّمَا يَعْمُرُ سے فرمائی ہے۔ جاننا چاہیے کہ عمارت مسجد کی دو قسمیں ہیں (۱) عینی (۲) معنوی۔ عینی مسجد کی تعمیر کرنا حدیث میں ہے کہ دنیا میں مسجد بنانے والے کے لیے اللہ جنت میں ایک قصر بنائے گا۔ تعمیر مسجد کے فضائل انشاء اللہ ایک خاص مجلس



میں بیان ہوں گے اور معنوی عمارت یہ ہے کہ جماعت میں حاضر ہو اور اس میں بھی سہی معنی مراد ہیں۔ جس مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو وہ خراب ہے جس میں امام اور مؤذن نہ ہو تو گویا وہ بھی خراب ہے، ایک بزرگ کا ایک گاؤں میں گذر ہوا وہاں ایک پرانی ٹوٹی پھوٹی مسجد تھی۔ اس میں اُترے نصف شب کو انہوں نے آواز سُنی کہ گویا مسجد خود کمرہ رہی ہے اسے اللہ اس گاؤں کو خراب کر جیسا انہوں نے مجھے خراب کیا ہے۔ صبح کو ان بزرگ نے گاؤں والوں سے پورا قصہ بیان کیا اور خود اُس گاؤں سے چلے گئے عرصہ کے بعد پھر ان بزرگ کا اُس گاؤں میں گذر ہوا تو مسجد کی عمارت درست اور ساز و سامان بھی اچھا پایا انہوں نے وہیں قیام کیا شب کو پھر یہی آواز سُنی الہی اس گاؤں والوں کو خراب کر جیسا انہوں نے مجھے خراب کیا ہے ان بزرگ نے کہا اب تو تیری عمارت درست ہے فرش بدھنی وغیرہ سب موجود ہے تو اپنے کو کیوں خراب کہتی ہے جواب ملا کہ عمارت اچھی ہے تو کس کام کی ہر شخص اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے اور محلہ میں نہیں آتا۔ صبح کو ان بزرگ نے یہ واقعہ بھی گاؤں والوں سے بیان کیا لوگ برابر نماز پڑھنے مسجد میں آنے لگے اسی رات کو ان بزرگ نے آواز سُنی الہی اس گاؤں والوں کو آباد کر جیسا انہوں نے مجھے آباد کیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مَسَاجِدَ اللہ فرمایا ہے مسجد ایسا بزرگ گھر ہے جس کی اصناف اللہ نے اپنی جانب کی ہے۔ مساجد اس لیے اس کو کہتے ہیں کہ یہ سجدہ کی جگہ ہے۔ اور مَسَاجِدَ اللہ اس لیے کہ اللہ کی عبادت کا مقام ہے۔ چند چیزوں کی نسبت اللہ نے اپنی جانب فرمائی ہے۔ جیسے کلام اللہ، محمد رسول اللہ، بیت اللہ، ناقۃ اللہ، عبد اللہ، عرش اللہ، مومن کا دل، مساجد اللہ، یعنی قرآن کے مطابق کام کرو۔ رسول کی اتباع کرو، کعبہ کی زیارت کرو، اومتی کو چھوڑ دو۔ مومن کی خدمت کرو، مومن کے دل کی مرمت کرو، مساجد میں سجدہ کرو پھر اَمِّنَ بِاللہ فرمایا۔ مسجد کی تعمیر وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ کَقَالِ اللہ ہی پر ایمان نہیں لاتے مساجد اللہ سے انہیں کیا سروکار۔ اللہ تعالیٰ نے مسجد کے آباد کرنے پر ایمان کو معلق کیا جس کی اس پر رغبت نہیں اُس کا ایمان بھی کامل نہیں ہے حضرت بنی کریم علیہ التہیتہ والتسلیم نے فرمایا لَا صَلَوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ الَّذِي الْمَسْجِدِ رُفُوسِی کی نماز نہیں ہوتی مگر مسجد میں) یعنی پورا ثواب حاصل نہیں ہوتا اور فرمایا ہے الْمَسْجِدُ بَيْتٌ لِّكُلِّ نَبِيٍّ (مسجد ہر نبی کا گھر ہے) تم نے سنا ہو گا کہ آپ



بیماری کی حالت میں دانتا ہاتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کاندھے پر اور یا یاں ہاتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کاندھے پر رکھ کر مسجد میں تشریف لائے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ یہ ایمان والوں کی دوسری صفت ہے یعنی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا ہے  
وہی تعمیر مسجد کرے گا اور قیامت کو اللہ تعالیٰ نے یوم آخر کر کے بیان کیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو  
جائے کہ اس کے بعد نہ رات ہوگی نہ دن ہوگا مگر ایسا روز ہوگا یَوْمِ كَانَ مِقْدَارُ خَمْسِينَ  
أَلْفَ سَنَةٍ وہ ایسا دن ہوگا جس کی لمبائی پچاس ہزار برس کے برابر ہوگی، لیکن یہ درازی بدکاروں  
کو معلوم ہوگی اور نیک کاروں کے لیے یہ درازی اللہ بقدر ایک وقت کی نماز کے کر دے گا۔  
قیامت میں اہل ایمان سے پرستش ہوگی کہ تم مومن کہلاتے تھے پھر تعمیر مسجد کیوں نہیں کرتے تھے  
یعنی جماعت میں کیوں شریک نہیں ہوتے تھے۔ لوگوں نے حضرت رسول خدا علیہ التہیۃ والثناء سے  
پوچھا اللہ کا بندہ کون ہے آپ نے فرمایا مَنْ وَاطَّيَّ عَلَى الْعِبَادَةِ فِي بَيْتِ اللَّهِ (جو اللہ کے گھر  
میں اس کی عبادت پر ہمیشگی کرے) پھر اللہ تعالیٰ نے وَأَقَامَ الصَّلَاةَ فرمایا۔ جو مومن نمازی ہوگا  
وہی مسجد کو معمور رکھے گا اگر مومن بے نمازی ہو تو اسے مسجد سے بھی کچھ سروکار نہ ہوگا ایمان کے بعد  
اللہ نے نماز کا ذکر فرمایا ہے اس لیے کہ نماز ایمان کی علامت ہے۔ چنانچہ حضرت رسول خدا علیہ التہیۃ  
والثناء نے فرمایا ہے مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَبِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جو شخص جان بوجھ کر نماز ترک کرے  
وہ مرتد ہے) اور مرتد کو قتل کر ڈالنا واجب ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص نماز  
ترک کرے اور ترک کرنے کو گناہ نہ سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذَاتِ  
الزَّكَاةِ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس طرح مومن سر کو سجدہ  
کر کے مشرف کرتا ہے اُسی طرح لازم ہے کہ ہاتھ کو زکوٰۃ دے کر مشرف بخشتے سجدہ بغیر سخاوت  
کے اچھا نہیں۔ نماز اور زکوٰۃ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں جس طرح نماز ایمان  
کے لیے لازم ہے۔ حدیث میں ہے لَا صَلَاةَ لِمَنْ كَانَتْ زَكَاةٌ لَهُ وَلَا إِيْمَانَ لِمَنْ كَانَتْ صَلَاةٌ لَهُ  
زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز قبول نہیں جس طرح نماز نہ پڑھنے والے کا ایمان مقبول نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ  
فرماتا ہے وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ یہ تمام اوصاف مومنوں کے ہیں۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے تمام  
چیزیں اس سے ڈرتی ہیں۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام اڑ رہے اور شیر اور ساحروں کے جادو سے نہ



دُور سے اور فرعون ایک بلی سے ڈر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَن يَكُونُوا  
 مِنَ الْمُهْتَدِينَ یہاں عَسَىٰ کے معنی تحقیق کے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر تمام ہوتی اب پھر حدیث  
 سابق کا بیان ہوتا ہے رَجَدَانِ تَخَابَا فِي اللَّهِ اجْتِمَعَا عَلَيْهِ دُفْرًا چوتھے دو شخص جو عرش  
 کے سایہ میں ہوں گے وہ ہیں جو آپس میں اللہ کے لیے دوستی رکھیں اور اللہ ہی کے لیے جدا  
 ہوں اور دینی بھائی بن جائیں دنیا کا کوئی تعلق اس دوستی یا جدائی میں نہ حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ  
 اپنے حبیب سے خاص خطابت میں فرماتا ہے وَجِيتَ مُحَبَّبِي لِمُتَعَابَيْنِ جو دو شخص میرے  
 ہی لیے محبت رکھیں ان کے لیے میری دوستی ضرور ہوتی ہے اور حضرت خاتم النبیین صلوٰۃ اللہ  
 وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے تَوَادُّوا وَتَقَارِبُوا آپس میں محبت کرو اور  
 ایک دوسرے سے قریب ہو اور آپ نے فرمایا ہے أَكْثَرُ فَا مِّنَ الْإِخْوَانِ فَإِنَّ اللَّهَ حَقٌّ  
 كَرِيمٌ أَن يُعَذِّبَ عَبْدًا كَبَيِّنِ إِخْوَانِهِ رَهْبَانِي بِنْدِي زیادہ کرو اس لیے کہ اللہ شریکین اور کریم  
 ہے کہ اپنے بند کو اس کے بھائیوں میں عذاب کرے اور آپ نے فرمایا مَا زَادَ رَجُلٌ يَرْجُلُ  
 فِي اللَّهِ وَشَوْقِي إِلَيْهِ رَغْبَةً فِي رِقَابِهِ إِلَّا نَادَاهُ مَلَكٌ خَلْفَهُ طِبْتَ وَطَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ  
 انہیں زیارت کرتا کوئی مرد کسی مرد کی اللہ کے لیے مشتاق ہو کر اس کا اور رغبت کرنے والا اس کے  
 دیدار کا لگ رہے کہ ندا کرتا ہے اسکے پیچھے ایک فرشتہ بہت اچھا کیا تو نے کہ بغیر غرض دنیوی کے  
 اس کی زیارت کو نکلا تیرے لیے حُضرت سزاوار ہو گئی اور آپ نے فرمایا ہے إِنَّ رَجُلًا زَادَ  
 أَخَاهُ فِي اللَّهِ فَأَرْسَلَ اللَّهُ مَلَكًا فَقَالَ أَيُّنَ تُرِيدُ فَقَالَ أُرِيدُ أَنْ أُرَدَّ أَخِي فَلَدَنَا فَقَالَ  
 لِحَاجَةٍ لَّكَ عِنْدَكَ قَالَ لَا قَالَ فَبِقَرَابَةِ بَيْنِكَ وَبَيْنَهُ قَالَ لَا قَالَ فَبِنِعْمَةٍ لَّهِ عِنْدَكَ قَالَ  
 أَحِبَّهُ فِي اللَّهِ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ أَرْسَلَنِي لِأَخْبَرِكَ بِأَنَّهُ يُحِبُّكَ اللَّهُ بِحُبِّكَ يَا كَذَا وَوَجِبَ لَكَ  
 الْجَنَّةُ ایک شخص نے اپنے دینی بھائی کی زیارت کی اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا اس فرشتہ نے  
 اس سے پوچھا تم کہاں جاتے ہو اس نے کہا اپنے فلاں بھائی سے ملنے جاتا ہوں فرشتہ نے کہا کیا  
 اس سے حاجت رکھتے ہو کہاں نہیں فرشتہ نے کہا کیا وہ تمہارا رشتہ دار ہے کہا نہیں فرشتہ نے  
 کہا کیا اُس نے تمہارے ساتھ کچھ سلوک کیا ہے کہا میں اُسے خدا کے لیے محبوب رکھتا ہوں فرشتہ  
 نے کہا اللہ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں تمہیں اس بات کی خبر دوں کہ تم نے جو اُس



شخص کو اللہ کے لیے دوست رکھا اس کی وجہ سے اللہ نے تم کو بخش دیا اور جنت تمہارے واسطے واجب کر دی۔ آپ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اَحَبَّكُمْ اِلَى اللّٰهِ الَّذِیْنَ یَاْلِقُوْنَ رَحْمَہِ اللّٰہِ کے نزدیک وہ لوگ زیادہ محبوب ہیں جو آپس میں محبت رکھتے ہیں، اور آپ نے فرمایا۔ مَا اَحَدٌ عِبْدٌ اَخَا فِی اللّٰہِ اِلَّا اَحَدٌ لَّہٗ دَرَجَۃٌ فِی الْجَنَّةِ یعنی جب بندہ اللہ کے لیے کسی سے دوستی پیدا کرتا ہے تو اللہ جنت میں اُس کے لیے ایک نیا درجہ بنا دیتا ہے اور فرمایا الْمُعَابِدُونَ فِی اللّٰہِ عَلٰی عُمُوْدٍ مِّنْ اَلْیَاقُوْتِۃِ الْحُمْرِ اِیُّ رَاسِ الْعُمُوْدِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ عُرْفَۃٌ یُّشْرِفُوْنَ عَلٰی اَہْلِ الْجَنَّةِ کَمَا تَضِیُّ الشَّمْسُ لِاَہْلِ الدُّنْیَا فِیَقُوْلُ اَہْلُ الْجَنَّةِ اِنْطَلِقُوْا اِنَّا نَنْظُرُ اِلَی الْمُتَحَابِّیْنَ فِی اللّٰہِ فِیَضِی حُسْنُهُمْ لِاَہْلِ الْجَنَّةِ کَمَا تَضِیُّ الشَّمْسُ عَلَیْہُمْ ثِیَابٌ سُنْدُسٍ خُصْرٍ مَّکْتُوْبٌ عَلٰی جَبَہِہِمْ وَوُجُوْہِہِمْ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ خدا کے لیے دوستی کرنے والے قیامت کے دن ایک ستون پر ہوں گے کہ وہ ستون سُرخ یا قوت کا ہوگا اور اس ستون پر ستر ہزار کھڑیاں ہوں گی اہل جنت پر ایسی نکلیں گی جیسے دُنیا پر آفتاب چمکتا ہوا نکلتا ہے پس اہل جنت کہیں گے اُو جو دو شخص آپس میں اللہ کے لیے محبت کرتے تھے ان کو دیکھیں پس اہل جنت کو وہ ایسے حسین روشن نظر آئیں گے جیسے آفتاب روشن ہوتا ہے اور سبز دِیبا کے کپڑے پہنے ہوں گے۔ اور ان کے پہلو اور منہ پر لکھا ہوگا یہ آپس میں اللہ کے لیے دوستی کرنے والے ہیں، آپ نے فرمایا ہے جب اللہ کسی بندے کی خیریت چاہتا ہے تو اُسے اچھا دوست دیتا ہے۔ تاکہ اگر وہ احیاءاً اللہ کو بھول جائے تو اس کا دوست یاد دلاوے اور آپ نے فرمایا ہے کہ کوئی دو مومن ایسے جمع نہیں ہوتے کہ ایک کو دوسرے سے دین کا فائدہ نہ ہو اور فرمایا خدا کے لیے دوستی کرنے والے کا درجہ بلند ہوتا ہے اور فرمایا جب دو آدمی خدا کے لیے دوست ہوتے ہیں تو ان میں خدا کا زاد دوست وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست کو خدا کے لیے زیادہ دوست رکھے۔ حضرت ابو اور ریس خولانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے کہا میں تمہیں خدا کے لیے دوست رکھتا ہوں انہوں نے کہا تمہیں بشارت ہو کہ میں نے رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء سے سنا ہے کہ قیامت میں گردا گرد عرش کے گرسبیاں رکھی جائیں گی اور ایک گروہ کا منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا اور یہی گروہ بے خوف ہوگا اور سب خلق خوفزدہ ہوگی یہ گروہ



جنہیں کچھ خوف نہ ہوگا اولیاء کا گروہ ہوگا یہ سُن کر صحابہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ اس گروہ میں کون لوگ ہوں گے آپ نے فرمایا جو آپس میں خدا کے لیے دوستی کرتے ہوں اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان کی سب سے زائد مضبوط دستاویز اللہ کے لیے دوستی اور دشمنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اگر تم تمام اہل آسمان اور اہل زمین کی عبادت کو جمع کرو اور اس میں اللہ کے لیے دوستی اور اللہ کے لیے دشمنی نہ ہو تو تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گی متوجہم کہتا ہے طاعت کا لفظ نافع المسلمین میں نہیں ہے جس کی وجہ سے مطلب غلط ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ کاتب کی غلطی ہو انتہی۔ حضرت ابن سہاک رحمہ اللہ نزع کے وقت فرماتے تھے۔ الہی جس وقت میں نے گناہ کیا اس وقت تیرے نیک بندوں کو دوست رکھنا تھا میری اس محبت کو میرے گناہوں کا کفارہ کر دے۔ اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ دوست دینی جب آپس میں ایک دوسرے سے ہنستے ہیں تو ان کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے خزاں کے موسم میں درختوں سے پتے جھڑتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ اپنے لیے برادران دینی بنالو کیونکہ اہل دوزخ یوں فریاد کریں گے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ وَلَا صِدَاقٍ حَمِيمٍ ہمارے لیے کوئی سفارش کرنے والا اور شفقت کرنے والا دوست نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مقولہ ہے کہ اللہ کی قسم ہے اگر میں اپنی عمر میں ہر دن روزہ رکھوں اور ہر رات کو عبادت میں بسر کر دوں اور تمام مال خیرات کر دوں اور ایسی حالت میں مروں کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی دوستی اور اس کے دشمنوں کی دشمنی نہ ہو تو کوئی عمل میرے کام نہ آوے گا۔ حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں فاسق سے قطع تعلق کرنا درگاہ الہی میں قربت حاصل کرنا ہے۔ جاننا چاہیے کہ حُب فی اللہ اس کو کہتے ہیں جس میں لوٹ اور دنیادی غرض بالکل نہ پائی جائے اگر زاہد مالدار کو اس لیے دوست رکھے کہ مالدار اُسے خرچ سے فارغ کرے تاکہ یہ یاد الہی میں بسر کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ زوجہ کو اولاد صالح پیدا ہونے کے لیے دوست رکھنا بھی اچھا ہے۔ جس طرح حُب فی اللہ اچھے لوگوں سے اچھا ہے اسی طرح بغض فی اللہ بُرے لوگوں سے اچھا ہے۔ جیسے اہل شرک، اہل کفر، اہل معصیت اہل بدعت سے



بعض رکھنا بھی باعثِ ثواب ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَیْكُمْ بِالْحُبِّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضِ فِي اللَّهِ رَأْسُ اِيْمَانٍ والو اپنے اوپر اللہ کے لیے دوستی اور اللہ کے لیے دشمنی کرنا واجب جانو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ثُمَّ كُنتُمْ كُنُوزَ اللَّهِ وَمَنِ اتَّخَذَ اللَّهُ عَدُوًّا فَقَدْ اَتَى الْاِيسَاءَ بِاَوْفٍ گے کہ ان لوگوں سے محبت رکھیں جو اللہ اور رسول سے اختلاف کرتے ہیں، اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ، قیامت پر ایمان لایا ہو اور اللہ کے دشمنوں سے دوستی رکھتا ہو اس پر اعتماد کرنا اور اس کو حاکم کرنا اور مسلمانوں پر مستط کرنا تمام مسلمانوں کی حق تلفی ہے۔ بدعتی جو لوگوں کو بھی بدعت کی رغبت دلاتا ہو اُس سے اظہارِ دشمنی کرنا ضروری ہے اور اہلِ معصیت جیسے ظالم اور جھوٹی گواہی دینے والا اور ہجو کرنے والا شاعر اور غیبت کرنے والے سے دوستی کرنا مکروہ ہے اور شراب خوار اور بدکار اگر منع کرنے سے اپنی عادت چھوڑ دے تو خیر، ورنہ اُن سے بھی الگ رہنا بہتر ہے مگر لعنت نہ کرنا چاہیے۔ ایک شرابی پر حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حد قائم کی۔ دوسرے شخص نے اس شرابی پر لعنت کی آپ نے اُسے منع کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوا مِنْهُ تُقَاتُوا وَبَيِّنْكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاِلَى اللَّهِ الْمَصِيْرُ نہ دوستی کریں مومن کافروں سے سوا مومن کے اور جو اس کے خلاف کریں پس اللہ کو اُن کی پرواہ نہیں کسی کام میں جب تک تقویٰ نہ حاصل کریں اور اللہ تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور فرماتا ہے کہ مجھ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ ہی کی طرف تمہیں لوٹتا ہے، اس آیت کے نزول کے بعد مسلمانوں نے بظاہر کفار سے قطعِ تعلق کیا لیکن دلوں میں محبت باقی رہی۔ پس یہ آیت نازل ہوئی قُلْ اِنْ تَخَفُوا مَا فِي صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللَّهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ رکھ دینیے مسلمانوں سے کہ تم اپنے سینوں کی بات پوشیدہ رکھو یا ظاہر کرو اللہ سب کو جانتا ہے۔ اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے، چونکہ محبتِ مبینہ میں تھی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے صُدُوْرُكُمْ فرمایا۔ حدیث میں ہے صُدُوْرُ الْاَخْرَارِ



قُبُورُ الْأَسْرَارِ (آزاد لوگوں کے دل اسرار کی قبریں ہیں) یہاں صُدُور سے دل مراد ہے۔ اور وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تمہارے رزق پہنچانے میں اور حفاظت اور عذاب کرنے پر قادر ہے۔ پس اگر کفار کو کسی طمع سے دوست رکھتے ہو پس میں رزق پر قادر ہوں اگر میں رزق روک دوں تو کوئی نہیں پہنچا سکتا اور اگر میں رزق پہنچا دوں تو کوئی روک نہیں سکتا اور اگر اس لیے دوست رکھتے ہو کہ وہ تمہاری حفاظت کریں تو میں تمہاری اچھی حفاظت کرنے والا ہوں اُن سے قَالَ اللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا سے بھی مراد ہے اور فرماتا ہے اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا (اللہ ایمان والوں کا دوست ہے) اور فرماتا ہے نِعْمَ النَّصِيرُ۔ (اچھا ہے اللہ مددگار) اور اگر بغیر کسی نفع کے ان کو دوست رکھتے ہو تو میں عذاب کرنے پر قادر ہوں خود فرماتا ہے اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِنْ دَافِعٍ (بیشک تمہارے رب کا عذاب آنے والا ہے اور اُسے کوئی دفع نہیں کر سکتا) رَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَتُهُ ذَاتَ حِسْبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّىْ اَخَافُ اللّٰهَ یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے یعنی پانچواں مرد جو عرش کے سایہ میں ہو گا وہ ہے جس سے صاحب نسب حسین عورت وصل کی طالب ہو اور وہ جواب دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ زنا سے بچنا و دخولِ جنت کا باعث ہے۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو اپنے نفس کو زنا سے بچاتے اُسے دوزخ سے کچھ سزاوار نہیں اور فرمایا جو شخص عورت پر قادر ہونے کی حالت میں زنا نہ کرے تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔ اور فرمایا تین آدمی دوزخ میں اگر ڈالے بھی جائیں گے تو دوزخ انہیں نہ جلائے گی (۱) جو قرآن پڑھنے پر زیادہ راغب ہو (۲) جو مہمان کو دوست رکھے (۳) جو اپنے آپ کو زنا سے بچائے اور فرمایا ہے اگر فاحشہ عورت مرد کو زنا کی طرف بلائے اور مرد کسے میں نے توبہ کر لی ہے تو اللہ اُس کو اور اُس کے ماں باپ کو بخش دے گا اور اس کا حشر پار سائل کے ساتھ ہو گا۔ شہوتِ انسان کو اس لیے دی گئی ہے کہ انقطاعِ نسل نہ ہونے پائے اور یہ بہشت کی لذت کا ایک نمونہ ہے اور شہوتِ بڑی آفت ہے اور آپ نے فرمایا ہے جس کو شہوتِ دی اس پر فساد کا دروازہ کھلا اور دوزخ سے اس کی رہائی ناممکن ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شیطان نے کہا کہ تم کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہیں بیٹھتے کہ تم دونوں میں



میں تبیسرا ہو کر فساد نہ برپا کروں۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے مکان میں جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوة کو تلاش کرتے ہوئے آئے حضرت حفصہؓ تنہا تھیں آپ وہاں سے بھاگے دروازہ آپ کے سر میں لگا خون بہنے لگا۔ اسی حالت میں حاضر خدمت نبویؐ ہوئے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی بیٹی کے گھر سے بے تحاشا کیوں بھاگے جواب دیا کہ آپ کی زبان سے میں نے سنا ہے کہ جس گھر میں ایک مرد اور ایک عورت ہو وہاں تبیسرا شیطان ہوتا ہے اس لیے میں بے تحاشا بھاگا۔ اور آپ نے فرمایا بے ہفتہ میں دو بار بندوں کے اعمال اللہ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ اللہ زنا کر نیولے پر سب سے زیادہ غصہ کرتا ہے اور فرماتا ہے مَا مِنْ ذَنْبٍ اَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ نُطْقَةٍ يَنْفَعُهَا الرَّجُلُ فِي رَحِيلٍ لَا يَحِلُّ لَهُ وَاللَّهِ كَيْفَ نَزَدِيكَ اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں ہے کہ آدمی ایسے رجم میں نطق رکھے جو اس کو حلال نہ ہو اور آپ نے فرمایا ہے اللہ کرے تم لوگ زنا نہ کرو۔ کیونکہ اس سے چھ خصلتیں پیدا ہوتی ہیں۔ تین دنیا میں تین عقیبی ہیں۔ دنیا میں منہ کا نور جاتا رہتا ہے، رزق تنگ ہوتا ہے۔ عمر سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ عقیبی میں اللہ کے غصہ میں پھنسا ہے حساب سخت ہوتا ہے۔ مدت دراز تک دوزخ میں رہتا ہے اور فرمایا کہ اگر زانی بغیر توبہ کیے مر جائے تو اس کی قبر میں آگ کے ستودروازے کھولے جاتے ہیں تاکہ قیامت تک سانپ اور بچھو اس کو کاٹیں اور آگ اس کو جلاوے اور قیامت کے دن اہل قیامت اس کی بدبو سے فریاد کریں گے۔ پس حکم ہوگا اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ اور آپ نے فرمایا ہے جو شخص آزاد یا لونڈی سے زنا کرتا ہے اللہ اس کی قبر میں آگ کے بیس لاکھ دروازے کھول دیتا ہے اور ہر دروازے سے سانپ اور بچھو اور آگ کے شعلے آتے ہیں اور قیامت تک وہ اسی عذاب میں رہتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ میں آدمیوں سے اللہ کلام نہ کرے گا نہ نظر رحمت ان کی طرف ہوگی (۱) یوڑھ زانی (۲) بادشاہ دوزخ گو (۳) فقیر متکبر اور فرمایا اسے جو تانہ قریش زنا نہ کرے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرے جس نے شرمگاہ کی حفاظت کی اس پر جنت حلال اور دوزخ حرام ہے اور فرمایا زنا سے انہی برکس کے اعمال ضائع ہوتے ہیں اور فرمایا دوزخ میں ایک کنواں خاص زانیوں کے لیے ہے اس کا عذاب ایسا سخت ہے



کہ اگر اس کا سر کھول دیا جائے تو تپش سے اہل دوزخ جل جائیں۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا ہر چیز کو دوزخ سے عذاب ہوگا آپ نے فرمایا دوزخ میں ایک کنواں ہاویہ عذاب سے پُر ہے اگر اس میں سے ایک ذرہ دوزخ میں ڈالا جاوے تو تمام دوزخ جل جاوے لوگوں نے پوچھا اس میں کون لوگ ہوں گے آپ نے فرمایا زانی، سودخور والدین کو ستلنے والے اور فرمایا ہے کہ زانی اور زانیہ کا حشر یوں ہوگا کہ مرد کی شرمگاہ عورت کی پیشانی میں اور عورت کی شرمگاہ مرد کی پیشانی میں ہوگی اور پیپ ان میں سے جاری ہوگی اہل حشر بدبو سے فریاد اور ان پر لعنت کریں گے اور فرمایا ہے کہ جو شخص زنا پر قادر ہو اور خدا کے دُور سے نہ کرے تو اس کے لیے جنت ہے۔ نقل کیا ہے کہ بغداد میں ایک بزرگ ہیں اور ان کی بی بی میں تکرار ہوتی بی بی نے کہا اے دوزخی چپ رہ بزرگ نے کہا اگر میں دوزخی ہوں تو تجھ پر طلاق ہے۔ صبح کو علماء سے ان بزرگ نے پوچھا میں دوزخی ہوں یا جنتی علماء جواب سے عاجز آئے جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ باوجود زنا پر قادر ہونے کے تو اللہ کے دُور سے باز رہا ہو۔ ان بزرگ نے کہا ہاں ایک بار ایسا ہوا ہے واقعہ اس کا یہ ہے کہ میں اپنے ہم سایہ کی عورت پر فریفتہ تھا ایک بار شب کو وہ بتاؤ سنگار کر کے خلوت میں میرے پاس آتی خوفِ خدا کی وجہ سے میں زنا سے باز رہا اور اُس سے جدا ہو گیا اور توبہ کی۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا تو جنتی ہے تیری بی بی پر طلاق نہیں پڑی وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰی جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے دُور ہے اور اپنے نفس و خواہش سے رُکے تو جنت اس کا گھر ہے۔ مترجم کہتا ہے تفسیر حسینی میں بزرگ کے مقام پر ہارون رشید اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی جگہ امام شافعی رحمہ اللہ کا نام درج ہے اور ایسا ہی تذکرۃ الاولیاء میں بھی مذکور ہے انتہی۔ حضرت سلیمان بن ایسا رحمہ اللہ نہایت صاحبِ جمال تھے ایک عورت نے ان سے زنا کی خواہش کی وہ اللہ کا خوف کر کے بھاگے۔ شب کو حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اُن سے کہا آپ نے بڑا کام کیا کہ زلیخا سے اپنے آپ کو بچایا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے سلیمان آج تو تم نے بھی ایسا ہی کام کیا ہے۔ حضرت



ابو بکر بن عبداللہ مرنی فرماتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے ہمسایہ کی لڑکی پر فریفتہ تھا ایک دن جا کر اپنی محبوبہ سے لپٹ گیا اس نے کہا میں خود تجھ پر عاشق ہوں مگر اللہ سے ڈرتی ہوں قصاب نے کہا جب تو خدا سے ڈرتی ہے تو میں کیوں خدا سے نہ ڈروں اور اسی وقت درگاہ الہی میں توبہ کی۔ ایک بار یہی قصاب سفر میں تھا ٹھک گیا اور آفتاب کی حرارت تیزی پر تھی۔ اتفاقاً بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرستادہ ایک شخص جو آپ کے کسی کام کو جا رہا تھا ادھر سے گذرا وہ بھی تھکا ہوا تھا وہیں رُک گیا آپس میں سلام علیک ہوئی اُس نے قصاب سے کہا آؤ دعا کریں کہ اللہ ایرسایہ افکن بھیج دے۔ قصاب نے کہا میں دعا کرنے کے لائق نہیں ہوں تم دعا کرو اور میں آمین کہوں غرض دوسرے شخص نے دعا کی اور قصاب نے آمین کہی اللہ نے ایر کو دونوں پر سایہ کرنے کے لیے بھیج دیا جب ایک دوسرے سے جدا ہوتے لگے تو ایر قصاب کے ساتھ ہوا اور دوسرے شخص نے دوڑ کر قصاب سے کہا یہ ایر تیرے لیے آیا تھا تو اپنا حال بیان کر اُس نے اپنا واقعہ بیان کیا اُس نے اپنا واقعہ بیان کیا۔

اس نے کہا اس لیے اللہ نے تجھے یہ رتبہ دیا۔ ایک جوان عورت بازار میں چھوہارے خریدنے ایک جوان کی دکان پر آئی جوان نے اُس سے کہا گھر میں آ تجھے عمدہ چھوہارے دے دوں جب عورت اس کے ساتھ مکان کے اندر گئی تو وہ جوان اس سے لپٹ گیا اور اس کے لب پر لب رکھا عورت نے کہا اے جوان اللہ سے ڈر اور مجھ سے علیحدہ ہو جوان نے اُسے چھوڑ دیا وہ روتی ہوئی خدمت نبوی میں حاضر ہوئی اور کہا میرے لب پر ایک مرد کا لب لگا ہے جو سخت تر سزا ہو اس کا میرے لیے حکم فرمائیے آپ نے فرمایا توبہ کر لے اللہ تجھے بخش دے گا حضرت عمرؓ نے کہا تو نے اپنے آپ کو کیوں رسوا کیا اُس نے کہا مدینہ کی رسوائی قیامت کی رسوائی سے آسان ہے۔ اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں ایک بندہ ہزار حواریں پائے گا جو خوبصورتی اس جوان میں ہوگی کسی میں نہ ہوگی ہشت والے پوچھیں گے اے اللہ یہ کون ہے ارشاد ہوگا یہ وہ ہے جسے عورت نے زنا کی طرف بلایا تھا اور یہ میرے خوف کی وجہ سے نہیں گیا تھا۔ حدیث میں ہے کہ بغداد میں ایک دوک فروش مغیرہ نامی نہایت خوب صورت تھا کسی شخص نے اُسے اپنے گھر میں بلایا یہ گیا وہاں ایک حسین عورت اس سے



آکر لیٹ گئی اس نے کہا اللہ سے ڈر اس نے کہا توبہ کروں گی اور کسی طرح اس کو نہ چھوڑا مغیرہ نے کہا اچھا پانی لا پہلے میں نہالوں پھر تجھ سے مواصلت کروں پانی آیا۔ مغیرہ کے پاس کچھ جو اور چاندی تھی وہ اس عورت کو دے کر گوشتہ میں گئے وہاں ایک سند اس تھی دل میں خیال کیا اس میں کو دپڑتا اس سے اچھا ہے کہ دوزخ کے کتوئیں میں گرایا جاؤں یہ اس میں کو د پڑے جب عورت نے دھما کا سنا وہاں آئی اور اپنی لونڈیوں کو ان کے نکلنے کا حکم دیا جب وہ نکلے تو غلاطت میں لٹھڑے ہوئے تھے فوراً اس عورت نے انہیں گھر سے باہر نکال دیا مغیرہ بازار میں آکر نہاتے اور اللہ کا شکر کیا اللہ نے ان کے بدن میں مشک کی خوشبو پیدا کر دی اس دن سے لوگ ان کو مغیرہ مشکلی کہنے لگے۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ سابق میں ایک خوبصورت مرد پر ایک عورت عاشق و فریفتہ تھی ایک دن کسی کام کے بہانے سے گھر میں بھا کر اس سے لیٹ گئی مرد نے کہا مجھے خود اس کی تمنا تھی مگر میرا بدن صاف نہیں ہے مجھے نہایتے دو عورت تے پانی لا دیا اور کہا کوٹھے پر جا کر نہالو وہ کوٹھے پر گیا اور بالاحالتے سے کو دا زمین پر پہنچنے سے پہلے اللہ نے فرشتے کو حکم دیا کہ میرے بندے کو روکو فرشتے نے باساقی اس کو زمیں پر کھڑا کر دیا اور ندا سنی اسے بندے تو نے ہمالا خود کیا ہم نے دنیا میں تیری حفاظت کی اور عقیلی میں دوزخ سے آزاد کر دیا۔ حدیث میں ہے کہ قحط کے زمانہ میں ایک عورت کسی باغ میں انگور لینے گئی باغبان نے کہا اگر تو میری مراد پوری کر دے تو میں تجھے غلہ اور کپڑا اور انگور دوں عورت نے کہا اچھا۔ باغبان نے کہا جا باغ کے سب دروازے بند کر آ عورت گئی اور دروازے بند کر آئی۔ باغبان نے پوچھا سب دروازے بند کر دیئے اس نے کہا ہاں مگر ایک دروازہ بند نہ کر سکی اس نے پوچھا وہ کون دروازہ ہے عورت نے کہا وہ اللہ کا دروازہ ہے اگر تم ایک لاکھ دروازے بھی بند کر دو تو بھی وہ دیکھے گا۔ باغبان نے چیخ ماری اور توبہ کی پھر اس عورت کو مال غلہ اور کپڑا دے کر رخصت کر دیا۔ ندا سے غیبی ہوئی ہم نے دونوں کو بخش دیا اور دونوں سے راضی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَكَانُوا قَتَلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخُذْ فِيهِ مَهَانًا مِيرے بندے وہ ہیں



جو خدا کے سوا کسی کو نہیں پکارتے اور بغیر حق کے جس نفس کو اللہ نے حرام کیا ہے قتل نہیں کرتے اور زنا سے باز رہتے ہیں اور جو اس کو کرے گا وہ گناہوں سے ملے گا اور قیامت میں اس پر دونا عذاب ہوگا اور ہمیشہ اس میں خوار رہے گا اس آیت کی تفسیر یہ ہے وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ظاہر ہے کہ مومن دو خدا کا قائل نہیں البتہ کفار اس کے قائل ہیں مومن دنیا میں بھی ایک خدا کو مانتے ہیں اور قبر میں بھی ایک بتائیں گے اور قیامت میں بھی اسی ایک کو پکاریں گے۔ حضرت یازید بسطامی رحمہ اللہ سے قبر میں سوال ہوا تیرا رب کون ہے جواب دیا میری کیفیت اللہ سے پوچھو۔ پھر فرشتوں نے پوچھا تیرا اللہ کون ہے انہوں نے پوچھا تمہارا مقام کہاں ہے فرشتوں نے کہا دو ہزار برس کی راہ انہوں نے کہا تم دو ہزار برس کی راہ طے کر کے آتے ہو اور اسے نہیں بھولے میں تو دو ہی گز زمین طے کر کے آیا ہوں اس کو کیونکر بھول سکتا ہو تم چلے جاؤ ایسا نہ ہو کہ میرے دل کی آتش اشتیاق تمہیں خاک کر دے حکم ہوا اسے فرشتو! چلے آؤ یہ ہمارا دیوانہ ہے۔ دوزخ میں ایک بندہ سے مالک سوال کرے گا تیرا خدا کون ہے وہ کہے گا إِلَهِي إِلَهٌ وَاحِدٌ مالک پوچھے گا اس کا نام کیا ہے بندہ کہے گا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ مالک کو حکم ہوگا اس کو دوزخ سے رہا کر دے یہ میرا بندہ ہے اور میں الہ اور رحیم ہوں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ فرمایا ہے۔ کسی کو ناحق مار ڈالنا حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا متعمداً فَجَزَاءُ مَا جَفَّتْ خَالِدًا فِيهَا۔ جو شخص جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کر ڈالے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا، حدیث میں ہے مَنْ قَتَلَ حُرًّا أَوْ عَبْدًا أَبَدَ اللَّهُ عَذَابَهُ رَجُوعًا جو شخص کسی حریا عبد کو مار ڈالے تو اللہ اس کو ہمیشہ عذاب میں رکھے گا) خلود اور ابد سے عذاب میں زیادہ قیام مراد ہے مگر حق والوں کا مار ڈالنا جائز ہے۔ جیسے حرب والے اور مرتد اور نکاح ہو جانے کے بعد زنا کرنے والے یا قصاص میں مار ڈالنا جائز ہے پھر اللہ تعالیٰ نے وَلَا يَزْنُونَ فرمایا۔ حدیث میں ہے کہ زنا کرنے والے رجم کے بندے نہیں ہیں یعنی اس کے خاص بندے نہیں ہیں اسے زنا کرنے والو شراؤ کہ تم سے رجم بیزار ہوتا ہے) یعنی زانی میں کمال ایمان نہیں ہوتا۔ ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر کہا مجھے پہلے زنا کرنا بہت پسند تھا اور اب ناگوار ہے۔ آپ نے فرمایا اَلَا نَاسْتَكْمِلَ اِيْمَانُكَ۔



راب تیر ایمان کامل ہوا اور آپ نے فرمایا ہے دو جگہ زمین روتی ہے (۱) جب ناحق کیا ہوا  
 خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین کہتی ہے اے اللہ مجھے حکم دے کہ اس ناحق خون  
 کرنے والے کو نگل جاؤں حکم ہوتا ہے صبر کر تجھی میں آئے گا (۲) جب زنا کے بعد زانی غسل  
 کرتا ہے اور اول قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین کہتی ہے اے اللہ مجھے حکم دے کہ اس زنا کرنے  
 والے کو نگل جاؤں حکم ہوتا ہے صبر کر تجھی میں آئے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ  
 يَلِيقَ أَتَّامًا فرمایا قیامت میں اللہ کے بندوں کے دو گروہ ہوں گے ایک سے اللہ تعالیٰ کہے  
 گا تم نے اچھی زندگی کی اچھی حالت میں مرے اچھی حالت میں آتے جنت تمہارے ہی لیے  
 ہے۔ دوسرے گروہ سے ارشاد ہو گا تم نے بُری زندگی کی بُری حالت میں مرے بُری حالت  
 میں آئے مجھ سے تم نے شرم نہ کی تمہارے لیے دوزخ ہے پھر فرمایا يُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ  
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ ایک عذاب اس وجہ سے کہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا دوسرا اس وجہ سے کہ اس  
 کے باعث سے دوسرا بھی دوزخ میں گیا یا ایک نافرمانی اللہ کے سبب سے دوسرا مسلمان کے  
 گھر میں خیانت کی وجہ سے۔ پھر فرمایا وَيَخُذُ فِيهِ مُمَانًا غُلُوْدُكَ مَعْنَى دِرَازِي کے ہیں کفار کے  
 سوا کوئی ہمیشہ نہ رہے گا۔ حدیث میں ہے کہ روزانہ دوزخ میں پکاریں گے اے دوزخ والو جان لو  
 کہ یہ فلاں بن فلاں ہے اس نے دنیا میں زنا کیا تھا یہ مستکراہل دوزخ زانی پر لعنت کریں گے۔  
 رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا يَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا يَتَّقِي يَمِينُهُ یہ حدیث مذکور کا ٹکڑا ہے  
 بعض محدثین کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے شخص کو دے جسے باعلان لینے سے  
 شرم آوے اور بعض کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ صدقہ دینے والا چھپا کر دے چاہے سوال  
 کرنے والے کو دے یا صاحب ضرورت سوال سے شرم کرنے والے کو دے۔ صدقہ پوشیدہ دینا  
 افضل ہے ظاہر دینے سے حدیث میں ہے مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ بِالْخَفَاءِ كَأَنْتَ لَهُ أَمَانًا  
 مِنَ النَّارِ پوشیدہ دینے والے کا صدقہ اس کے لیے دوزخ سے امان ہو گا اور اس آیت کی تفسیر  
 میں بعضوں کا قول ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا  
 يَعْمَلُونَ اسی بِمَا يُخْفُونَ الصَّدَقَاتِ جب صدقہ پوشیدہ دے گا تو اس کا بدلہ بھی پوشیدہ ملے  
 گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ تَبْدُ وَالصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ



فَمَوْخِيْرٌ تَكْمُرُ (اگر تم ظاہر کر کے صدقہ دو تو اچھا ہے اور اگر پوشیدہ فقرا کو دو تو یہ تمہارے لیے بہتر بات ہے) صدقہ گناہوں کا کفارہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ رُكْفَارَهُ (تم سے بُرائیاں دُور کر دے گا) اور حضرت رسول خدا علیہ التَّحِيَّةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا ہے پوشیدہ صدقہ دینا اس طرح گناہوں کو جلاتا ہے جیسے آگ گھاس کو جلاتی ہے اور آپ نے فرمایا ہے صَدَقَةُ السِّرِّ تَطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ (پوشیدہ صدقہ دینا اللہ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے) اور فرمایا ایک درہم پوشیدہ صدقہ دینا ایسا ہے جیسے ہزار درہم ظاہر کر کے دے اور فرمایا صَدَقَةُ السِّرِّ كَنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ (پوشیدہ صدقہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے) ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر پوچھا میرے پاس ایک درہم ہے اللہ کی راہ میں کیونکر دوں آپ نے فرمایا اگر مجھ سے بھی خبر نہ کرتا اور دے دیتا تو تیرے لیے ہزار درہم سے بہتر ہوتا اور آپ نے فرمایا ہے جو کوئی اللہ کی راہ میں پوشیدہ ایک درہم صرف کرتا ہے تو گویا اس نے سات لاکھ درہم صرف کیے اور فرمایا کہ قیامت میں ایک بندہ کو دوزخ میں فرشتے لے چلیں گے اس وقت ایک درہم جو اس نے پوشیدہ اللہ کی راہ میں دیا تھا اُس کو جنت میں لے جائے گا۔ اور فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ہزار درہم ظاہر کر کے اور ایک درہم چھپا کے اللہ کی راہ میں صدقہ دیئے۔ اس کو ایک درہم نے جو پوشیدہ دیا تھا فائدہ دیا اور ان ہزار درہم نے جو ظاہر کر کے دیئے تھے کچھ فائدہ نہ دیا۔ شائد ان میں ریا ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اُجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (جو لوگ اپنے مال کو رات دن اللہ کی راہ میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور ان کو کچھ خوف اور غم نہ ہوگا) صدقہ دونوں طرح دینا اچھا ہے۔ کبھی ظاہر دینے میں اور کبھی پوشیدہ دینے میں زائد ثواب ہے۔ ظاہر دینے سے اگر بخیل کو غیرت اور دوسروں کو ترغیب دلانا منظور ہے تو پوشیدہ دینے سے ظاہر دینا اچھا ہے۔ حدیث میں ہے کہ مجلس میں سوال کرنے والے کو جو شخص پہلے دے گا اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا اس کے بعد سب دینے والوں کا ثواب ہوگا۔ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی تھی جب انہوں نے اپنے چار ہزار درہم رات میں اور ایک ہزار درہم دن میں ظاہر کر کے دیئے۔



پس اللہ تعالیٰ نے ان چاروں حالتوں کو بیان کر کے ان کو غم و اندوہ سے بے خوف کر دیا۔ اکابر کا دستور تھا کہ چاندی کیڑے میں باندھ کر فقیر کے گھر میں پھینک دیتے یا اس کے سر ہانے رکھ دیتے یا گوشہ میں ڈال دیتے یا اندھے کے ہاتھ میں دیتے اور اس سے کلام نہ کرتے تھے۔ صدقہ مسجد میں بھی دینا درست ہے۔ فتاویٰ نوانل میں ہے کہ مسجد میں صدقہ دینا روا ہے ایک بار حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے دو فقیر آئے اور سوال کیا آپ رکوع میں تھے اپنا ہاتھ لمبا کر کے دکھا دی۔ سائل نے انگوٹھی لے لی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ لَا يَخْفُونَ (وہ حالت رکوع میں صدقہ دیتے ہیں) لیکن اگر کوئی شخص اول صف میں یا بیچ کی صف میں ہو اور سائل آخر صف سے سوال کرے تو ایسے سائل کو صدقہ دینا مکروہ ہے اور وہ حدیث جو مروی ہے کہ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء مسجد میں تشریف رکھتے تھے سائل سوال کرتے تھے آپ خود بھی دیتے تھے اور صحابہ سے بھی دلواتے تھے اسی قبیل سے ہے صحیح ابوداؤد میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں قبلہ کی طرف پشت اور صحابہ کی طرف منہ کیے عمامہ اُتارے سر پر صوف کی ٹوپی پہنے تشریف فرما تھے ایک سائل نے آکر کہا میں اپنی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتا ہوں مگر کھانے کا سامان نہیں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیا دیں گے آپ نے فرمایا چاول دوں گا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں گوشت دوں گا حضرت عبدالرحمن بن عوف نے کہا میں گھی دوں گا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں مہمانی کروں گا۔ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے یعنی ساتواں شخص جو قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا وہ ہے جو خلوت میں اللہ کا ذکر کرے اور روئے۔ ذکر الہی بہترین عبادت ہے۔ برابر ہے کہ دل سے کرے یا زبان سے آہستہ کرے یا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر یا لیٹ کر ہر حال میں بہتر ہے۔ علماء کا قول ہے وہ دل ویران ہے جس میں اللہ کی یاد نہ ہو وہ زبان گونگی ہے جس پر اس کا ذکر جاری نہ ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوات میرے ہمراہ پہاڑ پر چڑھے وہاں دو گانہ نفل ادا کر کے قبلہ کی جانب منہ کیے ہوئے آپ کا الہ



اَللّٰہ کے ذکر میں مشغول ہوتے اور آنکھ سے اتنے آنسو بہتے تھے کہ ریش مبارک سے گذر کر آنسو سینہ اور زانو کو پہنچتے ہوئے زمین پر ٹپکتے تھے میں بھی رونے لگا میری طرف دیکھ کر فرمایا اے انس میں تمہاری آنکھیں تر دیکھتا ہوں میں نے کہا آپ کو روتے دیکھ کر مجھے بھی رونا آیا آپ نے فرمایا طَوْبِيْ لِمَنْ تَحَرَكَ لِسَانُهُ يَذْكُرُ اللّٰهَ وَفَاصَتْ عَيْنَاهُ شَجَرِيْ ہے اس کے لیے جس کی زبان اللہ کے ذکر میں ہو اور آنکھوں سے آنسو بہیں (جاننا چاہیے کہ رونے کے کئی سبب ہوتے ہیں یا تو آدمی کو ذکر کی حالت میں شوق کی وجہ سے رونا آتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ رونا شوق سے ہوتا ہے یا خوف سے۔ ایک بار حضرت ابو بکر صدیق کو حالت ذکر میں روتے دیکھ کر لوگوں نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا میں اس خوف سے روتا ہوں کہ معلوم نہیں میرا ذکر اس کی درگاہ میں قبول ہونے کے لائق ہے یا نہیں یا اپنی غفلت پر رونا ہے کہ زبان سے تو ذکر کرتا ہے لیکن دل اللہ سے غافل ہے۔ حدیث میں ہے وَیْلٌ لِّمَنْ ذَكَرَ اللّٰهَ بِلِسَانِهِ وَقَلْبُهُ غَافِلٌ عَمَّا قَالِ راس کے لیے ویل ہے جو زبان سے ذکر کرے اور دل اُس کے ذکر سے غافل ہو) یا ذکر کے وقت اس غیرت میں روتا ہے کہ ایسا پاک نام مجھ جیسے ناپاک شخص کی زبان پر جاری ہے شمعون رحمہ اللہ سے لوگوں نے پوچھا آپ اللہ کا ذکر کیوں نہیں کرتے انہوں نے جواب دیا اس غیرت سے کہ اللہ پاک کا نام مجھ جیسے ناپاک کی زبان پر جاری ہو۔ حضرت شیخ ابوالحسن نوری رحمہ اللہ فرماتے تھے اے اللہ میں تیری یاد سے دم بھر خالی نہیں رہ سکتا اور تیری یاد سے یہ خوف کرتا ہوں کہ تو باقی ہے میں فانی ہوں تیرے نام کے زبان پر جاری ہونے کا حق مجھ سے ادا نہیں ہو سکتا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ذِكْرُ اللّٰهِ عَلَمٌ اِلٰدِيْمَانِ اللّٰہ کا ذکر ایمان کا نشان ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو زندہ رکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ كُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْا تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم شکر کرو نا شکری نہ کرو ذکر فعلی ذکر کو اور ذکر توی شکر کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ ذِكْرًا كَثِيْرًا جو میرا ذکر بہت کرے میں اس کا ہم نشین ہوں، مترجم کہتا ہے یہ عبارت قرآن کی نہیں ہے شاید حدیث قدسی کی ہوگی انتہی۔ اور حدیث قدسی میں ہے اَنَا جَلِيْسُ مَنْ شَكَرَنِيْ شُكْرًا كَثِيْرًا



رجو میرا بہت شکر کرے میں اس کا ہمنشین ہوں) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا يَفْعَلُ اللَّهُ  
بِعَذَابِكُمْ إِنَّ شُكْرَكُمْ رَاحِلٌ لَّكُمْ تَتَذَكَّرُونَ (اللہ کا تم شکر کرو گے تو اللہ تم پر عذاب نہ کرے گا) ذکر پر  
بہت سے وعدے ہیں اور پر بھی اس کا بیان گزر چکا ہے۔ عرفا ہمیشہ اس کی یاد میں سرگرم  
رہتے ہیں حسیم زدن کے برابر بھی نہیں بھولتے اور اسی کے ذکر سے ان کی زندگی اور خوشی ہے  
اس کو یاد کرنے والے اپنے دل کو تباد کرتے ہیں۔ ایک بزرگ نے حضرت ابراہیم بن ادہم  
رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھ کر کہا مجھے اچھی بھلائی سکھائیے آپ نے فرمایا اَلْحَيُّ الْكَفِيُّ  
ذِكْرُ مَوْلَاكَ وَالشُّكْرُ كُلُّهُ فِي حُبِّ دُنْيَاكَ نَفَعْنَا اللَّهُ وَأَيَّاكُمْ تَمَامُ بَهْلَايَاكَ اللہ کے  
ذکر میں اور تمام بُرائیاں حُبِ دنیا میں ہیں اللہ ہمیں اور تمہیں نفع دے آمین۔



## المجلس العاشر

فی ذکر عذاب القبر و شارب الخمر و یایع البشر و تشاهد  
الزور و اکل الربوا و الناحۃ و المختکر و تارک الجماعة و فیہ قصۃ

ایوب علیہ السلام

عذاب قبر اور شراب خوار اور آدمی بیچنے والے اور جھوٹی  
گواہی دینے والے اور سود خوار اور نوحہ کرنے والے اور غلہ  
جمع کرنے والے اور تارک جماعت کے بیان میں اور

## قصہ حضرت ایوب علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ عَلِيٍّ بْنِ الْمُزْتَفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ حَضْرَةِ الرِّسَالَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ  
قَالَ سَبْعَةٌ نَفَرٌ يَجُولُ وَجُوهُهُمْ عَنِ الْقَبْلَةِ فِي الْقُبْرِ فَأَذْهَبُوا وَأُنْشِئُوا قُبُورَهُمْ  
فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا هَكَذَا مَا قُلْتُ لَكُمْ فَهُوَ بَاطِلٌ قِيلَ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَتْ  
شَارِبُ الْخَمْرِ وَبَائِعُ الْبَشَرِ وَشَاهِدُ الزُّورِ وَارْكُلُ الرِّبَا وَالتَّائِبَةُ وَالمُحْتَكِرُ  
وَتَارِكُ الْجَمَاعَةِ امير المؤمنين حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا ہے سات آدمیوں کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جاتا ہے پس جاؤ  
اور قبر کو کھود کر دیکھو اگر ایسا نہ پانا تو میرے اس قول کو جھوٹ جان لینا آپ سے پوچھا گیا



وہ کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا (۱) شراب پینے والا (۲) آدمی کو بیچنے والا (۳) جھوٹی گواہی دینے والا (۴) سود کھانے والا (۵) نوحہ کرنے والی (۶) غلہ جمع کرنے والا کہ جب گراں ہو تو بیچوں (۷) جماعت ترک کرنے والا۔ اس حدیث کے راوی کی شان میں آپ نے فرمایا ہے **يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِثِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِكَّا إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي** اے علی! تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہما السلام کے ساتھ تھے فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، حدیث میں **سَبْعَةُ نَفَرٍ يَحْتَوِلُ وُجُوهُهُمْ** وارد ہے عذاب قبر کفار کے لیے اور بعض فاسق گنہگار کے لیے بھی حق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے..... **سَنَعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ** رہم ان کو دو بار عذاب دیں گے ایک بار قبر میں دوسری بار دوزخ میں حدیث میں وارد ہے **الْقَبْرِ رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حَفْرَةً مِنْ حُفْرِ النَّارِ**۔ قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے، قبر کے عذاب کی کتنی قسمیں ہیں۔ ایک ضغطة القبر وہ یہ ہے کہ زمین چاروں طرف سے سمٹ آئے اور مردے کو اس طرح دبائے کہ اس کی ہڈیاں پسلیاں چور ہو جائیں یہ بدتر عذاب ہے۔ مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی تھیں اور انہوں نے آپ کو پرورش کیا تھا) بیٹوں کا دودھ، دودھ کمر پلایا، کا جب انتقال ہوا تو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیراہن مبارک کا انہیں کفن دیا اور قبر میں ان کے برابر لیٹ کر اپنے دونوں ہاتھ قبر کے دونوں لب پر رکھے پھر باہر تشریف لائے حضرت ابو بکرؓ نے کہا آپ نے ان کے ساتھ وہ کیا جو کسی کے ساتھ نہیں کیا آپ نے فرمایا انہوں نے مجھے پرورش کیا۔ میرے کہنے سے ایمان لائیں اور ان کے بہت سے اونٹ فروخت کر کے میں نے اللہ کی راہ میں دیتے۔ ان کے حقوق مجھ پر بہت ہیں ان کے ایمان لانے سے ابوطالب مجھ سے خفا ہو گئے میں نے اپنے پیراہن کا کفن اس لیے دیا کہ ان پر عذاب قبر نہ ہو اور ان کی قبر میں اس لیے لیٹا کہ وہ ضغطة قبر سے محفوظ رہیں۔ جب میں قبر میں گیا تو زمین چاہتی تھی کہ مل جائے میں نے اپنے ہاتھوں سے روک دیا پھر اللہ سے دعا کی اللہ نے انہیں بخش دیا پس میں باہر نکل آیا۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا ضغطة قبر سب کے لیے ہوگا آپ نے







فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر کہا کہ آپ کی امت میں جو کوئی شب جمعہ  
 میں دو رکعت نماز اس طور پر ادا کرے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی  
 اور تین مرتبہ اِذَا زُلْزِلَتْ اِلَیْهِ لَنُبْرِئَهُ لَنَاسِفًا لِّکَافٍ ہے۔ ایک عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔ کفایہ  
 شعبی میں بھی یہ نماز اسی طرح لکھی ہے۔ ایک عذاب قبر میں کیڑوں کا ہو گا جو آدمی کے  
 تمام جسم سے لپٹ جائیں گے حضرت رسول خدا علیہ النجۃ والثناء نے فرمایا ہے اَلْقَبْرِ  
 بَيَّتُ الدَّيْدَانِ قَبْرِ کِیڑوں کی کوٹھری ہے، اور فرمایا کہ قبر کا کیرا اگر جبل ابو قیس پر ڈنگ  
 مارے تو پہاڑ جل کر خاک ہو جائے۔ صحابہ نے پوچھا اس سے کون بچ سکتا ہے آپ نے فرمایا  
 جو کوئی روزانہ ایک سو ساٹھ بار سورۃ اخلاص پڑھے گا اللہ اس کو کیڑوں اور قبر کے عذاب سے  
 محفوظ رکھے گا۔ ایک عذاب قبر میں صورت مسخ کر دینے کا ہو گا یعنی سر گدھے کا ایسا یا صورت  
 گدھے کی اور سور کی ایسی ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے کہ امام سے پہلے رکوع اور سجود کرنے  
 والے کی صورت قبر میں مثل سور کے کر دی جائے گی اور مشارق الانوار میں بھی مثل اس کے مروی  
 ہے ایک عذاب قبر کا یہ ہے کہ مردے کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جائے گا۔ ایک بار حضرت  
 خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ کے ذریعہ سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا کہ میرے  
 مرنے کے بعد آپ مجھ کو اپنے عمامہ یا چادر میں کفن دیں گے آپ یہ سن کر رونے لگے اور  
 اُن کے پاس آ کر فرمایا کُوْا رَدِّتْ جَدِّیْ لَا تُطِیْتُکِ رَاکِرْتُمْ مِیْرَی کھال مانگو تو بھی میں دوں  
 گا لیکن اس سے تم کیا فائدہ سمجھی ہو۔ انہوں نے کہا تاکہ اس کی برکت سے عذاب قبر مجھ پر نہ  
 ہو آپ نے فرمایا میں نے دی اور کوئی وصیت کرو انہوں نے کہا مجھے قبر میں رکھنے کے  
 بعد آپ میرے حال کی تفتیش فرمائیں ایسا نہ ہو کہ قبلہ کی طرف سے میرا منہ پھیر دیا جائے  
 آپ رونے لگے اور اُن کے انتقال کے بعد آپ قبر میں اترے تو دیکھا وہ سیدھی لیٹی ہیں  
 آپ زرد ہو گئے اور لنگھنے کی طرف پھیر دیا پھر وہ سیدھی ہو گئیں آپ متروک ہوئے  
 حکم ہوا اے میرے حبیب میں نہیں چاہتا کہ تمہاری بی بی کا چہرہ گرد سے آلود ہو ان کو یونہی  
 رہنے دو تاکہ وہ آرام سے سیدھی سو یا کریں آپ خوش ہو گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی حدیث  
 میں ہے کہ نیک بندے کے عمل کو اللہ قبر میں اچھی صورت بنا کر اس کا مونس کر دیتا ہے۔



اور اس کے گلے میں مروارید کا ہار ہوتا ہے۔ مردہ خوش ہو کر اس پر ہاتھ مارتا ہے تو دھاگا ٹوٹ کر موتی بکھر جاتے ہیں مردہ شرمندہ ہوتا ہے وہ صورت کہتی ہے شرمندہ نہ ہو آؤ ہم تم دونوں مل کر سب موتی چن لیں دونوں اس کام میں خوشی خوشی مشغول ہو جاتے ہیں منور وہ اسی کام میں مشغول ہوں گے کہ صورت پھنکے گا اُن کے نزدیک ایک گھڑی گزری ہوگی حالانکہ برسوں گزر جائیں گے خدا خود فرماتا ہے لَمْ يَلْبِثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا نہ ٹھہرے وہ مگر صبح تک یا چاشت کے وقت تک، اور بدکار کے اعمال بُری صورت میں اُس کے جلیس ہوتے ہیں مردہ کہتا ہے تو مجھ سے کب دفع ہوگی وہ صورت کہتی ہے میں تجھ سے جدا نہ ہوں گی۔ میں تیرے اعمال ہوں اس مردے کو ایک ایک گھڑی ایک سال کے برابر ہو جاتی ہے۔ جن اہل ایمان کا خاتمہ بخیر ہوگا وہ ایسے قبر میں خوش ہوں گے کہ صورت قیامت سے بھی نہ اٹھیں گے۔ حور و غلمان مضطربانہ عرض کریں گے اے پروردگار ہمارے مالک کہاں ہیں حکم ہوگا وہ قبروں میں عیش کر رہے ہیں جاؤ ان کو لاؤ اور جنت میں لے جاؤ وہ اب تک ہماری محبت کے نشہ میں سرشار ہیں فَاذْهَبُوا وَانْتَشُوا قُبُورَهُمْ حدیث سابق میں آپ نے اس لیے فرمایا کہ ابتدائے اسلام میں متفق آپ کے قول کو سچ نہیں جانتے تھے یا اس لیے فرمایا کہ لوگ ڈریں اور ایسے افعال سے توبہ کریں شَرِبُ الْخَمْرِ سب سے پہلے حدیث میں شراب پینے والے کو ذکر کیا اس لیے کہ یہ گناہوں کی جڑ ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شَرِبُ الْخَمْرِ كَعَابِدِ الْوَتَنِ (شرابی مثل بت پرست کے ہے) اور فرمایا الْخَمْرُ مِنَ الْكِبَائِرِ وَالْقَوَاحِشِ (شراب بڑا کبیرہ گناہوں میں بڑا گناہ ہے اور سب بُرائیوں اور بے حیائیوں کی جڑ ہے) حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تمام بُرائیاں ایک گھر میں جمع ہیں اس کا قفل زنا اور کبھی شراب ہے اور تمام اچھائیاں ایک گھر میں جمع ہیں اس کا قفل نماز اور کبھی وضو ہے اور فرمایا مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ كَفَى اللَّهُ أَسْرَدَ وَجْهَهُ سَا قَطْرَ لِسَانِهِ عَلَى صَدْرِهِ يَسِيلُ عَنْهَا قَيْمٌ وَدُمٌّ (شراب خور کا لامنتہ ہو کر اللہ سے ملے گا اس کی زبان سینے میں پڑی ہوگی اور پیپ اور خون اس سے بہتا ہوگا) اور فرمایا مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْرِبُ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا إِلَّا حَبَسَهُ اللَّهُ فِي النَّارِ تِسْعَةَ أَكَّافٍ سَنَةٍ



دو دنیا میں شراب پیتے والے کو اللہ نو ہزار برس دوزخ میں قید کرے گا اور فرمایا شراب خور جب قبر سے سر نکالے گا تو اللہ فرشتوں کو اس کے پکڑنے کا حکم دے گا پس ستر ہزار فرشتے اُسے پکڑ کر الٹا منہ کے بل دوزخ میں ڈال دیں گے اور فرمایا شراب خور کو شراب ظہور نہ ملے گا مگر جب تائب ہو کر مرے اور فرمایا سچا مومن اس دسترخوان پر نہیں بیٹھا جس پر شراب ہو ورنہ اُسے اسلام فائدہ نہ دے گا اور فرمایا مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْرِبُ الْخَمْرَ إِلَّا كَا سَقَى اللَّهُ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنَ الْعَمِيمِ مِثْلَ مَا يَشْرِبُ مِنَ الْخَمْرِ شراب پینے والے کو بقدر شراب پینے کے قیامت میں اللہ گرم پانی پلائے گا جو شراب خور کو سلام کرتا ہے یا اس سے مصافحہ کرتا ہے یا بغلیں ہوتا ہے اللہ اس کی چالیس برس کی عبادت کھودیتا ہے اور فرمایا اَلَا مَنْ مَاتَ سَكْرَانًا عَايَنَ مَلَكَ الْمَوْتِ وَهُوَ سَكْرَانٌ وَاُدْخِلَ قَبْرَهُ وَهُوَ سَكْرَانٌ وَعَايَنَ مُنْكَرًا وَنَكِيرًا وَهُوَ سَكْرَانٌ وَيُعْتَبَرُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَهُوَ سَكْرَانٌ فَيَتَوَقَّفُ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَهُوَ سَكْرَانٌ وَانْصَرَفَ مِنَ الْمَوْقِفِ إِلَى جَهَنَّمَ وَهُوَ سَكْرَانٌ وَمَقْعَدُهُ فِي وَسْطِ جَهَنَّمَ فِي سَكْرَاتٍ رَاكَاةٍ ہو جاؤ کہ جو شخص نشے میں مرے گا وہ ملک الموت کو نشہ میں دیکھے گا اور قبر میں حالت نشہ میں داخل ہوگا اور نکیرین سے حالت نشہ میں ملاقاتی ہوگا اور قیامت کے دن نشہ میں اُٹھے گا اور اللہ کے سامنے نشہ کی حالت میں کھڑا ہوگا اور حالت نشہ ہی میں میدانِ حشر سے جہنم میں جائے گا اور وسط جہنم میں سختیوں کے ساتھ اس کی جگہ ہوگی اور فرمایا مَنْ اطْعَمَ شَارِبَ الْخَمْرِ لِقْمَةً سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِ حَيَاتٍ وَعَقَابٍ وَ اطْعَمَهُ مِنْ صِدِيدِ جَهَنَّمَ يُغْلَى دِمَاغُهُ وَمَنْ قَتَلَ حَاجَتَهُ فَقَدْ اَعَانَ عَلَى هَدَمِ الْاِسْلَامِ وَمَنْ اقْرَضَهُ فَقَدْ اَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ وَمَنْ جَالَسَهُ حَشَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ اَعْلَى كَأَحْجَةِ لَهُ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَلَا تَزْوُجُوهُ وَلَا تَزَوَّجُوهُ وَلَا تَعُوذُوهُ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ نَبِيًّا اِنَّهُ مَا شَرِبَ الْخَمْرَ اِلَّا اَلْعُلُوعُ فِي التَّوْرَةِ وَالْاِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ وَالْفُرْقَانِ جو شخص شراب خور کو ایک لقمہ کھلائے گا اللہ اس پر سانپ اور بچھو مستط کرے گا اور جہنم کے پیپ سے اس کو کھلائے گا جس کی وجہ سے دماغ جوش کھاتا رہے گا اور جس نے شراب خوار کی کوئی حاجت پوری کی اس نے اسلام کے منہدم کرنے میں مدد کی اور جس نے اس کو قرض دیا اس نے مسلمانوں کے قتل پر اعانت کی اور جو اس کا ہم جلیس ہو اس کو



قیامت میں اندھا اٹھائے گا اور شراب خور کا نکاح نہ کرو اور حالت بیماری میں عیادت نہ کرو اللہ کی قسم ہے کہ شراب نہیں پتیا مگر وہ شخص جو توریت انجیل زبور قرآن شریف میں ملعون ہے اور فرمایا شرابی کی چالیس شبانہ روز کی نماز اللہ قبول نہیں کرتا اور فرمایا شراب قلیل ہو یا کثیر حرام ہے اور فرمایا شرابی کو اللہ سانپ اور بچھو کا نہ ہر پلائے گا جب زہر کا پیالہ وہ منہ میں لگائے گا تو منہ کی کھال پیالہ میں گر پڑے گی اور فرمایا شراب بیچنے والا بتانے والا مدد دینے والا ... لیجانے والا سب گناہ میں برابر ہیں اور ان کی نماز روزہ حج صدقہ زکوٰۃ مقبول نہیں ہوتی مگر جب توبہ کر لیں اور فرمایا انگور کا پانی حرام ہے۔ صحابہ نے پوچھا کیا جس کو پکا کر آدھا کر لیتے ہیں فرمایا وہ گناہ کبیرہ ہے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں میں نے آپ سے پوچھا شیرہ پینا کیسا ہے آپ نے فرمایا اگر سخت نہ ہو مل کے پھوڑنے کے بعد فوراً پی لینا درست ہے۔ امام بصری کا قول ہے کہ مومن جب شراب کا پہلا پیالہ پتیا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے جب دوسرا پتیا ہے تو کراما کا تبین اس سے بیزار ہوتے ہیں اور تیسرے سے عزرائیل اور چوتھے سے حضرت سرور عالم پانچویں سے جبرائیل چھٹے سے میکائیل ساتویں سے اسرافیل آٹھویں سے روح نویں سے ملائک آسمان دسویں سے ملائک زمین گیارہویں سے حاملان عرش بارہویں سے بہشت تیرہویں سے ایمان چودھویں سے تمام پیغمبر علیہم السلام پندرہویں سے نیک بخت سولہویں سے عرفار سترہویں سے پرہیزگار ہوئیں سے ابدال افسویں سے غوث اور بیسیویں پیالہ سے خود خدا تعالیٰ بیزار ہوتا ہے۔ اور فرمایا جب مومن پیالہ شراب کا ہاتھ میں لیتا ہے تو ایمان چھٹا کر کہتا ہے اگر تو اسے پیئے گا تو میں تجھ سے بیزار ہو جاؤں گا۔ فرمایا ایمان اور شراب ایک مقام پر جمع نہیں ہوتے اور فرمایا اَیْمَا امْرَأَةٍ رَضِیَتْ بِزَوْجٍ شَارِبِ الْخَمْرِ اَنَّهَا قَامَتْ مِنْ قَبْرِهَا مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهَا اَنْتِ اِیْسَةُ مِّنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ رَجوع عورت اپنے شرابی خاوند سے راضی ہو وہ قبر سے جب اٹھے گی تو اس کی آنکھوں کے پیچ میں لکھا ہوگا تو رحمت الہی سے یوں ہے فرمایا: مَنْ تَزَوَّجَ ابْنَتَهُ شَارِبِ الْخَمْرِ فَكَانَتْهَا سَابِقَهَا اِلَى الْبِرِّ نَا حَسِنَ شَرَابِی کے ساتھ اپنی لڑکی بیاہی تو گویا اس نے زنا کے لیے اس کو پیش کیا، فرمایا ثَلَاثَةٌ لَّیْسَ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِنَ الْجَنَّةِ الْخَمَّارُ وَالْمُحْتَكِرُ وَاکُلُ الرِّبْرِ تین شخص کے لیے جنت میں حصہ نہیں ہے



(۱) شرابی (۲) غلہ جمع کرنے والا (۳) سود خور اور فرمایا مَنْ شَرِبَ فِي عُمْرِهِ قَدْحًا مِنْ  
 الْخَمْرِ وَجَبَ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ النَّارَ ایک بار بھی شراب پی ہو تو اللہ پر واجب ہے  
 کہ اُسے دوزخ میں ڈالے اور فرمایا مَنْ مَاتَ سَكْرًا نَافَحَاتِ عُرُوسُ الشَّيْطَانِ رِيشَہ کی  
 حالت میں مرنے والا شیطان کی دولہن ہو کر مرنے والی ہے اور فرمایا مَا يَخْرُجُ الْخَمْرُ مِنْ قَبْرِهِ يَوْمَ  
 الْقِيَامَةِ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ يَا كَا فِرْ تَبَوُّاْ مَقْعَدَكُمْ فِي النَّارِ شرابی جب قبر سے قیامت میں آئے  
 گا تو اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں لکھا ہوگا اے کافر اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے (خلاصہ  
 یہ ہے کہ شراب اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے کُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ حدیث میں وارد ہے شراب  
 چاہے انگور سے بنی ہو یا چھوہار سے سے یا گبیوں سے یا جو سے ہر طرح حرام ہے اور درحقیقت  
 شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ مسلم، بخاری، ابن ماجہ، ترمذی، موطا امام مالک وغیرہ میں  
 اس کے متعلق احادیث بکثرت موجود ہیں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کُلُّ مُسْكِرٍ  
 حَرَامٌ اِنَّ عَلَى اللَّهِ عَهْدًا لِمَنْ شَرِبَ الْمُسْكِرَ اَنْ يُسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 مَا طِينَةُ الْخَبَالِ قَالَ يَوْلُ اَهْلُ النَّارِ وَعَصَاةُ اَهْلِ النَّارِ ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور اللہ پر  
 عہد ہے کہ نشہ پیتے والے کو طینۃ الخبال پلاوے صحابہ نے پوچھا طینۃ الخبال کسے کہتے ہیں آپ  
 نے فرمایا دوزخیوں کے پیشاب اور نجوڑن کو) شرح آثار میں ہے شراب اسے کہتے ہیں جو عقل کو  
 ڈھانپ لے اور مطلق بولنے سے انگور کا پانی مراد لیا جاتا ہے جو اس قدر پکایا جاتے کہ سخت  
 ہو جائے اور لیسدار ہو کر چپکنے لگے اور دوسرے اشربہ میں اختلاف علماء معروف و مشہور ہے اور  
 فتویٰ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہے یعنی اس کا قلیل اور کثیر سب حرام ہے اور بیچنا بھی مثل پینے  
 کے ہے۔ حدیث میں ہے مَا اسْكِرَ قَلِيلُهُ فَكَثِيرُهُ حَرَامٌ نشہ لانے والی چیز کا تھوڑا بہت  
 سب حرام ہے) اور بھی وارد ہے يَشْرَبُونَ اَنَاسٌ مِنْ اُمِّيٍّ وَيُسْتَوْنَهُ بِغَيْرِ اسْمِهَا -  
 (میری امت کے لوگ نام بدل کر شراب پئیں گے) اور بھی ہے اِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلَكِنَّهُ  
 دَاءٌ شراب دوا نہیں بلکہ بیماری ہے) فتاویٰ نوازل میں فقیہ ابواللیث رحمہ اللہ کا قول نقل کیا  
 ہے شربتوں کا پینا پانچ طرح پر ہے (۱) جو سب کے نزدیک حلال ہو (۲) جو سب کے نزدیک  
 حرام ہو (۳) جو ہمارے علماء کے نزدیک حلال اور بعض لوگوں کے نزدیک حرام ہو (۵) جس میں



ہمارے علماء کا اختلاف ہو پس اول وہ شراب ہے جس پر دن گزرے ہوں اور مٹی ہو نشہ نہ لاوے اور قسم دوم وہ شراب خاص ہے باہر نشہ لانے والی شے ہے۔ اور قسم سوم انگور کا شربت ہے جو اس قدر پکایا جائے کہ ادھارہ جاتے اور سخت ہو جاتے اور قسم چہارم وہ شربت ہے جو دھوپ میں رکھ کر دو حصہ خشک کیا جائے اور ایک حصہ باقی رکھا جائے اور پکایا نہ جائے مگر ایسا ہو کہ اصل رہ جائے اور فضلہ جاتا رہے اور قسم پنجم اٹلی اور کشمش کا شربت ہے جو قحطاً پکایا جائے پس یہ جب سخت ہو جائے تو جب تک فحشی نہ ہو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک اس شرط سے جائز ہے کہ عادتاً ہمیشہ نہ پیے اور لہو مقصود نہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا قلیل یا کثیر سب حرام ہے اور جو اور جوار اور سیب اور شہد کا شربت جو سخت ہو پکا ہوا ہو یا نہ ہو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک جائز اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ناجائز ہے اور فتویٰ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہے اور فتاویٰ مسعودی میں ہے جو شراب شہد اور شکر یا تخمیں سے بنائی جائے تو جب تک نشہ نہ لاوے جائز ہے۔ اور اگر اس کا ایک پیالہ نشہ پیدا کرے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک حرام اور امام محمد کے نزدیک ہر نشہ والی چیز قلیل اور کثیر حرام ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر خوشی اور نشاط کے لیے پیے تو بالاتفاق اگرچہ قلیل ہو حرام ہے اور بھنگ کو دوا کی غرض سے کھانا امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک درست اور امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک حرام ہے لَا شِفَاءَ فِي الْخَرَادِ (حرام میں شفا نہیں ہے) حدیث میں موجود ہے اور محیط میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے ذکر کیا ہے کہ بھنگ سے نشہ حاصل کرتا حرام ہے اور بھنگ والے کی طلاق پڑے گی اور اگر اس سے اس کو نشہ ہو تو اس پر حد لگائی جائے گی۔ حدیث میں ہے جو کوئی بھنگ پیے گویا اس نے اپنی ماں سے ستر بار زنا کیا۔ غرض بھنگ بھی حرام ہے اس سے بھی ہر مسلمان کو بچنا چاہیے۔ حضرت شیخ رضی الدین رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس کو مباح کہنے والا جاہل ہے اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنَا بَرِيٌّ مِنَ الَّذِي يَأْكُلُ الْبَنْجَ اَوْ يَشْرِبُ الْبَنْجَ میں اس شخص سے بیزار ہوں جو بھنگ کھاتا پیتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا اَثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا اَكْبَرُ



مَنْ تَفْعِلْهُمَا رَجُلٌ نَمَّ سَعَى شَرَابٍ أَوْ رَجُلٌ يَحْتَسِبُ أَنَّهُ سَعَى دَوَانٍ فِي بَطْنِ  
 كُنَاهُ هُوَ أَوْ رَجُلٌ يَحْتَسِبُ أَنَّهُ سَعَى دَوَانٍ هُوَ مَكْرُكُنَاهُ نَفْعٌ سَعَى زِيَادَةً هُوَ (يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ  
 وَالْمَيْسِرِ ۚ قُلْ لِلَّهِ تَعَالَىٰ أَسْمَاءُ ۚ بَشَرٌ مِّمَّا يَشْرَبُونَ ۚ بَشَرٌ مِّمَّا يَشْرَبُونَ ۚ بَشَرٌ مِّمَّا يَشْرَبُونَ ۚ بَشَرٌ مِّمَّا يَشْرَبُونَ ۚ  
 تَنَافَعُ عَادِي هُوَ تَنَافَعُ عَادِي هُوَ تَنَافَعُ عَادِي هُوَ تَنَافَعُ عَادِي هُوَ تَنَافَعُ عَادِي هُوَ تَنَافَعُ عَادِي هُوَ تَنَافَعُ عَادِي هُوَ  
 اس کے نفع سے آگاہ تھے حتیٰ کہ ایک دوسرے سے کہتا تھا اگر تم قوت اور رنگ کی صفاتی  
 اور موٹا ہوتا اور شجاعت اور سخاوت اور تیزی ذہن چاہتے ہو تو شراب پیو۔ سب سے پہلے  
 تَحْرِيمُ خَمْرٍ فِي يَوْمٍ نَزَلَ هُوَ وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا  
 وَرِذًا قَاحَسًا تَمَّ كَهْجُورٍ أَوْ أُنْجُورٍ كَيْ مَبُودٍ سَعَى نَشْتِ أَوْ خَاصِي رُوزِي بِنَاتِي هُوَ) یہاں پر اللہ نے  
 نشہ کی صفت حسن نہ فرمائی بلکہ رزق کی صفت کو حسن کہا۔ جلیل القدر صحابہ نشہ سے پرہیز کرتے  
 تھے اور کہتے تھے اگر اس میں بھلائی ہوتی تو اللہ رزق حسن سے نشہ کو جلد نہ کرتا اور سکر کچے  
 چھوٹے کے پانی کو جب وہ کھٹا ہو جاتے کہتے ہیں اور وہ بھی شراب ہو جاتی ہے۔ حدیث  
 میں ہے اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَيْنِ وَاشَارَ إِلَى الْكُرْمِ وَالنَّخْلِ (کھجور اور انگور کے  
 درختوں کی طرف اشارہ کر کے آپ نے فرمایا کہ شراب ان درختوں سے بنتی ہے) جو صحابہ  
 شراب پیتے تھے انہوں نے آپ سے شراب اور جوئے کا حال پوچھا تو یہ آیت نازل  
 ہوئی قُلْ فِيهَا اِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ اُنْهَوْنَ نَبِيٌّ هُوَ اس سے پرہیز کیا۔ منقول ہے کہ  
 کوئی صحابی شراب پینے کے بعد نماز میں حاضر ہوئے اور سورۃ کافرون میں غلطی کی اس وقت  
 یہ آیت نازل ہوئی لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَاَنْتُمْ سُكَارَىٰ رَجَبٌ تَمَّ نَشْتِ میں ہو تو نماز کے قریب  
 نہ جاؤ، پس نماز کے وقت شراب حرام ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے نشہ والوں کے سوا یہود اور نصاریٰ  
 اور مجوس اور جاثقہ اور حبیب کسی کو اپنے ذکر سے منع نہیں کیا پس یہ گویا اللہ کا عذاب ہے  
 حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہما نے چند صحابہ کی دعوت کی اور اونٹ کے سر کے کباب  
 بناتے اور شراب پی کر نشہ میں سب نے اپنے اپنے نسب کی تعریف کے اشعار پڑھنا شروع  
 کیے ایک صحابی نے اسی حالت میں اونٹ کی ٹڈی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ناک پر ماری جس  
 سے ان کی ناک ٹوٹ گئی جب یہ خبر مجلس نبوی میں پہنچی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی



اے اللہ شراب کا صاف بیان کرو سے پس یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والاکانصاب والاکازکارحس من عمل الشیطان فاجتنبوا لعلکم تفلحون یرید الشیطان ان یوقع بئیکم العداوة والبغضاء فی الخمر والمیسر و یصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوة فقل انتم منتمون اسے ایمان والو شراب اور جو اُبت اور پانسے گندے کام شیطان کے ہیں پس ان سے بچو شاید تم فلاح پاؤ شیطان تم میں عداوت اور بیز شراب اور جوتے سے ڈالنا اور اللہ کے ذکر اور نماز سے باز رکھنا چاہتا ہے۔ پس اب تو تم باز آؤ گے، عربی میں

شراب کے کئی نام ہیں سب سے بدتر نام خمر ہے جو عقل کو گندہ کر دے اور کھودے چونکہ شراب عقل کو ضائع کرتی ہے اور انسان کو عقل کی زیادہ حاجت ہے اسی لیے اللہ نے شراب کو خمر کے نام سے بیان کیا۔ حدیث میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ ایام جاہلیت میں بھی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ میں چار خصلتیں اچھی تھیں آپ نے پوچھا انہوں نے کہا اگر آپ نہ پوچھتے تو میں نہ کہتا میں نے کبھی شراب نہیں پی کبھی بُت پرستی نہیں کی زنا نہیں کیا جھوٹ نہیں بولا پھر آیت سابق میں قُلْ فِیْہَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ اور نہ فرمایا ان عین الخمر حرام فانہا حرمت بعلۃ یعنی عین خمر حرام ہے اس لیے کہ علت کی وجہ سے حرام ہوئی ہے اور بڑا گناہ ہونا علت ہے کیونکہ عقل زائل کرتی ہے اور مال تلف کرتی ہے پھر فرمایا ومنافع للناس شراب میں منافع یہ ہیں حرارتِ عزیز می کو مشتعل کرتی ہے معدے کو قوت دیتی ہے کھانا ہضم کرتی ہے قوتِ باہ زیادہ کرتی ہے نامرد کو بہادر اور بخیل کو سخی کرتی ہے اور رنگ صاف کرتی ہے لیکن ان تمام منافع سے اس کا گناہ زیادہ ہے اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حرام ہونے کے بعد اس میں نفع ہی نہیں رہا حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کسی شئی کو حرام کرتا ہے تو اس سے اس کے منافع دُور کر دیتا ہے اور بعض کے نزدیک منافع دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) دینی (۲) دنیاوی، پس حرام ہونے کے بعد دینی نفع نہیں رہتا اور دنیاوی بھی حرام حاصل ہوگا اور حرام نفع کو بھی نفع کہتے ہیں اور جو حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں اِنَّ اللہَ تَعَالٰی لَمَّا جَعَلَ شِفَاؤَکُمْ حَرَامًا عَلَیْکُمْ اللہ تعالیٰ نے اس چیز میں شفا نہیں رکھی ہے جس کو تم پر حرام



کیا ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ حرام شے سے شفا طلب نہ کرو و بایع البشر حدیث سابق کا ٹکڑا ہے یعنی دوسرا وہ شخص جس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیرا جائے گا آدمی کو بیچنے والا ہے۔ شرع میں غلام کا بیچنا جائز ہے لیکن متقی لوگ اس سے پرہیز رکھتے ہیں اس وجہ سے کہ ایک شخص نے حاضر خدمت نبوی ہو کر کہا میں خرید و فروخت کرنے جانا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا جاؤ مگر آدمی کا سودا نہ کرنا اس نے اس کا مطلب پوچھا آپ نے فرمایا آدمی کو ایک جگہ سے خرید کر دوسری جگہ نہ بیچنا التاجر مردوق و الجالب ملعون (سوداگر رزق دیا گیا ہے اور جالب ملعون) جالب ایک شہر سے دوسرے شہر میں غلہ لے جانے کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا ملعون وہ ہے جو ماں سے بیٹے کو جدا کرے۔ چنانچہ حدیث میں ہے جو شخص ماں سے بیٹے کو دنیا میں جدا کرے گا اللہ قیامت میں اس سے اس کے بیٹوں اور دوستوں کو جدا کرے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی مضر کے ایک شخص کو حضرت سرور عالم دست رکھتے تھے ایک یار اس نے لونڈی بیچی اور اس کے چھوٹے بچے کو اپنے پاس رکھا لوگوں نے یہ ماجرا آپ کی خدمت میں بیان کیا۔ جب وہ شخص حاضر خدمت ہوا تو آپ نے اس سے اعراض کیا اس نے خفگی کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا جو شخص لونڈی اور اس کے بچے میں جدائی ڈالے میں اس سے ناخوش ہوں وہ شخص گیا اور لونڈی کو دو تہ قیمت دے کر لے آیا اور بعض کے نزدیک بشر سے آزاد مراد ہے کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ آزاد کو بیچنے والا اپنے کو دوزخ میں پہنچاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بشر بکسریا اور بسکون سین مراد ہے اور بشر آپ کا آزاد کیا ہوا غلام تھا کسی شخص نے پکڑ کے اسکو بیچ ڈالا تھا پس اس کے بیچ ڈالنے والے کے حق میں آپ نے یہ فرمایا تھا وَشَهِدَ الزُّورَ نِیسِرَ وہ شخص جس کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جاتا ہے وہ جھوٹی گواہی دینے والا ہے) اُس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور منہ کا نور جاتا رہتا ہے اور قبر تنگ ہوتی ہے اور آپ نے فرمایا ہے مَنْ شَهِدَ بِالزُّورِ مُسِيخٌ فِي قَبْرِهٖ خَنْزِيرًا - رچھوٹی گواہی دیتے والا قبر میں بصورت خنزیر مسخ کیا جائے گا) ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو قبر میں بصورت خنزیر دیکھا ہے آپ نے فرمایا یہ عذاب جھوٹی گواہی دینے والے کے لیے خاص ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ واقعی وہ



شخص ایسا ہی تھا۔ اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَشْرِكُ  
 بِالزُّورِ اَلَا يُعَذِّبُهُ اللّٰهُ عَذَابًا شَدِيدًا (جھوٹی گواہی دیتے والے مومن پر اللہ سخت عذاب  
 کرتا ہے) گواہی کی کئی قسمیں ہیں (۱) کسی پر زنا کی جھوٹی گواہی دینا جس کی وجہ سے وہ حد مارا  
 جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص جھوٹی گواہی دے جس کی وجہ سے وہ حد  
 مارا جائے اس کے نیک کام اس کے حق میں گواہ ہو جاتے ہیں (۲) کسی پر ایسی گواہی دینا جس کی  
 وجہ سے وہ سنگسار کیا جائے تو یہ گواہ اور مار ڈالنے والا گناہیں برابر ہیں ایسا ہی حدیث  
 میں ہے (۳) کسی پر چوری کی گواہی دے جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹا جائے حدیث میں ہے  
 کہ قیامت میں ایک شخص کے دونوں ہاتھ کاٹ کر گردن میں لٹکائے جائیں گے اور اسی طرح اس کا  
 حشر ہوگا اور ندا ہوگی یہ جھوٹی گواہی دینے والا ہے (۴) ایسی گواہی دینا جس کی وجہ سے کسی کا  
 مالی نقصان ہو۔ حدیث میں ہے جس کی گواہی سے کسی کا ایک درہم جائے گا اس پر ایک ہزار  
 برتن تک دوزخ کا عذاب ہوگا (۵) ثبوت نسب کی گواہی دینا اس کو حضرت سرور عالم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے بدترین شہادت فرمایا ہے وَ اَكْلُ الرِّبَا اَوْ تَحْوَاوُهُ شَخْصٌ جَسَّ كَامَنَةً قَبْرٍ قَبْلَهُ كِي  
 طَرَفٍ سَيْفٍ يَبْجَلُ سَيْفًا سَوْدًا كَمَا نَظَرْتُ اِلَيْهِ اَللّٰهُ تَعَالٰی فرماتا ہے اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبَا  
 رَا اللّٰهُ تَعَالٰی بَيْعَ كَوْنٍ حَلَالٍ اَوْ سَوْدًا كَوْنٍ حَرَامٍ كَيْفَا هُوَ اَوْ دُوْرًا مِّنْ مَّقَامٍ يُّفْرَمٰ اَوْ لَا  
 (سورہ بکھار) اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے میں فرمایا ہے يَا اَيُّهَا النَّاسُ اجْتَنِبُوا  
 الرِّبَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَيْكُمْ رَا سَ لَوْ كَوْنُ سَوْدٍ سَيُّئًا مِّنْكُمْ اَوْ كَيْفَا هُوَ اَوْ كَوْنُ اللّٰهِ تَعَالٰی تَمَّ بِحَرَامٍ  
 کیا ہے) اور فرمایا سود کھانے کو اچھا نہیں سمجھنے مگر دوزخ والے اور فرمایا دوزخ اور تین شخصوں  
 میں سواموت کے کوئی پر وہ نہیں ہے (۱) والدین کو ستانے والا (۲) زکوٰۃ نہ دینے والا (۳) سود  
 کھانے والا اور فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک سود خوار تھا مرنے کے بعد قبر نے اُسے قبول  
 نہ کیا ستر مرتبہ لاش قبر میں رکھی گئی اور قبر نے اُسے باہر پھینک دیا اور فرمایا سود سے ہاتھ کھینچ  
 لینے والے کو اللہ بخش دیتا ہے اور فرمایا سودی مال قیامت کے دن سانپ بن کر سود خوار  
 کے گلے میں لپٹے گا اور دوزخ میں لے جائے گا جب اُوپر آوے گا سانپ اُسے نیچے  
 کھینچ لے جائے گا۔ اور فرمایا ایک درہم سود لینے والا ہزار برس دوزخ میں رہے گا اور



فرمایا اللہ کے خوف سے سود چھوڑ دینے والے کو ہر درم کے بدلے ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور فرمایا ہے کہ ایک درہم سود چھوڑنے والے کے نامہ اعمال تولتے کے وقت نوے کوہ احد کے برابر نیک کام ترازو میں ڈال دے گا اور فرمایا ربودتیا میں فتادہ اور عقبی میں نقصان ہے اور فرمایا ایک درم قرض حسنہ دینے والا اور سود نہ لینے والا قیامت میں مدارج اولیاء اللہ سے قاتل ہوگا۔ حضرت حبیب عجمی پہلے سود خوار تھے پھر تارک ہوئے اللہ نے ان کو اولیاء اللہ میں داخل کیا۔ مترجم کہتا ہے اگر ان کا قصہ دیکھنا ہو تو انوار الیقین ترجمہ تذکرۃ الاولیاء دیکھو اتمہی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (سود چند در چند نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ) چونکہ سود خواروں کا قاعدہ تھا کہ جمع کرتے تھے اور وہ چند در چند ہو جاتا تھا اس لیے یہ حکم بھی فرمایا۔ ورنہ مطلقاً سود کھانا مقہور ہو یا زائد حرام ہے اور آیت سابق میں اس کا بیان گذر چکا ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ كَايَرَ حِمْرًا كَايَرَ حِمْرًا جَوْ دُنْيَا مِیں رحم نہ کرے گا اس پر عقبی میں رحم نہ کیا جائے گا، اور فرمایا ہے کہ دوزخ میں بندہ روتے گا حکم ہوگا ہم تجھ پر رحم نہ کریں گے اس لیے کہ تو نے ہمارے بندوں پر رحم نہیں کیا اور فرمایا ہے سود لینے والا اور لکھنے والا اور اس کی گواہی دینے والا گناہ میں برابر ہیں اور فرمایا ہے مَنْ أَكَلَ الرِّبَا قَلَهُ النَّارُ وَاللَّطْفُ رَحِمٌ نَے سود کھایا اس کے لیے دوزخ اور اس کی لطفی ہے۔ لطفی جہنم کے ایک طبقہ کا نام ہے جس میں سخت عذاب ہے۔ وَالنَّارُ حُمُرٌ پانچویں جس کا منہ قبلے کی طرف سے پھیر دیا جائے گا وہ نوحہ کرنے والی عورت ہے عورتوں کے تمام گناہوں سے بڑا گناہ نوحہ کرنا ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا التَّوْحَةُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ نوحہ کرنا جاہلوں کا کام ہے، اور فرمایا ہے مَا مِنْ امْرَأَةٍ أَصَابَتْهَا مُصِيبَةٌ فِي نَفْسِهَا أَوْ وَلَدِهَا فَتَنَاحَتْ إِلَّا وَفُتِحَتْ فِي قَبْرِهَا أَبْوَابُ النَّيْدَانِ يَخْرُجُ الْحَيَاتُ وَالْعَقَابُ وَالسِّدَّانِ۔ نہیں ہے کوئی عورت ایسی جس کو مصیبت پہنچے اس کے خاوند یا لڑکے کی پس وہ نوحہ کرے مگر یہ کہ اسکی قبر میں دوزخ کے دروازے کھولے جائیں گے جس سے سانپ اور بچھو اور کیڑے نکلیں گے، اور فرمایا مصیبت کے وقت رونے والے بال نوچنے والے کا نام منافقوں کے دتریں



لکھا جاتا ہے اور ہمیشہ اس پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اور فرمایا کسی کے مرنے کے بعد حبیب اس کے گھر والے روتے پیٹتے ہیں تو عزرائیل کہتے ہیں یہ لوگ کیوں نوحہ کرتے ہیں اگر تقدیر الہی سے ناراض ہیں تو کافر ہیں اور اگر مجھ سے ناراض ہیں تو میں اسی کے حکم سے آیا ہوں اور مجھے اللہ کی قسم ہے کہ جب تک تم میں ایک بھی باقی رہے گا آنا ترک نہ کروں گا اور فرمایا نوحہ دیتا اور عقیقی کا عذاب ہے اور فرمایا جو کوئی مصیبت پر نوحہ کرتا ہے اس کے نامہ اعمال میں تنویر کے گناہ اور جو صبر کرتا ہے اس کے نامہ اعمال میں سورہس کی عبادت لکھتے ہیں اور اگر بے توبہ کیے مرجاتے تو شیطان کے ساتھ دوزخ میں رہے گا اور فرمایا نوحہ کرنے والی عورت خست کی بونہ سو نگھے گی اور تمام فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اس کی برائیاں زاید اور نیکیاں کم ہوتی ہیں اور دوزخ میں سب سے زیادہ اس پر عذاب ہوگا اور اس کا منہ کتے کا ہوگا اور اللہ اس پر رحمت کی نظر نہ کرے گا۔ اور فرمایا جو کوئی مصیبت پر نوحہ کرے چلائے کپڑے بھاڑے تو قیامت میں اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا تو خدا کی رحمت سے دور ہے اور فرعون اور ہامان اور قارون کے ساتھ دوزخ میں جائے گا اور فرمایا جو کوئی مصیبت کے وقت نوحہ کرتا ہے یا دکان توڑ ڈالتا ہے یا گھوڑے کی دم کاٹ ڈالتا ہے یا سر منڈاتا ہے تو اس کی قبر میں دوزخ کے شتر دروازے کھولے جائیں گے اور اللہ اس سے خوش نہیں ہوتا اور اس کی عبادت قبول نہیں کرتا جب تک توبہ نہ کرے اور فرمایا جو کوئی مصیبت کے وقت چلاتا ہے یا یال نوچتا ہے تو اس کے جسم کے رنگٹوں کے بقدر دوزخ میں اس کے لیے گھر بنائے جاتے ہیں اور گویا اس نے ایک مومن کو قتل کیا۔ اور فرمایا مصیبت کے وقت چلانے اور منہ کالا کرنے والا ملعون ہے اور فرمایا جو کوئی مصیبت میں گھر کا دروازہ کالا کرتا ہے اللہ اس کی قبر کو قیامت تک کے لیے تنگ اور تنہا رکھ دیتا ہے اور حساب میں سختی کرتا ہے اور پل صراط پر اس کو لغزش ہوگی جہنم اس کا گھر ہے اور جب تک اس کا دروازہ سیاہ رہتا ہے ان کے نامہ اعمال میں برائیاں لکھی جاتی ہیں۔ چھوٹی بُرائی کوہُ احد کے برابر ہوتی ہے اور صبر پر خدا خوش ہوتا ہے اس کے گناہ بخشا ہے ملائکہ دعا سے رحمت کرتے ہیں دوزخ اس پر حرام اور مصیبت پر صبر کرنے والے کے لیے جنت لازم ہوتی ہے اور اس کو حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا ثواب



منا ہے۔ اللہ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی شان میں نَحْمَ الْعِبْدُ اِنَّهٗ اَوْابٌ رَّحِيْمٌ بندہ ہے جو ہماری طرف رجوع کرے تو اللہ ہے (فرمایا ہے) صبر کی وجہ سے تکلیف دور ہوتی صحت ہو گئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اَيُّوبَ اِذَا نَادٰى رَبَّهٗ اِنِّىۡ مَسْنٰى الضُّرِّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهِۦ مِنْ ضُرٍّ وَاَتَيْنَاهُ وَاَهْلَهٗ وَمَثَلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ اور جس وقت ایوب نے اپنے رب کو پکارا کہ اب مجھ کو بڑا ضرر پہنچ گیا تو سب رحم کرنے والوں سے رحیم ہے پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور مرض کو دور کر دیا اور دیے ہم نے اس کو اُس کے گھر والے اور اُن کے برابر ساتھ اُن کے یہ دنیا ہماری رحمت سے تھا اور عبارت کرنے والوں کے لیے نصیحت تھی) ان کا قصہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو شاہوں کے مثل ثروت دی تھی اُن کے والد کا نام موسیٰ تھا بعض کے نزدیک اُن کے باپ بھی پیغمبر تھے اور کہتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس تیس ہزار گھوڑے اور چالیس ہزار اونٹ اور پچاس ہزار گائے بیل اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار بکریاں اور تیس ہزار لونڈی غلام تھے۔ ان کی چھ بیبیاں اور بارہ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں شیطان کو حسد ہوا اس نے کہا اے اللہ اگر یہ ایسے مطمئن نہ ہوتے تو تیری عبادت نہ کرتے اگر مجھے تو ان پر مسلط کر دے تو وہ تیری عبادت چھوڑ دیں گے اللہ نے اس کو ان پر مسلط کر دیا۔ شیطان نے خاک ہو کر ان کی سب کھیتی خاک کر دی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے سُن کر اللہ کا شکر کیا اور فرمایا اللہ کی امانت تھی اس نے لے لی میں اس پر راضی ہوں۔ پھر شیطان نے ان کی بکریاں جلاڈالیں انہوں نے پھر شکر اور صبر فرمایا پھر شیطان نے اُن کے تمام جانور جلا دیے لیکن یہ اسی طرح صبر اور شکر اور یادِ الہی کرتے رہے۔ پھر شیطان نے ان کے تمام اہل و عیال پر مکان کی چھت گرا دی سب مر گئے انہوں نے اس پر بھی صبر اور شکر کیا اور اسی استقلال کے ساتھ اللہ کی یاد میں مصروف رہے۔ شیطان نے کہا ان کو بیماری نہیں اس لیے یہ صابر ہیں اللہ نے شیطان کو ان کے جسم پر مسلط کر دیا۔ شیطان آیا آپ عبادت میں تھے ناک کے راستے سے بدن میں سرایت کر کے جسم ان کا جلا دیا تمام بدن میں آبلے پڑ گئے اور دس ہزار چار سو کیڑے آبلوں میں پڑ گئے یہ اس وقت بھی صابر اور شاکر رہے اور جو کیڑا اگر پڑتا اسے اٹھا کر جسم



پہر رکھ لیتے اور فرماتے اللہ نے اس کا رزق میرا جسم مقرر کیا ہے اگر یہ جدا ہوگا تو مر جائے گا۔ جب تمام جسم آپ کا کیڑے کھا گئے اور زبان کو کھاتا شروع کیا تب اللہ سے دعا کی وہ بھی اپنی تکلیف کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ اس وجہ سے تھی کہ وہاں سے ذکر الہی کرنا دشوار ہوتا تھا۔ اللہ نے ان کی دعا قبول کر کے صحت دی شیطان عاجز اور نادم ہوا مترجم کتا ہے یہاں طول کی وجہ سے حضرت ایوب علیہ السلام کا مختصر واقعہ لکھ دیا ہے اگر تفصیل سے دیکھنا ہو تو درۃ الناجین کا میں نے اردو ترجمہ کیا ہے جس کا نام مرآة الواعظین ہے اس کو دیکھو انتہائی والمختصر یہ حدیث سابق کا ٹکڑا سے یعنی چھٹا شخص جس کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جائے گا غلہ جمع کرنے والا ہے تاکہ گدائی کے وقت فروخت کرے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الاحتکار اکبر الکبائر غلہ جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ ہے اور فرمایا مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا اَرْبَعِينَ يَوْمًا فَلَيْتَهُ قُحِّرَ إِلَى النَّارِ جو شخص چالیس روز غلہ جمع رکھے وہ دوزخ کی طرف اپنا سامان تیار کرے اور فرمایا ہے الْمُحْتَكِرُ عَاصٍ وَالْمُحْتَكِرُ فَاسِقٌ غلہ جمع کرنے والا عاصی اور غلہ جمع کرنے والا فاسق ہے اور فرمایا ہے مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا اَرْبَعِينَ يَوْمًا فَقَدْ بَرِيءٌ مِنَ اللَّهِ وَبَرِيءٌ اللَّهُ مِنْهُ چالیس دن غلہ جمع کرنے والا اللہ سے بری ہے اور اللہ اس سے بری ہوا اور فرمایا لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا الْخَاطِئُ (غلہ گنہگار ہی جمع کرتا ہے) اور فرمایا الْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ غلہ جمع کرنے والا ملعون ہے) الْمُحْتَكِرُ كَافِرٌ (غلہ جمع کرنے والا کافر ہے) شاید اس کفر سے کفرانِ نعمت مراد ہے غلہ جمع کرنے والا مسلمانوں پر دو ظلم کرتا ہے (۱) فصل میں غلہ جمع کرتا ہے (۲) اپنے فائدہ کے لیے دوسرے کا نقصان چاہتا ہے وَتَارِكُ الْجَمَاعَةِ یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے۔ ساتواں شخص جس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیل جائے گا وہ ہے جو جماعت کو بغیر عذر کے ترک کرے۔ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے تَارِكُ الْجَمَاعَةِ مَلْعُونٌ رَفِیْ كُلِّ كِتَابٍ اَنْزَلَ اللَّهُ عَلٰی اَنْبِيَائِهِ رجاعت ترک کرنے والا تمام کتب منزلہ میں ملعون ہے اور فرمایا ہے تارکِ جماعت پہرہ دوزخ میں دردناک عذاب ہوگا اس کا منہ سیاہ کیا جائے گا اور فرمایا سات دن تنہا نماز پڑھنے والے کو اہل آسمان یوں صدا دیتے ہیں اے اللہ کے دشمن مدت دراز تک تیری جگہ دوزخ میں ہوگی اور فرمایا تین مہینہ تک مسجد میں حاضر نہ ہونے والا



فاسق اور مردود الشہادۃ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے **وَإِذْ كُنَّا مَعَ الرَّاكِعِينَ** رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ، یعنی جماعت سے نماز ادا کرو۔ جس نے امام کے ساتھ رکوع پایا گویا اس نے وہ پوری رکعت پائی۔ اللہ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو نیک اعمال کی توفیق دے اور خاتمہ بخیر کرے۔

آمین۔ یا رب العالمین







یَوْمَ الْجُمُعَةِ اور أَفْضَلُ الْأَيَّامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اور أَشْرَفُ الْأَيَّامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اور الْكَبِيرُ الْأَيَّامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اور آپ نے فرمایا ہے الْجُمُعَةُ كُنُزُ الْعَسَنَاتِ جمعہ نیکیوں کا خزانہ ہے اور فرمایا ہے الْجُمُعَةُ مَعْدِنُ الْخَيْرَاتِ جمعہ بھلائیوں کی کان ہے اور آپ نے فرمایا ہے اگر اللہ کو میری امت پر عذاب کرنا منظور ہوتا تو ان کو جمعہ نہ دیتا اور فرمایا ہے تمام انبیاء کو اللہ نے ایک دن دیا تھا جس میں وہ زائد عبادت کرتے تھے۔ میری امت کو جمعہ دیا ہے جو سب سے بہتر ہے اور فرمایا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات کی اسے اللہ تو نے مجھے یکشنبہ مبارک دن دیا ہے اُمّت محمدی کے لیے کون دن ہے حکم ہوا ہم انہیں جمعہ دیں گے جس کی ایک نیکی تمہارے یکشنبہ کی لاکھ نیکیوں کے برابر ہوگی۔ حدیث میں ہے ایک بار حضرت جبریل آئے ان کے ہاتھ میں ایک شفاف شبیہ تھا جس پر ایک سیاہ نقطہ تھا، آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے پوچھا کیا ہے عرض کیا یہ جمعہ کا دن ہے اللہ نے آپ کی امت کو عطا کیا جو کوئی اس دن ایک نیکی کرے گا ہزار نیکی کا ثواب پائے گا۔ آپ نے پوچھا یہ سیاہ نکتہ کیسا ہے انہوں نے عرض کیا اس دن میں یہ ایک مبارک ساعت ہے اس ساعت میں اللہ دعا قبول کرے گا۔ اُمم سابقہ میں کسی کو یہ مبارک دن نہیں ملا ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمّت کو یہ دن ملتا تو وہ گویا سالہ پرست اور یہود نہ ہوتی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُمّت کو یہ دن ملتا تو وہ گویا سالہ پرست اور ترسانہ ہوتے اللہ کے نزدیک یہ دن تمام دنوں سے بہتر ہے اور اہل جنت اس کو یوم المزیّد کہتے ہیں اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے إِنَّ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ سَاعَةً وَفِي كُلِّ سَاعَةٍ سِتُّ مِائَةٍ أَلْفٍ عَتِيقٍ مِنَ النَّارِ جمعہ کے رات دن کی چوبیس گھنٹیاں ہیں اور ہر گھنٹہ میں اللہ چھ لاکھ گناہگار بندوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے (کذا فی المصابیح اور فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا وَهِيَ مُسَبِّحَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِينَ يُصْبِحُ حَتَّى تَغْرِبَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْحِيتُ وَالْإِنْسُ وَفِيهَا سَاعَةٌ لَا يَصِيرُ فِيهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ رہنشی زمین آسمان پر پھرنے والی جمعہ کے دن صبح سے شام تک قیامت کے ڈر سے اللہ کی تسبیح کرتی ہے مگر جن دانس نہیں کرتے ہیں اور جمعہ میں ایک گھنٹہ ہے کہ اس وقت اللہ کا بندہ جو کچھ اللہ سے مانگتا ہے پاتا ہے اور فرمایا ہے



إِنَّ اللَّهَ لَيُبَارِكُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ رَأْسُ جَمْعَةٍ مِّنْ كَسَى مُسْلِمَانِ  
 کو برکت عطا نہ کرے گا مگر یہ کہ اس کو بخش دے، مترجم کتاب ہے اس مقام پر صاحب  
 نافع المسلمین سے نقل حدیث میں یہ غلطی ہوتی ہے کہ الجمعہ کے مقام پر القیامت نقل کیا اور  
 قیامت ہی کا ترجمہ کر دیا جس کی وجہ سے حدیث کے معنی بدل گئے اور خاص اس مقام پر بے محل  
 ہو گئے۔ انتہائی اور فرمایا ہے مَنْ فَرَحَ بِدُخُولِ الْجُمُعَةِ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ ذَلِكَ  
 الْفَرَحِ مَلَكًا أَلْفَ أَلْفِ رَأْسٍ أَلْفُ أَلْفِ وَجْهِ فِي كُلِّ وَجْهِ أَلْفُ أَلْفٍ  
 فَمِنْ فِي كُلِّ فَرَحٍ أَلْفُ أَلْفٍ لِسَانٍ يُسَبِّحُ اللَّهَ بِكُلِّ لِسَانٍ تَسْبِيحَةً بِأَلْفِ أَلْفِ لُغَةٍ إِلَى يَوْمِ  
 الْقِيَامَةِ وَثَوَابُ ذَلِكَ الْمَلَكِ لَهُ وَأَعْطَاهُ اللَّهُ فَرَحًا يَوْمَ الْحَزَنِ لَا هَمَّ بَعْدَهَا حُكُوتِي  
 جمعہ کے آنے سے خوش ہوتا ہے اللہ اس کی خوشی سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جس کے دس  
 لاکھ سر ہوتے ہیں ہر سر میں دس لاکھ چہرے ہوتے ہیں ہر چہرے میں دس لاکھ دہن ہوتے ہیں  
 ہر دہن میں دس لاکھ زبانیں ہوتی ہیں ہر زبان سے دس لاکھ لغت میں قیامت تک وہ فرشتہ  
 اللہ کی تسبیح کرتا ہے اور اس فرشتے کی تمام عبادت کا ثواب اس خوشی کرنے والے کو ملتا ہے  
 اور اللہ اس کو خوشی دے گا کمال کے دن میں جس کے بعد غم نہ ہوگا جُحُّ الْمَسَاكِينِ ٹکڑا ہے  
 حدیث سابق کا یہ تشبیہا فرمایا ہے جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں اَسَدُ اللَّهِ وارد  
 ہے جانتا چاہیے کہ جمعہ کو حج سے کتنی مشابہتیں ہیں (۱) حج دن میں ہوتا ہے اور نماز جمعہ بھی  
 دن میں ہوتی ہے (۲) حج کے لیے غسل سنت ہے جمعہ کی نماز کے لیے بھی سنت ہے۔  
 (۳) حج میں خطبہ ہوتا ہے اس میں بھی ہے (۴) حج میں نماز پڑھی جاتی ہے جمعہ میں بھی پڑھی  
 جاتی ہے (۵) حج میں سعی ہے اور اس میں بھی سعی ہے فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ اس پر شاہد ہے  
 کہا جاسکتا ہے کہ اوائے جمعہ میں امیر فقیر برابر ہیں حج المساکین فرمانے کی کیا وجہ ہے تو اس کا  
 جواب یہ ہے کہ نزول جمعہ اس وقت ہوا ہے جب اغنیاء پر حج واجب ہوا۔ اور انسوس کر کے  
 فقرائے کہا ہم کو حج کی قدرت نہیں ہے کیونکہ ہم یہ ثواب حاصل کریں حضرت سرور عالم  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابَشِرُوا يَا مَعْشَرَ الْفُقَرَاءِ فَقَدْ فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صَلَوةَ الْجُمُعَةِ فَمَنْ أَدَّيَهَا مِنْكُمْ  
 فَقَدْ آدَى الْحَيَّ رَأَى فقرائے گروہ تمہیں بشارت ہو کہ اللہ نے تم پر جمعہ کی نماز فرض کی



ہے پس جس نے تم میں سے نماز جمعہ کو ادا کیا گو یا اس نے حج ادا کیا اور ممکن ہے کہ نماز جمعہ کا ثواب فقرا کو اغنیا سے زیادہ ملتا ہو اور بعض کے نزدیک حج مساکین سے صدقہ دینا مراد ہے۔ جیسا کہ آپ خود اور آپ کے اصحاب فقرا کو دیا کرتے تھے اور بعض کے نزدیک جس طرح اغنیا پر حج لازم ہے ویسا ہی فقرا پر نماز جمعہ واجب ہے گو یہ نماز اغنیا پر بھی واجب ہے مگر مخصوص فقرا ہی کے لیے ہے اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے متواتر تین جمعہ ترک کرنے والا اسلام سے ہاتھ دھو تا ہے اور اس کا دل زنگاری ہو جاتا ہے اور آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے سوا ہر روز قریب زوال کے دوزخ دھونکی جاتی ہے اور فرمایا ہے کہ جمعہ کو مرنے والا شہید اور عذاب قبر سے محفوظ ہے۔ ہر مسلمان کو جمعہ میں مفصلۃ ذیل بیس باتوں کا لحاظ کرنا چاہیے (۱) پنجشنبہ سے استقبال جمعہ اور سامان جمعہ میں مستعد ہو کر جمعہ کے دن کپڑے بدل کر نماز پڑھتے جائے اور پنجشنبہ کو بعد عصر خلوت میں تسبیح و تحمید و استغفار میں مشغول ہو اور شب جمعہ میں اپنی بی بی سے صحبت کرے تاکہ وہ غسل کی متقاضی ہو اور دونوں ثواب پائیں۔ حدیث میں ہے کہ شب جمعہ میں اپنی بیوی سے ایک بار جماع کرے نیوالے کو ایک بردہ آزاد کرنے کا اور دوبار جماع کرے نیوالے کو دو بردے آزاد کرنے کا اور دو حج ادا کرنے کا اور تین بار جماع کرنے والے کو تین بردے آزاد کرنے کا اور تین حج کا اور جہاد کا ثواب ملتا ہے (۲) جمعہ کے دن صبح کو غسل کرے۔ حدیث میں غسل جمعہ کی بے حد تاکید ہے اور امام مالک کے نزدیک یہ غسل فرض ہے غیر جنب کو اپنے بدن پر غسل کے بعد بہ نیت جمعہ پانی بہانا چاہیے اور اگر جنب ایسا کرے تو بھی روا ہے اس کو بھی غسل جمعہ کی فضیلت ملے گی۔ حدیث میں ہے نماز جمعہ کے لیے غسل کرنے والے کو اللہ بخش دے گا اور حدیث میں ہے مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ أَتَى إِلَى الْجُمُعَةِ فَصَلَّى مَا قَدَّارَ لَهُ ثُمَّ انْصَتَ حَتَّى يَقْرَأَ الْإِمَامُ مِنَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يُصَلِّي مَعَهُ غُفْرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى وَفَصْلُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ جَوْشَنُ نَہَا کر جمعہ کے دن مسجد میں جائے اور ستائیس پڑھ کر چپکا بیٹھا رہے یہاں تک کہ امام — — — — — خطبہ سے فارغ ہو اور اس کے ساتھ نماز ادا کرے تو وہ دوسرے جمعہ تک بخشا جائے گا بلکہ تین دن آگے تک) اور آپ نے فرمایا ہے جمعہ کو غسل کرنے والا پیغمبروں کا ثواب پائے گا۔



اور فرمایا ہے جمعہ کو غیر جنب اگر خاص نماز جمعہ کے لیے غسل کرے گا اور نماز پڑھے گا تو اس کے ہر روتیں کے عوض میں اللہ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی دنیا میں اور قیامت میں لکھے گا اور ہر قطرہ کے عوض میں جو اس کے جسم سے گرے گا ایک درجہ بہشت میں پائے گا جو دُر و یاقوت وزبرجد سے بنا ہوگا اور دو درجوں کے درمیان میں سویرس کا فاصلہ ہوگا اور ہر شہر میں شہر اور قراٹنے ہوں گے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ہر شہر اور ہر قصر ایک بے جوڑ جوہر سے بنا ہوگا اور ہر قصر میں کثرت سے مکان اور حجرے اور صفیں اور کھڑکیاں اور گھر اور فرش اور تخت اور کپڑے ہوں گے جو حور و دل سے پُر ہوں گے اور طرح طرح کی نعمتیں ہوں گی اور جب یہ شخص قیامت میں قبر سے اُٹھے گا تو اس کے ہر بال سے ایک نور پیدا ہوگا اور ستر ہزار فرشتے اس کا استقبال کریں گے اور بہشت میں لے جا کر اُس کے شہر اُسے دکھا کر اُسے کہیں گے یہ غسل جمعہ کے عوض میں ہے اور نماز جمعہ کا عوض اس سے زائد ہے پھر اُسے جہاں تک مرضی الہی ہوگی۔ فرشتے آگے لے جائیں گے نماز جمعہ انسانی شکل میں اس سے ملے گی اس کا چہرہ روشن اور سر پر ایسا تاج ہوگا جس میں ستر ہزار گوشے ہوں گے ہر گوشہ میں ایک جواہر ہوگا جس کی روشنی مشرق سے مغرب تک ہوگی وہ انسان اس سے کہے گا میں جمعہ کی نماز ہوں جسے تو نے ادا کیا تھا پھر وہ نماز اس نمازی کو اوپر لے جائے گی اور روزانہ ایک درجہ اس کا بلند ہوگا (۳) مسواک کرے عطر لگائے سر میں تیل ڈالے اور اول وقت مسجد میں داخل ہو۔ حدیث میں ہے جمعہ کی عظمت کرنے والے کا اللہ مرتبہ بلند کرتا ہے اور جمعہ کو خوشبو لگانے والے کو ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے (۴) صبح اٹھ کر مسجد میں جاوے کیونکہ یہ افضل ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دن جامع مسجد میں اندھیر سے متہ داخل ہوئے تو دیکھا کہ تین شخص اور موجود ہیں اپنے آپ پر ملامت کی اور کہا افسوس کہ تو چوتھے درجہ میں رہا۔ حدیث میں ہے مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ غَسَلَ الْجَنَابَةَ ثُمَّ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَكَانَ قَرِيبَ بُدْنَةٍ وَمَنْ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَانَ قَرِيبَ بَقَرَةٍ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَانَ قَرِيبَ كُبُشَا وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَانَ قَرِيبَ حُجَاةٍ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَانَ قَرِيبَ بَيْضَةٍ فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ



حَقَّارُ الْمَلَا ئِكَةِ يَسْمَعُونَ الذِّكْرَ۔ جس نے جمعہ یا جنابت کا غسل کیا پھر نماز جمعہ پڑھنے کے لیے مسجد میں داخل ہوا تو گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک اونٹ دیا۔ جو دوسری ساعت میں داخل ہوا تو گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک گائے دی اور جو تیسری ساعت میں داخل ہوا تو گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک بیتدھا دیا اور جو چوتھی ساعت میں داخل ہوا تو گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک مرغی دی اور جو پانچویں ساعت میں داخل ہوا تو گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک اٹا دیا۔ پھر جب امام خطبہ شروع کرتا ہے تو ملائکہ خطبہ سننے لگتے ہیں اور لکھتا ترک کر دیتے ہیں، پس معلوم ہوا کہ جو پانچویں ساعت کے بعد داخل ہوگا اس کو فقط نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ مترجم کہتا ہے صاحب نافع المسامین نے لکھا ہے جو پانچویں ساعت میں داخل ہوگا اس کو سوائے بزرگی نماز کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ پانچویں ساعت میں داخل ہونے والے کو ایک اٹا اللہ کی راہ میں دینے کا ثواب ملے گا۔ پس صحیح ترجمہ یہی ہے کہ جو پانچویں ساعت میں داخل ہوگا نہ کہ پانچویں ساعت میں انتہی۔ حدیث میں ہے جو شخص اذان سے پہلے مسجد میں داخل ہو اس کو پیغمبر مرسل کا اور جو اذان کے بعد آوے اس کو نبی کا اور جو سنتوں کے قریب آوے اس کو شہید کا اور جو خطیب کے کھڑے ہونے پر آوے اس کو مومن کا ثواب ملے گا اور جو خطبہ پڑھنے وقت آوے اس کو فقط نماز جمعہ کا ثواب ملے گا وہ لوگوں کے سروں پر بھانتا ہوا نہ آوے ورنہ قیامت میں اس کا پل بنے گا تاکہ لوگ اس پر سے گزریں۔ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتنا نے ایسے شخص کو دیکھ کر نماز کے بعد اس سے کہا تو نے جمعہ کیوں ادا نہ کیا اس نے کہا میں نے تو آپ کے ساتھ جمعہ ادا کیا ہے آپ نے فرمایا تو لوگوں کو بھانتا ہوا آیا تھا اور ایسا شخص ادا سے جمعہ کا ثواب نہیں پاتا اور آپ نے فرمایا مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَاءٍ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ ثُمَّ اَذَّهَنَ اَوْ مَسَّ طَبِيبًا ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يَفْرِقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلَّى مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ اِذَا خَرَجَ فَاَنْصَتَ غُفْرَ لَهُ مَا بَيْنَ يَدَيِّهِ وَمَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرَى رَجُوعِ الْجُمُعَةِ کے دن تمام بدن مل کر نہایا اور اچھے کپڑے پہن کر خوشبو لگائی اور مسجد کو چلا اور آدمیوں کو نہ بھاندا اور فرض نماز ادا کی پھر چپکا باہر نکل آیا تو جمعہ آئندہ تک اللہ اس سے بخش دیتا ہے (۶) نماز کے آگے سے نہ گزرے اور نماز پڑھنے



والے کو لازم ہے کہ کسی ستون یا دیوار کے مقابل نماز پڑھے۔ حدیث میں ہے خاک ہو کر اڑ جانا اس سے بہتر ہے اگر نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ معلوم ہو جائے تو چالیس دن یا چالیس مہینہ یا چالیس سال یا چالیس ساعت باختلاف روایات کھڑا رہنا پسند کرے اگر نمازی کے آگے سے گزرنے کو پسند نہ کرے۔ متوجہم کہتا ہے اصل کتاب میں ہے اگر گزریہ بدانند جس کا ترجمہ صاحب نافع المسلمین نے یوں کیا ہے اگر کوئی زندہ اس بات کو جان لے انتہی۔ ظاہر ہے کہ ترجمہ بالکل اصل مطلب اور حدیث کے خلاف ہے انتہی۔ (۷) صف اول کو تلاش کرنا افضل ہے کسی نے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے پوچھا بہتر عمل کون ہے؟ جس کی وجہ سے جنت میں داخل ہونا آسان ہو جائے آپ نے فرمایا پہلی صف میں نماز پڑھنا لیکن اگر صف اول میں ایسے لوگ ہوں جو خالص ریشمی کپڑے پہنے ہوں تو ان کے قریب کھڑا ہونا مکروہ ہے (۸) جب خطیب خطبہ شروع کرنے کو ممبر کی طرف چلے اس وقت سے اختتام کلام نہ کرے بلکہ مؤذن کی اذان کا بھی جواب نہ دے۔ برابر ہے کہ خطبے کی آواز اس تک آتی ہو یا نہ آتی ہو اگر اس درمیان میں کوئی باتیں کرتا ہو تو اسے اشارے سے منع کرے زبان سے منع نہ کرے لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس وقت بھی دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لینا چاہیے (۹) نماز کے بعد سات سات مرتبہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھ لے اس کا پڑھنے والا آئندہ جمعہ تک امن میں رہتا ہے اور رنج و غم اور مکر شیطان سے بچنے کے لیے اور فراخی رزق کے لیے کلام کرنے سے پہلے اکثر مرتبہ یہ دُعا پڑھے۔

اللّٰهُمَّ يَا غَنِيَّ يَا حَبِيْبُ يَا مُبْدِيَّ يَا رَحِيْمُ يَا دُوْدُ اَغْنِنِي بِخَلْدِكَ يَا مُعِيْدُ عَن حَرَامِيْكَ وَبِطَاعَتِكَ مَعْصِيَّتَكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ (۱۰) نماز عصر پڑھ کر جمعہ کے دن مسجد سے باہر آوے اور مغرب پڑھ کر آنا زیادہ بہتر ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کا ثواب ملے گا (۱۱) نماز جمعہ کے بعد مجلس علم اور وعظ میں بیٹھے (۱۲) تمام دن یادِ الہی میں کائے تاکہ ساعت قبولیت دُعا ہفت آوے (۱۳) درود کی کثرت کرے۔ جمعہ کے دن ستر بار درود پڑھنے والے کے اسی برس کے گناہ اللہ معاف کرتا ہے کوئی درود ذیل کو سات جمعہ تک ہر جمعہ میں سات بار پڑھے،

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اس کے لیے لازم ہوگی اللّٰهُمَّ



صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوةٌ تَكُونُ لَكَ رِضَاءً وَلِحَقِيقَةً أَذَاءً فَأَعْظِمُ مُحَمَّدًا  
 فِي الْوَسِيلَةِ وَالْفَضِيلَةِ وَالْدَّرَجَةِ الْعَالِيَةِ الرَّفِيعَةِ وَأَبْعَثْهُ مَقَامًا مَعْمُودِينَ الَّذِينَ وَعَدْتَهُ  
 وَأَجْزِلُهُ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ وَمُسْتَحِقُّهُ وَأَجْزِلُهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهِ وَ  
 صَلِّ عَلَى جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔  
 اور اگر صرف اللہ صلی علی محمد و علی آل محمد و باریک وسلم پڑھے تو بھی کافی ہے۔  
 (۱۴) تلاوت قرآن زیادہ کرے اور جمعہ کی نماز کے بعد سورۃ کہف پڑھے۔ احادیث کثیرہ سے اس  
 کی بزرگی ثابت ہے۔ عابدانِ سلف جمعہ کے دن سورۃ اخلاص اور درود اور سبحان اللہ والحمد  
 للہ وکمالہ الا للہ واللہ اکبر بکثرت پڑھا کرتے تھے پس اس کی بھی کثرت کرنا بہتر ہے۔  
 (۱۵) صدقہ دے اگرچہ روٹی کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو حدیث میں ہے مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ  
 يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَبَكْسَرَةٍ خَيْرٌ نُودِيَ مِنَ السَّمَاءِ يَا وَلِيَّ اللَّهِ اسْتَنْفِ الْعَمَلَ فَقَدْ غَفَرْتَ لَكَ  
 مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ جس نے جمعہ کے دن صدقہ دیا اگرچہ وہ ایک ٹکڑا روٹی ہی کا ہو اس کیلئے  
 آسمان سے ندا ہوتی ہے اے اللہ کے دوست تو اسے نورو عمل کر میں نے تیرے پچھلے گناہ بخش  
 دیئے اور مستحب ہے کہ جمعہ کے دن دو جنس سے صدقہ دے کہ یہ ثواب عظیم کا باعث ہے۔  
 (۱۶) اپنے والدین کی زیارت کرے اگر مر گئے ہوں ان کی قبور کی زیارت کرے اللہ اس کو اپنی  
 رحمت میں غرق کرے گا اور حج و عمرہ کا ثواب دے گا (۱۷) اور دونوں کی بہ نسبت اپنے اہل و  
 عیال پر خرچ اور طعام میں فراخ دستی کرے۔ حدیث میں ہے کہ ایسا کرنے والے کی قبر کو اللہ  
 فراخ کر دے گا (۱۸) نوافل اور صلوٰۃ التسبیح پڑھے (۱۹) اس دن کو اللہ کے کاموں کے لیے خاص  
 کر دے (۲۰) عصر کے بعد سے مغرب تک ایک جگہ بیٹھ کر یا اللہ یا رحمن پڑھے اللہ اس کی  
 حاجت پوری کرے گا۔ فضائلِ جمعہ بے شمار ہیں حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتناہی نے فرمایا ہے  
 مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَفَرَتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ وَخَطَايَاهُ فَإِذَا أَخَذَ فِي الْمَشْيِ كَتَبَ اللَّهُ  
 بِكُلِّ خُطْوَةٍ عِبَادَةً عَشْرِينَ سَنَةً (جو شخص جمعہ کے واسطے نہایا تو وہ نہانا اس کے تمام گناہوں  
 اور خطاؤں کا کفارہ ہو گیا اور جب ادائے نماز کے لیے مسجد کو چلا تو ہر قدم کے غرض میں بیس  
 سال کی عبادت کا ثواب اس کے لیے لکھا جاتا ہے) اور فرمایا ہے خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيهِ الشَّمْسُ



یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ هَبِطَ إِلَى الْأَرْضِ وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ  
 (تمام دنوں میں جمعہ اچھا دن ہے کسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے کسی دن جنت میں  
 داخل کیے گئے اور اسی دن زمین پر اتارے گئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی) ایک شخص  
 نے آپ سے کہا میں موت سے ڈرتا ہوں آپ نے پوچھا تو جماعت اور جمعہ کا پابند ہے اس  
 نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا تو کچھ خوف نہ کر وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الدُّنْيَا مِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ أَعْظَمُ الْأَيَّامِ كَلِمَاتُ الْعَمَلِ فِيهِ  
 أَكْثَرُ الْأَعْمَالِ وَأَكْثَرُ فِيهِ أَكْثَرُ مَا تَأْتِيهِ رَحْمَةُ اللَّهِ مِنْ رَحْمَتِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
 جَنَابِ سُرُورِ كَانَتْ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالصَّلَاةُ لَمْ تَكُنْ فِيهِ جَمْعَةُ تَمَامِ دُنُورِ كَأَسْرَدِ اس كَأَمَلِ سَبِ  
 عَمَلِ سَبِ بَطْرَا اور اس کا گناہ سب گناہوں سے زائد ہے وَهُوَ عِيدٌ كَأَهْلِ الدُّنْيَا فِي الدُّنْيَا يَه  
 حَدِيثُ سَابِقِ كَأَكْثَرِ اس جمعہ کے دن عبادت کا زائد ثواب ملتا ہے خطائیں بخش جاتی ہیں۔  
 دُہنیں سنگار کرتی ہیں۔ بچوں کو چھٹی ملتی ہے۔ پس جمعہ سب کے لیے خوشی کا دن ہوا جمعہ کو  
 يَوْمَ السُّرُورِ بھی کہتے ہیں مثل عید کے جمعہ کے دن غسل کرتے ہیں کپڑے بدلتے ہیں عطر لگاتے  
 ہیں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے پس یہ دن سُرُور کا دن ہوا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 عید کے دن اللہ سے عیدی مانگتے تھے یعنی گنہگار امت کے لیے دُعائے مغفرت فرماتے تھے  
 اور اللہ ساٹھ ہزار گنہگاروں کو بخش دیتا تھا۔ ایک بار آپ کو دیکھ کر حضرت فاطمہ اور حضراتِ حسن  
 رضی اللہ عنہم نے بھی دُعایا مانگی ہر ایک کی دُعا سے اللہ نے ستر ستر ہزار گنہگاروں کو بخش دیا یہ  
 خبر سن کر اہل مدینہ نے اس جمعہ کو مثل عید کے خوشی کی وَ عِيدٌ كَأَهْلِ الدُّنْيَا فِي الدُّنْيَا يَه  
 حَدِيثُ سَابِقِ كَأَكْثَرِ اس جمعہ کے دن عبادت کا زائد ثواب ملتا ہے خطائیں بخش جاتی ہیں۔  
 نہیں دیتے جمعہ کے دن فلک چہارم پر بیت المعمور میں خود حضرت جبریل علیہ السلام آذان دیتے  
 ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام خطبہ پڑھتے ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام تمام فرشتوں کی  
 امامت کرتے ہیں اور سب اپنی نماز کا ثواب امت محمدی کو بخشتے ہیں اللہ امت محمدی کو بخش  
 دیتا ہے۔ شب جمعہ کو روہیں اپنی قبروں پر آکر اپنے جسم کو خاک اور ریزہ ریزہ دیکھ کر حسرت  
 کرتی ہیں پھر اپنے مکانوں کے دروازوں پر آکر نصیحت کرتی ہیں اور طالب ثواب ہوتی ہیں اگر



انہیں ثواب ملتا ہے تو دعا کرتی ہوئی درتہ بدو دعا کرتی ہوئی پلٹتی ہیں جن کا گھر نہیں ہوتا وہ مسجدوں میں آکر طالب ثواب ہوتی ہیں **عَبِيدُ اللَّهِ فِي الْجَنَّةِ** حدیث سابق کا ٹکڑا ہے جمعہ کے دن اہل جنت کو نور اور ترقی حاصل ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن اہل بہشت کو حکم ہوتا ہے کہ سنگار اور آرائش کر کے نمازیوں کو دیکھیں وہ حکم بجالاتے ہیں اور سونے والوں کو نماز کے لیے جگاتے ہیں قیامت کے بعد مومن جمعہ کے دن دیدار الہی کی نعمت پائیں گے **وَجُودُ يَوْمَئِذٍ نَاصِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاطِقَةٌ** اس پر دلیل قطعی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَوَدَّى لَصُفْوَةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمْ إِنَّ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ** اسے وہ لوگوں کہ ایمان لاتے ہو جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے دن پس اللہ کے ذکر کے لیے دوڑو اور کاروبار تجارت چھوڑ دو یہ تمہارے لیے اچھا ہے اگر تم جانو) مترجم کتاب ہے اذان میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک پہلی اذان اور بعض کے نزدیک دوسری اذان مراد ہے فتویٰ اسی پر ہے کہ پہلی اذان مراد ہے میں نے اس کی تفصیل انوار الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ میں لکھی ہے جس کو دیکھنا ہو دیکھے انتہی جمعہ کو جمعہ اس لیے کہتے ہیں کہ لوگ جمع ہو کر نماز ادا کرتے ہیں یا اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں روح ڈالی گئی یا اس لیے کہ اسی دن حضرت حوا علیہا السلام کے ساتھ ان کا نکاح ہوا ہے . . . . . یا اس وجہ سے کہ اسی دن یہ دونوں عرفات پر جمع ہوئے تھے یا اس وجہ سے کہ اسی دن عرش اور کرسی آسمان و زمین آفتاب و ماہتاب کو اللہ نے پیدا کیا یا اس سبب سے کہ اسی دن قیامت ہوگی اور سب لوگ وہاں جمع ہوں گے واللہ اعلم سابق میں جمعہ کو عروبہ کہتے تھے ایک دن حضرت کعب ابن لوی رضی اللہ عنہ نے حاضر خدمت نبوی ہو کر عرض کیا کہ شنبہ یہود کے عید کا دن اور یکشنبہ نصاریٰ کے عید کا دن ہے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ آپ کی امت کے لیے عروبہ کو عید کا دن کر دے آپ نے حضرت سعد بن زیاد کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو جمع کر دو جب لوگ جمع ہو گئے آپ نے سب کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور عروبہ کا نام جمعہ رکھا اسلام کا اول جمعہ یہی ہے اور ہجرت کے بعد اول جمعہ وہ روز تھا کہ آپ نے قبۃ علی بن عمرو بن عوف میں نزول فرمایا اور شنبہ سے پنجشنبہ تک قیام



فرما کر مسجد کی بنا ڈالی پھر مدینہ منورہ میں داخل ہو کر وادی بن سالم بن عوف میں جمعہ کی نماز ادا کی اور اسی دن سے مدینہ میں جمعہ مقرر ہوا۔ جمعہ کے اتنے نام ہیں: **يَوْمُ الْكِرَامَةِ** **يَوْمُ الْفِيَامَةِ** **يَوْمُ النَّدَامَةِ** **يَوْمُ السَّعَادَةِ** **يَوْمُ الرَّحْمَةِ** **يَوْمُ النِّكَاحِ** **يَوْمُ الْخَلْقَةِ** **يَوْمُ الْجُمُعَةِ** **سَيِّدُ الْكَأَيَّامِ** **أَفْضَلُ الْكَأَيَّامِ** **أَشْرَفُ الْكَأَيَّامِ** **أَكْبَرُ الْكَأَيَّامِ** **أَكْرَمُ الْكَأَيَّامِ** **أَجَلُ الْكَأَيَّامِ**۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **مَنْ أَذْرَكَ الْجُمُعَةَ أَذْرَكَ الْحَيَّةَ** جس نے جمعہ پایا اس نے حج پایا اور فرمایا ہے **مَنْ سَمِعَ أَذَانَ الْجُمُعَةِ فَسَحَى إِلَيْهَا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ** (جمعہ کی اذان سن کر سعی کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے اور آپ نے فرمایا ہے جس سے جمعہ فوت ہوا اس سے تمام خیرات فوت ہوئی اور فرمایا ہے جس نے بلا عذر ایک جمعہ ناغہ کیا وہ سات ہزار برس دوزخ میں رہے گا اور آپ نے خطبہ میں فرمایا ہے اے مسلمانو! اللہ نے میری حیات میں تم پر جمعہ فرض کیا ہے پس میری حیات میں یا میری وفات کے بعد بغیر عذر کے جمعہ ترک نہ کرنا اگرچہ کوئی بادشاہ عادل ہو یا ظالم اللہ نہ اس پر برکت کرے نہ اس کی جماعت پر اور نہ اس کے لیے حج ہے نہ روزہ مگر جس نے توبہ کر لی اور فرمایا ہے **مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ فَقَدْ تَرَكَ الْجَنَّةَ** (جس نے جمعہ ترک کیا اس نے جنت ترک کی) منقول ہے کہ ایک شخص کو کسی نے خواب میں آرام دیکھ کر سبب پوچھا اس نے کہا میں ایک بار اپنی دکان پر بیٹھا تیل تول رہا تھا کہ جمعہ کی اذان ہوئی میں نے فوراً اُسے چھوڑ دیا اور مسجد چلا گیا اسی کی بدولت یہ مرتبہ مجھ کو ملا ہے۔ آیت سابق کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** نماز جمعہ سے فارغ ہو کر زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کا بہت ذکر کرو شاید تم فلاح پاؤ (بعض کے نزدیک فضل سے روزی اور بعض کے نزدیک مجلس علم مراد ہے۔ پھر فرماتا ہے **وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا فَلْيُوْذِعُوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهِوْءِ مِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ** (اور جب دیکھتے



ہیں تجارتی مال یا کھیل تو اس طرف دوڑتے ہیں اور تجھ کو اکیلا چھوڑ دیتے ہیں ان سے کہہ دے جو ثواب سماعت خطیبہ اور جماعت کا اللہ کے پاس ہے وہ کھیل اور تجارتی مال سے اچھا ہے اور اللہ اچھا رزق دیتے والا ہے) اس کا نشان نزول یہ ہے کہ گرانی کے زمانے میں آپ نے جمعہ کے دن خطیبہ پڑھا اور لوگ جمع تھے مھر کے سوداگر غلہ لاتے کچھ لوگ ادھر چلے گئے آپ کو ملال ہو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور سب لوگ اپنے کیے پر نادم ہوئے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میری تمام امت گناہ کبیرہ کر کے مر جاتے اور ذیل کی نماز پڑھنے والا ان کی مغفرت کے لیے دعا کرے تو اللہ سب کو بخش دے گا وہ نماز یہ ہے دو رکعت نماز اس طرح پہرہ کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ستر مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَا اِلَہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ستر مرتبہ پڑھے جمعہ کے دن چار رکعت نماز حفظ الایمان اس طرح پہرہ کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ سو بار پڑھے سلب ایمان سے محفوظ رہے گا۔ قضا نمازوں کے کفارہ کے لیے چار رکعت اس طرح پہرہ کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور سورۃ کوثر پندرہ مرتبہ پڑھے اور سلام کے بعد کلمہ تمجید اور درود اور استغفار سو سو مرتبہ پڑھے یہ نماز دس برس کی نمازوں کے کفارہ کے ثواب رکھتی ہے۔ شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمہ اللہ اس کی یوں نیت کیا کرتے تھے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ اَرْبَعَ رُکْعَاتٍ صَلَوةَ النَّفْلِ تَکْفِیْرًا اَوْ تَقْصِیْرًا لِمَا فَاتَتْ مِیَّیْ فِی جَمِیْعِ عُمُرِیْ مُتَوَجِّہًا اِلَی جِہَةِ الْکَعْبَةِ الشَّرِیْفَةِ اللہُ اَکْبَرُ اور مسجد میں داخل ہو کر سنت سے پہلے دو رکعت نماز اس طرح پہرہ کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۃ فاتحہ پچاس بار پڑھے حدیث میں ہے کہ اس کا پڑھنے والا حبیب تک حنبت میں اپنا گھر نہ دیکھوے گا نہ مرے گا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو نماز جماعت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)



المجلس الثاني عشر<sup>۱۲</sup>

في الحرفة والفقر

پیشہ اور فقر کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ النَّسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ وَاحِدٍ حِرْفَةٌ وَحِرْفَتِي اثْنَانِ الْفَقْرُ وَالْجِهَادُ فَمَنْ أَحْبَبَهُمَا فَقَدْ أَحْبَبَنِي وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتثانی فرمایا ہے ہر ایک کے لیے ایک پیشہ ہے اور میرے لیے دو پیشے ہیں (۱) فقر (۲) جہاد جس نے ان دونوں کو دوست رکھا مجھے دوست رکھا اور جس نے دشمنی کی مجھ سے دشمنی کی) اس حدیث کے راوی آپ کے خادم ہیں ان کی شان میں آپ نے فرمایا ہے اَنْسٌ خَادِمِي مَنْ أَحَبَّهُ فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ رانس میرے خادم ہیں جو ان کو دوست رکھے گا جنت میں داخل ہوگا) حدیث سابق میں آپ نے لِكُلِّ وَاحِدٍ حِرْفَةٌ فرمایا ہے جتنا چاہیے کہ پیشہ انبیاء کی سنت اور اولیاء کی سیرت ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے کرتے تھے۔ حضرت ثبیت علیہ السلام کپڑا بنتے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کپڑا سیتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیل بنتے تھے۔ حضرت نوح اور حضرت زکریا علیہ السلام رو دگری کرتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کلاب سیتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گوسپند چراتے تھے اور ہمارے حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتثانی نے بھی حضرت حلیمہ کے لڑکوں کی معیت میں بکریاں چراتی ہیں۔ حضرت سلیمان



علیہ السلام کے پیشہ اختیار کرنے کا سبب یہ ہوا کہ ان کی عادت تھی کہ شب کو وضع بدل کر جاتے اور لوگوں سے پوچھتے کہ سلیمان کا کیا حال ہے لوگ تعریف کرتے غرض اس سے یہ تھی کہ اگر کوئی بُری عادت معلوم ہو اُسے ترک کر دیں۔ ایک دن فقیرانہ صورت میں اُن کو حضرت جبریل علیہ السلام ملے جب اُنہوں نے ان سے سلیمان کا حال پوچھا تو اُنہوں نے جواب دیا ان میں سب باتیں اچھی ہیں لیکن یہ بُری بات ہے کہ پیشہ کر کے نہیں کھاتے ہیں۔ صبح کو آپ نے زبیل بنانا سیکھا اور اسی کو پیشہ اختیار کر لیا۔ اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن شعور میں زراعت کی سوداگری بھی کی ہے ٹوپیاں بھی سی ہیں۔ پھٹے پرانے کپڑوں میں پیوند لگایا ہے ایک دن عکاشہ حاضر خدمت ہوئے ان کے ہاتھ میں کپڑا تھا۔ آپ نے پوچھا یہ کپڑا کیسا ہے اُنہوں نے عرض کیا ٹوپی سلوانے کے لیے لایا تھا مگر موہی خیاط نہیں ملے آپ نے کپڑا اُن سے لے کر ٹوپی سی دی وہ ٹوپی تیر کا اُنہوں نے سر پر رکھی اور برکت کے لیے اپنے کفن میں رکھوالی۔ صحابہ بھی اکثر پیشہ ور تھے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عَلَيْنَكُمْ بِالْحِرْفَةِ فَإِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حِرْفَةً رتم پیشہ اختیار کرو کیونکہ ہر نبی پیشہ ور تھا اور فرمایا ہے الْحِرْفَةُ سُنَّةُ الْأَنْبِيَاءِ فَمَنْ تَرَكَ الْحِرْفَةَ فَقَدْ تَرَكَ السُّنَّةَ رپیشہ انبیاء کی سنت ہے جس نے پیشہ ترک کیا اس نے سنت کو ترک کیا اور فرمایا ہے الْحِرْفَةُ عَمَلُ الْأَنْبِيَاءِ رپیشہ کرتا انبیاء کا عمل ہے ایک درزی سے آپ نے فرمایا اگر تو خیانت نہ کرے تو تیرا پیشہ اچھا ہے اور ہر ٹانگے کے بدلے نمازی کا ثواب پائے گا اور اگر کام کے وقت اللہ کو بھی یاد کرے تو ہر ٹانگے کے بدلے ایک سال کے ثواب کا نتھ کو استحقاق ہوگا اور کپڑا بننے والے سے آپ نے فرمایا یہ تیرا پیشہ اچھا ہے اگر تو خیانت نہ کرے تجھے ہر تار کے بدلے جنت میں ایک درجہ ملے گا اگر کام کرتے وقت اللہ کو بھی یاد کرے گا تو حضرت ثبیتؑ کے ثواب کا مستحق ہوگا اور آپ نے بزاز سے فرمایا اگر تو جھوٹ نہ بولے اور پرانے کو نیا کہہ کر نہ بیچے تو تجھے حضرت صالح علیہ السلام کا ثواب ملے گا۔ اور آپ نے زمین کھودنے والے سے فرمایا اگر تو اللہ کا حق ادا کرتا رہے تو تجھے ہر سیچے کے بدلے ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور آپ نے سوداگر سے فرمایا



اگر زکوٰۃ دے اور نماز فوت نہ کرے تو تیرا کام اچھا ہے تو جس دن سفر میں ہو گا حج اور عمرہ کا ثواب پائے گا وَحِرْفَتِي اِثْنَانِ الْفَقْرُ وَالْجِهَادُ یہ حدیث سابق کا ٹکڑا ہے چونکہ آپ مرتبے میں سب انبیاء سے زائد ہیں اسی لیے پیشہ میں بھی ان سے افزوں ہیں فقر کو جہاد پر مقدم کیا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ فقر نفس کے ساتھ جہاد کرنے کو اور جہاد کافروں سے لڑنے کو کہتے ہیں اور جہاد نفس، جہاد کفار سے مقدم ہے۔ فقر دنیا میں مشکل اور آخرت میں شاد کرنے والا ہے۔ فقر وہ ہی ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور اس کو حاجت بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَ اَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ اللہ ہی غنی ہے اور تم سب فقیر ہو) اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ اِنْ يَشَاءْ يُنْزِلْهُمُكَ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكَ مَا يَشَاءُ (غنی وہ ہے کہ اگر چاہے تو سب کو ہلاک کر کے دوسری پیدا کر دے) جاننا چاہیے کہ مال دنیا پر قدرت رکھنے والا اگر اُسے ترک کرے تو اس کو زائد کہتے ہیں اور جس کے پاس سرے سے مال ہی نہ ہو اُسے فقیر کہتے ہیں۔ فقیر کی تین قسمیں ہیں (۱) جو صاحب مال نہ ہو مگر اس کا طالب نہ ہو اُسے فقیر حریص کہتے ہیں۔ (۲) جو طالب نہ ہو اور کسی کا دیا ہوا نہ لے اُسے زائد کہتے ہیں (۳) جو طالب نہ ہو لیکن اگر کوئی دے تو لیے اُسے فقیر قانع کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فقرار کی تعریف میں لِفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ فرماتا ہے۔ فقر دنیا میں مشقت اور آخرت میں مسرت ہے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلثَّرْوَةُ مَعْرِفَةُ الْفُقَرَاءِ وَ اَتَاخِذُ اَعْنَادَهُمْ اَلَا يَادِيْ فَلَنْ لَّهُمْ دَوْلَةٌ رَفْرَافَةٌ سے دوستی زیادہ کرو اور ان کے پاس بیٹھو کیونکہ وہ صاحبِ دولت ہو سکتے ہیں آپ نے فرمایا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ قِيلَ لَهُمْ اَنْظُرُوا مَنْ اَطْعَمَكُمْ كِسْرًا وَ اَسْقَاكُمْ شَرْبَةً وَ كَسَاكُمْ ثَوْبًا فَاتَّخِذُوا يَدَكُمْ اَفِيضُوا بِهٖ اِلَى الْجَنَّةِ رِقِيَامَتُكُمْ کے دن فقرار سے کہا جائے گا جس نے تم کو دنیا میں کھانا کپڑا پانی دیا ہے اس کو تلاش کر کے جنت میں لے جاؤ) پھر آپ نے فرمایا اَلَا اَخْبِرُكُمْ عَنْ مُلُوكِ الْجَنَّةِ قَالُوا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هُمُ الْفُقَرَاءُ الَّذِيْنَ لَا يَبْتَغُوْنَ الْمُنْعَمَاتِ وَلَا يَفْتَنُّهُمْ لَهُمُ الْبَوَابُ الْمُسَدَّدَةُ يَمُوتُ أَحَدُهُمْ وَ حَاجَةً أَحَدِهِمْ يَتَجَلَّجَلُ وَ لَوْ اَنْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَا بَرَّكَ



دکھایا میں تمہیں جنت کے بادشاہوں کی خبر نہ دوں صحابہ نے عرض کیا ضرور دیجئے آپ نے فرمایا وہ فقیر ہیں جن کو امیر اپنی لڑکیاں نہیں دیتے اور ان کے لیے دروازے نہیں کھولتے اگرچہ وہ مر بھی جائیں یعنی امراء ان کی ذرہ بھی پروا نہیں کرتے اور بعض فقراء ایسے ہیں جن کی صورت سوال ہے ان کی حاجت ان کے دل میں کھولتی ہے امراء ان کو دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہیں اور اللہ کے نزدیک ان کا یہ مرتبہ ہے کہ جس بات پر وہ قسم کھالیں اللہ انہیں کی قسم کے مطابق کر دیتا ہے) اور آپ نے فرمایا ہے اللہ عیالدار و ریش کو دوست رکھتا ہے۔ چونکہ فقر اللہ کو پسند ہے اس لیے اپنے خاص بندوں کو عطا کرتا ہے اور آپ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کوشش کر کہ تو دنیا سے فقیر ہو کر جاتے نہ مالدار کی حالت میں۔ اور فرمایا ہے میری امت کے درویش، امراء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور ایک روایت میں چالیس سال بھی آتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک سوتے شخص پر گذر ہوا اس کا ہاتھ ہلا کر کہا اٹھ اللہ کی یاد کر اُس نے کہا آپ مجھ سے بیخبر نہ ہوں کیونکہ میں نے دنیا کو اہل دنیا کے لیے چھوڑ دیا ہے آپ نے کہا تو تو آرام کر۔ اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الْفَقْرُ شَيْنٌ فِي الدُّنْيَا وَ ذِيْنٌ فِي الْعُقْبَى (فقر دنیا میں عیب اور عقوبت میں زینت ہے) اور فرمایا ہے لِلْفَقْرَاءِ عِنْدَ اللَّهِ أَجْرٌ كَبِيرٌ (فقراء کے لیے اللہ کے پاس بڑا اجر ہے) اور فرمایا ہے لِلْفَقْرَاءِ الصَّابِرِينَ عِنْدَ اللَّهِ أَجْرٌ بَغِيْزٌ حِسَابِ صَابِرِ فَقْرٍ (لے اللہ کے پاس بے حساب اجر ہے) اور فرمایا ہے فقراء قیامت کے دن اللہ کے جلس میں ہوں گے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے فقراء سب سے پہلے جنت میں جائیں گے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے فقراء قبر سے براق پر سوار ہو کر جنت میں جائیں گے اور ہر فقیر کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہو چوکھتے ہوں گے اور اغنیاء ان کے مراتب دیکھ کر کہیں گے کاش ہم بھی دنیا میں فقیر ہوتے اور فرمایا ہے فقر غنا سے بہتر ہے اور فرمایا کہ حضرت سلیمان اور حضرت یوسف وراثت ملک ہونے کی وجہ سے اغنیاء سے چالیس برس بعد جنت میں داخل ہوں گے اور فرمایا ہے فضل الفقراء عَلَى الْاَغْنِيَاءِ كَفَضْلِ عَلَى جَمِيعِ خَلْقِ اللَّهِ (فقراء کو اغنیاء پر ایسی برتری حاصل ہے جیسے



مجھے تمام خلق پر اور فرمایا ہے اے عائشہ اگر تم قیامت میں میری ہم نشینی چاہتی ہو تو تم کو دنیا میں روٹی کا ٹکڑا بقدر سد رفق کے کافی ہے مثل سوار کے توشہ کے۔ اور اغنیاء کی صحبت میں نہ بیٹھو اور جب تک کپڑے میں پیوند نہ لگا ہو نہ بدلو اور فرمایا ہے سَادَاتُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ مَنْ إِذَا تَغَدَّى لَمْ يَجِدْ عَشَاءً وَإِذَا اسْتَقْرَضَ لَمْ يَجِدْ قَرْضًا لَيْسَ لَهُ فَضْلٌ كَسَوْتُهُ إِلَّا مَا يُؤَارِيهِ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى أَنْ يَكْسِبَ مَا يَغْنِيهِ يُهْمِي مَعَ ذَلِكَ وَيُصْبِحُ رَاضِيًا عَنْ رَبِّهِ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا فقرا مؤمنین جنت میں ہوں گے جن کی صفت یہ ہے کہ اگر صبح کو ملا تو رات کو فاقہ، فرض مانگے نہ ملے ستر پوشی سے زائد کپڑا نہ ہو، کسب معاش پر قادر نہ ہو اسی حالت میں صبح سے شام اور شام سے صبح کرتے ہیں اور اللہ سے راضی ہیں شکایت نہیں کرتے ہیں ایسے لوگ ان کے ہم نشین ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے جو بیسویں، صدیقیوں، شہیدوں، صالحوں سے ہیں اور ایسے لوگ اچھے رفیق ہیں اور فرمایا ہے مَنْ أَهَاتَ فَقِيرًا مِّنْ قَبْلِ تَقَرُّبِهِ وَالَّذِي غَنِيًّا مِّنْ قَبْلِ غِنَائِهِ فَهُوَ مُلْعُونٌ كَأَيُّ صِيبَةٍ مِّنْ شَفَاعَتِي رَحِمَنِي فَقَرُّهُ فَقَرُّهُ سَبَبُ ابَا نَت کی اور مالدار کی مال کی وجہ سے بزرگی کی وہ ملعون ہے اس کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی اور فرمایا ہے ثَلَاثَةٌ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ رَّحُلٌ غَسَلَ ثَوْبَهُ فَلَمْ يَجِدْ خَلْفًا وَرَّحُلٌ لَمْ يَنْصِبْ عَلَى مُسْتَوْدِقٍ قَدَارَهُ وَرَّحُلٌ دَعَا بِمَا عَدَّ وَلَمْ يَقِلْ أَيْ مَا تُرِيدُ تَمِنْ شخص جنت میں بے حساب داخل ہوں گے (۱) جس نے کپڑا دھو کر پہنا اور دوسرا کپڑا اس کے پاس نہیں ہے (۲) جس کا چولہا کبھی گرم نہ ہوتا ہو کہ پکا کر کھائے (۳) جو پانی مانگے اور کوئی اس کو جواب نہ دے کہ کیا چاہتا ہے (۴) خود حضور کے پاس کبھی صرف پیراہن ہوتا ازار نہ ہوتی اور کبھی صرف ازار ہوتی پیراہن نہ ہوتا۔ ایک بار آپ کے پاس صرف پیراہن تھا سائل نے سوال کیا آپ نے اُسے دیدیا اور حجرے میں برہنہ بیٹھ رہے جب نماز کا وقت آیا لوگ آپ کے منتظر رہے جب تاخیر ہوئی تو دریافت سے حال معلوم ہوا فوراً حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پیراہن اور ازار اپنے گھر سے لا کر حاضر کیا آپ اُسے پہن کر باہر تشریف



لاتے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسِطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا۔  
 (آپ اس قدر ہاتھ دراز نہ کریں کہ خود تنگ دل ہو جائیں) مشہور ہے کہ آپ کی وفات کے  
 بعد شاہ روم نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ستر ہزار دینار نذر بھیجے آپ  
 نے سب مساکین کو تقسیم کر دیے اور خود اپنی چادر میں پیوند لگا رہی تھیں۔ خادمہ نے کہا کیا  
 ہوتا اگر آپ اس میں سے چادر بنا لیتیں آپ نے فرمایا یہ پیوند لگی ہوئی چادر ابھی سات دن  
 تک کام دے سکتی ہے اس کے بعد اللہ اور دے گا۔ منقول ہے کہ جب آپ غزوات  
 سے واپس آتے تو کچھ دیر مسجد میں قیام فرماتے تھے اس کی اتباع مسلمانوں کو لازم ہے جب  
 آپ سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں قیام کرتے پھر اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ  
 عنہا کے یہاں جاتے پھر اپنے مکان تشریف لاتے ایک بار اسی عادت کے مطابق آپ  
 سفر سے واپس آکر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئے وہاں سو ہزار دینار کا مال شاہ حبش  
 نے ہمت تمام نذرانہ بھیجا تھا اسے موجود دیکھ کر آپ کبیدہ ہو کر لوٹ آئے جب حضرت فاطمہ  
 رضی اللہ عنہا نے اس کو مساکین پر تقسیم کر دیا تو آپ خوش خوش ان کے یہاں تشریف لے گئے  
 اور فرمایا اے فاطمہ ہمارا فقر ہے نہ زروسیم۔ ایک دن چند اصحاب نے حاضر خدمت ہو کر  
 عرض کیا کہ خرما کھاتے کھاتے ہم اکتا گئے ہیں اب تو روٹی ملنے کی تمنا ہے آپ نے کہا بیٹھو  
 اور خود ٹھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا خرما اللہ کی بڑی نعمت ہے تم اس کی شکایت کرتے  
 ہو آگاہ ہو جاؤ کہ خود میرے یہاں دو مہینہ سے کچھ نہیں پکا ہے دنیا میں اگر عیش کرو گے تو،  
 وَمَا لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ عَقِيبٍ میں تم کو کچھ نہ ملے گا۔ ایک بار حضرت فاطمہ آپ کے  
 لیے روٹی لائیں آپ نے فرمایا اِنَّ اَدْلَ طَعَامٍ دَخَلَ فِي فَمِ اَيُّكَ بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ هَذَا  
 تین دن کے بعد جو طعام تیرے باپ کے پیٹ میں جاتا ہے یہ ہے آپ نے فرمایا ہے :  
 اللَّهُمَّ مَنْ أَحْبَبَنِي فَارْزُقْهُ الْعِفَافَ وَالْكَفَافَ وَمَنْ أَبْغَضَنِي فَارْزُقْهُ مَالَهُ وَوَلَدَهُ  
 راے اللہ جو مجھ کو دوست رکھے اس کو بقدر عفاف اور کفاف رزق دے اور جو مجھ سے دشمنی  
 رکھے اُسے بکثرت مال اور اولاد دے اور فرمایا ہے اللَّهُمَّ تَوْفِّقْنِي فَقِيرًا وَكَاتَوْفِّقْنِي غَنِيًّا  
 وَأَحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ راے اللہ فقیری کی حالت میں مجھ کو دنیا سے



بلانا۔ امیری کی حالت میں نہ وفات دینا اور مساکین کے گروہ کے ساتھ میرا حشر کرنا اور فرمایا ہے  
 مَنْ أَنْفَقَ دِرْهَمًا عَلَى الْفَقْرَاءِ حَرَّمَ اللَّهُ حَبْدَهُ عَلَى النَّارِ رَحِمَ لِيْهِمْ وَرَحِمَ لِيْهِمْ فَقِير  
 کو دیا اللہ اس کے جسم پر آتش ووزخ کو حرام کرتا ہے اور فرمایا ہے درویشوں کی دوستی جنت  
 کی کنجی ہے اور فرمایا ہے مَا مِنْ مُسْلِمٍ فَقِيرٍ يَدْخُلُ سُوقًا مِنْ الْأَسْوَاقِ فَرَأَى شَيْئًا  
 يَشْتَرِيهِ لَيْسَ عِنْدَهُ بِمَا يَشْتَرِي بِهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ إِلَّا كَأَنْتَ لَهُ خَيْرًا مِنْ مَائَةِ  
 أَلْفٍ دِينَهِمْ يَتَصَدَّقُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَجَبِ مُسْلِمَانِ فَقِيرٍ بَازَارِوْنَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ كَسَى بَازَارِ فِي كَذَرْتَا  
 ہے اور کسی چیز کے خریدنے کو اس کا دل چاہتا ہے مگر وام نہ ہونے کی وجہ سے صبر اور  
 پرہیز کرتا ہے تو ہزار درہم صدقہ کرنے سے زائد ثواب پاتا ہے اور فرمایا ہے مَا مِنْ  
 فَقِيرٍ إِلَّا كَأَنْتَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ أَجْرُ شَهِيدٍ وَكَأَنَّ امْنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْعَذَابِ  
 الشَّدِيدِ بَدْرٌ نَحْسٌ ہے کوئی فقیر جو اپنے فقر پر راضی ہو مگر یہ کہ ہر دن کے عوض میں ایک شہید  
 کا ثواب پاتا ہے اور قیامت میں سخت عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ دُرَّاسِ مُحَمَّدٍ صَلَّي اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حَبِ  
 آپ کے پاس وہ لوگ آویں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہہ دیجئے تم پر  
 سلامتی ہے اس کی شان نزول یہ ہے کہ امراء غر بار سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے  
 تھے اور نشست سب کی ایک جگہ ہوتی تھی۔ امراء نے اس کو ناپسند کر کے عرض کیا کہ ہم  
 اشرف قریش ہیں آپ ہماری حاضری کے لیے کوئی خاص دن مقرر کریں اس دن سوا ہم لوگوں  
 کے کوئی نہ آئے آپ چونکہ ایمان لانے کے لیے حریف تھے۔ اصحاب سے اس امر میں مشورہ  
 کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق آپ نے فرمایا کہ دو کہ ایک دن یہ آیا کریں  
 اور دوسرے دن وہ۔ جب سب لوگ چلے گئے تو یہ آیت اتری وَكَأَن تَطَوَّزُ السَّائِدِينَ  
 يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعَدَاةِ وَالْعَشِيِّ رَأَى ان لوگوں کو اپنے سے دور نہ کریں جو دن  
 رات اللہ سے مناجات کرتے ہیں اس کے نازل ہونے سے وہ بات جاتی رہی اور حضرت  
 عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی رائے دہی پر خجالت ہوئی۔ پھر امراء نے پیام بھیجا کہ اگر ہمارے  
 آنے کے لیے ایک دن خاص نہیں ہو سکتا تو ایک دن آپ ہمارے یہاں تشریف لایا کریں



اور ایک دن اپنے در دولت میں لوگوں سے ملیں تاکہ امیر و غریب برابر فیضِ صحبت حاصل کریں آپ نے قبول فرمایا دوسرے دن اُن کے یہاں چلنے کا ارادہ کیا فقرا کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو شکستہ دل ہوتے۔ حضرت جبریلؑ آئے اور حکم الہی سُنایا **وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُونَ رَبَّهُمْ** روکو اور جبر کر و اپنے نفس پر فقرا کی صحبت اور مصاحبت پر جو اپنے رب کو یاد کرتے ہیں، جب اُمرائے قریش کو یہ خبر معلوم ہوئی تو پیام بھیجا کہ اگر اللہ کا حکم ہے تو ہم خود حاضر ہوتے ہیں اور ان غریب کے پاس بیٹھیں گے مگر اتنی عرض ہے کہ کلام کرتے وقت آپ ہماری جانب خطاب فرمایا کریں آپ خاموش رہے کہ یہ آیت نازل ہوئی **لَا تَحْدُ عَيْنَاکَ** آپ فقرا کی جانب سے آنکھ نہ پھیر لے اس واقعہ کے بعد سے آپ کی یہ حالت تھی کہ جب کسی درویش کو دیکھتے فرماتے **یَا بَیْتِی مَنْ اَوْصَانِی رَبِّی** میرے پاس آؤ اللہ نے تمہارے لیے مجھ کو وصیت کی ہے اور دنیا داروں سے اعراض کر کے فقر کو پیشہ اختیار فرمایا۔ آیت سابقہ میں **ایاتنا** سے وہ آیتیں مراد ہیں جو وحدانیت باری تعالیٰ پر دال ہیں۔ اور آپ کو سلام علیکم کا حکم دیا گیا تاکہ فقرا علیک السلام جواب میں کہیں اور فقرا کو بیس ثواب ملیں دس ادائے فرض یعنی جواب سلام کے عوض میں اور دس اتباعِ سنت کے۔ آپ کی عادت میں یہ امر داخل تھا کہ پہلے خود سلام کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا **کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ اِنْ سَلَکَہُ دُوکَہُ** اللہ نے تمہارے لیے اپنی ذات پر رحمت واجب کر لی ہے، فقرا کو اس سے بڑھ کر کون خوشی ہو سکتی ہے کہ رحمت الہی اُن کے شامل حال ہے۔ جب یہ آیت **وَرَبُّکَ الْغَفُورُ** (اے محمد تیرا رب غفور ہے) نازل ہوئی تھی، خوشی میں آپ اُسے پڑھتے تھے اور جھومتے تھے۔ سنٹر بار آپ نے یہ آیت پڑھی اور جھومے۔ اتباعِ نبوی میں فقرا کو بھی اس پر سرور کرنا چاہیے اور ان کا سرور یہ ہے کہ فقر میں اتباعِ سنت کا پورا خیال کریں۔ حدیث میں ہے کہ مالِ باپ کی رحمت سے نوحۂ زائد اللہ اپنے بندوں پر رحمت کرتا ہے اور اس کی تقسیم یوں ہے کہ ایک حصہ دنیا میں اور ننانوے حصہ عقبی میں رحمت الہی شامل حال ہوگی اور آخرت کے ننانوے حصوں کی تقسیم یوں ہے کہ نوحۂ تمام عالم کے لیے حتیٰ کہ کفار اور شیطان بھی اس رحمت کو دیکھ کر بخشش



کی امید کریں گے اور نوٹے حصے خاص فقرا کے لیے ہوں گے۔ انہیں لوگوں کا کام ہے جو اللہ کے خاص بندے ہیں حدیث میں ہے کَاذِبُ الْفُقَرَاءِ يَكُونُ كُفْرًا قَرِيبًا ہے کہ فقر کفر ہو جاتے، فقیر کو امورِ ذیل سے پرہیز کرنا چاہیے ورنہ فقر حاصل نہ ہو گا (۱) مردے کے پاس کھانا کھانا (۲) کھڑے ہو کر ازار پہننا (۳) بیٹھ کر دستار باندھنا (۴) زیر ناف کے بال قینچی سے کترنا (۵) لوٹے کی ٹونٹی سے پانی پینا (۶) نعلین کی تلی کی طرف دیکھنا۔ (۷) نماز میں کاہلی کرنا (۸) لوگوں کو تنگ کرنا (۹) جھوٹ کی عادت رکھنا (۱۰) والدین کو نام لے کر پکارنا (۱۱) کچی پیاز یا کچا لہسن کھانا (۱۲) پیر کے آگے چلنا (۱۳) استاد کی بیجھمتی کرنا (۱۴) گھر کی چوکھٹ پر بیٹھنا (۱۵) زنا کرنا (۱۶) تراشہ قلم پر بیٹھنا (۱۷) بغیر ہاتھ دھوئے کھانا (۱۸) ادا تے فجر کے بعد بہت جلد مسجد سے بھاگنا (۱۹) پیلی میں کھانا (۲۰) کھڑے ہو کر لنگھا کرنا (۲۱) سویرے بازار میں گھومنا (۲۲) برہنہ پیشاب کرنا (۲۳) لیٹ کر کھانا کھانا (۲۴) برہنہ پھرتا (۲۵) محتاجوں سے روٹی خریدنا (۲۶) والدین کی بددعا لیتا (۲۷) گھر کا جالانہ چھڑانا (۲۸) برتن کھلے رکھ کر سونا (۲۹) پتے پتے کپڑا سلوانا (۳۰) دامن سے منہ پونچھنا (۳۱) ہر چیز سے خلال کرنا (۳۲) گلیوں میں کھانا۔ مترجم کہتا ہے ہمارے زمانے میں مکاری و غا بازی غیبت زیادہ کرنے والے اپنے کو جہلم میں فقیر اور عالم مشہور کر کے دنیا کماتے ہیں۔ کہیں دلالوں کے ذریعہ سے کام نکالتے ہیں۔ بظاہر مقدس صورت بنا کر صندلی عمامہ مزین عبا اور ٹمٹلی زیر پائی پہنتے ہیں۔ بزرگانِ دین اور اکابرِ علماء کے جھوٹے عیوب اپنے معتقدوں کے سامنے اپنی وقعت زیادہ کرنے کے لیے بیان کرتے ہیں۔ اللہ تمام مسلمانوں کو ایسے افعال و حرکات سے بچائے اور ان جھوٹے فقیروں کی صحبت سے محفوظ رکھ کر اپنے خاص بندوں کی اتباع نصیب کرے۔



## المجلس الثالث عشر<sup>۱۳</sup>

### فی فضیلة المحرم المکرم وصوم

## محرم الحرام اور اس کے روزہ کی فضیلت میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْرَمُوا شَهْرَ اللَّهِ الْمُحَرَّمِ فَهِنَّ أَكْرَمَ الْمُحَرَّمِ أَكْرَمَهُ اللَّهُ بِالْجَنَّةِ وَأَنْجَاهُ مِنَ النَّارِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بزرگی کرو خدا کے مہینہ محرم کی جس نے محرم کی بزرگی کی اللہ جنت میں اُسے بزرگ مرتبہ عطا کرے گا اور دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے گا اس حدیث کے راوی جامع القرآن با حیا ہیں حدیث میں ہے کہ فرشتے اُن سے حیا کرتے ہیں یہ ایسے با حیا ہیں کہ چالیس برس تک انہوں نے اپنی شرمگاہ کو نہیں دیکھا اور فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ اللہ مجھے دیکھے اور میں اس کو دیکھوں۔ اَکْرَمُوا شَهْرَ اللَّهِ الْمُحَرَّمِ یہ حدیث کا پہلا ٹکڑا ہے اکرام کثرت عبادت کی جانب اشارہ ہے اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَامَ آخِرَ يَوْمٍ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْمُحَرَّمِ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ وَغُفِرَ لَهُ ذُنُوبُ سِتِّينَ سَنَةً جس نے ذی الحجہ کے آخر دن اور محرم کے پہلے دن روزہ رکھا تو گویا اس نے سال بھر روزہ رکھا اور اس کے ساٹھ برس کے گناہ بخشے گئے اور فرمایا ہے مَنْ صَامَ أَوَّلَ يَوْمٍ مِنَ الْمُحَرَّمِ وَالْعَاشِرِ مِنْهُ وَالْآخِرِ مِنْهُ بَنَى اللَّهُ تَعَالَى لَهُ فِي الْجَنَّةِ ثَلَاثِينَ مَدِينَةً فِي كُلِّ مَدِينَةٍ ثَلَاثُونَ قَصْرًا فِي كُلِّ قَصْرٍ ثَلَاثُونَ صَفَةً فِي كُلِّ صَفَةٍ مِثْلُ الدُّنْيَا فِيهَا مِنَ الْأَشْجَارِ وَالْأَنْهَارِ وَالسَّرِيرِ وَالْمَوَائِدِ وَالْحُورِ وَالْعِلْمَانِ وَالْوِلْدَانِ











سوال وَإِنْ مِنْكُمْ رَجُلٌ وَارِدُهَا مِنْ ثَابِتٍ هُوَ كَسَبَ دُوزَخًا مِنْ قَبْلِهِ لَمْ يَكُنْ فِي السَّعِيرِ هُوَ كَسَبَ دُوزَخًا مِنْ قَبْلِهِ لَمْ يَكُنْ فِي السَّعِيرِ  
 پس یہ کیونکر ممکن ہے کہ دوزخ بقدر سات سو برس کی راہ کے دور ہو جائے۔  
 جواب۔ جب یہ شخص پہل صراط پر سے جو دوزخ پر ہے گزرے گا تو حکم الہی ہوگا اے  
 دوزخ اس سے سات سو برس کی راہ کے بقدر نیچے ہو جا۔ رَبَّنَا إِنَّا أَتَيْنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي  
 الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقَدْ نَبَأْنَاكَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا  
 لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔







جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہیں جنت میں داخل ہوں اور فرمایا جو کوئی عاشورہ کے دن روزہ رکھے وہ اپنے قضا شدہ روزے اور فوت شدہ صدقات کو پائے گا اور نیک کام کرنے والا شب قدر کا ثواب پائے گا اور جو اپنے اعضاء کو برے کام سے بچائے اللہ اس کے جوارح کو دوزخ سے بچائے گا۔ اور اس دن اللہ کے خوف سے رونے والا گناہوں سے پاک ہوگا اور عابدوں کی عبادت کا ثواب پائے گا اس دن جو اپنے بھائی مسلمان سے مصافحہ کرے فرشتے اس سے مصافحہ کریں گے اور جو اپنے بھائی مسلمان کی اچھی باتوں کی قدر کرے اللہ اس کی قبر میں جنت کی کھڑکی کھولے گا۔ مروی ہے کہ ایک بار مدینہ منورہ میں پیر دن چڑھے گواہی گزری کہ آج دسویں محرم ہے آپ نے ندا کر دی کہ آج یوم عاشورا ہے اب سے شام تک کھانا پیتا اس دن کی تعظیم سے ترک کریں۔ حضرت کثیر بن سلیم رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک کی عبادت کو عاشورہ کے دن گئے ان کو روتے دیکھ کر سب پوچھا انہوں نے کہا اس صدمہ میں روتا ہوں کہ عدالت کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا۔ آج کے دن کی تعریف میں حضرت سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا مَنْ صَامَ یَوْمَ عَاشُورَاءَ لَمْ تَمْسَسْهُ النَّارُ ابَدًا جس نے عاشورا کے دن روزہ رکھا اس کو دوزخ کی آگ مس نہ کرے گی (مجھے اپنی بدقسمتی پر روتا آرہا ہے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عاشورا کے دن قرآن کی دس آیتیں پڑھنے والا تمام سال کی تلاوت کا ثواب پاتا ہے اور آج کی ایک نیکی ہزار نیکی کے برابر ہے۔ آج کے روزہ دار کو ہر ساعت کے عوض میں سات سو برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے اور گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے اللہ اس کو زحمتوں سے بچاتا ہے آج کے دن جو کوئی چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پچاس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے تو اللہ اس کے پچھلے اور اگلے پچاس برس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور ملا علی میں اس کے لیے نور کے ہزار ممبر بناتا ہے جو کوئی آج کے دن چار رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور اس کا ثواب حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی ارواح طاہرہ کو بخشے تو قیامت میں یہ دونوں اس شخص کی شفاعت کریں گے۔ حضرت شبلی رحمہ اللہ نے یہ نماز پڑھی تھی ان دونوں حضرات نے خواب میں آکر



اُن سے کہا تم نے ہمیں اس نماز کا ثواب بخشا ہے ہم بشارت دیتے ہیں کہ قیامت میں ہم شفاعت کر کے تمہیں جنت میں لے جائیں گے اور کچھ تمہیں پر موقوف نہیں بلکہ ہر ایسا کرنے والے کی شفاعت کریں گے۔ عاشوراء کے دن اس دعا کے پڑھنے والے کو اللہ نظر رحمت سے دیکھے گا اور اس پر عذاب نہ کرے گا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْاَعْلٰی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ دَعَاكَ فَاحِیْبَتَهُ وَاَمْنٍ بِكَ فَهَدٰیَّتَهُ وَرَغَبٍ اِلَیْكَ فَاعْطٰیَّتَهُ وَتَوَكَّلَ عَلَیْكَ فَاکْفِیَّتَهُ وَاُقْتَرَبَ مِنْكَ فَادْنِیَّتَهُ اللّٰهُمَّ اَمِدْ دِیْعِیْشِیْ مَدًّا وَاَجْعَلْ لِّیْ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَدَا اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْاِیْمَانَ بِكَ وَنَسْئَلُكَ الْفَضْلَ مِنَ السَّرِّقِ وَنَسْئَلُكَ الْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَالْدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ یَا ذَا الْعِزِّ ذَا الْكِرَامِ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ زَارَ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا فِیْ یَوْمِ عَاشُورَاءَ فَكَانَتْ لَہٗ زَارَ نَبِیًّا وَکَتَبَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِکُلِّ نَظَرَةٍ اِلَیْہِ عِبَادَةً اَلْفَ سَنَةٍ جس نے عاشوراء کے دن عالم یا متعلم کی زیارت کی تو گویا اس نے نبی کی زیارت کی، ہر نظر کے بدلے اللہ اس کو ہزار برس کی عبادت کا ثواب دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس عالم یا متعلم کے جسم کا جو بال یہ دیکھے گا اتنے حج اور عمرہ کا ثواب پائے گا اور ہر قدم پر ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب پائے گا۔ اور فرمایا کہ عاشورہ کے دن عبادت کرنے والے کو ہر قدم کے بدلے ایک شہید کا ثواب ملتا ہے اور جب مرین کے پاس سے اُٹتا ہے تو گناہوں سے بالکل پاک صاف ہو کر اُٹتا ہے۔ عاشوراء کو ائمہ یعنی سنگ بھری آنکھوں میں لگانا بالاتفاق روا ہے مگر سرمہ لگانا بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔ حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے مَنْ اَلْتَحَلَ بِالْاِثْمِ فِیْ یَوْمِ عَاشُورَاءَ لَمْ تَزَمْ مِنْ عَیْنَاہُ اَبَدًا جس نے عاشوراء کے دن آنکھ میں اثم لگایا اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی، اور فرمایا ہے مَنْ مَسَحَ بَیْدَاہُ عَلٰی رَاسِ الْیَتِیْمِ فِیْ یَوْمِ عَاشُورَاءَ رَفِیْعَتْ لَہٗ بِکُلِّ شَعْرَةٍ دَرَجَةٌ فِی الْجَنَّةِ جس نے عاشوراء کے دن یتیم پر شفقت کی یا اسے کچھ دیا تو اس کے سر کے ہر بال کے عوض میں شفقت کرنے والے یا دینے والے کو جنت میں ایک درجہ ملے گا اور فرمایا ہے مَنْ اَصْلَحَ بَیْنَ الْخَصَمَیْنِ فِیْ یَوْمِ عَاشُورَاءَ اَصْلَحَ



اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَصَمَائِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوْجِبَ لَهُ الْجَنَّةَ رَجُوْ شَوْرَہ کے دن  
 دو دشمنوں میں صلح کرادے تو اللہ اس کے دشمن کے درمیاں میں قیامت کے دن صلح کراتے  
 گا اور جنت اس کے لیے واجب کر دے گا (عاشورا کے دن ان دس باتوں کا ادا کرنا سنت  
 ہے (۱) غسل کرنا (۲) سرمہ لگانا (۳) نماز پڑھنا (۴) اہل و عیال پر طعام کی زیادتی کرنا (۵) روزہ  
 رکھنا (۶) عبادت کرنا (۷) دشمنوں سے ملاپ کرنا (۸) یتیم پر شفقت اور سلوک کرنا (۹) عالم  
 متعلم کی زیارت کرنا (۱۰) دعا مانگنا۔ ان کے علاوہ بعض احادیث میں چند چیزیں وارد ہیں۔  
 (۱۱) خوفِ خدا سے رونا (۱۲) نماز جنازہ تلاش کر کے پڑھنا (۱۳) زیارتِ قبورِ مسلمانان اور  
 زیارتِ قبورِ والدین کرنا (۱۴) سورۃ اخلاص تسو مرتبہ پڑھنا (۱۵) حضراتِ حسنین و شہداء کربلا رضی  
 اللہ عنہم کا فاتحہ دلانا اور ست نجا یعنی سات قسم کا اناج ایک ہی دیچی میں پکانا بھی روایہ جیسے  
 حلیم یا کھیم طے کا ہمارے ملک میں دستور چلا آتا ہے اور بعض کے نزدیک اس کی اصل یہ ہے  
 کہ یومِ عاشورا کو حضرت شہر بانو رضی اللہ عنہا نے دیچی میں سات کنکریاں ڈال کر چولہے پر رکھا  
 تھا اسی وقت سے ست نجا قائم ہو گیا۔ بعض کا قول ہے کہ اس دن امرار طرح طرح کے کھانے  
 پکا کر تقسیم کرتے تھے اور فقراء غلہ و ربوزہ کو اکثر ست نجا ہوتا تھا پکاتے تھے۔ چونکہ حضرت  
 رسول خدا علیہ التحیۃ والتسلیم کو فقر کی طرف زائد رغبت تھی اس لیے خوشنودی و اتباع کی وجہ سے  
 یہ سنت قائم ہو گئی رہا کم سے کم و سن آیتیں قرآن کی پڑھنا (۱۶) دس مسلمانوں سے مصافحہ کرنا۔

## مختصر واقعہ شہادتِ حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانَ تَقْوُوكُوا إِيْمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ كَلَّا  
 تَشْعُرُونَ (جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو  
 شعور نہیں ہے) اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ سابق میں شہداء اور غیر شہداء سب کو  
 برابر خیال کرتے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ جو لوگ تیری راہ میں جان دیتے  
 ہیں ان کے لیے کوئی شرف خاص کر دے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت سرورِ عالم



صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طُوبَى لِمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَطُوبَى لِمَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
ان کے لیے بشارت ہے جو اللہ کی راہ میں مرتے ہیں اور ان کے لیے بشارت ہے جو اللہ  
کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں، بندگی شیخ حمید الدین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں ۵  
ہر چہ از بہر دوست کشتہ نشد گر چہ بسمل کینش مردار ست

اللہ ہی کی راہ میں سوختہ اور کشتہ ہو جانا شہادت ہے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے زمانہ میں ایک شخص مارا گیا لوگوں نے آپ سے کہا فلاں شخص شہید ہو گیا آپ نے رو  
کر فرمایا هُوَ عِنْدَ اللَّهِ اَحْسَدُ وَاَقْبَمُ مِنَ الْمَيِّتِ رُوِيَ اللہ کے نزدیک ٹوٹا پانے والا اور  
مردہ سے بھی بدتر ہے، اس لیے کہ اس کا دل اس کے تن کے ساتھ موافق نہ تھا پھر دوسرے  
شخص کے مرنے کی آپ کو خبر دی گئی آپ نے فرمایا اُٹھو اس کے جنازے کی نماز پڑھو کیونکہ  
وہ شہید ہے اس کا جگر اللہ کی دوستی میں سوختہ اور تن اس کے اشتیاق میں گداز تھا۔ آپ  
ایک قریب المرگ کی عبادت کو گئے اُسے روتے دیکھ کر سبب پوچھا اس نے کہا اس صدمہ میں  
روتا ہوں کہ مجھے مرتبہ شہادت حاصل نہ ہو آپ نے فرمایا اَجْرُكَ عِنْدَ اللَّهِ اَفْضَلُ وَاَعْظَمُ  
مِنْ اَلْفِ شَهِيدٍ اللہ کے نزدیک تیرا اجر ہزار شہیدوں سے افضل اور اعظم ہے شہادت کا  
مرتبہ انہیں لوگوں کو ملتا ہے جو اللہ کے دوست ہیں الشُّهَدَاءُ هُمْ اَوْلِيَاءُ اللَّهِ الشُّهَدَاءُ  
هُمُ رَفَقَاءُ الْاَنْبِيَاءِ شہداء اللہ اور نبیوں کے دوست ہیں حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا يُوزَنُ دَمُ الشُّهَدَاءِ فِي الْمِيزَانِ بِوَصْلِ الْقِيَمَةِ وَقَطْرَةٌ دَمِهِمُ اَنْثَقُلُ مِنْ  
جَبَلٍ اَوْ اُخْذِ قِيَامَتِ كَے دن شہیدوں کا خون تولی جائے گا اور ان کے خون کا ہر  
قطرہ اُحد پہاڑ سے بھاری ہوگا۔ مترجم کتاب شہادت کا مرتبہ معلوم ہو چکا اب جاننا  
چاہیے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا اور محبوب کبریا ہیں آپ کی ذات میں اللہ  
نے جمیع کمالات کو جمع کر دیا مگر کمال شہادت جو بظاہر مخلوق کے ہاتھ سے مرنا ہوتا ہے آپ  
پر جاری نہیں کیا اس لیے کہ اگر یہ مرتبہ بھی بالذات آپ پر جاری ہوتا تو آپ کے بعد کفار  
سختاقت مکر میں عوام کو الجھاتے اور چونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو ضرور تھا کہ یہ  
مرتبہ بھی آپ کے لیے ثابت کر دیا جائے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے آپ کے



چھ مظاہر ذاتی کو خلعت شہادت عطا فرمایا کہ ان پر جاری ہونا گویا آپ پر جاری ہونا ہے اس لیے کہ یہ مظاہر آئینہ شکل محمدی ہیں پس معلوم ہوا کہ کمال شہادت بھی آپ کی ذات میں مندرج ہے مگر اس کا اجر حضرات مظاہر پر ویسا ہی ہے جیسا کہ ملوک و سلاطین اپنا مخصوص لباس اس کو پہنا دیتے ہیں جس کی عظمت دوسروں پر ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ پھر واضح ہو کہ شہادت کی دو قسمیں ہیں ایک سر یہ دوسری جہر یہ اور ان دونوں قسموں کی تین تین قسمیں ہیں اور اللہ نے چھ مظاہر ذاتی کو ایک ایک شہادت سے مختص کر کے آپ کی ذات پر اس کے تمام اقسام کو کامل کر دیا۔ شرع میں شہادت اسے کہتے ہیں کہ سبب موت میں ملانک قابض ارواح کے علاوہ اور کسی مخلوقات کو بھی دخل ہو مثلاً گزندگان سمیہ کا کاٹنا یا درندگان چرندہ و پرندہ کا پھاڑنا یا افعال سحر یہ یا قتل حدائد یا سنگ اندازی کے سبب موت واقع ہو شہادت جہر یہ وہ ہے جس کا کھلنا آسان ہو اور شہرت پاتے۔ شہادت سر یہ وہ ہے جس کا کھلنا دشوار ہو اور پردہ میں واقع ہو۔ جہر یہ کی تین قسمیں یہ ہیں (۱) جلیبہ جو کچھ دیکھنے والوں کے مشافہہ میں واقع ہو اور گھر میں افراد قلیلہ سے وقوع میں آئے (۲) اجلی جو وطن میں محاصرہ کثیر الاعداد سے واقع ہو اور آب و دانہ بند کیا جاتے اور اس میں کچھ دن بھی گزریں (۳) مجلیبہ حالت مسافرت میں معرکہ کثیر میں انواع ظلم مخالفین سے آب و دانہ بند کیا جاتے اور شہید ہونے کے بعد بھی اس کے محرمات پر تعدی ظالمانہ جاری ہو۔ اور سر یہ کی تین قسمیں یہ ہیں (۱) خفیہ سبب میں پوشیدگی اور کچھ کبوتے ظہور ہو (۲) اخفائے اشخاص معروف بحجت سے واقع ہو تو شہادت خفیہ سے زیادہ اس کا کھلنا دشوار ہو (۳) جو اپنے عہد حکومت میں ادنیٰ کے ہاتھ سے مدارات کے پردے میں بتائیرات بعیدہ واقع ہو جس کا کھلنا بغیر اعلان الہی اور فراسات عقول صحیحہ کے معلوم نہ ہو سکے۔ حضرت ابو بکر صدیق کو مرتبہ شہادت تحقیقہ عطا ہوا۔ آپ کی شہادت کا کبار صحابہ اور اجلۃ تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کو یقین ہوا مگر اس امر میں اختلاف رہا کہ کون زہر باعث شہادت ہوا بعض اس کے قائل ہیں کہ غار میں جو سانپ نے آپ کو کاٹا تھا وہ سبب موت ہوا۔ ایسا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے اور بعض قائل ہیں کہ چھ مہینہ آپ کی وفات سے پہلے جو یہودیہ نے آپ کو زہر دیا تھا وہ سبب وفات شریف ہوا واللہ اعلم آپ کی وفات چھتیس



جمادی الثانی ۳۱۰ھ میں دو شنبہ کے دن صبح کے وقت ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابو لؤلؤ ایک یہودی کے غلام کے ہاتھ سے ستائیسویں ذی الحجہ روز شنبہ کو نماز فجر میں زخمی ہوئے اور انتیس ذی الحجہ یوم دو شنبہ کو وفات پائی اور شہادت خفیہ سے قاتل ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گروہ مفسدین نے شہید کیا آپ کو مرتبہ شہادت اعلیٰ حاصل ہوا آپ کی شہادت اٹھارہویں ذی الحجہ کو جمعہ کے دن طلوع فجر کے وقت ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ابن ملجم نے تلوار سے شہید کیا آپ کو مرتبہ شہادت جلیہ حاصل ہوا آپ کی شہادت اکیسویں رمضان کو دو شنبہ کے دن اور بعض کے نزدیک جمعہ کے دن ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ سال میں ایک مرتبہ سفر شام کیا کرتے تھے چار مرتبہ راہ میں مفسدین اور منافقین نے دعا سے آپ کو گزند سم کا پہنچایا مگر آپ نے ان سے درگزر کیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی انتقام لینے سے باز رکھا اور دوبار آپ کی بیوی جعدہ نے جو کوفہ کی عورت تھی آپ کو زہر دیا لیکن آپ کو اس سے صحت ہو گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ مروان متولی مدینہ نے یزید کی طرف سے جعدہ کو خفیہ پیام دیا تھا کہ اگر تو حضرت امام حسنؑ کے نکاح سے نکل آوے تو میں تیرے ساتھ عقد کر لوں چونکہ طلاق ملنا دشوار تھا اس لیے اس نے زہر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا آپ عدل شرعی کے لحاظ سے ایک ایک دن ایک بی بی کے یہاں رہتے اور کھاتے پیتے تھے ایک دن جعدہ نے آپ کو دن کے کھانے میں زہر ملا کر دیا آپ نے کھا لیا۔ جب اس کا اثر محسوس ہوا تو آپ نے مزار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پاک تمام جسم میں ملی اور کچھ خاک شفا تناول کی اللہ نے زہر کا اثر دفع کر دیا۔ جب سے آپ نے جعدہ کے یہاں تنہا کھانا کھانے پر بیڑ کیا۔ دوسری مرتبہ اس نے پانی میں زہر دیا اس کا بھی آپ نے اسی طرح تدارک کیا اور کچھ مداوا بھی کیا وہ بھی دفع ہوا۔ جعدہ نے عاجز ہو کر مروان کے پاس کہلا بھیجا کہ جو زہر مجھے معلوم تھے وہ آپ کو اثر نہیں کرتے۔ مروان نے زہر ہلاہل تیار کرا کے اس کے پاس بھیج دیا۔ جعدہ نے ایک طباق میں عجوہ کے تازہ خرمہ کو خوب اس زہر میں آلود کر لیے اور طباق میں اپنے کھانے کے لیے نشان رکھا اور آپ کے سامنے لاتی خود بھی ساتھ کھانے بیٹھی آپ نے تاواقفیت میں دوزہر آلود خرمے



تناول فرمایے اسی وقت اس کا اثر ہو گیا خون کی تھے ہوئی اور اسہال کبھی شروع ہو گیا چالیس دن تک آپ اس میں غلیل رہے لیکن اس کیفیت کو باوجود سب کے دریافت کرنے کے آپ نے پوشیدہ رکھا۔ اطباء کو مداوات میں معلوم ہو گیا کہ یہ اسہال سم کے استعمال سے ہے جب مرض کی بہت شدت ہوئی تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے باصرار تمام آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے ذہن میں کس نے آپ کو زہر دیا ہے آپ نے پوچھا کیا تم اس سے غرض لو گے انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا جس پر مجھے گمان ہے اگر واقعی وہی ہے تو اللہ اس سے بدلہ لینے کو کافی ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ بے قصور میری وجہ سے کوئی انتقام میں پھنسنے لگے جب انہوں نے پھر اصرار کیا تو آپ نے فرمایا تم بھاتی کی محبت میں اس وعدے کو بھول گئے جو حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والتنا سے کیا تھا کہ جب اللہ ہم کو نعمت عشق دے گا تو ہم اپنے ظالموں کے ظلم پر صبر کریں گے اور ان کی خیر خواہی سے باز نہ آئیں گے یہ وعدہ سن کر امام حسین خاموش ہو گئے۔ پھر اٹھائیسویں صفر گزرنے کے بعد سنہ ۶۱ میں آخر شب کو طلوع فجر اسفار تک آپ کا تمام جسم سبز ہو گیا۔ صبح کی روشنی میں آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میرے چہرے کا رنگ کیسا ہے حضرت امام حسین نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ اخبار جبریل کے موافق اس وقت آپ کے چہرے کا رنگ سبز ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی وِصَالِ الْحَبِیْبِ اور صبح کے وقت ۲۹ سفر کو دو شنبہ کے دن آپ نے وفات پائی اور شہید ہوئے شہادت اخفی کا مرتبہ پایا اور یقین میں وقن ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پھر امیر معاویہ نے جعدہ کو زہر دینے کے یقین ہونے کے بعد گرفتار کروایا اور قید سخت میں رکھا اور صبح کو اونٹ کے پاؤں میں بندھوا کر ملک شام کی گلیوں میں تشہیر کرتے تھے یہاں تک کہ چھ مہینے میں یا تین برس کے شدائد میں باختلاف روایت وہ مر گئی۔ اس واقعہ کے بعد حضرت امام حسین نے مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار فرمائی بغیر ضیافت اور حج کے باہر تشریف نہیں لاتے تھے اس لیے حضرت امیر معاویہ روز آپ کو ضیافت کر کے بلاتے تھے جب آپ تشریف لے جاتے تو آپ کی خدمت لائقہ بجا لاتے اور رخصت ہوتے وقت کچھ درہم و دینار آپ کے ساتھ کر دیتے اس کے علاوہ جب آپ کو خرچ کی ضرورت ہوتی آپ انہیں لکھتے وہ پیش کش کرتے یہاں تک کہ چوتھی تاریخ رجب کو سنہ ۶۱



میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور گانِ شام نے یزید کو سلطنت پر بٹھایا اس نے فسق و فجور جاری کیا پھر یزید نے ممالک متعلقہ سلطنت میں عمال اور متولیوں کو خطوط بھیجے۔ چنانچہ ولید بن عقبہ کو فرمان آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ حضرت امام حسین اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور دیگر اہل جسد صحابہ رضی اللہ عنہم سے میری بیعت لو۔ حضرت ولید بن عقبہؓ نے ان سب حضرات کو بلا کر وہ فرمان دکھایا ان سب نے کہا کہ تم خود صحابی ہو کیا تمہارے نزدیک ایسا شخص جو فاسق و فاجر ہو بادشاہ اسلام ہو سکتا ہے حضرت ولید رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں میں نے مصلحتاً آپ لوگوں کو اس سے آگاہ کر دیا ہے۔ پھر ابتدائے شعبان میں دوسرا فرمان آیا کہ اگر وہ لوگ آسانی سے بیعت نہ کریں تو انہیں قید کر کے جبراً ان سے بیعت لو ورنہ سب کو قتل کرو۔ ولید کو یہ تحریر ناگوار ہوئی بے ساختہ کہہ بیٹھے میں خود اسے بادشاہ اسلام نہیں سمجھتا ہوں اگر یہ لوگ اس کے وقع پر مستعد ہوں گے تو میں خود ان کا شریک ہو کر اسی کو قتل کروں گا۔ مروان وہاں موجود تھا اس نے خفیہ یہ کیفیت یزید کو لکھ دی۔ شب کو ولید نے ان حضرات کو بلا کر یہ فرمان بھی دکھایا۔ شوری ہو کر یہ فرار پایا کہ مدینہ کی سکونت ترک کر کے سب متفرق ہو جائیں پس حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے گوشہ نشینی اختیار کی فقط نماز کے لیے مسجد جاتے اور کسی سے کلام نہیں کرتے تھے۔ عبداللہ بن زبیر اور حضرت امام حسینؓ نے مکہ کا سفر کیا اس اثنا میں یزید نے ولید کو معزول کر کے مروان کو حاکم مدینہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے مکہ میں طریقہ سلطنت جاری کیا اور اچھی طرح تسلط ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے رہ نور دی اختیار کر لی اور یہ التزام کیا کہ مدینہ سے مکہ آتے اور ادا سے عمرہ کر کے زیارت روضہ مبارک کو جاتے زیارت سے فارغ ہو کر صرف ایک دن ٹھہرتے پھر مکہ کو روانہ ہوتے اسی اثنا میں اہل کوفہ نے حضرت امام حسینؓ کو اس مضمون کے خطوط بکثرت بھیجے کہ ہم یزید کی حکومت کے موافق نہیں ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ یہاں تشریف لائیں ہم آپ کو امام کر کے اس سے ٹریں آپ نے ادھر کا قصد فرمایا حضرت عبداللہ بن عباسؓ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس ارادہ سے منع کیا۔ اور کہا اہل کوفہ کے افعال و اقوال کا اعتبار نہیں آپ نے فرمایا کہ اگر وہ اپنے قول میں سچے ہوں



اور میں نہ جاؤں تو جب قیامت میں اللہ مجھ سے سوال کرے گا کہ ہمارے بندوں نے اجرائے شریعت کے لیے تمہیں بلایا اور تم نے اپنی بدگمانی سے اس کو قبول نہ کیا تو میں کیا جواب دوں گا۔ آخر رائے یہ قرار پائی کہ پہلے آپ کی طرف سے کوئی جا کر ان لوگوں کی کیفیت سے آپ کو مطلع کرے پھر آپ ادھر کا ارادہ کریں آپ نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا وہ اپنے دو چھوٹے بچوں کو اپنے ہمراہ لے کر شوال میں کوفہ کو روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے تو چالیس ہزار مردوں نے ان کے ہاتھ پر حضرت امام حسینؑ کی بیعت کی اور ان کا ہیت اعزاز کیا۔ پھر حضرت مسلم علیہ السلام نے یہی حال حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا آپ نے مع متعلقین مصمم ارادہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پھر منع کیا آپ نے نہ مانا آخر وہ بھی آپ کے ہمراہ چلنے پر آمادہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے سنا ہے کہ میری ایک بکری کعبہ کے اندر ذبح کی جائے گی بس تم یہیں رہو کہ وہ بکری تم ہو تم ٹھہرو اور مجھے وہاں جانے دو۔ ہنوز آپ مکہ سے روانہ نہیں ہوئے تھے کہ یزید نے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے کوفہ میں آنے کی اور لوگوں کے بیعت کرنے کی خبر پائی۔ سرحدوں کے مشورہ کے بعد ابن زیاد کو جو والی بصرہ تھا فرمان ولایت کوفہ لکھ بھیجا اور حکم بھیجا کہ تو فوراً جا کر نعمان والی سابق کو خانہ نشین کر کے حکومت کر اور حضرت مسلم کو قتل کر کے ان کا سر میرے پاس بھیج دے ابن زیاد کوفہ میں پہنچا اور جمعہ کے دن اہل کوفہ کو اتباع حضرت مسلمؑ سے منع کر کے اتباع یزید کی تحریض کی اور متبعین یزید کے لیے عطیات کثیرہ کے وعدے کیے۔ سب اہل کوفہ حضرت مسلمؑ سے پھر گئے۔ آخر کار ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ حضرت مسلمؑ شہید ہوئے **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** اور ابن زیاد نے آپ کا سر نیزے پر رکھوا کر یزید کو بھجوا دیا پھر ان کے دونوں صاحبزادوں کو گرفتار کر کے مشکور، داروغہ محبس کے سپرد کیا اور وہ دوستانہ انداز میں ان کو نبوی تھا اُس نے ان دونوں صاحبزادوں کو محبس سے نکال دیا ابن زیاد نے اس سے سخت کلامی کی اور کہا تو مجھ سے اور حاکم سے نہیں ڈرتا اُس نے کہا جو خدا سے ڈرتا ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ ابن زیاد نے پانچ سو کوڑوں سے مشکور کو شہید کیا **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** پھر حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادے شہید ہوئے۔ اسی تاریخ حضرت امام حسینؑ مکہ سے



روانہ ہوئے تھے۔ دسویں منزل مقامِ سقارخ میں فرزدق ثانی شاعر سے ملاقات ہوئی آپ نے اُن سے کوفہ کا حال پوچھا انہوں نے کہا اہل کوفہ کا دل آپ کے ساتھ اور تلوار حاکم کی طرف ہے۔ جانتا چاہیے کہ جب فرزدق کوفہ سے روانہ ہوئے تھے تو حضرت مسلمؓ سے لوگ پھرے نہیں تھے اسی لیے انہوں نے یہ بیان کیا۔ چودھویں منزل میں بشیر بن غالب سے ملاقات ہوئی آپ نے اُن سے کوفہ کا حال پوچھا انہوں نے کہا اَلْكَوْفِيُّ كَالْيُوفِيِّ آپ نے فرمایا صَدَقْتَ يَا بَشِيرُ پندرہویں منزل میں حضرت قیس جو بجلی صحابی کے بیٹے تھے آپ کے ساتھ ہوئے سولہویں منزل میں آپ نے خبر شہادتِ حضرت مسلمؓ کی سنی۔ بظاہر آپ نے واپسی کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر حضرت مسلمؓ کے جو بیٹے آپ کے ساتھ تھے انہوں نے کہا ہم جا کر اپنے باپ کا بدلہ لیں گے آپ نے فرمایا كَاخَيْرٍ يَعْدَاكُمْ۔ سنا بیسویں منزل پر جب آپ پہنچے تو جملہ بہتر آدمی آپ کے ساتھ گئے کچھ اس سے قبل رخصت ہو چکے تھے کچھ یہاں سے رخصت ہوئے غزوةِ محرم کو منزلِ سرات میں آپ نے توقف نہیں کیا اور روانہ ہوئے دوپہر کو حُر بن ریاحی سے ملاقات ہوئی تیسری محرم کو آپ کربلا میں داخل ہوئے۔ قیام کے وقت ایک گرد اُٹھی اور زمین کانگ زرد ہو گیا۔ آپ نے زمین کا نام پوچھا لوگوں نے کہا اسے مار یہ کہتے ہیں آپ نے فرمایا کوئی اور نام بھی ہے ایک شخص نے کہا اسے کربلا بھی کہتے ہیں آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ کہ مقامِ کرب و بلا یہی ہے۔ فرات کے قریب آپ نے خیمہ قائم کیا اور خیمے کے گرد خندق کھدوا کر لکڑیاں بھروائیں اور ایک راہ خیموں میں جانے کے لیے رکھ لی شام کو ابن زیاد کا خط آپ کے پاس آیا اس میں لکھا تھا یا تو اب بیزید کی بیعت کریں یا جنگ پر مستعد ہو جائیں آپ نے پڑھ کر خط زمین پر پھینک دیا اور قاصد سے کہہ دیا کہ میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ پانچویں تاریخ ابن سعد ہزار سوار لے کر کربلا کو پہنچا اور آپ کے خیمہ کے مقابل خیمہ قائم کیا ساتویں تاریخ ابن زیاد کا حکم پہنچا کہ آپ پر فرات کا پانی بند کرو اسی تاریخ سے آپ پر پانی بند ہوا اور ابن سعد کے پاس ابن زیاد نے کمک پر کمک بھیجنا شروع کی قریب شام کے آپ نے میدان میں گڑھے کھدوائے اور جو پانی نکلا اس سے لشکر اور جانوروں کو سیراب کیا۔ آٹھویں تاریخ صبح کو اسی طرح گڑھے کھدوائے اور جو پانی نکلا اس سے لشکر اور جانوروں کو سیراب



کیا۔ ایک کٹورا پانی بچا آپ نے خود نہ پیا اور اپنے پاس رکھ لیا کہ شاید کوئی پیاسا مہمان آجائے۔ حضرت حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ چھٹی تاریخ حالت پیری میں آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر اپنے پوتوں کی مدد سے گھوڑے پر سوار ہو کر مکان سے چلے اور قسم کھاتی تھی، کہ جب تک آپ کی زیارت سے مشرف نہ ہو گا ورنہ پانی مجھ پر حرام ہے آٹھویں تاریخ صبح کو حبض خدمت ہوئے آپ نے اُن سے کہا تم پیاسے معلوم ہوتے ہو یہ پانی پی لو۔ انہوں نے عرض کیا میں دیکھتا ہوں آپ بھی پیاسے ہیں وائے ہے اس مسلمان پر کہ ولید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاسا چھوڑ کر اپنے حلق کو پانی سے تر کرے میں پانی نہ پیوں گا آپ پی لیں غرض وہ پانی یونہی رکھا رہا نہ آپ نے پیاسا نہ حبیب نے۔ آٹھویں تاریخ شام تک ابن سعد کے پاس یا تیس ہزار سوار کی جمعیت ہو گئی نویں تاریخ شام کو ابن زیاد کا خط ابن سعد کو پہنچا کہ تو اب تک تباہی کر رہا ہے حکم پہنچتے ہی جنگ شروع کر دے ابن سعد نے اسی وقت آپ کو پیغام جنگ دیا۔ آپ نے فرمایا رات کو ہماری شریعت میں لڑنا منع ہے رات بھر مجھے مہلت دو کہ اورادیوم عاشورار شب کو ادا کر لوں حضرت عباس بن علی رضی اللہ عنہما یہ پیغام لے کر گئے شمر نے جواب دیا تمہیں ہرگز مہلت نہ دی جائے گی۔ اسی گروہ میں سے کسی نے کہا کیا بے حیائی ہے کہ جب کفار امان مانگتے ہیں تو انہیں امان دی جاتی ہے اور نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ سختی روارکھی جاتے۔ ابن سعد نے رات کی مہلت دی۔ لشکر مخالف نے آپ کے گرد خیمہ کو گھیر لیا آپ نے لکڑیوں میں آگ دلوادی مالک بن عروہ نے پکار کر طعن سے کہا کہ آپ نے پہنچنے سے پہلے ہی (معاذ اللہ) دنیا میں اپنے گرد آگ جلائی آپ نے فرمایا کَذِبْتَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ اور غیقت میں آکر درگاہ الہی میں عرض کی کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں اور میرے ساتھی متعلقین یادگار نبوت میں فوراً مالک بن عروہ کا گھوڑا بھڑکا اور چکر دے کر میدان میں اس کو اپنی پشت سے گرادی ایک پاؤں رکاب میں الجھا رہا پھر وہ گھوڑا اُسے گھسیٹتا ہوا خندق کے پاس لایا اور جھٹکا دے کر اس آگ کے راستہ سے اُسے جہنم میں پہنچا دیا۔ دسویں محرم کو فجر کے وقت آپ کے یہاں اذان ہوئی اور لشکر مخالف سے المبارزہ کی صدا بلند ہوئی اس وقت بھی آپ نے رفع حجت کے لیے حضرت ابن عباسؓ کو بھیجا مگر ان کو اثر نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا میں نے



باوجود تمہارے ظلم کے خیر خواہی کا حق ادا کر دیا ذالک تقدیر العزیز العظیم سب سے  
 پہلے لشکر مخالفین سے حرم میدان میں آیا اللہ نے اس کو ایمان کامل نصیب کیا حاضر خدمت  
 ہو کر کہنے لگا کہ سب سے پہلے میں نے آپ کو روکا تھا۔ اب چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے  
 آپ پر میں جان فدا کر دوں اور اجازت لے کر میدان میں آیا اور لڑ کر شہید ہوا۔ پھر حر کا بھائی  
 اور بیٹا اور غلام آپ کی طرف سے لڑ کر شہید ہوئے پھر آپ نے رفع محبت کی نگرانی لوگوں  
 نے نہ مانا۔ اس وقت سب سے پہلے آپ کے لشکر سے حضرت زبیر بن حسان رضی اللہ عنہ میدان  
 میں آئے اور شہید ہوئے۔ پھر حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے پھر وہب بن عبد اللہ کلبی  
 شہید ہوئے یہ ماریہ کے رہنے والے تھے اسی شب کو ان کا نکاح ہوا تھا اپنی بی بی کے پاس  
 عیش میں تھے ان کی ماں نے ان سے کہا حیف ہے کہ ولد رسول صلی اللہ علیہ وسلم معرکہ عظیم میں  
 پھنسے ہیں اور تو آرام سے لیٹا ہے جا اور اپنی جان ان پر فدا کر یا انہیں وہاں سے نکال لا ورنہ  
 میں تجھ سے راضی نہ ہوں گی اور حقوق مادری کا مواخذہ آخرت پر رکھوں گی وہب جوش میں آکر  
 تلوار لے کر گھس پڑے جب تمام جسم ان کا زخموں سے چور ہو گیا تو حاضر خدمت ہو کر عرض کیا  
 یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ سے راضی ہوئے آپ نے فرمایا میں راضی ہوں اور  
 امیدوار ہوں کہ میرے جد تم سے راضی ہوں گے۔ پھر وہب ماں کے پاس گئے اور پوچھا  
 آپ آپ مجھ سے راضی ہوئیں انہوں نے کہا تو ابھی تو زندہ ہے اور ولد رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
 معرکہ میں پھنسے ہیں میں کیونکر تجھ سے راضی ہو سکتی ہوں جا اور اپنی جان ان پر فدا کر دے  
 تب میں راضی ہوں گی یہ پھر میدان میں آکر لڑے اور شہید ہوئے۔ شاید رافضیوں نے یہیں  
 سے یہ امر گھڑا ہے کہ حضرت قاسم کی شادی ہوئی اور مہندی نکالتے ہیں حالانکہ یہ امر محض  
 بے اصل ہے۔ جب ماں نے ان کے مرنے کی خبر سنی تو خود پتنگ کی پٹی پا یہ سمیت لے کر  
 میدان میں گھس پڑیں اور لڑنے کے بعد شہید ہوئیں۔ پھر عمرو بن خالد پھر ان کے بیٹے خالد  
 ابن عمرو پھر سعد پھر حنظلہ پھر حماد بن انس پھر شریح بن عبد اللہ پھر مسلم بن عوسجہ پھر ہلال بن  
 مسلم بن عوسجہ پھر یحییٰ بن مسلم پھر عبد الرحمن بن عروہ پھر مالک بن انس پھر عمرو پھر قیس بن منبہ  
 پھر ہاشم بن غلبہ پھر حبیب بن مظاہر پھر جریر مولای ابو ذر غفاری پھر انس بن معقل پھر عاتیس



اور شاگرد بن عاتیس پھر شوزب بن حجاج بن مسروق موزن لشکر امام پھر سیف بن حارث پھر  
مالک بن عبید پھر شہاب غلام حضرت امام پھر خنظلہ بن سعد پھر برید بن شعثا، پھر سعد بن عبداللہ  
ابن جعفر حنیفی حضرت علیؑ کے پوتے پھر جنادہ بن حارث انصاری پھر مرہ ابی ذر غفاری پھر عثمان  
بن سلیمان پھر عبید بن بریدہ پھر عبداللہ بن بردہ پھر حبیب بن جعفر پھر عزیر بن جابر بن سمرہ  
پھر سلم غنمہ پھر سعید بن سعید پھر سعدان بن حرب انصاری پھر عظیم ابن ایوب انصاری  
پھر عبدالبر بن ابوالیوب انصاری پھر سلیم بن ایوب انصاری پھر عالم بن سلیم حنفی ابی انصاری پھر سعید بن تمیم بن تمیم انصاری پھر قیس خوارزمی  
پھر سلمان بن جحفی پھر داؤد انصاری پھر نعمان بنی پھر صہیب بنی نعمان کے بھائی پھر عبداللہ اور عون و نعیم نعمان بنی کے  
تینوں بیٹے پھر زہرہ غلام نعمان پھر ماریہ کے دو شخص پھر عبداللہ بن مقداد پھر عبداللہ بن ابی وجانہ رضی اللہ عنہم  
اجعین میدان میں آکر اور لڑکر شہید ہوئے اس کے بعد آپ کے اقارب کی نوبت آئی سب سے پہلے  
حضرت عبداللہ بن مسلم پھر جعفر ابن عقیل پھر عبدالرحمن بن عقیل پھر محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار  
پھر عون ابن عبداللہ کے بھائی پھر عبداللہ بن حضرت امام حسنؑ پھر محمد بن اسد اور اسد ابن وجانہ  
پھر امام حسن پھر عثمان بن امام حسنؑ پھر عون بن امام حسنؑ پھر ابو بکر محمد بن امام حسنؑ پھر ابو بکر  
بن حضرت علیؑ پھر عثمان بن علی پھر عون بن علی پھر جعفر بن علی پھر عبداللہ بن علی پھر سلیمان بنی  
اور عبدالعظیم بنی پھر عباس بن علی رضی اللہ عنہم اجعین میدان میں آئے اور لڑکر شہید  
ہوئے۔ اب صرف حضرت امام حسینؑ اور آپ کے صاحبزادہ علی اکبرؑ باقی رہے اس وقت  
حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ بدقت تمام اجازت لے کر میدان میں آئے اور بکثرت بیجاؤں  
کو جہنم پہنچایا پھر حضرت امام حسینؑ نے اَذِکُنِّیْ یَا اَبْتَا کَ رِ یا یا میری خبر لیجیے کی ایک  
طرف سے آواز سنی آپ ادھر تشریف لے گئے تو حضرت علی اکبرؑ کو نہ پایا دوسری طرف  
سے یہی آواز سنی آپ ادھر تشریف لے گئے حضرت علی اکبرؑ زمین پر لیٹے ہوئے لڑ  
رہے تھے آپ انہیں اٹھا لائے اور خیمہ کے دروازہ پر بیٹھ کر ان کا سراپے زانو پر رکھا  
اور چہرہ کی گرد پوچھنے لگے کہ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے آنکھ کھولی اور فرمایا حوریں شربت  
کے دو پیالے لیے کھڑی ہیں میں ان سے دونوں مانگتا ہوں وہ کہتی ہیں ایک تمہارے لیے  
اور ایک تمہارے والد کے لیے ہے آپ نے فرمایا کَذَا إِلَکَ الْأُمْدُ ایک موزی ایسا تیار



کہ حضرت علی اکبر آپ کے زانو پر شہید ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پھر آپ نے حضرت علی الصغر کو جو تین روز کی پیاس سے بتیاب تھے گود میں لے کر لشکر مخالف میں گئے اور فرمایا اے گروہ اشتقیار اگر قصور وار اور مجرم ہوں تو میں ہوں اس کمن بچے نے کیا قصور کیا ہے اس صغیر بچہ کو تو پانی دے دو ایک موزی نے کہا ہم جلد انہیں سیراب کیے دیتے ہیں دوسرے نے تیرا راؤہ بھی آپ کی گود میں شہید ہوئے۔ پھر آپ خود میدان کارزار میں تشریف لائے مقاتلہ عظیم ہوا سر سے پاؤں تک آپ زخمی ہو گئے گھوڑے پر سے اترے اور راتے ہوئے فرات تک پہنچ گئے اور چلو میں پانی لے لیا موزیوں نے غل مچایا اے حسین خیمے لٹ رہے ہیں آپ نے چلو سے پانی پھینک دیا اور جانب خیام متوجہ ہوئے دیکھا تو یہ غل فقط آپ کے پانی نہ پینے کے لیے تھا پھر قتال کرتے ہوئے آپ فرات تک پہنچے اور چلو میں پانی لیا موزیوں نے طنزاً کہنا شروع کیا کہ اب تک آپ کو (معاذ اللہ) اپنی آسائش مرغوب ہے خیمہ کے صغیر بچے پیاس سے بے چین ہیں اور آپ پانی پئے لیتے ہیں آپ نے پانی پھینک دیا اور فرمایا الحمد للہ اب ہمارا پانی حوض کوثر پر ہے پھر اُسے اس کے بعد زمین پر آئے شمر نے سر مبارک جدا کرنے کا ارادہ کیا آپ نے فرمایا یہ تیرا کام نہیں ہے اس کا ہاتھ کانپا اور خنجر ہاتھ سے گر پڑا اُس کے دوسرے بھائی خولی نے آکر یہی ارادہ کیا آپ نے اُس سے بھی کہا کہ یہ تیرا کام نہیں ہے اس کا ہاتھ بھی کانپا اور خنجر گر پڑا پھر اس کا تیسرا بھائی شبیل نامی آیا اس کے دانت کتے کی طرح نکلے تھے سینہ پر برص کا سفید داغ تھا اور سینہ اور پیٹ پر کوئی بال نہ تھا وہ آپ کے سینہ پر چڑھا آپ نے آنکھیں کھول کر فرمایا اپنا سینہ کھول دے جب اُس نے سینہ کھولا تو آپ نے علامتیں مطایق پائیں فرمایا یہ تیرا ہی کام ہے شب کو میں نے دیکھا تھا کہ ابلق کتا میرا سر جدا کرتا ہے پھر آپ نے فرمایا اے لوگو! ابھی میں زندہ ہوں اور یہ ظاہر ہے کہ میں اب بچ نہیں سکتا کوئی ایسا زخمی نہیں بچا ہے لیکن اگر تم لوگ اب بھی اپنے حرکات سے توبہ کرو تو میں قیامت کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمہاری توبہ کی گواہی دوں گا ان مردودوں نے کچھ خیال نہ کیا آپ نے فرمایا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت



میرے حق صبر ادا کرنے کو ملاحظہ فرمائیں۔ پھر آپ نے فرمایا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَظَرْتَ كَيْفَ وَعْدِي وَادِيتَ صِدْقِي أَنْتَ تَشْهَدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 رُبَّ رَسُولٍ أَلَّفَ بِرِصْلَتِهِ أَوْ سَلَامٍ هُوَ أَفْ بِنَظَرٍ نَظَرْتُ كَيْفَ وَعْدِي وَادِيتَ صِدْقِي أَنْتَ تَشْهَدِي  
 يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَظَرْتَ كَيْفَ وَعْدِي وَادِيتَ صِدْقِي أَنْتَ تَشْهَدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 کیا آپ اس کے گواہ رہیں۔ پھر آپ نے آنکھ بند کر لی اور شبیل ملعون نے آپ کے مبارک  
 کو جسمِ اطہر سے جدا کیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور آپ کو درجہ شہادتِ جلیہ حاصل ہوا  
 واقعہ شہادتین چونکہ اصل کتاب میں غیر معتبر اور بے ربط تھا اس لیے میں نے اُس کا ترجمہ  
 ترک کر دیا اور چشمہ ہدایت و چشمہ سعادت و امید شفاعت من تصانيف افضل المحققين سند المحدثين  
 مرشد مرشدی حضرت مولانا شاہ حافظ محمد عبدالرزاق قدس اللہ سرہ العزیز سے مختصر لکھا  
 ہے جس کو اس سے زائد لسط سے دیکھنا ہو وہ ان رسائل کو دیکھے۔ الہی ہم تیرے حبیب اور  
 اُن کے اصحاب اور حضرات شہدائے کربلا کو وسیلہ کر کے دعا کرتے ہیں کہ ہمارا خاتمہ بخیر  
 کر۔ عذاب قبر، عذاب دوزخ اور شدائدِ محشر سے نجات دے (آمین)



## المجلس الخامس عشر

### فی الصفر

## ماہ صفر کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ بَشَّرَ فِي جُجُوجِ  
الصَّفْرِ فَقَدْ بَشَّرْتُهُ بِدُخُولِ الْجَنَّةِ - (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی  
ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مجھے سفر کے ختم ہونے کی بشارت دے  
میں اُسے بہشت میں داخل ہونے کی بشارت دیتا ہوں) جاننا چاہیے کہ اصل میں یہ سفر سین  
سے ہے۔ چونکہ اسی زمانہ میں حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا سے سفر کیا اور بعض کے نزدیک  
آپ نے بہشت سے دنیا کی طرف سفر کیا اس لیے اس کو سفر کہتے لگے مروی ہے کہ بندوں پر  
ایک حصہ بلائیں تمام سال میں اور نو حصے اس مہینے میں نازل ہوتی ہیں جب زحمتوں کی وجہ سے  
فرزندِ آدم کے متہ زرد ہونے لگے تو سفر کے سین کو صا د سے بدل دیا اور صفر کہنے لگے۔  
حدیث میں ہے کہ جب صفر کا مہینہ پاؤ تو اللہ سے پناہ اور عافیت مانگو صفر کہہ کر دو اور جو پہلی شب  
کو یا پہلی تاریخ چار رکعت اس طرح پڑھ کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ پچاس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے  
تو اللہ اس مہینہ کی بلاؤں سے محفوظ رکھ کر اسی قدر رحمتیں اس نماز پڑھنے والے پر نازل کرتا ہے  
اور حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی پہلی صفر کو چار رکعتیں اس طرح پڑھ کہ  
پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ بار قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری میں گیارہ مرتبہ  
قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور تیسری میں گیارہ بار قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور چوتھی میں گیارہ بار قُلْ  
أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور بعد سلام کے ستر بار سُبْحَانَ اللَّهِ يَا عَظِيمُ اور ستر بار دُرُود اور  
ستر بار اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ پڑھے اللہ اس کو تمام بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔



اور جو کوئی اس مہینہ کے شروع اور وسط اور آخر میں یہ دعا پڑھے تمام بلاؤں سے محفوظ رہے  
 ۱۰ اَللّٰهُمَّ يَا شَدِيْدَ الْقُوٰی يَا شَدِيْدَ الْمَحَالِ يَا عَزِيْزَ ذَلَّلْتَ بِعِزَّتِكَ جَمِيْعَ خَلْقِكَ  
 اَغْنِنِيْ عَنْ جَمِيْعِ خَلْقِكَ يَا مُحْسِنُ يَا مُفْضِلُ يَا مُنْعِمُ يَا مُكْرِمُ يَا كَاِلَہَ اِلَہِ الْاَلٰہِ  
 يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اور فرمایا ہے جو کوئی صفر کے آخر میں آٹھ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر  
 رکعت میں فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اُس کے لیے بہشت کے اٹھول دروازے  
 کھولے جاتے ہیں پل صراط پر آسانی سے گزرے گا اور آخری چار شنبہ کو صبح کے وقت غسل  
 کر کے چاشت کے وقت دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ قُلِ اللّٰهُمَّ  
 مَلِكِ الْمُلْكِ تُوْقِي الْمُلْكِ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكِ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ  
 وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تَوَلِّجُ اللَّیْلَ فِی  
 النَّهَارِ وَتَوَلِّجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمِیْتِ وَتُخْرِجُ الْمِیْتِ مِنَ  
 الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ قُلِ اَدْعُوْا اللّٰہَ  
 اَوْ دَعُوْا الرَّحْمٰنَ اٰیٰمًا تَدْعُوْا قُلْہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی وَ لَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَ لَا  
 تُخَافِتُ بِہَا وَ ابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِيْلًا وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَ  
 لَمْ یَكُنْ لَہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَ لَمْ یَكُنْ لَہٗ دَلِیْلٌ مِّنَ الدَّلٰلِ وَ کَبِّرْہَا تَکْبِیْرًا پڑھے  
 پھر چار رکعت اور پڑھے اس میں جو دل چاہے پڑھے بے حد ثواب پائے گا مترجم کہتا  
 ہے کہ صاحب نافع المسببین نے لکھا ہے اور صفر کے آخری چار شنبہ کو جمعہ کے بعد غسل کرے  
 حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ صبح کے بعد غسل کرے صبح ہے انتہی۔ اور فرمایا ہے جو کوئی آخری  
 چار شنبہ کو چاشت کے وقت چار رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد شترہ مرتبہ  
 سورۃ کوثر اور پچاس بار سورۃ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد یہ دعا یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ  
 هٰذِہِ الْاَزْمَانِ وَ اسْتَعِیْنُ مِنْ شُرُوْرِ الزَّمَانِ اَعُوْذُ بِجَلَالِہِ الْاِلَہِ الْاَلٰہِ اَنْتَ یَا حَیُّ  
 یَا قَیُّوْمُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پڑھے اللہ اس کو نظر رحمت  
 سے دیکھتا ہے مَنْ یَشْرِیْ اِلَیَّ حَدِیْثَ سَالِقٍ مِّنْ حَدِیْثِیْنَ کَاِخْتِلَافِہِ بَعْضُہُ الْاَشْیَءِ  
 حَدِیْثُ مَوْضُوْعٌ ہُوَ اَوْ لَعِبٌ نَّهَى لَکَہَا ہُوَ کہ ایک دن آپ آئینہ دیکھ رہے تھے دس بال سر میں







کر دیا مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سلخِ محرم سے علیل ہوئے تھے۔ صحابہ آپ کے گرد جمع تھے چاند دیکھنے کی نوبت نہیں آتی اس لیے اور لوگوں نے بھی دیکھنا موقوف کر دیا تھا مگر صفر کا چاند دیکھنے والا گنہگار نہ ہوگا۔

سوال۔ آخری چہار شنبہ کو خوشی کیوں کی جاتی ہے؟

جواب۔ مروی ہے کہ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور فرعون معہ لشکر غرق ہوا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو جوودی پر ٹھہری لیکن صحیح یہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم علیل تھے آخری چہار شنبہ کو ستائیس یا اٹھائیس تاریخ تھی قریب صبح آپ نے آنکھ کھول کر فرمایا مَنْ عِنْدِي (میرے پاس کون ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا يَا بَنِيَّ أَنْتَ وَأَرْحَى أَنَا عَائِشَةُ میرے مال باپ آپ پر تصدق ہوں میں ہوں) عائشہ رضی اللہ عنہا خوش ہوئیں اور پانی منگا کر آپ کا سر دھویا۔ تمام جسم پر پانی ڈالا آپ نے پوچھا کچھ کھانے کو ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا چاول پکے ہوئے موجود ہیں آپ نے فرمایا لاؤ اور فاطمہؓ کو خبر دو وہ مع حضرات حسنین رضی اللہ عنہم حاضر خدمت ہوئیں آپ نے اُن کو گلے لگایا اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کھانے میں انہیں شریک کیا دو ایک لقمہ آپ نے بھی کھائے اس اثنا میں تمام ازواج و اصحاب جمع ہو گئے آپ نے فرمایا أَصْحَابِي وَإِخْوَانِي كَيْفَ حَالُكُمْ بِفِرَاقِي مِنْ بَعْدِي (اے میرے صحابہ اے میرے بھائیو تمہارا میرے بعد فراق میں کیا حال ہوگا) سب کے سب رونے لگے آپ نے سب کو دلاسا دیا پھر مسجد میں تشریف لاکلامت کرائی سب صحابہ خوش ہوئے اسی خوشی میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سات ہزار اور حضرت عمرؓ نے پانچ ہزار دینار اور حضرت عثمانؓ نے دس ہزار دینار اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے تین ہزار دینار صدقہ دیئے اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ رضی اللہ عنہ نے سو گھوڑے اور تنواؤنٹ خیرات کیے۔ اس دن آپ زیارت قبور کو اور اقارب اور بیواؤں سے ملنے کو گئے۔ شبِ پنجشنبہ کو اپنے ازواج سے مباشرت کی پھر جمعہ کو آپ علیل ہوئے اور اسی علالت میں اس عالم سے رُو پوشی فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ۔



اسی لیے آخری چہار شنبہ کو خوشی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا لِحَيَاتِهِ  
 الدُّنْيَا إِلَّا لَمَهُوٌ وَلَعِبٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا  
 تَعْقِلُونَ۔ (اور نہیں ہے حیات دنیاوی مگر کھیل اور کود اور ہر آئینہ گھر آخرت کا بہتر  
 ہے متقیوں کے لیے کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو۔)



المجلس السادس عشر<sup>۱۶</sup>

فِي عَرَسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

# وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ أَبِي الدُّدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمُوتُ جَسْرًا يُوصِلُ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ رَحِمَتِ الْوَالِدِ رَوَاهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعِيدُ بْنُ مَرْوَى هُوَ كَهْ  
حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا ہے موت ایک پل ہے دوست کو دوست سے  
ملا دیتا ہے (اس حدیث کے راوی ایسے با عظمت ہیں کہ ایک بار ان کے پیٹ میں درد ہوا  
تو جبریل نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر آپ کو واقف کیا اور کہا میں ان کی مزاج پر سی کو  
جانا چاہتا ہوں۔ آپ کھڑے ہو گئے اور انسانی صورت میں جبریل آپ کے ساتھ ان کے  
مکان پر گئے وہ استقبال کر کے دونوں کو مکان میں لے گئے آپ نے ان سے پوچھا کیا  
تمہارے پیٹ میں درد ہے انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا قُمْ فَصَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ  
شِفَاءٌ رُكَّعٌ هُوَ اور نماز پڑھو یقینی نماز شفا ہے (اموت حکماء کا قول ہے هُوَ جَفَافُ  
الدَّامِرِ رُخُونُ كَيْ خَشَكٌ ہونے کو موت کہتے ہیں) اور بعض کہتے ہیں هُوَ رِيحٌ حَارَّةٌ  
(موت ایک گرم ہوا ہے) جو آدمی کے جسم میں آ کر رطوبت کو خشک کرتی ہے جَسْرٌ  
موت البیابل ہے کہ جب اس کے ایک کنارہ پر پاؤں رکھا دوسرے کنارہ پر پہنچ جاتا  
ہے اسی طرح جس نے موت کے پل پر پاؤں رکھا دنیا چھوڑ کر عقیقی میں پہنچ گیا یُوصِلُ  
الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ اہل ایمان کو موت کا پل حنیت میں اور کفار کو دوزخ میں پہنچاتا ہے  
مرودی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت قبض روح کے لیے آئے



تو آپ نے پوچھا مجھے کہاں لیے جاتے ہو انہوں نے جواب دیا اَدْعُوكَ مِنْ دَارِ  
 الْغُرُورِ اِلَى دَارِ السُّرُورِ وَمِنْ دَارِ الْمِحْنَةِ اِلَى دَارِ النِّعْمَةِ میں آپ کو دار غرور سے دار  
 سُرور کی طرف اور دار محنت سے دار نعمت کی طرف بلاتا ہوں، انہوں نے کہا پہلے مجھے  
 دکھا دو پھر چلوں گا۔ انہوں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا انہوں نے کہا پھر میں نہ جاؤں گا انہوں نے  
 کہا میں زبردستی لے جاؤں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا اور ایک طمانچہ ایسا مارا  
 کہ ملک الموت کی آنکھ نکل پڑی انہوں نے درگاہ الہی میں جا کر فریاد کی اللہ نے انہیں شفا دے  
 کر کہا پھر جاؤ اور کہو اَدْعُوكَ اِلَى مَوْكَاتِكَ وَ اِلَى مَنْ هَوَاكَ ملک الموت نے پھر حاضر ہو کر  
 یہی کلمے کہے آپ خوش ہو کر فرمانے لگے عَجِّلْ عَجِّلْ قَاتِلْ اُرِيدُ لِقَاءَكَ رَجُلًا جَلَدِي  
 کرو میں اس کے دیدار کا مشتاق ہوں، جانا چاہیے کہ مومن کی روح جب تک اِرْجِعْنِي  
 اِلَى رَبِّكَ رَاضِيَةً کی صدا نہیں سن لیتی جسم سے باہر نہیں آتی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ  
 السلام کی قبض روح کے لیے ملک الموت آئے تو آپ نے رو کر فرمایا اللہ نے مجھے اپنا  
 خلیل کیا اور اغیار کو میرے لینے کے لیے بھیجا ہے فَتَجَلَّى رَبُّهُ الرَّبُّ لِي اِنِّهَا جَلُوهُ دُكَا دِيَا  
 آپ خوش ہو گئے اور روح جسم سے پرواز کر گئی۔ حضرت عزرا تیل بچھڑ گئے ہر بار ندا آتی تھی  
 قَدْ وَصَلَ الْحَبِيبُ اِلَى الْحَبِيبِ نقل کیا ہے کہ ملک الموت مومن کے پاس آکر کہتے ہیں۔  
 بہشت کی طرف آ۔ اور کافر سے کہتے ہیں دوزخ کی طرف آ۔ اور دوستان خدا سے کہتے ہیں  
 خدا کی طرف آ۔ جانا چاہیے کہ موت کی آرزو کرنا مستحب ہے مگر طلب کرنا نہ چاہیے کیونکہ  
 زیادتی حیات باعث زیادتی طاعت ہے۔ حدیث میں ہے طُوبَى لِمَنْ طَالَ عُمُرُهُ فِي طَاعَةِ  
 اللہ رَأْسُ کے لیے خوشخبری ہے جس کی عمر اللہ کی عبادت میں دراز ہوئی، اللہ تعالیٰ فرماتا  
 مے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا اِنْ رَعَيْتُمْ اَنُكُمُ اَوْلِيَاءُ لِلّٰهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَتُّواْ اَلْمَوْتَ  
 اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ رکھ دیجیے آپ یہود سے اگر تم اپنے کو اللہ کا دوست جانتے ہو تمام لوگوں  
 کے علاوہ تو موت کی آرزو کرو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو پھر خود ارشاد فرمایا وَ لَنْ  
 يَتَمَتُّوْهُ اَبَدًا رُوئے تو کبھی موت کی آرزو نہ کریں گے، حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا ہے مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ



اللہ تبارک و تعالیٰ سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اللہ اس سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو مکر وہ جانتا ہے اللہ اس سے ملنے کو مکر وہ جانتا ہے، سلطان عبدالعزیز بن سمنوں مجنون رحمہ اللہ سے پوچھا ہم لوگ موت کو کیوں دوست نہیں رکھتے انہوں نے جواب دیا تم لوگ دنیا کو آباد اور عقبیٰ کو خراب رکھتے ہو پس آبادی سے ویرانے میں جانا کیونکر پسند ہوگا۔ عبدالعزیز لغوہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ واضح ہو کہ جب حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت زیادہ ہو گئی تو آپ کو حضرت عائشہؓ کے یہاں رہنے کی سب بیبیوں نے اجازت دی کئی دن تک حالت مرض میں مسجد میں آکر آپ نے امامت کی جب ضعف زائد ہو گیا تو اپنی زندگی ہی میں آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا۔ حضرت صدیقؓ نہایت رفیق القلب تھے جب آپ کے مقام پر امامت کرتے کھڑے ہوتے تو بے قرار ہو کر روئے آپ نے جب یہ واقعہ سنا بدقت تمام حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے کاندھوں پر ہاتھ ٹیک کر مسجد میں تشریف لائے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امام کر کے خود ان کی اقتدار کی نمانہ کے بعد ممبر پر آکر آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر بطور نصیحت فرمایا کہ قرآن کو مضبوط پکڑو میرے اہلبیت سے حسن سلوک کرو نماز اور جماعت کے پابند رہو زیر دستوں پر شفقت کرو۔ اولاد کو امانت جانو عورتوں پر نرمی کرو۔ ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرتے رہو جو چیز اپنے لیے پسند کرو وہی اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے پسند کرو۔ پھر آپ ہر ایک سے رخصت ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں چلے آئے۔ آپ کو تپ شدید ہوتی در دس بڑھ گیا اور حالت بیہوشی طاری ہوتی۔ بعض کے نزدیک بارہویں ربیع الاول اور بعض کے نزدیک دوسری ربیع الاول تھی کہ ضعف کے سبب سے آپ کا سر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر تھا کہ حضرت جبریلؑ نے حاضر ہو کر عرض کیا اللہ تعالیٰ سلام اور مزاج پر سی کے بعد دریافت کرتا ہے کہ آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں یا یہاں آنا آپ نے فرمایا اختوت الرفیق الاعلیٰ (میں نے رفیقِ اعلیٰ کو اختیار کیا) پھر حضرت جبریلؑ نے کہا اگر حکم ہو تو آپ کو یا قوت کے تابوت میں رکھ کر عرش کے کنارے رکھیں آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا



ہے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ رَحْمَةً خدایا کی یہ شان نہیں ہے کہ عذاب کرے اور تو اسے محمدؐ ان میں ہو) میں امت عاصی کو بچانے کے لیے زمین ہی میں رہنا پسند کرتا ہوں۔ آپؐ رونے لگے حضرت جبریلؑ نے سبب پوچھا آپؐ نے فرمایا امت کے لیے رزقنا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد ان پر عذاب آئیں مثل اُمم سابقہ کے وہ مسخ ہو جائیں پیام الہی حضرت جبریلؑ نے پہنچایا کہ آپؐ کی امت پر نہ عذاب نازل ہوگا نہ صورتیں مسخ کی جائیں گی مگر ان پر وبا اور قحط نازل ہوگا پھر آپؐ رونے لگے پھر ارشاد ہوا آپؐ غم نہ کریں وہاں میں مرنے والے کو ہم درجۂ شہادت دیں گے۔ قحط میں ایک دن بھوکا رہنے والے کو ایک حج اور عمرہ کا ثواب دیں گے۔ حضرت جبریلؑ رخصت ہوئے پھر آپؐ نے آنکھ بند کر لی پھر حضرت عزرائیلؑ قبض روح اقدس کے لیے حاضر ہوئے پھر آپؐ نے اُن سے کہا تم کو میری امت پر جس قدر سختی کرنا ہو آج مجھ پر کر لو تاکہ میری گنہگار امت کو تکلیف نہ ہو۔ حکم الہی ہوا آپؐ اُن کے لیے متردد نہ ہوں وہ آپؐ کی امت اور میرے بندے ہیں میں ان پر رحمت کروں گا۔ حضرت عزرائیلؑ اپنے کام میں مشغول ہوئے۔ آپؐ ہر بار فرماتے تھے اللَّهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَكَرَاتِ الْمَوْتِ دُشْنِيهِ كَيْدِ دُنِ چاشت کے وقت بارھویں ربیع الاول کو آپؐ نے حضرت بنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں وفات پائی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ دنیا تاریک ہو گئی۔ آپؐ کی زبان مبارک پر جو آخری کلمہ جاری ہوا یہ تھا الصَّلٰوةُ وَمَا مَكَثَتْ اَيَّمَانُكُمْ رِنْمَا كُنْ لَكُمْ رُكُوًا اور نوٹڈی غلام پر شفقت کرو) اور حضرت عائشہؓ کے حجرے میں دفن ہوئے۔ آپؐ کی عمر شریف میں اختلاف ہے مگر مشہور قول یہ ہے کہ ترسیٹ برس کا سن ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ اَنْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰی عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَصُورَ اللّٰهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ نہیں ہیں محمدؐ مگر رسول اُن سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں پس اگر وہ مرجائیں یا مارے جائیں تو کیا تم ایڑیوں کے بل لوٹ جاؤ گے جو کوئی اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرے تو ہرگز اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور قریب ہے کہ اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا) صحابہ کو تمنا تھی کہ آپؐ کو حیات ابدی عطا ہوتی اور یقین تھا کہ آپؐ نفع صورت تک زندہ رہیں گے اللہ تعالیٰ نے اس کے دفعیہ کے لیے فرمایا۔



اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُونَ (اے محمد تم مرنے والے ہو اور یہ بھی مرنے والے ہیں) اس کے بعد صحابہ کو خیال ہوا کہ آپ کی وفات کے بعد اسلام کیونکر قائم رہے گا اس وقت یہ آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا نَزْلٌ هُوَ قَدْ اُتِيَ اور آگاہ کر دیا کہ اگر تم محمد کے بندے ہو تو وہ مرنے والا ہے اگر میرے بندے ہو تو میں حی اور فیوم ہوں اور اگر تم اسلام کو ترک کرو گے تو بھی میرا کوئی نقصان نہیں ہے اس آیت میں شکر کرنے والوں سے ایمان پر ثابت قدم رہنے والے مراد ہیں۔ نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ کو کفار نے پکڑ کر کہا تو بت کو سجدہ کرو ورنہ ہم مار ڈالیں گے۔ انہوں نے کہا ہرگز نہیں کر سکتا، پھر کفار نے کہا اچھا اپنے خدا کو برا کہہ انہوں نے فرمایا یہ بھی نہ کروں گا کفار نے اُن کے مارنے کو تلوار اٹھائی ہاتھ خشک ہو گیا وہ بزرگ بے قرار ہو کر رونے لگے۔ جب روتے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا اس لیے روتا ہوں کہ میرا شہید ہوتا قبول نہ ہوا۔ کفار ان کا استقلال دیکھ کر حیران ہو گئے اور اسلام لے آئے انہوں نے اُن کے خشک ہاتھ پر ہاتھ پھیر دیا اللہ نے اُن کے ہاتھ کی برکت سے خشک ہاتھ کو اچھا کر دیا۔ گو محدثین اور فقہاء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ آپ کی روح اطہر کو ثواب رسائی جائز ہے یا نہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ جائز ہے کیوں کہ رحمت الہی سے کسی کو بھی سیری نہیں ہوتی۔ آپ نے درود شریف پڑھنے کی زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ مترجم کتاب سے درود شریف کے فضائل میں نے مرآۃ العظیمین ترجمہ درود درۃ الناصحین میں بہت بسط سے لکھے ہیں جس کو دیکھنا ہو دیکھیے۔



## المجلس السابع عشر

فِي فَضِيلَةِ رَجَبِ شَهْرِ اللَّهِ الْأَوْصَمِ الْأَشْهَرِ وَلَيْلَةِ الرَّغَائِبِ

مَا رَجَبُ الْمُحَرِّبِ أَوْ لَيْلَةُ الرَّغَائِبِ كَ فَضَائِلِ كَيْمَانِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجَبُ شَهْرُ اللَّهِ مِنْ أَكْرَمِ شَهْرَاتِ اللَّهِ أَكْرَمَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوة نے فرمایا ہے سب اللہ کا مہینہ ہے جس نے اس کی بزرگی کی اللہ دین و دنیا میں اس کی بزرگی کرے گا، اس حدیث کے راوی کے حق میں آپ نے فرمایا کہ میں تم کو دوست رکھتا ہوں۔ اس سے زائد کیا فضیلت ہو سکتی ہے الرَّجَبُ جاننا چاہیے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک رجب کا مہینہ با عظمت رہا ہے لوگ اس میں بُرے کام کرنے سے بچتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص کسی عورت پر سال بھر سے عاشق تھا۔ اتفاقاً رجب کے چاند میں رات کو وہ عورت نخلیہ میں اُسے ملی اس نے اس سے زنا کرنا چاہا پھر عورت سے پوچھا لوگ کس مہینہ کا چاند دیکھ رہے ہیں اُس نے کہا رجب کا یہ شخص رجب کی عظمت کے خیال سے زنا کرنے سے باز رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ہمارے فلاں نیک بندے کی زیارت کو جاؤ آپ تشریف لے گئے اور اس نے اپنے آنے کا اور حکم الہی کا قصہ بیان کیا وہ شخص فوراً اسلام لے آیا۔ دیکھو رجب کی عظمت کرنے سے کافر کو دنیا ہی میں دولت اسلام ملی۔ عقیقی کے مراتب اللہ کے سوا کون جان سکتا ہے۔ شہر اللہ یہ تعظیمی اضافت ہے جیسے اوپر اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ مطلب اس سے یہ ہے کہ بندے اس مبارک مہینہ میں بُرائیوں سے بچیں نیک کام زائد کریں۔ اور ممکن ہے کہ اضافت تعظیمی اس وجہ سے ہو کہ یہ مہینہ اپنے ساتھیوں سے جدا ہے وہ ساتھی یہ



ہیں۔ ولقعد، ذی الحجہ، محرم الحرام۔ اللہ نے اس کو اپنے نام سے پکارا ہے الرَّجَبُ شَہْرُیْ مَنْ عَظَّمَهُ اَعْظَمْتُهُ وَمَنْ اَهَانَ اَهَنْتُهُ رَجَب میرا مہینہ ہے جس نے اس کی تعظیم کی میں اس کی تعظیم کروں گا اور جس نے اس کی توہین کی میں اس کی توہین کروں گا حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الرَّجَبُ شَہْرُ اللہِ اکَاثَمُ رَجَب اللہ کا مہینہ بہرا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ اس مہینہ میں کفار ہتھیار رکھ دیتے تھے اور لڑائی کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی اور بعض کا قول ہے کہ ہر مہینہ میں فرشتے آکر کراہا کا تبین سے بندوں کے نیک و بد اعمال سن لیا کرتے تھے مگر رجب میں بد عمل سننے کی ان میں قدرت نہیں ہوتی متوجہم کہتا ہے بعض کتب میں میں نے دیکھا ہے کہ قیامت میں جب تمام مہینہ بندوں کے نیک و بد اعمال بتائیں گے تو رجب فقط نیکیاں بتا کر خاموش ہو رہے گا اُس سے پوچھا جائے گا کیا تجھ میں بندوں نے گناہ نہیں کیے دہ کہے گا الہی تو خود جانتا ہے مگر مجھے شرم آتی ہے کہ تیرے بندوں کی برائیاں بیان کروں افتحی۔ مَنْ اَكْرَمَ شَہْرَ اللہِ دل سے عظمت کرنا اور زبان سے تعریف کرنا اور جوارح کو بُرے افعال سے بچانا۔ صدقہ زائد دینا۔ نماز روزہ کی زیادتی کرنا اس کا اکرام کرنا۔ اس مہینہ میں جو کوئی ایک روزہ رکھے گا اُسے ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب ملے گا اور دو ہزار نیکیاں اس کے نام لکھی جائیں گی اور دو ہزار برائیاں مٹائی جائیں گی۔ حدیث میں ہے جس نے رجب میں ایک روزہ رکھا وہ اللہ کی بڑی خوشنودی کا مستوجب ہوا اور دو روزے رکھنے کا ثواب بیان سے باہر ہے اور تین روزے رکھنے والے اور دوزخ کے درمیان اللہ ایک خندق بنا دے گا جس کا طول ستر ہزار برس کا ہوگا اور چار روزے رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ جنوں، جذام، برص، قتنہ و جال عذاب قبر سے بچائے گا اور پانچ روزے رکھنے والے قیامت میں جب اٹھے گا تو مثل آفتاب کے اس کا چہرہ روشن ہوگا اور چھ روزے رکھنے والے کی نیکی کا پلہ بھاری ہوگا اور سات روزے رکھنے والے پر دوزخ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا اور آٹھ روزے رکھنے والے کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے اور اُسے اختیار دیا جائے گا کہ جس دروازے سے وہ چاہے جنت میں جائے اور نو روزے رکھنے والا قبر سے کلمہ پڑھتا ہوا اٹھے گا اور سیدھا جنت میں بغیر روک ٹوک کے



جاوے گا۔ اور جس نے دس روزے رکھے اللہ اس کو دو سینہ باز و دسے گا جس میں موتی اور  
یا قوت جڑے ہوں گے اُن کے ذریعہ سے وہ پل صراط پر سے بھلی کی طرح گزرے گا اور گیارہ  
روزے رکھنے والا قیامت میں سبے افضل ہوگا اور جس نے بارہ روزے رکھے وہ گیارہ روزے  
رکھنے والے سے بھی افضل ہوگا اور تیرہ روزے رکھنے والا عرش کے سایہ میں ہوگا اور چودہ  
روزے رکھنے والے کو اللہ وہ کرامت دے گا جس سے کوئی اس کے سوا واقف نہ ہوگا۔  
اور پندرہ روزے رکھنے والے کو مقامِ امینین پر جگہ ملے گی اور اس کو امن کی خوشخبری دی  
جائے گی اور حدیث میں ہے کہ تمام رجب کے روزے رکھنے والا اگر اس سال مرے تو  
شہید مرے گا۔ حدیث میں ہے کہ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ نَهْرًا يُقَالُ لَهُ رَجَبٌ مَاءُهَا شَدَّ  
بَيَاضًا فَمَنْ صَامَ رَجَبًا مَرَّيْنِ مَاتَ رَجَبًا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ النَّهْرِ رَحْمَةً فِيهِ رَجَبٌ  
ہے جس کا نام رجب ہے اس کا پانی نہایت سفید ہے جس نے رجب میں ایک روزہ رجبی  
رکھا ہے وہ اُس کا پانی پیتے گا، رجب کی پہلی رات کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ مہینہ میرا ہے  
اور بندے بھی میرے ہیں اور رحمت بھی میری ہے میں پکارنے والے کی پکار سنوں گا مانگنے  
والے کو دوں گا۔ مغفرت چاہنے والے کو بخشوں گا۔ میری رحمت وسیع ہے اور میں ارحم  
الراحمین ہوں۔ جو کوئی پہلی شب رجب کو بیس رکعتیں دس سلام سے اس طرح پڑھے ہر رکعت  
میں بعد فاتحہ سورۃ کافرون ایک بار اور سورۃ اخلاص ایک بار پڑھے تو اللہ اُسے اور اُس  
کے مال و اسباب کو سال کی تمام آفتوں سے بچاتا ہے اور وہ قبر کے عذاب سے محفوظ  
رہے گا پل صراط پر بھلی کی طرح گزرے گا اور جو کوئی پہلی تاریخ روزہ رکھے اور افطار اور  
نماز مغرب کے بعد دو رکعت پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیتہ الکرسی اور سورۃ  
اخلاص اور تلق ایک ایک مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اذان و اذان  
اور سورۃ ناس ایک ایک مرتبہ پڑھے ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب پاتا ہے اور سال  
آئندہ تک اسٹی ہزار فرشتے اس کے لیے بخشش مانگیں گے اور حدیث میں ہے مَنْ  
أَدْرَكَ الرَّجَبَ فَغَسَّلَ فِي أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ  
أُمُّهُ جس نے رجب کے اول، اوسط، آخر میں غسل کیا تو گناہوں سے یوں پاک ہوتا ہے



جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے) اور جس نے ہر غسل کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھی تو اللہ ہر رکعت کے بدلے میں اس کے لیے جنت میں ایک قصر بنائے گا اور ہر قصر میں ایک چیز ایسی نادر ہوگی۔ جو نہ آنکھوں سے دیکھی ہو اور نہ کانوں سے سنی ہو اور نہ دل میں گذری ہوگی اور حدیث میں ہے کہ جو شخص رجب کی ہر رات میں چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سات مرتبہ قل ہو اللہ پڑھے تو رجب تمام ہونے پر ایک فرشتہ اس کو ندا کرتا ہے اے اللہ کے دوست تجھے اللہ نے بخش دیا اور تجھے ہر رکعت کے بدلے میں حج اور عمرہ کا ثواب دیا ہے۔ متوجہم کہتا ہے یہاں پر صاحب نافع المسلمین نے لکھا ہے جو کوئی پہلی شب اور پہلی تاریخ کو چار رکعت پڑھے حالانکہ ہر رات میں لکھنا چاہیے تھا اس لیے کہ اصل کتاب میں ہے ہر کہ یگذار دہر شب ماہ رجب چار رکعت نماز جس کا ترجمہ کسی طرح یہ نہیں ہو سکتا جو صاحب نافع المسلمین نے لکھا ہے اتمہی۔ اور حدیث میں ہے جو شخص رجب کی پہلی رات کو دو رکعتیں پڑھے رکعت اول میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار اَلْمُشْرِح اور تین بار سورۃ اخلاص اور رکعت ثانی میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار اَلْمُشْرِح اور ایک بار قل اعوذ برب الفلق اور ایک بار قل اعوذ برب الناس اور سلام کے بعد تیس بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھ کر دعا مانگے تو قبول ہوگی اور حدیث میں ہے جو شخص رجب کے ہر جمعہ کو عصر سے پہلے اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی سات بار اور سورۃ اخلاص پانچ بار پڑھے اور سلام کے بعد پچیس مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ الْكَبِيرِ الْمُتَعَالِ اور اَسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ غَفَّارُ الذُّنُوبِ سَتَّارُ الْغُيُوبِ وَعَلَّامُ الْغُيُوبِ وَآتُوْبُ إِلَيْهِ سو مرتبہ پڑھے تو اس کی مراد پوری ہوگی اور سو حج اور سو عمرہ اور سو بردہ ازاد کرنے کا ثواب پائے گا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حاضر خدمت نبویؐ ہوا اتفاقاً اور کوئی نہ تھا آپؐ نے مجھ سے پوچھا تمہیں یہاں کون لایا میں نے عرض کیا آپؐ خدا آپؐ نے تبسم فرما کر کہا کہ لوگوں کو تو اس بات سے آگاہ کر دے کہ جو کوئی رجب کی کسی رات



دس رکعتیں ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے بعد ایک بار سورۃ کافرون اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھے اللہ اس کے پچھلے گناہ معاف کرے گا اور ہر رکعت کے عوض میں ساٹھ ہزار برس کی عبادت کا ثواب دے گا اور ہر سورہ کے عوض ایک قسمر وارید کا حینت میں دے گا اور تمام نمازی اور روزہ دار اور حاجیوں کا اس کو ثواب ملے گا اور فراغت نماز سے پہلے اللہ اسے بخش دے گا اور زیر عرش ایک فرشتہ ندا کرے گا اے اللہ کے ولی اللہ نے مجھے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ایسا ہی مصابیح میں ہے ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اس مہینہ میں ظہر اور الم تنزیل اور یس پڑھا کرے اور حدیث میں ہے مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدًا مَرَّةً فِي شَهْرِ رَجَبٍ غُفِرَ اللَّهُ لَهُ ذُنُوبَ خَمْسِينَ سَنَةً جس نے رجب کے مہینے میں ایک بار قل هو اللہ احد پڑھی اللہ اس کے پچاس برس کے گناہ بخشے گا اس مہینہ میں آیت الکرسی پڑھنے کا بے حد ثواب ہے جو کوئی ماہین عصر و مغرب استغفر اللہ الذی کا الہ الا هو الْحَيُّ الْقَيُّومُ دُتُوبِ الْبَنَةِ تَوْبَةً عَبْدًا ظَالِمًا لَا يَمْلِكُ لِنَفْسِهِ خَيْرًا وَكَانَ نَفْعًا تَمِينَ مرتبہ پڑھے گا اللہ اس کے اعمال لکھنے والوں کو الہام کرے گا کہ میں نے اُسے بخش دیا اور اس کی بُرائیوں کا کاغذ چاک کر ڈالا جائے گا۔ غرض اس مہینہ میں ہر نیک کام کا ثواب بے حد ملتا ہے اس مہینہ میں ایسا گناہ کرنا جو کسی مہینہ میں نہ کیا ہو گویا اس کی حقارت کرنا ہے اور حدیث میں ہے مَنْ تَابَ فِي الشَّحْبِ كُتِبَ لَهُ ثَوَابُ آدَمَ وَدَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَوَجِبَ لَهُ رِضْوَانُ اللَّهِ الْكَبِيرِ۔ جس نے رجب میں توبہ کی اس کے لیے حضرت آدم اور حضرت داؤد علیہ السلام کا ثواب لکھا جاتا ہے اور اللہ کی خوشنودی اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔

## لیلۃ الرغائب

رجب کی اول شب جمعہ کو رغائب کہتے ہیں اور رغائب کے معنی عطائے بسیار کے ہیں حدیث میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام لیلۃ الرغائب میں ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ حاضر خدمت نبوی ہوئے اور عرض کیا کہ یہ رات گنہگارِ امت کے لیے مغفرت کی ہے مگر سات آدمیوں کی بخشش نہیں ہوتی (۱) سو و خوار (۲) متکبر (۳) عاق والدین (۴) زن نافرمان (۵) نوحہ گر



(۶) لوٹی (۷) بے نمازی۔ اس رات کو عبادت کرنے والے پر کبھی عذاب قبر نہ ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی رجب کے اول پچیسویں کو روزہ رکھے اور شام کے بعد بارہ رکعتیں چھ سلام کے ساتھ پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ قدر تین مرتبہ اور سورۃ اخلاص بارہ مرتبہ اور سلام کے بعد اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهِ ستر مرتبہ پڑھے پھر سجدے میں جا کر سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ ستر مرتبہ کہے پھر اُٹھ کر رَبِّ اغْفِرْ وَاَرْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعَلَّمَ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ستر بار پڑھے پھر مثل سابق کے سجدہ کرے اور اللہ سے دعا کرے اُمید ہے کہ اللہ اس کی دعا قبول کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْتَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَكَانَتْ لَبَدَةً لِّرَاسِهِمْ يَدْخُلُوْنَهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ اور رانی کے دانہ برابر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا اور فرمایا ہے وَاَنْ لَّيْسَ لِذٰنِسَانٍ اِكْلَامًا سَعٰی وَاَنْ سَعِيَّهٖ سَوَفَ يُّرٰی (نہیں ہے انسان کے لیے مگر جو اس نے کوشش کی اور قریب ہے کہ وہ اپنی کوشش کو دیکھے گا) اور فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَہُمْ جَنَّتٌ اَلْفُ رَدْوٰسٍ (جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے اُن کے لیے جنت الفردوس ہے اور فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعْزِیْہُ اَجْرُ الْعَامِلِیْنَ (اللہ کسی عمل کرنے والے کا اجر ضائع نہیں کرتا) دوسرا جہم کتاب ہے فضائل رجب اور لیلة الرغائب میں مصنف کتاب نے اکثر احادیث موضوعہ لکھ دیے ہیں وکل ما وَرَدَ اٰی جَمِیْعٍ مَا وَرَدَ مِنَ السَّنَةِ فِیْہِ فَضِیْلَةُ صَلَوةِ الرِّغَابِ ہٰی بِدْعَةٌ مِّنْکَرُوۡۤہٍ کَمَا صَرَحَ بِہِ النُّوۡی وَغَیْرَہٗ قَالَ عَلٰی بْنِ اِبْرٰہِیْمَ الْعَطَّارُ فِی رَسَالَتِہٖ اِنَّ مَا رَوٰی مِنْ عِیَامِ فَضْلِ رَجَبٍ فَکُلُّہٗ مُضَرَعٌ اَوْ ضَعِیْفٌ کَاَصْلُ لَہٗ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیُّ لَا یَصُومُ رَجَبًا وَنَهٰی عَنْہُ وَیَقُولُ لَمْ یَصِمْ عَنْ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ فِی شَیْءٍ۔ جو احادیث فضائل صلوٰۃ الرغائب میں وارد ہوئی ہیں جیسا کہ نووی نے اس کی تصریح کی ہے اور علی بن ابراہیم عطّار نے اپنے رسائل میں لکھا ہے جو حدیثیں فضائل صوم رجب میں وارد ہیں موضوع اور ضعیف ہیں شرعاً ان کی کوئی اصل نہیں ہے اور عبد اللہ انصاری رجب میں روزہ نہیں رکھتے تھے بلکہ ممانعت



کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث اس باب میں صحت کو نہیں پہنچی، بڑی وجہ یہ ہے کہ اس مہینہ کے فضائل کی اکثر حدیثیں ایسی ہیں جس میں قلیل عبارت پر حج اور عمرہ وغیرہ کا ثواب ظاہر کیا گیا ہے۔ چاہتا چاہیے کہ ایسی احادیث چاہے ثواب میں ہوں چاہے عذاب میں، موضوع سمجھنا چاہیے۔ کتب مذاہب ائمہ ارتعہ اس کی تفصیل موجود ہے ہر دیکھنے والا دیکھ سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔



## المجلس الثامن عشر<sup>۱۸</sup>

فی فضیلة الاستفتاح وقصة عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

پندرھویں رجب کی فضیلت اور عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ کے

### بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ خَالِدِ بْنِ وَلِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمَ الْإِسْتِفْتاحِ فَتَمَّ اللَّهُ عَلَيْهِ ثَمَانِيَةَ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ —  
 حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پندرہ  
 رجب کو روزہ رکھنے والے کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جس  
 دروازے سے وہ چاہے داخل ہو، اس کے راوی کی شان میں یہ حدیث موجود ہے خَالِدُ  
 ابْنُ وَلِيدٍ سَيِّفٌ مِّنْ سَيُوفِ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْأَرْضِ خَالِدِ بْنِ وَلِيدٍ مِّنْ أَهْلِ الشَّامِ تَلَوَّارُونَ  
 میں سے ایک تلوار ہیں) حدیث میں ہے جو کوئی پندرھویں رجب کو دس بار سورۃ فاتحہ پڑھے  
 اور درمیان میں کسی سے کلام نہ کرے تو گویا اس نے زمینوں کے برابر اللہ کی راہ میں سونا خیرات  
 کیا اور جو کوئی دس مرتبہ استغفر اللہ الَّذِي كَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ سَتَرْتُ عَمَّا يَرَى  
 مُقَلِّبُ الْقُلُوبِ كَاشِفُ الْكُرُوبِ غَفَّارُ الذُّنُوبِ قَالِقُ الْحَبُوبِ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ وَهُوَ  
 حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ۔ پڑھے تو اس کے لیے ساتویں آسمان سے  
 فرشتہ نذاکرتا ہے اے اللہ کے دوست تجھے اللہ نے بخش دیا اور جنیت تجھ پر حلال اور  
 دوزخ حرام کر دی اور بھی اس کے فضائل اصل کتاب میں بہت ہیں۔



## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ

کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی دن پہلے پہل صغریٰ میں کلام فرمایا تھا اس کی تفصیل یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذْ قَالَتْ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ر یاد کیجئے آپ اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کو جب عمران کی بی بی نے کہا اسے پروردگار میں نے تیری نذرانی ہے کہ جو میرے پیٹ میں ہے اس کو تیری راہ میں آزاد کروں پس تو میری نذر قبول کرے تو ہی سننے والا ہے جو کچھ میں کہہ رہی ہوں اور جاننے والا ہے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے عمران بنی اسرائیل میں ایک عابد تھے اللہ نے انہیں مثل اور انبیاء کے یاد کیا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰہِیْمَ وَّ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ بیشک اللہ نے آدم اور نوح اور اولاد ابراہیم اور اولاد عمران کو تمام عالم پر بزرگی دی ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اکثر باپ کی صلاحیت لڑکوں پر اثر کرتی ہے اور حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں پہلے مرد صالح کی برکت اس کی اولاد پر اثر کرتی ہے جب اور تادم ہوتی ہے تو شہر پر اثر کرتی ہے جب اور زادم ہوتی ہے تو اعلیم پر اثر کرتی ہے فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی وَاَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَاُنْثٰی رجب اُس نے لڑکی حتیٰ تو کہا اسے پروردگار میں نے تو لڑکی جنی اور تو خود ہی وضع حمل کو جانتا ہے اور نہیں ہے نہ مثل مادہ کے اگر لڑکا ہوتا تو میری نذر پوری ہوتی اور وہ بیت المقدس کی خدمت کرتا۔ لڑکی مطیع زوج ہوگی افسوس ہے کہ تو نے میری نذر قبول نہ کی۔ ارشاد ہوا تو غمگین نہ ہو یہ بڑی مبارک لڑکی ہے اس کے دامنِ عفت کے ایک تار کی برابر ہی بڑے بڑے جو ان مردوں کی پگڑیاں نہ کر سکیں گی۔ تو خوش ہوا اور شکر کر پھر فرمایا اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْ اُعِیْنُهَا بِکَ وَذَرِّیَّتَہَا مِنْ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہم نے اس کا نام مریم رکھا اور اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے



محفوظ کر لیا۔ تَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا پس قبول کر لیا اس کو اس کے رب نے اچھا قبول کرنا اور بڑھا یا اس کو بڑھانا نیک، حضرت مریم کو ایام طفولیت میں جنت کے میوے کھانے کو ملتے تھے۔ غرض کہ ان کی والدہ نبی حسمہ ان کو ساتویں یا چالیسویں دن لے کر بیت المقدس میں حضرت زکریا علی نبیہما وعلیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا میں نے نذر مافی تھی اور اللہ نے میری نذر قبول بھی کر لی یہ لڑکی حاضر ہے آپ جسے چاہیں دے دیں حضرت زکریا علیہ السلام نے خود ان کی پرورش کا ارادہ کیا۔ لیکن حضرت مریم کے خویش و اقربا میں ہر شخص چاہتا تھا کہ ہم پرورش کریں بے حد جھگڑا ہونے کے بعد یہ طے ہوا کہ قرعہ ڈالیں جس کے نام پر نکلے وہ اس کا کفیل ہو پھر بعض کے نزدیک غیبی آواز آئی اور بعض کے نزدیک جبریل کے ذریعہ سے یہ حکم آیا کہ سب لوگ اپنے اپنے قلم تراشیں اور نشانی بنا کر دریا میں ڈالیں جس کا قلم نہ ڈوبے وہ اس لڑکی کا کفیل ہو۔ جس کا ذکر سورۃ آل عمران میں موجود ہے وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَقُولُ أَقْلَامُهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ رَأَىٰ مُحَمَّدٌ أَنَّ اس وقت موجود نہ تھے جب وہ اپنے اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ کون مریم کا کفیل ہو، پس اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا سے ان کے قلم کو ابھار دیا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ر اور حضرت مریم کی حضرت زکریا علیہ السلام نے پرورش کی، اگر ذرا بھی ان کو دیر ہوتی تو اللہ ان کے لیے حیت سے نعمت بھیج دیتا جیسا کہ خود فرماتا ہے كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَمْرُؤُا أَنَّىٰ لَكَ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ جب زکریا اس کے محراب میں داخل ہوتے تو اس کے پاس رزق پایا پوچھا اے مریم یہ کہاں سے آیا مریم نے کہا یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے، حضرت مریم ایک حجرہ میں رہتی تھیں اور آپ کے دو کام تھے ربیت المقدس میں جہار و دنیار (۲) اللہ کی عبادت کرنا۔ یہاں تک کہ سن بلوغ کو پہنچیں پھر سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ملکہ کا یوں بیان فرمایا ہے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا



قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا قَالَ كَذَٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىٰ هَٰئِنٍ وَلِنَجْعَلَ لَكِ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔ ریاد کرو اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ میں حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے قصہ کے بعد مریم کا قصہ جبکہ وہ اپنے اہل سے رائے جانے والے آدمیوں سے الگ ہوتی مکان شرتی میں پس اپنے اور ان کے درمیان میں پردہ ڈال کر اللہ کی عبادت کرنے لگی پس ہم نے جبریل کو بھیجا وہ انسانی صورت میں اُس کے پاس گئے۔ مروا جنبی کو دیکھ کر اس نے کہا میں پناہ چاہتی ہوں رحمن سے اگر تو متقی ہے رحمان چاہیے کہ قیامت میں جب مروا خدا یلا تے جائیں گے تو سب سے پہلے حضرت مریم آئیں گے اور یہ بھی یاد رکھنا کہ متقی خدا سے اور فاسق سلطان سے اور منافق آدمیوں سے ڈرا کرتے ہیں۔ اسی لیے حضرت مریم نے کہا کہ اگر تو متقی ہے تو اللہ سے ڈر اور میرے پاس نہ آ، جبریل نے کہا میں تیرے پاس تیرے رب کا بھیجا ہوا اس کام کو آیا ہوں کہ تجھے ایک پاک لڑکا دوں جو تنہائی میں میرا مونس ہو مریم نے کہا میرے لڑکا کیونکر ہوگا آج تک کسی مرد نے مجھے نہیں چھوا ہے اور میں بدکار بھی نہیں ہوں۔ جبریل نے کہا تم سچ کہتی ہو مگر تمہارے رب کو بے باپ کے بھی لڑکا پیدا کرتا آتا ہے اور یہ اسی تیرا رب کرتا ہے کہ آدمیوں کے لیے ایک بین نشانی ہو جائے اور بغیر شوہر کے تم کو لڑکا دینا اللہ کی رحمت ہے اور یہ کام ازل ہی میں مقرر ہو چکا ہے یہ کہہ کر جبریل چلے گئے فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَدَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا مَّنْسِيًّا فَتَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا أَلَا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهَٰذَا إِلَٰهُكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطُ عَلَيْكَ دُجَانًا فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا قَامَتِ رَبِّتٌ مِّنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُوْنِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا۔ پس وہ حاملہ ہوتی بعض کے نزدیک نو مہینے اور بعض کے نزدیک آٹھ مہینے حمل رہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حمل اور وضع ایک ہی ساعت میں ہوا اور مقاتل کے نزدیک حمل کے چند ساعت بعد وضع حمل ہوا بعض کے نزدیک چالیس دن حمل رہا واللہ اعلم



پھر مریم جننے کے لیے دور سٹ گئی پھر لایا اس کو دروزہ طرف تنادرخت خرم کے حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہیں کہ وہ تنہ خشک تھا جب دروزہ آتا تھا ہاتھ سے اس کو پکڑ لیتیں اور کہتیں تھیں کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور بھولی بسری ہو جاتی پس پکارا مریم کو اس درخت کے نیچے پکارنے والے نے اس سے فرشتہ یا ہاتھ غیبی مراد ہے اور بعض نے من من پڑھا تو مطلب اس کا یہ ہوا کہ جو اس کے پیٹ میں تھا یعنی حضرت عیسیٰ نے پکارا واللہ اعلم، اور کہا غم نہ کر اسی وقت وضع حمل ہوا یقینی تیرے رب نے تیرے نیچے جہاں تو بیٹھی ہے ندی جاری کی ہے اس سے منہ دھو پانی پی اور تنہ درخت خرم ہلا تاکہ وہ تجھ پر تروتازہ خرمے گرا دے اور بعض مفسرین نَسَاقِطُ پڑھتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے کہا تو ہماری قدرت کاملہ دیکھ کہ ہم خشک درخت سے تر خرمے گراتے ہیں۔ پس یہ خرمے کھا اور چشمے سے پانی پی اور اس بچے سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر اور جب تو اپنے پاس کسی کو آتے دیکھے تو اشارے سے کہہ دے کہ میں نے رحمن کے لیے روزہ کی نذر مانی ہے پس آج میں کسی سے کلام نہ کروں گی جس طرح کھانے پینے سے نفس کو روکنے کا نام روزہ ہے اسی طرح سلف میں کلام سے زبان روکنے کو بھی روزہ کہتے ہیں بعض نے صوما کو صمتا پڑھا ہے جس کے معنی خاموش رہنے کے ہیں پھر آپ کو حکم ہوا کہ بچے کو لے کر شہر میں جا فانت بہ قومہا تحمیدہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئاً فریاً یا اُخت ہارون ما کان ابوک امراً سوءاً وما کانت امک بخیا فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المہد صبیبا قال اِنی عند اللہ اتانی الکتب و جعلنی نبیاً وجعلنی مبارکاً ایما کنت وادصاتی بالصلوۃ والزکوۃ ما دمت حیاً وبرا مہوا یدتی و لم یجعلنی حیاراً شقیاً والسدۃ علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم اُبعث حیاً پس حضرت مریم اپنے بچے کو قوم میں لائیں قوم نے کہا تو ہمارے پاس بُرے کام کے ساتھ آئی ہم تجھے ایسا نہیں جانتے تھے اے ہارون کی بہن راخت بہ نسبت مشابہت ہے نہ بہ نسب تیرا باپ بدکار نہ تھا اور تیری ماں بھی زانیہ نہ تھی تجھ سے یہ فعل کیونکر سرزد ہوا مریم نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو



تو گئے کہا کیونکر کلام کریں ہم ایسے بچے سے جو ابھی گہوارے میں ہے اللہ نے حضرت عیسیٰ کو اپنی قدرت سے گویا کر دیا انہوں نے فرمایا بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب دی ہے اور مجھے اس نے نبی اور برکت والا کیا ہے جہاں رہوں گا مبارک ہی رہوں گا مجھ سے معجزے ظاہر ہوں گے میں دین کی تعلیم دوں گا اور مجھے اللہ نے آخری حکم یہ دیا ہے کہ نماز پڑھتا رہوں اور زکوٰۃ دیتا رہوں جب تک زندہ رہوں اور اپنی مال کے ساتھ نیکی کروں (اس کو زنا کی تہمت سے بچاؤں) یہ میرا پہلا معجزہ ہے اور اللہ نے مجھے جبار شفی نہیں بنایا ہے مجھ پر خدا کی سلامتی ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں زندہ ہو کر اٹھوں گا متوجہم کتاب ہے حضرت مریم کی وفات کا حال میں نے تفصیل سے مرآۃ الواعظین ترجمہ اردو دورۃ الناصحین میں لکھا ہے جسے دیکھنا ہو دیکھے۔ انتہی۔ جب حضرت مریم کا انتقال ہوا تو آپ بارہ برس کے تھے اس کے بعد آپ نے اکیس برس دعوت اسلام کی اور معجزے دکھاتے پھر اللہ نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا اب آخر زمانے میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ دجال کو مارنے کے لیے دنیا میں آ دیں گے اور شریعت محمدی پر عمل کریں گے ذَالِکَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ مَا کَانَ لِلّٰہِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ سُبْحَانَہٗ اِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِذَا مَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَاِیْکُوْنُ یہ عیسیٰ ابن مریم کا بیان ہے یہی سچا قول ہے جس میں نصاریٰ شک کر رہے ہیں اور اللہ کو لائق نہیں اور احتیاج نہیں ہے کہ لڑکا جنائے یا ٹھہرائے وہ زن و فرزند سے پاک ہے وہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے کہتا ہے کہ عدم سے وجود میں آ۔ وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عقائد فاسدہ سے بچائے اور خاتمہ بخیر کرے رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نَبِیًّا۔



## المجلس التاسع عشر<sup>۱۹</sup>

فی معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

# حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ سُلَيْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْيَا لَيْلَةَ السَّابِعَةِ وَالْعِشْرِينَ مِنْ رَجَبٍ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ يَمُوتُ الْقُلُوبُ وَلَهُ عِنْدَ اللَّهِ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فِي جَمِيعِ السَّنَةِ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے ستائیسویں رجب تمام رات جاگ کر عبادت کی تو اس کا قلب اس دن نہ مرے گا جس دن تمام قلوب مرجائیں گے اور اس کے لیے اللہ کے پاس دعا مقبول ہے تمام سال میں جب چاہے مانگے، اس حدیث کے راوی فارس کے شہزادے تھے جب آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے تو آپ نے فرمایا مَنْ أَحْيَا سُلَيْمَانَ فَقَدْ أَحْيَا عِشْرِينَ رَجَبٍ نے سلمان کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا ان کی زبان فارسی تھی آپ نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا فوراً سلمان نہایت فصاحت و بلاغت سے عربی بولنے لگے حدیث سابق میں مذکور ہے مَنْ أَحْيَا لَيْلَةَ السَّابِعَةِ وَالْعِشْرِينَ مِنْ رَجَبٍ سِتَائِيسِيں شَبَّ کی تخصیص اس لیے ہے کہ اسی شب کو معراج ہوئی ہے اور یہ شرف سوا اس رات کے کسی رات کو حاصل نہیں اسی لیے اس رات کی عبادت کا ثواب بھی زائد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔ پاک ہے جو رات ہی رات لے



گیا اپنے بندہ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک وہ مسجد اقصیٰ جس کے گرداگرد کو ہم نے بزرگی دی ہے تاکہ دکھائیں ہم اپنے اس بندہ کو بعض نشانیاں۔ یقینی وہی اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ مترجم کہتا ہے سبحان علم ہے تسبیح کے لیے جیسے عثمان راغب کا قول ہے کہ تسبیح کے معنی پانی یا ہوا پر جلدی سے گزرنے کے ہیں جیسے کلام عرب میں کہا جاتا ہے۔ سَبَّحَ سَبَّحًا وَسَبَّاحَةً یعنی گذرا وہ پانی میں جلدی سے اور کبھی از روئے استعارہ اس لفظ کا کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُلُّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَّ کل ستارے آسمانوں میں دوڑتے ہیں۔ یہاں حرکت ستارے کی فلک پر واقع ہوئی کبھی گھوڑوں کی دوڑ پر بھی اس کا استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالسَّابِّحَاتِ سَبَّحًا۔ کبھی عمل میں جلدی کرنا مراد ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا۔ الباقی کہتے ہیں کہ سبحان اسم ہے مصدر کے مقام پر واقع ہوتا ہے۔ تسبیح کا استعمال بغیر اضافت کے نہیں ہوتا اگر بغیر اضافت کے استعمال کیا جائے تو تسبیح کے لیے علم ہو جائے گا اور دو سبب پائے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا ایک علم دوسرے الف و نون زائدہ۔ ابن حجب کا قول ہے کہ سبحان علم ہے تسبیح کے لیے یہ بھی جان لینے کی بات ہے کہ سبحان کا استعمال امور بزرگ میں کیا جاتا ہے۔ اگر معراج منام میں ہوتی تو کوئی بزرگی اس میں نہ تھی اور قریش اُس کے انکار پر مبادرت نہ کرتے اور ضعیف الاعتقاد مرتد نہ ہوتے اسی لفظ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ کو معراج بیداری میں ہوئی اگر کہا جاتے کہ معراج رُوحی ہوتی تو اس کا آسان جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعیدہ کا لفظ فرمایا ہے اور عید کا اطلاق کلام عرب میں رُوح مع الجسد پر ہوا کرتا ہے اس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ آپ کو مع الجسد حالت بیداری میں معراج ہوئی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ سوار کیے گئے۔ ظاہر ہے کہ محل جسد کا ہوتا ہے نہ رُوح کا اس کی تائید میں ابو نعیم نے اپنے ولاتل میں ایک حدیث معتبر محمد بن کعب قرظی سے نقل کی ہے جس کو دیکھتا ہو دیکھے خلاصہ واقعہ معراج نبویؐ یہ ہے کہ آپ رجب کی ستائیسویں شب کو اُمّ ہانی کے مکان میں استراحت فرما تھے کہ چپت پھاڑ کر حضرت جبریل آئے اور آپ کو بیدار کر کے مژدہ وصال الہی سنا یا آپ نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی



پھر حضرت جبریل نے زمزم پر لا کر آپ کو نہلایا اور شوق صدر کیا آپ نے مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی پھر براق پر سوار ہوئے اس کا قدم حد نظر پر پڑتا تھا۔ آپ پہلے ایک سبزہ زار پر پھر ایک روشن زمین پر گزرے پھر بیت اللحم اور جبل طور کی سیر کی پہلی زمین مدینہ تھی اور دوسری مدینہ بیت اللحم میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے التدر سے کلام کیا تھا ان سب مقاموں پر آپ نے دو دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ کو ایک حسین عورت معنی دنیا اور ایک پڑھا شیطاں ملا۔ پھر ایک آواز آپ نے دہتی جانب سے پھر دوسری آواز بائیں جانب سے سُنی کسی طرف آپ متفت نہ ہوئے حضرت جبریل نے کہا اگر آپ عورت کی طرف توجہ کرتے تو آپ کی اُمت دنیا میں پھنس جاتی اور اگر بوڑھے کی جانب مخاطب ہوتے تو آپ کی امت شیطان کے قریب میں مبتلا ہو جاتی۔ اگر دہتی جانب کی آواز پر آپ رُخ کرتے تو تمام امت یہودی ہو جاتی اگر بائیں جانب کی آواز پر التفات کرتے تو تمام امت نصاریٰ ہو جاتی۔ پھر آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم اور عیسیٰ علیہما السلام ملے باہم سلام علیک ہوئی پھر آپ نے ایک گروہ کو کھیتی کرتے دیکھا کہ جب وہ کھیتی کو کاٹتے ہیں تو پھر کھیتی فوراً ویسے ہی تروتازہ ہو جاتی ہے یہ مجاہدوں کی مثال تھی۔ پھر ایک گروہ ملا حین کے سر پتھروں سے توڑے جاتے تھے اور ٹوٹنے کے بعد پھر درست ہوتے تھے پھر توڑے جاتے تھے یہ نماز میں کاہلی کرنے والوں کی حالت تھی۔ پھر آپ کو ایک گروہ ملا جو ذرا ذرا سے چیتھڑے باندھے تھے اور جانوروں کی طرح چرتے تھے اور خشک گھاس اور گرم پتھر اور زقوم کھاتے تھے یہ زکوٰۃ نہ دینے والوں کی مثال تھی۔ پھر ایک گروہ ملا جو عمدہ گوشت چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھاتے تھے یہ ان لوگوں کی مثال تھی جو منکوحہ عورتیں موجود ہونے کی حالت میں زنا کرتے تھے پھر ایک شخص کو آپ نے دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا جمع کرتا ہے اور اٹھاتا ہے مگر اٹھا نہیں سکتا پھر بھی اس پر لکڑیاں زیادہ کرتا ہے اور اٹھانے کا قصد کرتا ہے یہ ان کی مثال تھی جو امانت میں خیانت کرتے تھے۔ پھر ایک گروہ آپ نے دیکھا جن کے ہونٹھ اور زبان لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں پھر درست ہوتے ہیں پھر کاٹے جاتے ہیں یہ ان لوگوں کی مثال



تھی جو دین میں فساد پیدا کرنے کے لیے لکچر دیتے ہیں۔ پھر آپ نے دیکھا کہ ایک چھوٹے پتھر سے بڑا بیل نکلا چاہتا ہے کہ پھر پتھر میں چدا جائے مگر نہیں جا سکتا یہ ان لوگوں کی مثال تھی جو بڑا بول بولتے ہیں۔ پھر شرمندگی سے لوٹنا چاہتے ہیں پھر آپ نے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ فرمایا اس کے بعد آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور انبیاء کی امامت کی۔ اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک پیالہ شہد کا اور ایک دودھ کا پیش کیا آپ نے دودھ کا پیالہ لے لیا اس وقت حضرت جبریلؑ نے کہا کہ آپ نے اسلام قبول فرمایا۔

آں شب کہ بہ سیر آسمانی رفتی ز سرائے اُمّ بانی  
در پوہ براق زیر رانت جبریلؑ چو برق و رعنا بیت  
برداشت قدم زریگ بطحی افراشت علم بہ سنگ اقصی  
برخیل رسل امامیت داد وز سیر سیل تمامیت داد

پھر آسمان سے معراج لاتی گئی اور اُس پر چڑھائے گئے آسمان اول کے دروازہ پر پہنچے جبریلؑ نے دروازہ کھلوا یا پوچھا گیا کون ہے انہوں نے کہا میں ہوں جبریلؑ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے انہوں نے کہا محمدؐ پوچھا گیا کیا بتائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں دروازہ کھولا گیا آپ اس میں داخل ہوئے تمام فرشتوں نے مرحبا کہی یہ آسمان پانی اور برا کا ہے۔ یہاں آپ نے حضرت آدم کو دیکھا کہ اُن کے داہنے بائیں لوگ ہیں وہ داہنے طرف دیکھ کر منستے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں آپ نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا مَرْحَبًا يَا كَابِنَ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ حضرت جبریلؑ نے آپ سے کہا کہ ان کے داہنے طرف ان کی جنتی اولاد کی رُوحیں اور بائیں طرف ان کے دوزخی اولاد کی رُوحیں ہیں پھر اسی طرح آپ دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے اور حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات کی۔ یہ آسمان پتیل کا ہے۔ پھر تیسرے آسمان پر آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات کی یہ آسمان تانبے کا ہے۔ پھر پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات کی۔ یہ آسمان چاندی کا ہے پھر چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ سے ملے



یہ آسمان سونے کا ہے۔ پھر ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوتی  
یہ آسمان یا قوتِ سرخ کا ہے۔ واضح ہو کہ ہر آسمان میں اپنے تخت والے آسمان سے تراند  
فرشتے ہیں اور ہر فرشتہ اللہ کی تسبیح و تہلیل میں مشغول ہے اسی طرح آپ تمام عجاibat  
قدرت کی سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ حاکمانِ عرش کو دیکھا پھر آپ سدرۃ المنتہی پر چڑھائے  
گئے۔ اس کے نیچے سے نیل، فرات، سیحون، جیحون چار نہریں جاری ہیں۔ پھر بیت المعمور  
کی سیر کی پھر آپ کے سامنے جنت اور اس کے نعمات اور دوزخ اور اس کے شدائد پیش  
کیے گئے۔ پھر آپ ایک مستوی مقام پر چڑھائے گئے جہاں آپ نے فلموں کے چلنے کی آواز  
سُنی پھر جبریلِ رحمت ہوئے اور میکائیل ہمراہ ہوئے عجایبِ قدرت تک پہنچے اور ستر  
حجاب آپ نے طے فرمائے پھر رفوف پر سوار ہو کر آپ عرش تک پہنچے آپ فرماتے  
ہیں میں نے وہاں ایک بڑی بات دیکھی جو زبان پر نہیں آسکتی۔ پھر عرش سے ایک قطرہ  
آپ کی زبان پر ٹپکایا گیا جس کی وجہ سے . . . . . آپ اگلوں اور پھلوں کی خبر سے  
آگاہ ہوئے اور قلبِ منور ہو گیا پھر ایک نور کے عالم میں پہنچے وہاں توحش ہوا۔ آپ  
فرماتے ہیں میں نے مثل ابوبکر کی آواز کے ایک آواز سُنی قِفْ فَإِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّيْ طُھر جاتیے  
آپ کا رب صلوٰۃ میں ہے ناگاہ علیٰ علیٰ میں نے ندا سُنی اے محمد قریب ہو جیتے اور آپ کو  
مرتبہ دُئی فَتَدَلِّي فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اِذَا دُئِيَ اِحْصٰی ہوا اور آپ نے اللہ کی حمد کی اور فرمایا اَلْحَمْدُ  
لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ آپ نے فرمایا  
السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ ملائکہ نے جب آپ کی یہ علو بہتتی دیکھی یک زبان  
ہو کر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہنے لگے۔ آپ نے اللہ  
سے دریافت کیا تو نے اگلی امتوں پر عذاب کیا مسخ کیا میری امت پر کیا کرے گا ارشاد ہوا  
آپ ترود نہ کریں ہم ان پر رحمت کریں گے اُن کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیں گے  
اُن کی دُعا قبول کریں گے اور جو ہم پر بھروسہ کرے گا ہم اس کے لیے کافی ہو جائیں گے پھر  
آپ کی امت پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی اور آپ واپس ہوئے حضرت موسیٰ  
کے کہنے سے کہی بار اللہ سے آپ نے تخفیف چاہی آخر میں پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی



اور ثواب میں یہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کے برابر ہوتیں جب آپ اپنے مکان پر تشریف لائے تو صبح کو یہ واقعہ بیان کیا جن کے دلوں کو اللہ نے ایمان کامل دیا تھا تھا انہوں نے تصدیق کی اور انعام الہی کے مستحق ہوئے اور جن کے قلوب پر اللہ نے مہر کر دی تھی انہوں نے تکذیب کر کے اپنی عقیقہ بگاڑی۔ واضح ہو کہ آپ نے اللہ کو بے حجاب دیکھا اور جو روایتیں اس کے خلاف ہیں وہ قابل وثوق نہیں ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔



## المجلس العشرین

فی فضیلتہ شہر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

## ماہ شعبان کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ أَبِي أَمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 مَنْ صَامَ يَوْمًا مِنْ شَعْبَانَ فَتَحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِقَتْ عَلَيْهِ أَبْوَابُ النَّارِ  
 حضرت ابی امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔  
 جس نے شعبان میں ایک روزہ رکھا اُس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں  
 گے اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جائیں گے، اس حدیث کے راوی جب اسلام  
 لانے کے لیے آئے تو آپ کو حکم ہوا ان کی تعظیم کرو آپ نے اُن کے لیے اپنی چادر بچھا  
 دی اُنہوں نے اٹھا کر اُسے آنکھوں سے لگایا اور عرض کیا میری مجال کہ آپ کی چادر  
 پر پاؤں رکھوں آپ نے فرمایا اَبُو أَمَامَةَ كُنَّا كَاذِبًا وَالصَّيَّانَةُ اَبُو أَمَامَةَ اَدَبٌ اَوْ دَانَايَ  
 کا خزانہ میں، شعبان کا مہینہ کریم الطرفین ہے اس کے پہلے رجب اور اس کے بعد رمضان  
 ہے اس کی ایک نیکی سات سو تک پہنچتی ہے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ  
 میں نہ اتنے روزے رکھتے تھے اور فرماتے تھے ذَالِكَ شَهْرٌ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ يَغْفِرُ  
 النَّاسَ فِيهِ وَفِيهِ يُرْفَعُ أَعْمَالُ الْعِبْدِ إِلَى الرَّبِّ فَأَحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَ أَنَا  
 صَائِمٌ اِرِيہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان ہے اس مہینہ میں اللہ اپنے بندوں کی مغفرت  
 کرتا ہے اور اس مہینہ میں بندوں کے اعمال اللہ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں پس میں  
 دوست رکھتا ہوں اس بات کو کہ میرے عمل اللہ کے سامنے ایسی حالت میں پیش ہوں  
 کہ میں روزہ سے ہوں اور فرمایا ہے۔ فَضَّلْتُ شَعْبَانَ عَلَى الشُّهُورِ كَفَضُّنِي عَلَى الْكَائِيْنَاءِ



شعبان کی بزرگی اور مہینوں پر ایسی ہے جیسے اور انبیاء پر میری بزرگی (اور فرمایا ہے  
 إِذَا دَخَلَ شَعْبَانُ طَهَّرُوا أَنْفُسَكُمْ كَشَهْرِ رَمَضَانَ وَاحْسِنُوا بَيْتَكُمْ فِيهِ فَإِنَّ فَضْلَ شَعْبَانَ  
 كَفَضْلِي عَلَيْكُمْ أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ شَهْرِي وَمَنْ صَامَ لِلَّهِ عَشْرَ يَوْمٍ مَا حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي  
 رجب شعبان کا مہینہ آتے تو اپنے نفسوں کو پاک کر دجیسے رمضان میں پاک کرتے ہو اور اس  
 میں نیکی کرو لے شک شعبان کی بزرگی ایسی ہے جیسے میری بزرگی تم پر آگاہ ہو جاؤ کہ شعبان  
 میرا مہینہ ہے اس مہینہ میں جو اللہ کے لیے دس روزے رکھے اُس کے لیے میری شفاعت  
 حلال ہوگی) اور فرمایا ہے مَنْ صَامَ أَوَّلَ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ أَعْطَاهُ اللَّهُ ثَوَابَ أَلْفِ  
 شَهِيدٍ وَكُتِبَ لَهُ عِبَادَةٌ أَلْفِ سَنَةٍ وَرُفِعَ عِنْدَ افْطَارِهِ عَمَلُ بَنِي آدَمَ الْكَافِيَاءِ  
 وَغُفِرَ لَهُ جَمِيعُ ذُنُوبِهِ وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرُ مِنْ نَبَاتِ الْكَارِثِ وَرُزِّجَهُ اللَّهُ تَعَالَى  
 أَلْفَ حُورٍ رَحِيسٍ نئے روزہ رکھا اول شعبان سے عطا کرے گا اللہ اس کو ثواب ہزار شہیدوں  
 کا اور اس کے لیے ہزار برس کی عبادتیں لکھی جائیں گی اور افطار کے وقت اس کو افطار نبی  
 کا ثواب ملے گا اور اُس کے تمام گناہ بخشے جائیں گے گو رویتہ گی زمین سے بھی زیادہ ہوں  
 اور ہزار حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کرے گا۔ بعض علماء کا قول ہے کہ شعبان میں پانچ حرف  
 ہیں۔ سَنَ سے شرف ہے اور مہینوں پر شاہد اعمالِ حسنہ ہے شبِ معراج ہے مومن کے لیے  
 عَزَّ سے عزت اور علو ہے عقیقی میں ب سے برکت اور بہبودی اور بہتری ہے ہر کام میں۔ آ  
 سے امن و امان ہے۔ اُلفت و انوار ہے قلوب میں۔ ن سے نجات ہے نارِ جہنم سے نماز نفل  
 پڑھنے سے دلوں میں نور ہے۔ جاننا چاہیے کہ شعبان مثلِ ابر کے ہے اور رمضان مثلِ مینہ کے  
 ہے۔ جب تک ابر نہیں ہوتا پانی نہیں برستا ہے۔ پس جب تک انسان شعبان میں پاک  
 نہ ہوگا رمضان میں پاک نہیں ہو سکتا۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص  
 شعبان کی پہلی رات میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سو  
 بار سورۃ اخلاص پڑھے اور رکوع و سجود میں معمولی تسبیح کے بعد سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَ  
 رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالتُّرُوجِ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ  
 بِمَا كَسَبَتْ دس بار زیادہ کرے تو اُس کے نامہ اعمال میں اللہ تعالیٰ دس سو برس کی عبادت



کا ثواب لکھتا ہے اور سات سو مکانِ حنیت میں اس کے لیے بناتا ہے۔ حضرت شیخ ابوالقاسم صغار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار حضرت خاتونِ حنیت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں دیکھ کر پوچھا آپ کو کون ثواب زائد پسند ہے فرمایا شعبان کی آٹھ رکعتوں کا ثواب زائد پسند ہے جو ایک سلام اور چار قعدے سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھی جائے جو شخص اس نماز کا ثواب مجھے بخشے گا میں بغیر اس کو بخشواں۔ حنیت میں نہ جاؤں گی۔ مترجم کہتا ہے مصنف رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت بی بی فاطمہ کی وفات دسویں شعبان کو ہوئی اور وفات کا واقعہ لسیط سے لکھا ہے جس میں اکثر امور غیر معتبر درج کر دیئے ہیں صحیح قول یہ ہے کہ آپ کی وفات دوسری رمضان گزر کر تیسری شب کو ہوئی ہے چونکہ اس مہینہ سے آپ کی وفات کو کوئی تعلق نہیں ہے پس میں نے اس کو ترک کر دیا ہے انتہائی ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اس مہینے میں اللہ کی زیادہ عبادت کرے اور اپنی عقبی بنائے۔ اسے اللہ ہم تمام مسلمانوں کو ہر زمانے میں اعمالِ حسنة کی توفیق دے اور بُرائیوں کے ارتکاب سے بچا۔ حج اور زیارت نصیب کرے یا ایمان دنیا سے اٹھا اور عذابِ قبر اور ضغطہ قبر تکالیفِ محشر عذابِ دوزخ سے محفوظ رکھ (آمین)

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ۔



المجلس العادی والعشرون<sup>۲۱</sup>

فی فضیلة لیلة البراءة

شب برات کے فضائل کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ حَضْرَةِ الرِّسَالَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ قُومُوا لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ لَيْلَةُ مُبَارَكَةٍ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ فِيهَا هَلْ مِنْ مُسْتَخْفِرٍ فَأَغْفِرُ لَهُ رَحْمَتِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شعبان کی پندرھویں رات کو عبادت کرو بیشک وہ مبارک رات ہے اس رات کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا جسے میں بخشوں اس حدیث کے راوی کی شان میں آپؐ نے فرمایا ہے مَا صَبَّ اللَّهُ شَيْئًا فِي صَدْرِي إِلَّا وَصَبَّ اللَّهُ فِي صَدْرِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ میرے سینے میں کوئی چیز نہیں اتاری مگر یہ کہ اللہ نے وہ چیز ابوبکرؓ کے سینے میں اتاری حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی شب میں مرتبہ نبوت ملا تھا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آپؐ اپنے خضر حضرت شعیب علیہ السلام سے رخصت ہو کر اپنی بی بی صفورا کو جو حاملہ تھیں لے کر چلے تو ایک صحرا میں حضرت صفورا علیہا السلام کو دروزہ شروع ہوا آگ کی ضرورت ہوئی کوہ طور قریب تھا اس کی روشنی دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھے کہ آگ ہے اور فرمایا اِنِّیْ اَنْتُ نَارٌ اَرِیْنِیْ اَکْ دِیْکِیْ لَیْ لَآئَا اَہُوْن۔ طور پر آگ لینے گئے نور نبوت سے سرفراز ہوئے خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال کہ آگ لینے کو جائیں پیغمبری مل جائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے بھی یہ رات مبارک تھی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ



جب نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے رد کرنے کیلئے فرمایا جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے لیے تین راتیں مبارک تھیں ایک شب معراج دوسری لیلة القدر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے) تیسرے یہ رات اور آپ کے طفیل میں یہ راتیں آپ کی اُمت کے لیے بھی مبارک ہیں ان میں عبادت کرنے والا بے حد ثواب پاتے گا۔ حدیث میں ہے کہ اس رات کی بزرگی کرو اس رات کو عبادت کرنے والا دوزخ سے نجات پاتے گا اس رات کو زندہ رکھنے والا موت کے بعد بھی زندہ رہے گا یعنی قیامت تک اس کے تامہ اعمال میں ثواب لکھا جاتے گا۔ اس رات کو نصف شب گزرنے کے بعد اللہ اپنے بندوں کو بخشتا ہے۔ بخومی بخیل ماں باپ کا ستانے والا شراب خوار فاعل مقول کو نہیں بخشتا مگر حبیب وہ تو بہ کرے تو ان کو بھی بخش دیتا ہے۔ مروی ہے کہ ایک بار پندرہویں شعبان کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے یہاں تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آدھی رات کو میری آنکھ کھلی تو میں نے آپ کو اپنے بستر پر نہ پایا مجھے خیال ہوا کہ شاید میری باری میں آپ کسی اور جہاں کے یہاں تشریف لے گئے ہیں میں سب جگہ ڈھونڈ آئی مگر آپ نہ ملے۔ پھر میں نے اپنے حجرے کے ایک گوشے سے رونے کی آواز سنی جا کر دیکھا تو آپ سجدہ میں تھے اور روتے اور یہ پڑھتے تھے۔ سَجِدَ لَكَ سَوَادِي وَخِيَالِي وَآمَنَ بِكَ قَوَادِي هَذِهِ يَدَايِ الَّتِي أَذْنَبْتُ بِهِمَا عَلَىٰ نَفْسِي فَأَغْفِرْ لِي الذَّنْبَ الْعَظِيمَ فَإِنَّكَ لَا تَغْفِرُ الذَّنْبَ إِلَّا الرَّبُّ الْعَظِيمُ۔ پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کیا اس میں یہ پڑھا اَعُوذُ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي اَصْنَعْتُ لَهُ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَالْاَرْضُونَ السَّبْعَ وَتَكْشِفُ بِهَا الظُّلُمَاتِ وَصَلَحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ مِنْ فِجَاءَةٍ نَقَمَتِكَ وَمِنْ تَعْوِيلِ عَارِفِيَّتِكَ وَمِنْ شَرِّ كِتَابٍ سَبَقَ اَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاعُوذُ بِرَحْمَتِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاعُوذُ بِكَ مِنْكَ وَلَا اَبْلُغُ مَدْحُحَتِكَ وَلَا اُحْصِي ثَنَاءَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ پھر سر اٹھا کر آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي قَلْبًا نَقِيًّا مِنَ الشُّرُكِ بَرِيًّا كَاْفِرًا وَكَاشِقِيًّا فِرَاطٍ كَرَامَتِكَ



آپ نے مجھ سے فرمایا آج کی رات کو شب برات کہتے ہیں سال آئندہ کے احکامات متعلقہ  
 خلاق موت۔ پیدائش، تقسیم رزق سب اسی رات میں اللہ تعالیٰ خود اثبات کرتا ہے پھر  
 ملائکہ مومنین اس سے واقف ہو کر تمام سال اسی پر عمل کرتے ہیں اور اس رات میں اللہ ربی  
 کلاب کے گوسفندوں کے بالوں کے برابر گناہ گار کو دوزخ سے رہا کرتا ہے اور تین آدمیوں  
 کے سوا کسی گناہ بخشا ہے مشرک بخیل و احم الخمر اور آپ نے فرمایا مَنْ صَامَ يَوْمَ الْخَامِسِ  
 عَشَرَ مِنْ شَعْبَانَ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ حَتَّى يَمُوتَ بِمَنْزِلَةِ شَعْبَانَ كَوْنِي بِمَنْزِلَةِ شَعْبَانَ كَوْنِي بِمَنْزِلَةِ شَعْبَانَ  
 آگ نہ چھوئے گی مترجم کہتا ہے اگر معتبر وظائف اور نمازیں اس شب کی اور تمام سال  
 کی دیکھنا ہوں تو عمدۃ الوسائل مصنفہ حضرت مرشد مرشدی مولانا حافظ عبدالرزاق قدس  
 سرہ دیکھو خاص اعمال خاندان صوفیہ میں یہ لے مثل کتاب سے انتہی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 حَمْدُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ امْرٍ  
 حَكِيمٍ امْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔  
 قسم سے کتاب روشن کی جس کا حکم ظاہر ہے پوشیدہ نہیں ہے ہم نے اتارا ہے اس کو  
 (قرآن پاک) مبارک رات میں۔ بعض کے نزدیک شب مبارک سے شب قدر اور بعض  
 کے نزدیک شب برات مراد ہے۔ ہم اپنے بندوں کو ڈرانے والے ہیں۔ اس رات میں  
 ہر امر جدا کیا جاتا ہے اور سال آئندہ کے لیے استوار کیا جاتا ہے۔ یہ فرمان ہمارے پاس سے  
 ہے ہم ہی بھیجتے والے ہیں۔ تیرے پروردگار کی طرف سے رحمت ہے یقینی وہ  
 سننے والا اور جانتے والا ہے۔ جیونٹی کی رفتار کی آواز کو سنتا ہے۔ پھر کے مغز استخوان  
 کے مقدار کو جانتا ہے کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ حدیث میں ہے جو کوئی  
 شب برات میں یہ دعا پڑھے مرگ مفاجات سے محفوظ رہے گا۔ اَللّٰهُمَّ يَا ذَا الْمَنِّ  
 وَالْإِحْسَانِ يَا ذَا الْعَدْلِ وَالْكَرَامِ يَا ذَا الطَّوْلِ وَالْإِنْعَامِ يَا كَالِإِلَهِ الْآلِ اَنْتَ  
 يَا ظَمَاءَ الْمُسْتَجِيرِينَ وَيَا رَجَاءَ الرَّاجِينَ وَيَا صَرِيحَ الْمُسْتَصْرِخِينَ وَيَا أَمَانَ الْخَائِفِينَ  
 وَيَا دَلِيلَ الْمُتَحَيِّرِينَ وَغِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ  
 كَتَبْتَنِي فِي امْرِ الْكِتَابِ عِنْدَكَ شَقِيًّا فَقِيرًا فَامْحُ عَنِّي اسْمَ الشَّقَاءِ وَابْتِنِنِي عِنْدَكَ



سَعِيدًا غَنِيًّا وَإِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي أَمْرِ الْكِتَابِ عِنْدَكَ مَحْرُومًا مَقْرَّرًا عَلَى  
 رِزْقِي فَأَمَحْ عَنِّي حِرْمًا وَتَقْتِيرَ رِزْقِي وَالْكُتُبِي عِنْدَكَ غَنِيًّا مَرْقَّقًا لِلْخَيْرِ  
 مُوْتَقًّا عَلَى رِزْقِي فَإِنَّكَ قُلْتَ فِي أَمْرِ الْكِتَابِ يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ  
 وَعِنْدَكَ أَمْرُ الْكِتَابِ -



## المجلس الثاني وعشرون

## فی فضیلتہ شہر المبارک رمضان

## رمضان المبارک کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ حَضْرَةِ الرَّسَالَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 أَنَّهُ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ مِنْ أَقْلِهِ إِلَى آخِرِهِ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمٍ وُلِدَتْهُ  
 أُمُّهُ (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا ہے جس نے رمضان کے پورے روزے رکھے وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو  
 جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے) اس حدیث کے راوی کی شان میں یہ حدیث وارد  
 ہے لَقَدْ تَحَيَّرَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ سَيِّدِ ابْنِ مَسْعُودٍ (ابن مسعود کے سجود سے تو ملائکہ  
 بھی حیرت میں ہیں) واضح ہو کہ رمضان بڑا بزرگ مہینہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے  
 اللہ سے پوچھا اُمّت محمدیٰ کو تو تے کون بزرگ مہینہ دیا ہے ارشاد ہوا رمضان وہ تمام مہینوں  
 پر ایسا بزرگ ہے جیسے میں تمام مخلوق پر بزرگ ہوں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلی رمضان کو ندا کرتا ہے اے طالب خیر دوڑ اور کوشش کر اور اے  
 طالب شر اپنے شر کو کم کر اور کہتا ہے کون ہے تم میں سے بخشش مانگنے والا کہ میں اُسے  
 بخش دوں اور فرمایا ہے کہ اس مہینے میں ایک درم صدقہ دینا اور مہینوں کے ہزار درم  
 یرت کرنے سے بہتر ہے اور فرمایا ہے رمضان کے جمعہ کی عبادت ہزار برس کی عبادت  
 سے بہتر ہے عَنْ عَبْدِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ قَامَ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ  
 يَوْمَ مَخْطَبِ النَّاسِ فَقَالَ أَتَاكُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ فَشَهْرُ وَالِهِ وَأَحْسِنُوا ثِيَابَكُمْ فِيهِ



وَعَظَمُوا حُرْمَتَهُ فَإِنَّ حُرْمَتَهُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى أَعْظَمُ الْحُرْمَاتِ فَلَا تَنْسَوُكَ فَإِنَّ  
 الْحَسَنَاتِ يُضَاعَفُ فِيهِ وَكَثُرُوا الصَّلَاةَ وَاشْتَغَلُوا بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ فِي شَهْرِ  
 رَمَضَانَ أَعْظَاكَ اللَّهُ بِكُلِّ حَرْفٍ رَوْضَةً مِنْ دِيَارِ الْجَنَّةِ رَحْمَتِ عُمَرُوسے مروی ہے  
 کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان سے پہلے ایک دن کھڑے ہو گئے خطبہ پڑھنے کے لیے  
 اور خطبہ پڑھا اس میں لوگوں کو خطاب کیا کہ رمضان تمہارے قریب آگیا تم عبادت کے لیے  
 مستعد ہو جاؤ اور اچھے کپڑے پہنو اور اس مہینے کی عظمت کرو بیشک اس مہینے کی حرمت اللہ  
 کے نزدیک تمام حرمت والی چیزوں سے بڑی ہے اس مہینے میں نیکیوں کا ثواب دوچند ملتا  
 ہے اس مہینے میں نماز اور تلاوت قرآن کی کثرت کرو جو اس مہینے میں قرآن پڑھنا ہے اللہ اس  
 کو ہر حرف کے بدلے میں جنتی باغوں میں سے ایک باغ دیتا ہے اور جس نے روزہ رکھا گویا  
 اُس نے اللہ کی راہ میں چھ ہزار بردے آزاد کیے اور چھ ہزار اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کیے  
 اور چھ ہزار برس اللہ کی عبادت کی (خواجہ منظر کستانی رحمہ اللہ کے نزدیک روزہ کی تین قسمیں ہیں  
 (۱) روحی یعنی دل کو وساوس اور ماسوی اللہ سے روکنا (۲) عقلی یعنی عقل کو بیہودہ افکار سے  
 روکنا (۳) نفسی یعنی نفس کو بھوک پیاس جماع سے روکنا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا ہے الْقَوْمُ نِصْفُ الصَّيْرِ وَالصَّيْرُ نِصْفُ الْإِيمَانِ (روزہ آدھا صبر ہے اور صبر  
 آدھا ایمان ہے) حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا مقولہ ہے الْقَوْمُ نِصْفُ الطَّرِيقَةِ (روزہ رکھنا  
 یعنی نفس کو خواہشوں سے روکنا آدھی طریقت ہے) روزے کے تین درجے ہیں (۱) عوام کا روزہ  
 وہ یہ ہے کہ کھانے پینے جماع سے بچے (۲) خواص کا روزہ اعضا کو روکنا آنکھ کو مکروہ اور غیر  
 محرم سے، زبان کو کلام بیہودہ اور غیبت وغیرہ کرنے سے کان کو بیہودہ کلام اور غیبت وغیرہ  
 کے سنتے سے ہاتھ کو بُری چیز چھونے سے پاؤں کو بُری جگہ جانے سے شکم کو روزی حرام سے  
 افطار کرنے سے دل کو مکائدِ دنیا میں پھنسنے سے نگاہ رکھنے کو روزہ کہتے ہیں (۳) خواص الخاص  
 کا روزہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول خدا علیہ التحیۃ والتنا سے رمضان کے فضائل پوچھے آپ نے فرمایا  
 رمضان کو تو ریت میں خط (گناہوں کا دور کرنے والا) اور انجیل میں طاب (گناہوں سے پاک  
 کرنے والا) اور زبور میں قریب (برکت دینے والا) قرب الہی حاصل کرنے والا) کہتے ہیں رمضان



رمضان سے مشتق ہے اور رمضان اس مہینہ کو کہتے ہیں جو خریف سے پہلے برستا ہے۔ رمضان کی  
 پندرہ فضیلتیں ہیں (۱) روزی فراخ ہوتی ہے (۲) مال و دولت زیادہ ہوتی ہے (۳) کھانا پینا  
 سوتا سب کا شمار عبادت میں ہوتا ہے (۴) قلیل نیکی کا کثیر ثواب ملتا ہے (۵) فرشتے روزہ دار  
 کے لیے دُعائے مغفرت مانگتے ہیں (۶) شیاطین بند کر دیے جاتے ہیں (۷) دریائے رحمت  
 جوش زن ہوتا ہے (۸) بہشت کھولی جاتی ہے اور دوزخ بند کی جاتی ہے (۹) ہر شب کو سو گنہگار  
 آزاد کیے جاتے ہیں (۱۰) رمضان میں ہر جمعہ کو اتنے گنہگار دوزخ سے آزاد کیے جاتے ہیں جتنے  
 اور چھ دن میں آزاد ہوتے ہیں (۱۱) رمضان کی آخر شب میں اتنے گنہگار دوزخ سے آزاد کیے  
 جاتے ہیں جتنے تمام مہینے میں آزاد ہوتے ہیں (۱۲) روزہ دار کے لیے حوران بہشتی روزانہ بناؤ  
 سنگار کرتی ہیں (۱۳) روزہ دار کی دُعا قبول ہوتی ہے (۱۴) روزہ دار کا جسم ظاہری و باطنی الٰہیوں  
 سے پاک ہو جاتا ہے (۱۵) روزہ دار سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ رمضان میں سحری کھانا  
 مگر اس قدر کھانا کہ گراں گزرے مکروہ ہے۔ سحری کھانے والے کو بھی بے حد ثواب ملتا ہے  
 یہودی غیر سحری کھاتے روزہ رکھتے ہیں پس مسلمانوں کو سحری کھا کر روزہ رکھنا چاہیے تاکہ  
 ان کی مخالفت ہو جائے اس مہینے کی ہر رات میں بیس رکعت تراویح پڑھنا اور ختم کلام اللہ کرنا  
 سنت ہے۔ رمضان میں نماز وتر بھی جماعت کے ساتھ پڑھے۔ مترجم کتاب ہے رمضان کے  
 فضائل اور سحری کا بیان میں نے تفصیل سے مرآۃ الواعظین میں لکھا ہے اور تراویح کا بیان میں نے  
 انوار الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ میں مفصل درج کیا ہے جس کو دیکھنا ہوا ان کتابوں کو دیکھے انتہی۔  
 ماہ رمضان میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے حدیث میں ہے مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا لَّيْلَةً  
 مِنْ رَمَضَانَ يَرْيُدُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ وَكَأَيُّ رِيَاءٍ وَسُمْعَةٍ اَعْطَاهُ اللَّهُ تَعَالَى ثَوَابَ  
 ثَلَاثِ مِائَةِ شَهِيدٍ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ صَابِرِينَ مُحْتَسِبِينَ جس نے رمضان میں ایک  
 شبانہ روز خوشنودی الہی کے لیے اعتکاف کیا نہ ریا اور سمعہ کی غرض سے اس کو تین سو شہدائے  
 معرکہ کا ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكَأَيُّ تَبَاطُحٍ وَهَنٍ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ۔  
 (حالت اعتکاف میں عورتوں سے مباشرت نہ کرو) مباشرت کی تعریف یہ ہے الْمُبَاشَرَةُ  
 هُوَ الْقُبْلَةُ وَاللَّمْسُ وَالْجِمَاعُ عَامِدًا وَتَابِيًا رُبُوسٍ وَكُنَّارٍ اور جماع عمدًا یا سہواً جماع کرنا



مباشرت ہے) متکف کو بلا ضرورت مسجد سے باہر آنا جائز ہے اعتکاف میں چپ رہنا مکروہ ہے۔ لازم ہے کہ تلاوت یا ذکر الہی کرتا رہے۔ ضرورت شدید کے وقت بیع متکف کو مسجد میں جائز ہے بشرطیکہ بیع مسجد میں نہ لاوے مترجم کہتا ہے صحیح قول یہی ہے کہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے گو بعض نے مستحب لکھا ہے لیکن قول احسن یہ ہے کہ رمضان کے آخر عشرے میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اور اس عشرہ کے علاوہ میں مستحب ہے۔ جیسا کہ صحاح اور سنن سے ثابت ہے مولانا بحر العلوم رحمہ اللہ رسائل الارکان میں تحریر فرماتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رمضان کے عشرہ آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر اعتکاف کیا لیکن اصحاب خصوصاً خلقائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ترک اعتکاف بھی ثابت ہے پس اعتکاف کو ایک گونہ خصوصیت حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ سے ہوئی اور وہ یہ ہے کہ آپ جبریل علیہ السلام سے ملاقات کرتے اور قرآن حاصل کرتے پس ائمہ میں سے تارک اعتکاف عاصی نہ ہوگا اعتکاف یا سنت مختصہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو اُمت پر مؤکد نہیں یا واجب مختص ہے یہ قرین عقل ہے انتہائی ترجمہ مختصراً لیکن اعتکاف چونکہ سنت علی سبیل الکفایہ ہے جیسا کہ اخی اکرم مولانا محمد عبدالحی رحمہ اللہ نے الانصاف فی باب الاعتکاف میں ثابت فرمایا ہے پس خلفاء کا اعتکاف نہ کرنا نقصان نہ پہنچاتے گا۔ آپ کی دنات کے بعد ازواج مطہرات اعتکاف کرتی تھیں جیسا کہ بخاری میں مصرح ہے۔ خلفاء کے اعتکاف نہ کرنے کے لیے یہ کافی ہے اور واجب مختص اعتکاف کا ہونا محض احتمال سے ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ ابن حجر نے فتح الباری میں ثابت کیا ہے۔



۲۳

المجلس الثالث والعشرون

فی فضیلة لیلة القدر

فضائل لیلة القدر کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ حَضْرَةِ الرَّسَالَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے عبادت کی شب قدر میں اعتقاد کر کے اور ثواب سمجھ کے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخشے جاتے ہیں، اِنَّ اللّٰهَ زَيَّنَ اللَّيْلَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اللّٰهُ نے تمام راتوں کو لیلة القدر سے زینت دی ہے، اور حضرت نبی کریم علیہ التحیة والتسلیم نے فرمایا ہے۔ اَفْضَلُ اللَّيْلِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ (شب قدر تمام راتوں سے افضل ہے) اور فرمایا ہے عبادت کے لیے تمام راتوں سے بہتر شب قدر ہے اور سب سے زیادہ ڈراؤنی رات قبر کی رات ہے۔ پس اس کے لیے خوشی ہے جو اس مبارک رات میں عبادت کرے تاکہ اس ڈراؤنی رات میں کام آوے اور فرمایا جو شخص اپنی قبر میں روشنی چاہے اس کو لازم ہے کہ شب قدر کی تاریکی میں عبادت کرے واضح ہو کہ یہ رات بڑی بزرگ ہے اس رات میں عبادت کرنے کا ثواب بھی مثل اس رات کے بزرگ ہے اللہ نے شب قدر کو رمضان کی راتوں میں پوشیدہ رکھا ہے تاکہ اسے ڈھونڈنے والے رمضان کی تمام راتوں میں عبادت کریں۔ علماء کے نزدیک شب قدر غیر معین ہے اور احادیث میں بھی اس کا ذکر مختلف طور پر پایا جاتا ہے لیکن تسالیسویں شب کے لیے اکثر حدیثیں وارد ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ



کے نزدیک شب قدر ماہ رمضان میں ہے لیکن ہر سال بدلتی رہتی ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ماہ رمضان کی ایک معین رات ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
 اِنَّا نُنَزِّلُ النُّجُومَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ  
 شَهْرٍ ہم نے اتارا اس کو قرآن کو یا جبریل کو قرآن لے کر ملائکہ سفرہ پر ایک بار پھر وہاں  
 سے بقدر ضرورت آیت آیت کر کے اتارا شب قدر میں اور کس نے بتایا تم کو اسے مجھ کہ  
 شب قدر کیا ہے شب قدر کی بزرگی کا علم سوا ہمارے کسی کو نہیں ہے اب ہم خود تمہیں  
 بتاتے ہیں شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ شب قدر کے وقت میں اختلاف ہے  
 بعض علماء کے نزدیک آخر عشرہ میں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ لیلة القدر میں نو حروف ہیں اور یہ  
 لفظ اس سورۃ میں تین بار آیا ہے نو کو تین سے ضرب دینے سے ستائیس ہوتے ہیں پس  
 معلوم ہوا کہ شب قدر بھی ستائیسویں شب ہے۔ منقول ہے کہ نبی اسرائیل میں شمعون عابد  
 نے ہزار مہینے اللہ کی اس طرح عبادت کی تھی کہ دن کو صائم اور رات کو قائم رہا تھا۔ ایک  
 صحابی اس عابد کا حال انجیل میں دیکھ کر کمی عمر و عمل پر مغموم ہوئے۔ اتفاقاً حضرت سرور عالم  
 صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے اور ان کے مغموم ہونے کا سبب دریافت کر کے خود آپ  
 بھی مغموم ہوئے اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ تم کبیدہ خاطر نہ ہو تم کو ہم نے لیلة القدر  
 دی ہے جس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا  
 بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ نازل ہوتے ہیں اس میں فرشتے  
 اور رُوحِ اسمائیل سے زمین پر اپنے پروردگار کے حکم سے یہاں رُوح سے بعض کے نزدیک  
 روح القدس یعنی جبریل مراد ہیں اور بعض کے نزدیک رُوح ایک خاص فرشتے کا نام ہے  
 جو فقط شب قدر ہی میں زمین پر آتا ہے اور بعض کے نزدیک رُوح سے مومنوں کی روحیں  
 مراد ہیں) ہر سمت اور جانب سے آپس میں ملتے ہیں اور ان کا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کی سلامتی  
 ایمان اور انجام بخیر ہونے کی صبح صادق تک دعا کرتے ہیں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا ہے کہ لیلة القدر میں فرشتے آسمان سے اتر کر اللہ کی رحمت اُس کے بندوں پر تقسیم  
 کرتے ہیں اور سدرۃ المنتہی کے فرشتے حضرت جبریل کے ساتھ آتے ہیں ان کے ہاتھوں میں



لو اوہوتے ہیں ایک لوا میری قبر پر اور ایک بیت المقدس پر اور ایک خانہ کعبہ پر اور ایک طور سینا پر نصب کرتے ہیں پھر تمام زمین پر پھرتے ہیں اور شراب خوار زانی بدکار کے سوا ہر مسلمان مرد اور عورت سے سلام اور مصافحہ کرتے ہیں جو اللہ کی یاد میں ہوتے ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ شب قدر کی علامت یہ ہے کہ تمام وحوش و طیور ساکن ہو جاتے ہیں حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اس رات کو دریائے شور میں تھا میں نے اس کا پانی چکھا تو وہ میٹھا ہو گیا تھا اور تلاطم امواج موقوف ہو گیا تھا اور اس رات کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ ساحروں کا اثر بے اثر ہو جاتا ہے اور حدیث میں ہے کہ اس رات کو یہ دعا بکثرت پڑھنا چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ يَا عَفُوٌّ مَّتْرَجِمُ کتَابِہِ واضح ہو کہ ماہ رمضان اور خاص کر اس رات کے فضائل میں احادیث کثیرہ وارد ہیں اگر زائد بسط سے دیکھنا ہو تو مرآة الواعظین دیکھو۔ اللہ ہم سب مسلمانوں کو اعمال نیک اور رمضان اور شب قدر کی تعظیم کرنے کی توفیق دے اور حج اور زیارات نصیب کر کے خاتمہ بخیر کرے

(آمین)



المجلس الرابع والعشرون

في فضيلة الشوال وذى القعدة وصلواتهما وصومهما

ماہ شوال اور ذی القعدہ کے فضائل اور ان دونوں کی نمازوں

اور روزے کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ  
مَنْ صَامَ سِتًّا مِّنَ الشُّوَالِ أَمَنَهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الشَّدَائِلِ وَالْأَعْدَالِ (حضرت  
انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے  
شوال کے چھ روزے رکھے اس کو اللہ طوفانوں اور زنجیروں سے امن میں رکھتا ہے) حضرت  
رسول خدا علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے پورے روزوں کے بعد شوال  
کے چھ روزے رکھے گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ  
جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ مِّثْلُهَا (ایک نیکی کرنے والے کو دس گنا ملتا ہے) پس  
رمضان کے روزے کا دس گنا ۳۰ ہوئے اور عید کے چھ روزوں کا دس گنا ۶۰ ہوئے اور  
سال کے بھی ۳۶۰ دن ہوتے ہیں۔ اور آپ نے فرمایا ہے جو عید فطر کے دن چار رکعت  
پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اکیس بار سورۃ اخلاص پڑھے اس کو بے حد ثواب  
ملے گا اور حنیت اس پر حلال اور دوزخ حرام ہو جائے گی۔ اسی طرح فضائل شوال میں اکثر  
احادیث وارد ہیں۔ اب ذی الفقہ کی فقہیت کا بیان ہوتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا ہے أَكْرَمُ مَا إِذَا انْقَضَتْ فَاتَهُ أَوَّلُ شَهْرٍ مِّنْ شُهُورِ الْحَرَامِ (بزرگی کر دہی الفقہ)



کی کیونکہ وہ حرمت والے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے) اور فرمایا ہے مَنْ صَامَ يَوْمًا مِنْ  
 الْقَعْدَةِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ سَاعَةٍ مِنْهُ ثَوَابَ حَجٍّ مَقْبُولٍ وَبِكُلِّ نَفْسٍ يَنْفُسُهُ الصَّائِمُ  
 ثَوَابَ عِشْتِ رَقَبَةٍ (جس نے ذی القعدہ میں ایک دن بھی روزہ رکھا اللہ اس سے ہر ساعت  
 کے بدلے ایک برہ آزاد کرنے کا ثواب دیتا ہے) اور فرمایا ہے کہ ذی القعدہ کے دو شنبہ  
 کو روزہ رکھنا ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے اور اللہ کی قسم کھا کر آپ نے فرمایا ہے کہ جو  
 کوئی پچیس ذی قعدہ کو سو رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دس دس مرتبہ  
 سورۃ اخلاص پڑھے تو اس کے صغیرہ کبیرہ سب گناہ بخشے جائیں گے اور دس ہزار قنصاں کو  
 جنت میں ملیں گے جن کی درازی احاطہ قیاس سے باہر ہے اور شراب طہور اسے ملے گی خود  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتَقَرُّهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا۔ جاننا چاہیے کہ ساتی دس ہیں (۱)  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتی بنی اسرائیل ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ  
 لِقَوْمِهِ (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتی زمین ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُسْقَىٰ بِمَاءٍ قَاطِبٍ  
 (۳) مالک ساتی دوزخیوں کا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيُسْقَىٰ مِنْ مَّاءٍ حَٰدِيٍّ (۴) حضرت  
 محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اپنی امت کے ساتی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ  
 (۵) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتی متقیان ہیں (۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساتی محبان  
 ہیں (۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ساتی زاہدان ہیں (۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ ساتی علما  
 ہیں (۹) حوران بہشتی ساتی عارفان ہیں (۱۰) اللہ تعالیٰ توبہ کر کے مرنے والوں کا ساتی ہے ہر  
 مسلمان کو لازم ہے کہ اللہ سے ڈرے اس کے احکام کی پوری پوری پابندی کرے اور نفس کی  
 خواہشوں کو ترک کر کے جنت میں اپنا گھر بنائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ  
 رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ۔



## المجلس الخامس والعشرون

### فی فضیلة ذی الحجّة

## ماہ ذی الحجہ کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ حَضْرَةِ الرَّسَالَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ بِمَكَّةَ  
عَامَ لِقَائِهِمُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ أَكْرَمَكُمْ بِشَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ فَالْكَثْرُ وَالْقِلُّ تَعْظِيمُ اللَّهِ عَزَّ  
وَجَلَّ فَادْكُرُوا اللَّهَ ذِيهِ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا وَمَا شِئْنَا وَلَا كِبًا فِي كُلِّ وَقْتٍ وَسَاعَةٍ وَحَضْرَتِ  
الْبَوْلَدِ وَارَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَمَاتے ہیں کہ جس سال مکہ فتح ہوا ہے اسی سال حضرت سرور کائنات  
علیہ السلام والصلوة نے فرمایا اسے لوگو! بے شک اللہ نے ماہ ذی الحجہ سے تمہارا اکرام کیا۔  
پس اس مہینے میں بیٹھے کھڑے چلتے پھرتے پیدل سوار ہر حال میں اللہ کے ذکر کی کثرت کرو  
چونکہ اسی مہینے میں حج کرنا فرض ہے اسی لیے اس کو ذی الحجہ کہتے ہیں اس مہینے میں یوم ترویہ  
یوم عرفہ نحر زائد معظم ہیں پھر ان کے ایام تشریق یعنی گیارہواں بارہواں تیرہواں مکرم ہے  
کہ ان میں ہر مالی اور بدنی عبادت کا بجد ثواب ملتا ہے اور اس مہینہ کا اول عشرہ بہت بزرگ  
ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا مِنْ أَيَّامٍ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ أَنْ يَتَعَبَّدَ  
فِيهَا مِنْ أَيَّامِ ذِي الْحِجَّةِ إِنَّ صَوْمَ يَوْمٍ فِيهَا يُعَدُّ صِيَامَ سَنَةٍ وَقِيَامَ لَيْلَةٍ فِيهَا يُعَدُّ  
لَيْلَةُ الْقَدْرِ فَالْكَثْرُ وَالْقِلُّ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ زَمَامُ سَالٍ فِي عِبَادَتِ كے  
لیے محبوب تر اللہ کے نزدیک دن اول ذی الحجہ کے ہیں بیشک ان دنوں کا ایک روزہ سال  
بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ان کی راتوں میں سے کسی ایک رات کا قیام شب قدر کے  
قیام کے برابر ہے پس ان ایام میں تسبیح تہلیل اور تکبیر کی کثرت کرو اور فرمایا مَنْ



عَشْرَ ذِي الْحِجَّةِ أَعْطَاكَ اللَّهُ ثَوَابَ مَنْ حَجَّ وَاعْتَمَرَ تِلْكَ السَّنَةَ حَسَنَةً فِي ذِي الْحِجَّةِ  
 میں عشرۃ اولی کے دس روزے رکھے اس کو اس سال حج اور عمرہ ادا کرنے والے کا اللہ  
 ثواب دے گا اور فرمایا ہے مَنْ أَحْبَبَ لَيْلَةَ مِنْ لَيَالِي عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ فَكَانَ نَسَاءً  
 عَبْدَ اللَّهِ عِبَادَتَهُ مَنْ حَجَّ وَاعْتَمَرَ فِي تِلْكَ السَّنَةِ حَسَنَةً فِي ذِي الْحِجَّةِ اُولٰٓئِی کی  
 راتوں میں سے کسی ایک رات کو جاگ کر اللہ کی عبادت کی اس کو حج اور عمرہ کرنے والے کا  
 اللہ ثواب دے گا اور فرمایا ہے جس نے شبِ نہم ذی الحجہ کو چھ رکعتیں تین سلام سے پڑھیں  
 اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد پندرہ مرتبہ سورۃ اخلاص اور ہر سلام کے بعد سو سو بار  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ اور دس دس مرتبہ درود پڑھا تو وہ حساب کتاب  
 سے بری ہو گیا اور گویا اس نے سو بردے آزاد کیے اور فرمایا ہے جو کوئی پہلی ذیحجہ کو صبح کے  
 بعد لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْخِزْيَانُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ  
 لَا يَمُوتُ أَبَدًا أَبَدًا الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سو بار پڑھے دوزخ سے آزاد  
 ہو گا اور جو کوئی دوسری تاریخ اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اِلَهًا  
 وَاحِدًا صَدَقَ الْقَوْلُ لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا سو بار پڑھے اللہ اس کے نامہ  
 اعمال میں بیس ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور بیس ہزار برائیاں دُور کرتا ہے اور جو کوئی تیسری تاریخ  
 اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اِلَهًا وَاحِدًا صَدَقَ الْقَوْلُ لَمْ يَتَّخِذْ  
 وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ سو بار پڑھے اللہ اس کے نامہ اعمال میں دو ہزار نیکیاں لکھتا ہے  
 اور اسی قدر برائیاں دُور کرتا ہے اور مہشت میں اس کے اسی قدر درجے بلند کرتا ہے اور جو  
 کوئی چوتھی تاریخ اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْخِزْيَانُ  
 يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ أَبَدًا أَبَدًا الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سو بار پڑھے  
 اللہ اس کے نامہ اعمال میں دو ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اسی قدر برائیاں دُور کرتا ہے اور جو  
 کوئی پانچویں تاریخ حَسْبِيَ اللَّهُ وَكَفَى سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ دَعَا لِيَسْ وَرَأَى اللَّهُ الْمُتَّقِينَ  
 سُبْحَانَ مَنْ لَمْ يَزَلْ رَبًّا حَيًّا سو بار پڑھے اللہ اس کے نامہ اعمال میں تین ہزار نیکیاں  
 لکھتا ہے اور اسی قدر برائیاں دُور کرتا ہے اسی طرح چھٹی تاریخ پھر اول سے پڑھے تو دونا



ثواب پائے گا اور عید اضحیٰ کے دن اس کے لیے فرشتہ ندا کرے گا اے اللہ کے ولی  
اب تو شروع سے اپنا کام کر کیونکہ اب تک کے گناہ اللہ نے بخش دیئے آئندہ اعمال  
صالحہ کی کوشش کر اور اللہ سے قبول کرنے کی امید رکھ کیونکہ اللہ سے ناامید ہونے والا  
دوزخی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَیْوَةِ  
الدُّنْیَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیَاتِنَا غَافِلُوْنَ اُولٰٓئِکَ مَا لَهُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوْا یُکْسِبُوْنَ ۔  
(بیشک جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور زندگانی دنیا سے خوش ہیں اور جو لوگ  
ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ان سب کی جگہ دوزخ ہے یہ ان کی کمائی کا بدلہ ہے ) جاننا  
چاہیے کہ بعض مفسرین کے نزدیک لقاء سے دیدار اور بعض کے نزدیک ثواب مراد ہے اسی  
طرح حیوۃ دنیا سے بعض کے نزدیک زندگانی دنیا اور بعض کے نزدیک اولاد مراد ہے ۔  
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔



المجلس السادس والعشرون

فِي فَضِيلَةِ التَّكْوِينِ وَمَا يَتَّبِقُ بِهَا

تَرْوِیہ اور اُس کے مُتعلقات کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغَفَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَنْ صَامَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَكَانَتْ مَا عِبَادَ اللَّهِ أَشْتَى عَشَرَ أَلْفَ سَنَةٍ رَحِمَتْ  
ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوة نے فرمایا ہے  
جس نے یوم ترویہ کو روزہ رکھا تو گویا اس نے بارہ ہزار برس اللہ کی عبادت کی (ترویہ رویت  
سے مشتق ہے۔ چونکہ اسی روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح  
کرنے کا خواب دیکھا تھا اسی لیے اس کو یوم ترویہ کہتے ہیں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا ہے مَنْ أَحْيَا لَيْلَةَ التَّرْوِيَةِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ رَشَبُ تَرْوِيَةٍ كَوْتَمَامِ رَاتِ  
عبادت کرنے والے کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے) اور فرمایا ہے جو کوئی آٹھویں کو روزہ  
رکھے اس کے لیے رضوان اکبر واجب ہو جاتی ہے اور فرمایا ہے جو کوئی یوم ترویہ کو روزہ  
رکھے اور زبان سے کوئی بیہودہ بات نہ نکالے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور  
فرمایا ہے جو کوئی ترویہ کے دن چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص  
پچیس بار اور سلام کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَ  
اَتُوبُ إِلَيْهِ ستر بار اور درود شریف ستر بار اور سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
اَللَّهُ أَكْبَرُ وَكَحَوْلِ وَكَقُوَّةِ اَللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ستر بار اور سورۃ اخلاص  
اشی بار پڑھے تو اللہ اس کو فوراً بخش دے گا۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا میں دوزخ



سے بہت ڈرتا ہوں آپ نے فرمایا یوم ترویہ کو روزہ رکھا کر یہ روزہ ہیشت کی طرف کھینچ لے جانے والا ہے۔ واضح ہو کہ اللہ نے ماہ ذیقعد اور عشرہ اولیٰ ذیحجہ کو برکات دیئے ہیں انہیں ایام میں چلہ کشی کرنے کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت پائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتَمَّمْنَا بِعَشْرِ فِتْنَةٍ صِيقَاتٍ رَّبِّهِمْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً اور جس وقت وعدہ کیا ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا کتاب دینے کے لیے ذیقعد کے مہینہ سے اور تمام کیا ہم نے ان تیسوں کو ساتھ دس کے جو اول عشرہ ذیحجہ تھا پس تمام ہوا وقت وعدے کا اس کے پروردگار کی چالیس راتیں، جاننا چاہیے کہ یہ چالیس دن کا چلہ اسی وقت سے جاری ہوا ہے۔ اس میں بڑی برکت ہے۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی تمام عمر میں ایک چلہ صوم و صلوٰۃ میں اور اوامر و نواہی کی پابندی کے ساتھ گزار دے اس پر دوزخ حرام ہو جاتی ہے اور مردی ہے کہ جب آپ نے چالیس دن غار حرا میں اللہ کی عبادت کی تو آپ پر وحی نازل ہوئی ہے اور آپ نے فرمایا ہے چالیس دن خالصاً اللہ عبادت کرنے والا اولیاء کا درجہ پاتا ہے اور فرمایا ہے جو شخص چالیس راتیں متواتر اللہ کی عبادت کرتا ہے اللہ اس کے دل میں علم اور حکمت کا دریا جاری کرتا ہے۔ اور قلب کو منور کر دیتا ہے حدیث قدسی میں ہے خَلَّتْ طَيِّبَةٌ اَدْرَبِيْدِيْ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے آدم کی مٹی کا چالیس دن اپنے ہاتھ سے خمیر کیا ہے یہی وجہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں نطفہ چالیس دن علقہ و مضغہ ہوتا ہے پھر چالیس دن کے بعد ہیئت اور صورت بدلتا رہتا ہے۔



## الْمُحَلِّسُ السَّابِعُ وَالْعِشْرُونَ

### فِي فَضِيلَةِ الْعُرْفَةِ وَصَلَوَاتِهَا

## عرفہ کی فضیلت اور اس کی نماز کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْرَمُ مَا يَوْمَ عُرْفَةَ قَاتَ عِنْدَ اللَّهِ مُكْرَمٌ - (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یوم عرفہ کا اکرام کرو کیونکہ عرفہ کا دن اللہ کے نزدیک مکرم ہے) اس دن کو عرفہ اس لیے کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اسی رات میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کی خواب میں تحقیق ہوتی تھی اور اسی دن حضرت آدم علیہ السلام جبل عرفات پر حضرت حوا علیہا السلام سے ملے تھے حضرت بنی کریم علیہ النجیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے مَن أَحْيَى لَيْلَةَ الْعُرْفَةِ فَهُوَ مِمَّنْ عَتَقَاءُ اللَّهِ - (جس نے شب عرفہ میں بیدار رہ کر عبادت کی پس وہ شخص اللہ کے آزاد کیے ہوؤں سے ہے) اور حدیث میں ہے کہ شب عرفہ میں بیدار رہ کر عبادت کرنے والا جو دعا مانگتا ہے قبول ہوتی ہے اور بھی حدیث میں ہے کہ شب عرفہ میں رحمت کے ستر ہزار دروازے کھلے جاتے ہیں ساٹھ حایوں کے لیے اور دس باقی مومنین کے لیے۔ حدیث میں ہے کہ شب عرفہ میں جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے رکعت اولیٰ میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی سو مرتبہ اور رکعت ثانیہ میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص سو مرتبہ پڑھے تو اللہ اس کو بخش دے گا اور مراتب اعلیٰ سے دین و دنیا میں سرفراز کرے گا۔ مروی ہے کہ ایک شخص امام اعظم رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اسے غمگین دیکھ کر سبب پوچھا اس نے کہا



کل یوم حج ہے اور میں اپنی ثنوی تقدیر سے وہاں نہ پہنچ سکا آپ نے فرمایا غم نہ کرو  
 کیونکہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص شب عرفہ میں بیس رکعت  
 اس طرح پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے آیت الکرسی تین مرتبہ اور سورۃ اخلاص پچیس مرتبہ اور  
 سلام کے بعد سبحان اللہ سو مرتبہ پڑھے تو اللہ اس کو حج مقبول کا ثواب دیتا ہے اور اس  
 کی صورت کا فرشتہ بھیج کر ارکان حج اس کی طرف سے ادا کرا دیتا ہے۔ مروی ہے کہ شب  
 عرفہ میں ایک بار حضرت جبریل حاضر خدمت نبوی ہوئے اور پیغام الہی پہنچایا کہ آپ اپنی  
 اُمت سے کہہ دیں کہ جو کوئی شب عرفہ میں یہ تسبیح تین مرتبہ پڑھے گا میں اسے دوزخ  
 سے آزاد کر دوں گا تسبیح یہ ہے سُبْحَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ سُبْحَانَ الَّذِي  
 فِي الْأَرْضِ قُدْرَتُهُ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْهَوَاءِ رُوحُهُ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ سَبِيلُهُ  
 سُبْحَانَ الَّذِي فِي النَّارِ سُلْطَانُهُ سُبْحَانَ الَّذِي فِي الْعَبْثَةِ رَحْمَتُهُ سُبْحَانَ الَّذِي  
 فِي الْقَبْرِ قَضَاءُهُ سُبْحَانَ الَّذِي لَا مَلْجَأَ وَلَا مُنْجَا مِنْهُ إِلَّا إِلَيْهِ اب یوم عرفہ  
 کے فضائل کا بیان ہوتا ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صَوْمُ  
 عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ أَنْ يَكْفِرَ سَنَتَيْنِ سَنَةً قَبْلَهُ وَ سَنَةً بَعْدَهُ مِمَّنْ يَقِينُ کرتا ہوں کہ عرفہ کا  
 روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہو ایک سال سابق دوسرا سال آئندہ) اور فرمایا ہے مَنْ  
 صَامَ عَرَفَةَ فَكَانَ مِمَّا عِبَدَ اللَّهَ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ سَنَةً جس نے عرفہ کا روزہ رکھا گویا  
 اس نے چوبیس برس اللہ کی عبادت کی) جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف  
 میں تین مقام پر عرفہ کا ذکر فرمایا ہے (۱) وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ قسم ہے فجر کی اور دس  
 راتوں کی کہ وہ ذی الحجہ کی بیس عرہ تک، (۲) وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ یہاں پر شاہد سے جمعہ  
 اور مشہود سے عرفہ مراد ہے (۳) الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي رَاجِ  
 کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں )  
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت عرفہ کے دن نازل ہوئی تھی اور حضرت بنی کریم علیہ التحیۃ  
 والتسلیم نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد سجدہ شکر ادا کیا اور اللہ کی حمد و ثناء کی۔ اور  
 آپ نے فرمایا ہے کہ جب عرفہ کے دن حاجی موقف میں کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ مباحات



فرماتا ہے اور ملائکہ سے خطاب کرتا ہے میرے بندوں اور غلاموں اور لونڈیوں کو دیکھو کہ میری رحمت کمال میں گرد آلود پریشیاں یہاں کھڑے ہیں تم گواہ ہو کہ میں نے انکے سب گناہ بخش دیئے اور آپنے فرمایا ہے جو کوئی عرفہ کے دن غسل کرتا ہے تو اس کے جسم سے جتنے قطرے پانی کے گرتے ہیں اتنے مہینوں کی عبادت کا ثواب اللہ اس کو دیتا ہے حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء نے بارہا یوم عرفہ میں ایسا تقسیم فرمایا کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے میں نے اس کا سبب پوچھا آپنے فرمایا آج اللہ نے اپنے بندوں پر اس قدر رحمت اور مغفرت نازل فرمائی جسکے رشک شیطان آہ و زاری کرتا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈالتا ہے یہی دیکھ کر مجھے ہنسی آتی۔ ایک بار عرفہ کے دن حضرت جبریل نے حاضر خدمت نبوی ہو کر پیام الہی پہنچایا کہ اللہ نے تمہارا حاجیوں کو بخش دیا آپنے ابدیدہ ہو کر فرمایا اور حج کو نہیں آئے ان کا کیا حال ہوگا پھر فرمان الہی آیا کہ آپ ابدیدہ نہ ہوں میں نے آپ کی اُمت کو بخش دیا۔ یہاں تک کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان تھا اس کو بھی میں نے آج کے دن بخش دیا۔ حدیث میں ہے کہ عرفہ کے دن ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھنے والے کی مراد برآتی ہے اور جو کوئی عرفہ کے دن یہ تہلیل پڑھتا ہے اللہ انہی مزید رحمت سے اُس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ وہ تہلیل یہ ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَدَدُ اللَّيَالِي وَاللَّهُ هُوَ إِلَهُ الْإِلَهِ عَدَدُ أَمْوَاجِ الْبُحُورِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَدَدُ الرِّيحِ فِي الْبَوَادِي وَالصُّحُورِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَدَدُ الشُّجَرِ وَالشَّجَرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَدَدُ الْمَاءِ وَالْحَجَرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَدَدُ خَوَاطِرِ الظُّنُونِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَدَدُ مِلْعِ الْعَيْنِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي اللَّيْلِ إِذَا عَسَعَسَ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ عَدَدُ مَا آخَاطَبَهُ عِلْمُهُ وَجَرَى بِهِ قَلَمُهُ اور جو کوئی یہ دعا پڑھتا ہے يَا ذِخْرِي يَا عُدَّتِي عِنْدَ شَتَايَ يَا رَجَائِي عِنْدَ مُصِيبَتِي يَا غِيَاثِي عِنْدَ قَاتِلِي يَا أَرْبَسِي فِي وَحْدَتِي يَا رَحْمَتِي فِي وَفَعَتِي يَا ذَلِيلِي فِي خَيْرَتِي بِكَ التَّوَفِيقُ تَوَالِدُ تَعَالَى اس کی دینی اور دنیوی ہزار مرادیں برآتا ہے عزیز یوم عرفہ متبرک دن ہے اس میں ہر نیک کام کا اجر زائد ملتا ہے بعض کا قول ہے کہ جب عرفہ کے دن آبیہ ایوم اکملت الخ نازل ہوتی اور اہل ایمان احکام الہی ادا کرنے میں بے حد سرگرم ہوئے تو بطور انعام ارشاد ہوا وَرَضِيتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا میں نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اطاعت الہی میں بدل و جہان مشغول رہے۔



## المجلس الثامن والعشرون<sup>۲۸</sup>

### فی فضیلتہ یوم النحر

## فضیلت یوم نحر کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَمْسَكَ عَنِ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْجِمَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ إِلَى أَنْ يُصَلِّيَ صَلَوتَهُ الْعِيدِ فَكَأَنَّمَا عِيدَ اللَّهِ سَنَةً۔ (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول کریم علیہ النجۃ والتسلیم نے فرمایا ہے جس نے اپنے آپ کو قربانی کے دن کھانے پینے جماع سے روکا اس وقت تک کہ عید کی نماز پڑھ لی جائے تو گویا اس نے تمام سال اللہ کی عبادت کی) جانتا چاہیے کہ ایام جاہلیت میں دو دن عید کے تھے۔ ایک نور روز کا دن دوسرے موسم بہار کے مہینے میں مہرجان کا دن اسی کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے عید الفطر اور عید الفصحی دو عیدیں مقرر کر دیں۔ حدیث میں ہے کہ جس نے عید کے دن غسل کیا گویا اس نے دریائے رحمت میں غوطے لگائے اور گناہ سے اس طرح پاک ہوا گویا ابھی پیدا ہوا ہے۔ عید فطر کے دن غسل کرنا اور بقدر وسعت عمدہ لباس پہننا اور عید گاہ جانا اور نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا مسنون اور عید الفصحی میں بعد ادا سے نماز کے مالدار صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے اپنی طرف سے اور اپنی اولاد و صغار کی طرف سے بھی باختلاف واجب ہے مگر اولاد کبار اور بی بی اور لونڈی غلام کی طرف سے بالاتفاق واجب نہیں مگر مستحب ہے۔ غیر کی طرف سے نیا بٹہ قربانی کرنا جائز ہے۔ ایک آدمی ایک دنبہ یا ایک بکرا یا بکری یا بھیڑ ذبح کرے اور سات آدمی مل کر ایک گائے یا



ایک اونٹ ذبح کر دے اہل قدرت کے لیے جائز ہے نہ کہ قربانی کرے قربانی کا جانور  
لتکڑا، بولا، اندھا، کانا، بیحد لاغر، عیب دار نہ ہونا چاہیے۔ قربانی کا گوشت خود کھانا اور اعزہ  
اور اغنیاء اور فقراء کو زیندار مست ہے۔ مستحب یہ ہے کہ تیسرا حصہ گوشت کا خیرات کر دے  
اور بہتر یہ ہے کہ پہلے سے جانور قربانی کو خرید کر کے خوب کھلا پلا کر فرہ کرے پھر قربانی کرے  
حدیث میں ہے سَمِعْتُ أُمَّ حَيَّيَا كُمُ قَاتَةَ هَاشِمِي الصِّرَاطِ مَطَايَا كُمْ رَأَيْتُ قُرْبَانِي كَ جَانُورًا  
کو فرہ کرو کیونکہ وہ پل صراط پر تمہارے لیے سواری ہوں گی) حدیث میں ہے جس نے گوسفند  
کی قربانی کی گویا اس نے اپنے آپ کو دوزخ سے آزاد کیا اور قربانی کے جانور قیامت میں  
پل صراط پر سے بجلی کی طرح گزریں گے۔ اب آداب قربانی کا بیان ہوتا ہے۔ بعد فراغ نماز  
عید اگر وضو نہ ہو تو جدید وضو کرے اور چھری کو ذبح سے پہلے تیز کرے پھر جانور کا منہ  
قبیلے کی طرف کرے اور قصاب جانور کو دبائے اور دونوں بسم اللہ اللہ اکبر کہیں اور صاحب  
قربانی خود اس کے حلقوم پر چھری پھیرے اور اگر خود ذبح نہ کر سکتا ہو تو دوسرے کو اجازت  
دے اور ذبح سے پہلے اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِآخِرَتِکَ اور ذبح کے بعد اَللّٰهُمَّ هَذَا  
فِدَائِیْ لِحَقْمِهَا بِحَبْنِیْ وَ دَمِهَا بِذَنْبِیْ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِیْ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ  
السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ نَحِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ وَحَنِیْدِکَ مُحَمَّدٍ  
الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ پڑھے اور اگر دوسرے کی طرف سے قربانی ہو تو  
اس طرح کہے اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ اس شخص کا نام لے کر مرد ہو یا عورت، مرد کیلئے  
بِحَبْنِہٖ اور عورت کے لیے بِذَنْبِہَا کہے۔ اب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ  
بیان ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کیا ہے فَلَمَّا یَدْخُلْہٗ السَّعٰی  
قَالَ یَا بُنَّتِیْ اِنِّیْۤ اٰذِیْ فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی الخ جاننا چاہیے کہ  
حضرت ابراہیم کے دو صاحبزادے تھے۔ حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل علیہما السلام ان  
دونوں میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حضرت ابراہیم زیادہ عزیز رکھتے تھے شیطان نے  
طنز اکھا اے اللہ تو نے ایسے کو اپنا خلیل بنایا ہے جس نے اپنے فرزندوں کو اپنا خلیل بنا  
رکھا ہے اس وقت حضرت اسماعیل ایسے کمسن تھے کہ اپنے باپ کی انگلی پکڑ کر باہر آتے



تھے اللہ تعالیٰ نے شیطان کے طنز کے رد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ جب آپ بیدار ہوئے تو ڈر سے اور استعاذہ کیا پھر وضو کر کے سو رہے اور وہی خواب دیکھا۔ صبح کو آپ نے چند اونٹ اور گائے اللہ کی راہ میں ذبح کیے پھر رات کو آپ نے یہی خواب دیکھا اس وقت آپ نے درگاہ الہی میں استفسار کیا کہ یہ الہام کس کے حق میں ہے جواب ملا کہ اسماعیل کے حق میں۔ جب آپ کو یقین ہو گیا تو فجر کو کریم عرفہ تھا آپ نے اپنی بی بی سے کہا اسماعیل کو نہلا دھلا کر نئے کپڑے پہنا دو میں اللہ کی عبادت کرنے کو شہر سے باہر جاؤں گا اور انہیں ساتھ لے جاؤں گا.... انہوں نے تعمیل حکم کی کر دی حضرت ابراہیم نے رستی لی اور چھری کو تیز کیا بی بی نے پوچھا چھری کیوں تیز کرتے ہو اور رسی لے جانے کا کیا مفاد ہے آپ نے فرمایا شاید ذبح کرنے کی ضرورت ہو پھر چھری اور رسی بغل میں دبا کر بیٹے کو ساتھ لے کر گھر سے باہر نکلے۔ جب شیطان نے دیکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام امتحان الہی میں پورے ہوئے جاتے ہیں تو یہ مکر کیا کہ ایک بڑھے کی صورت بن کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس آیا اور کہا تم بے فکر بیٹھی ہو حالانکہ حضرت ابراہیم تمہارے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے لے گئے ہیں انہوں نے کہا محال ہے کہ باب بیٹے کو ذبح کر ڈالے اس نے کہا وہ کہتے ہیں کہ مجھے اللہ کا حکم ہے انہوں نے کہا اگر اللہ کا حکم ہے تو مجھے کچھ غدر نہیں مجبوراً شیطان وہاں سے پلٹ آیا اور جا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہکانے لگا کہ تم کیوں اپنے بیٹے کو ذبح کرتے ہو آپ نے فرمایا تو میرے سامنے سے دور ہو یہ تو ایک بیٹا ہے اگر ایسے ایسے سو بیٹے ہوتے تو میں اللہ کے حکم سے سب کو ایک ساتھ ذبح کر ڈالتا اور کچھ افسوس نہ کرتا پھر اس نے حضرت اسماعیل کو بہکایا کہ آپ باپ کے ساتھ نہ جاتیے ورنہ یہ آپ کو ذبح کر ڈالیں گے انہوں نے بھی اُسے ڈانٹا اور چند کنکریاں اٹھا کر اس کی جانب ماریں یہ وہاں سے بھی بھاگا اسی وقت سے طریقہ رمی جمار جاری ہے۔

انقصہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام منیٰ پر پہنچے تو آبدیدہ ہوئے حضرت اسماعیلؑ نے سبب دریافت کیا انہوں نے فرمایا یَا بُتِّی اِنِّیْ اِلٰی فِی الْمَنَامِ اِنِّیْ اَذْبَحُکَ فَاَنْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمُرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ



راے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں پس تو بھی فکر کر کہ میں نے کیا دیکھا ہے یہ سنتے ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ تعمیل حکم الہی کریں قریب ہے کہ آپ مجھ کو پاویں گے اگر اللہ نے چاہا صبر کرنے والوں میں سے، چونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام جانتے تھے کہ انبیاء کا خواب بمنزلہ وحی کے ہوتا ہے اس لیے فوراً مستعد ہو گئے اور فرمایا اب دیر نہ کیجئے اور حکم الہی بجا لاؤ۔ فَلَمَّا اسْتَلَمَا ذَلَّةً لِلْجَبِينِ پس جب دونوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا تو حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل کے دونوں ہاتھ اُن کے پس پشت باندھے اور انہیں منہ کے بل لٹایا پھر چھری تیز کر کے اُن کی گردن پر چلاتی یہ حالت دیکھ کر عالم ملکوت میں شور برپا ہوا آپ چھری کو زور زور سے پھیرتے تھے مگر اس نے نشان بھی نہ ڈالا۔ جھٹا کر آپ نے چھری پتھر پر دے ماری وہ مع دستہ کے پتھر کے اندر اتر گئی اور چھری سے آواز آئی یا خلیل اللہ آپ کا حکم ہے کہ چل اور اللہ کا حکم ہے کہ نہ چل۔ پس آپ ہی فرمائیے کہ میں کس کا حکم بجالاؤں۔ جب بہت دیر ہوئی تو حضرت اسماعیل نے فرمایا آپ کیوں دیر کرتے ہیں کیا میرا فدیہ ہوا قبولیت کے لائق نہیں ہے۔ یہاں یہی باتیں تھیں کہ وَنَادَيْنَاكَ اَنْ يَا اِبْرَاهِيمَ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا کا حکم نازل ہوا یعنی ہم نے ان کو ندا کی اسے ابراہیم تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا پس اسماعیل کو چھوڑ دو اور اس دُنیہ کو جو حنیت سے ان کا فدیہ آیا ہے ذبح کر دو۔ اِنَّا كَذَّالِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ہم نیکو کاروں کو یونہی بدلہ دیتے ہیں جیسے تمہارے بیٹے کو فدیہ دیا اِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ یقینی یہ کھلا ہوا امتحان تھا وَنَادَيْنَاكَ بِذَبْحٍ عَظِيمٍ اور ہم نے تمہارے بیٹے کو ذبح عظیم کے ساتھ فدیہ دیا وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرَيْنِ سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاهِيمَ ہم نے اس کو بچپنوں کے لیے عبرت رکھی ہے سلامتی اور رحمت ہے ابراہیم پر چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سلامتی اور رحمت کو یوں ظاہر کیا کہ حضرت ابراہیم کے ایک بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں حضرت داؤد حضرت سلیمان حضرت موسیٰ حضرت ہارون حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو پیدا کیا اور حضرت اسماعیل کی اولاد میں جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوات کو خاتم الانبیاء کر کے ظاہر فرمایا۔ شیطان اس پورے واقعہ کو دیکھ کر شور و غوغا کرتا ہے۔ لعنة اللہ علیہ \*







ایک گھر بنتا ہے اور ہر دانہ کے بدلہ میں اس کو ایک حور عطا فرماتے گا اور باوجود قدرت کے جو شخص صدقہ فطر ادا نہ کرے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ اے شک اُس نے نجات پائی جس نے تزکیہ نفس کیا رمضان میں روزے رکھے اور اپنے پروردگار کا ذکر کیا رمضان میں تراویح ادا کی، اور نماز پڑھی (دو گنا نہ عید ادا کیا) علاوہ دن کے شب عید الفطر کے فضائل بھی بکثرت ہیں جس طرح دن میں نماز اور نیک کاموں کا کثیر اجر ملتا ہے اسی طرح رات میں بھی اللہ کو یاد کرنے کا ثواب بے حد ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔



## المجلس الثالثون

فی ذهاب الوقت بلا قائدة و صلوة الایسوع و سائر الادوات و غیر ذلک

اوقات گزاری بیفائدہ اور ہفتہ وار نماز اور اوقات وغیرہ کے

## بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَصَائِبُ كَثِيرَةٌ وَأَعْظَمُ الْمَصَائِبِ ذَهَابُ الْوَقْتِ بِدَا قَائِدَةٍ رَامَ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مصیبتیں بہت ہیں مگر وقت کا بیکار گزرننا بڑی مصیبت ہے اس حدیث کے راوی کی شان میں احادیث کثیرہ وارد ہیں منجملہ ان کے یہ ہے عَائِشَةُ بَيْنَ النِّسَاءِ كَأَبَى الْقَاسِمِ بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں اسی طرح افضل ہیں جیسے کہ ابوالقاسم تمام انبیاء میں افضل ہیں (مصیبت کی دو قسمیں ہیں (۱) دینی (۲) دنیاوی۔ دنیاوی کی بھی تین قسمیں ہیں لامالی (۲) اہلی (۳) نفسی اور دینی مصائب یہ ہیں کہ نماز یا روزہ وغیرہ جاتا رہے مگر سب سے زائد دینی مصیبت یہ ہے کہ وقت بیکار گزر جائے کیونکہ کہ ”کیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں“ مشہور مثل ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ قیامت کے دن ہر بندے کے سامنے رات دن کے چوبیس صندوق رکھے جائیں گے اور بندے کو اس کے کھولنے کا حکم کیا جائے گا جب وہ کھلیں گے تو بعض نور سے بعض نار سے پر ہوں گے اور بعض بالکل خالی ہوں گے ندا ہوگی اے میرے بندے دیکھ جس ساعت



میں تو نے نیک کام کیا اس ساعت کا صندوق نور سے اور جس ساعت میں تو نے بد کام کیا اس ساعت کا صندوق نار سے پُر ہے اور جس ساعت میں تو نے کچھ نہیں کیا وہ خالی ہے مسلمانو آگاہ ہو جاؤ کہ جب رات آتی ہے تو ایک فرشتہ ندا کرتا ہے اے زمین کے رہنے والو تم پر رات آئی ہے اس کو غنیمت جاؤ اور آخرت کے لیے کچھ حصہ لو اسی طرح دن کو بھی یوں ہی ندا ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ دنیا کی ایک ساعت بیکار چھوڑنے والا قیامت میں ایسا نادوم ہوگا کہ اگر دنیا میں اس کا تمام مال جاتا رہتا تو ویسا پشیمان نہ ہوتا۔ ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز قضا ہو گئی تو اس کے عوض میں آپ نے سو گھوڑے ذبح کئے اور چالیس دن تک برابر اس نماز کے قضا ہو جانے کا افسوس کرتے رہے اسی طرح جب حضرت یوب علیہ السلام کی بیماری نے ایسا طول کھینچا کہ عبادت الہی میں آپ کو سستی معلوم ہونے لگی تو بیکار وقت ضائع ہونے کے صدمے میں آپ نے فرمایا رَبِّ اِنِّیْ مَسْنِیُّ الضُّرِّ رَاہِ رَبِّیْ مَجْہُوْلُ کُلِّیْفِیْ (جنگ خندق میں جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عصر فوت ہو گئی تو بیکار وقت گزرنے پر بے اختیار ہو کر آپ نے فرمایا شَغُلُوْا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰی مَلَاَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ وَ قُبُوْرَهُمْ نَارًا) ہمیں کفار نے نماز عصر سے روک دیا اللہ ان کے دلوں اور قبروں میں انگارے بھروسے باوجودیکہ جب کفار نے پتھر مار کر آپ کے دندان مبارک کو شہید کر دیا تھا تو آپ نے فرمایا تَحَا اللّٰهُمَّ اِهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ کَا یَعْمٰوْنَ اے اللہ میری قوم کو ہدایت کر دے وہ مجھے ایذا دیتے ہیں۔ تو اس کا سبب یہ ہے کہ میرا مرتبہ نہیں جانتے۔ علم اور خیر خواہی آپ کی اس درجہ تھی یہ حق نفس تھا آپ نے صبر کیا اور ان کے لیے دعائے ہدایت فرمائی اور وہ حق اللہ تھا اس کے جاتے رہنے کے صدمے میں بد دعا کی۔ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ابو قیس پر چڑھے اور ارادہ کیا کہ اوپر پہنچ کر نماز عصر پڑھوں گا مگر قبل اس کے کہ آپ اوپر پہنچیں آفتاب ڈوب گیا اس صدمہ میں آپ نے اپنے آپ کو بہاڑ پر سے نیچے گرا دیا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دعا فرمائی آفتاب نکل آیا پھر مہنس کر فرمایا اے علی اٹھو دیکھو ابھی تو دھوپ باقی ہے پس فوراً آپ اٹھے اور نماز عصر ادا کی۔ ایک نماز تہجد کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ



سو گئے اور وتر کی نماز قضا ہو گئی جب نماز فجر کے لیے آپ مسجد میں تشریف لائے اور وتر کا فوت ہوتا یاد آیا فوراً بیہوش ہو کر گر پڑے جب حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم تشریف فرما ہوئے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے بے قرار ہو کر کہا اِغْثِنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَدْ فَاَتَ مِنِّي الْوَيْتُورُ يَا رَسُولَ اللَّهِ میری فریاد رسی کیجئے مجھ سے وتر فوت ہو گئی ہے (آپ وہیں بیٹھ گئے اور دعا فرمائی حضرت جبریل آئے اور پیغام لائے کہ آپ فرمادیں مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَهُوَ وَتَهَا جَوْشَخْصَ نَمَازِ كَيْ وَقْتُ سَوْ جَا سَے یا بھول جائے تو جس وقت یاد آئے وہی اس کا وقت ہے) ایک بار اتفاقاً حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ فجر کے وقت سو گئے اور نماز فوت ہو گئی جب آپ بیدار ہوئے تو اس کے غم میں دیر تک گریہ وزاری کرتے رہے ندا ہوتی کہ اے بایزید ہم نے تیری گریہ وزاری قبول کر لی اور اس کی برکت سے تجھے ستر ہزار نمازوں کا ثواب دیا۔ پھر ایک زمانہ کے بعد فجر کے وقت آپ سو گئے شیطان نے آکر آپ کو جگا کر کہا نماز پڑھیے وقت کم ہے آپ نے بیدار ہو کر اس سے پوچھا کہ اے دشمن انسان تیرا تو عین مدعا یہی ہے کہ لوگوں کی نماز فوت ہوں یقیناً کوئی فریب سے جو تو نے مجھے نماز پڑھنے کو بیدار کیا اور کچھ ایسی گرفت کی کہ مجبوراً اس نے کہا کہ مجھے خیال ہوا کہ ایک دن نماز فوت ہوتی تو آپ نے ایسی گریہ وزاری کی کہ ستر ہزار نمازوں کا ثواب بلا خدا جانتے آج نماز فوت ہو جانے میں کتنا ثواب ملے اسی لیے میں نے جگا دیا کہ آپ نماز پڑھ لیں تاکہ ایک ہی نماز کا ثواب ملے ایک بزرگ نے بغداد میں آواز سُنی اِنَّ رَبِّعَ الْخَثِیْمِ قَدْ مَاتَ (ربیع خثیم مر گئے) صبح کو یہ بزرگ اُن کے مکان پر گئے تو انہیں زندہ پایا حضرت ربیع خثیم رحمہ اللہ اپنی قوتِ ولایت سے اُن کے آنے کی وجہ سے واقف تھے اُن سے کہا میرے ادا سے وظائف میں تاخیر ہو گئی تھی اس لیے ملکوتِ اعلیٰ میں میری وفات کی خبر دی گئی۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اللہ سے غافل مردے سے بدتر ہے حدیث شریف میں ہے الدُّنْيَا سَاعَةٌ وَنَجْعُهَا طَاعَةٌ دُنْيَا ایک ساعت ہے میں اس میں تمہیں طاعت کرنے کا حکم دیتا ہوں) حضرت جنید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ دنیا کی ایک ساعت قیامت کے ہزار سال سے بہتر ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ دن رات میں ہر وقت اللہ کی یاد میں بسر کریں اور



اس کی رحمت بے حساب کے خواہاں رہیں۔ اب یہاں سے ہر دن اور رات کی نمازوں کا بیان ہوتا ہے۔ نماز شب یکشنبہ بیس رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پچاس مرتبہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھے اس نماز کے پڑھنے والے کو اللہ قیامت کے خوف سے نڈر کر دے گا اور حینت میں داخل کرے گا۔ نماز روز یکشنبہ چار رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد امن الرسول تا آخر سورہ پڑھے ثواب بے حد پائے گا۔ نماز شب دو شنبہ چار رکعت اس طرح پر کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل هو اللہ دس مرتبہ دوسری میں بیس مرتبہ تیسری میں تیس مرتبہ چوتھی میں چالیس مرتبہ پڑھے سلام پھیرنے کے بعد پچتر مرتبہ قل هو اللہ اور درود اور اللہم اغفر لی ولوالدائی ولجميع المؤمنین والمؤمنات الاحیاء منهمم والاموات اللہ اس کی مراد بر لاوے گا اس نماز کو نماز حاجت کہتے ہیں۔ نماز روز دو شنبہ طلوع آفتاب کے وقت دو رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور قل هو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھے اور بعد سلام کے دس بار استغفار پڑھے اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دے گا۔ نماز شب سہ شنبہ دو رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور قل هو اللہ احد پندرہ مرتبہ پڑھے اللہ اس کے گناہ بخش دے گا اور موت سے پہلے اس کو حینت دکھائے گا۔ نماز روز سہ شنبہ دو رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک مرتبہ اور قل هو اللہ احد تین مرتبہ پڑھے تو سترہ دن تک اس کے گناہ نہ لکھے جائیں گے اور اگر اس درمیان میں مرا تو شہید مرے گا اور ستر برس کے گناہ اللہ معاف کرے گا۔ نماز شب چہار شنبہ دو رکعت اس طرح پر کہ رکعت اولیٰ میں فاتحہ کے بعد قل اعوذ برب الفلق دس مرتبہ اور رکعت ثانیہ میں فاتحہ کے بعد قل اعوذ برب الناس دس مرتبہ پڑھے تو قیامت تک ستر ہزار فرشتے اس کا ثواب لکھیں گے۔ نماز روز چہار شنبہ طلوع آفتاب کے وقت بارہ رکعتیں اس طرح کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور قل هو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین مرتبہ پڑھے اللہ اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔ نماز شب پنجشنبہ بین الفشائین وور کعتیں اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی



اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھے اور سلام کے بعد استغفار پندرہ مرتبہ پڑھے اللہ اس کو شہید اور صدیقین کا ثواب دے گا۔ نماز روزِ پنجشنبہ ظہر و عصر کے درمیان میں دو رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی تو مرتبہ پڑھے اور سلام کے بعد درودِ توم مرتبہ اور قل ہو اللہ احد تو مرتبہ پڑھے اللہ اس کو صائمین رجب و شعبان و رمضان کا ثواب عطا کرے گا۔ نمازِ شب جمعہ میں بعد العشاء بارہ رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد پندرہ مرتبہ پڑھے ہزار برس کی عبادت کا ثواب پائے گا۔ نماز روزِ جمعہ قبل زوال چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور قل یا ایہا الکفرون اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس دس مرتبہ پڑھے اور سلام کے بعد سبحان اللہ تا عظیم اور درود اور اللھم اغفر لی تا اموت اور استغفار ستر ستر مرتبہ پڑھے حاجت پوری ہوگی اور ستر ہزار برس کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ اور لوگ اس کو ایذا نہ دیں گے۔ نمازِ شبِ ثنیدہ بارہ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں قل ہو اللہ احد تین مرتبہ پڑھے اللہ اس کے گناہ معاف کرے گا اور جنت عطا کرے گا۔ نماز روزِ ثنیدہ چار رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکفرون تین تین مرتبہ پڑھے ثواب بے حد پائے گا۔ نمازِ اشراق جب آفتاب قریب ایک نیزے کے بلند ہو تو پانچ دو گانے پڑھے پہلے دو گانے کی نیت سُکِّرَ اللہُ تَعَالٰی کرے اس کی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی خالدون اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد امن الرسول ختم سورۃ تک پڑھے پھر دوسرا دو گانہ یہ نیت استعاذہ پڑھے اس کی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد قل اعوذ برب الناس پڑھے پھر تیسرا دو گانہ یہ نیت استخارہ پڑھے اس کی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکفرون اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد پڑھے پھر چوتھا دو گانہ یہ نیت استحباب پڑھے اس کی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ واقعہ اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اعلیٰ پڑھے۔ پھر پانچواں دو گانہ یہ نیت اشراق پڑھے اس کی ہر رکعت میں قل ہو اللہ احد فاتحہ کے بعد پانچ پانچ مرتبہ پڑھے۔ نمازِ چاشت چوتھا دن گزرنے کے بعد بارہ رکعتیں چاشت کی



کی اس طرح پر کہ رکعت اول میں فاتحہ کے بعد والشمس اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد واللیل اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد والضحیٰ اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد الم نشرح پڑھے اور باقی آٹھ رکعتوں کی ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور قل ہو اللہ احد نہیں مرتبہ پڑھے۔ نہان فی الزوال جب آفتاب سر سے ڈھل جائے تو چار رکعتیں اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد گیارہ مرتبہ اور بروایت بعض ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور قل ہو اللہ احد تین مرتبہ پڑھے نماز حفظ الایمان ظہر کے بعد دو رکعت اس طرح پر کہ رکعت اول میں فاتحہ کے بعد اِنَّ رَبَّکُمْ اللّٰهُ تَاْمُحْسِنِینَ اور رکعت ثانی میں فاتحہ کے بعد اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تَاْمَحَدُّوْنَ پڑھے اور سلام کے بعد سُبْحَانَ مَنْ لَّمْ یَزَلْ کَمَنْ هُوَ الْاَنْ سُبْحَانَ مَنْ لَا یَزَالُ یُکُوْنُ کَمَا کَانَ وَکَمَا هُوَ الْاَنْ سُبْحَانَ مَنْ لَا یَتَغٰیْرُ بِذَاتِهِ وَکَا صِفَاتِهِ وَکَا فِیْ اَسْمَائِهِ بِعُدُوْتِ الْاَکْوَانِ سُبْحَانَ الدَّائِمِ الْقَائِمِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ السَّحٰی الَّذِی لَا یَمُوْتُ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُمِیْتُ الْخَلَائِقَ وَهُوَ لَا یَمُوْتُ سُبْحَانَ الْمُبْدِیِّ الْمُعِیْدِ سُبْحَانَ الْبَاقِیِّ الْغَنِیِّ سُبْحَانَ الَّذِیْ بَیْدَ مَمْلُوْکُوْتِ کُلِّ شَیْءٍ وَّرٰلِیْہِ تُرْجَعُوْنَ پڑھے۔ نماز کفایت مہمات نماز سابق کے بعد دس رکعتیں اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سَے آخر قرآن تک ایک ایک سورۃ پڑھے۔ صلوٰۃ اوابین نماز مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھے۔ صلوٰۃ الواجدین نماز عشا کے بعد چار رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد پانچ مرتبہ پڑھے۔ صلوٰۃ تنجد نصف شب کے بعد بارہ رکعتیں پڑھے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تنجد کو پابندی سے ادا کرنے والا جنت میں اس طرح میرے ساتھ ہے گا جیسے یہ دونوں انگلیاں ملی ہوئی ہیں اور سبابہ اور وسطیٰ کے اتصال کی جانب اشارہ فرمایا اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ سے کہتا ہے دیکھو میرے بندے اپنی میٹھی نیند ترک کر کے بستر سے اٹھتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں تَتَجَاوٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا اِن کے پہلو خوا بگا ہوں سے خالی ہو جاتے ہیں پکارتے ہیں اپنے رب کو عذاب دوزخ کے خوف سے اور جنت کی طمع سے صلوٰۃ الذاکرین چار رکعت



اس طرح پر کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد پندرہ مرتبہ پڑھ کر لا الہ الا اللہ تیس  
تیس مرتبہ پڑھے اور رکوع اور سجود اور قنوت اور جلسہ سب میں تسبیح مقررہ کے بعد لا الہ  
الا اللہ دس دس مرتبہ اور سلام کے بعد لا الہ الا اللہ تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے۔ حضرت یابزید  
بسطامی رحمہ اللہ اس نماز کو پڑھا کرتے تھے۔ ایک بار آپ نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ  
وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اے یابزید تو نے اچھی نماز اختیار کی ہے جو شخص  
اپنی تمام عمر میں ایک بار اس نماز کو پڑھے گا اس پر حنیت حلال اور دوزخ حرام ہے۔  
مترجم کہتا ہے وظائف اور نمازیں تمام سال کی اگر تفصیل سے دیکھنی ہوں تو عمدۃ الوسائل  
کو دیکھو۔



المجلس العادی والثلاثون<sup>۳۱</sup>

## فی فضیلة کلمة التہلیل وثوابها

## فضائل کلمہ تہلیل اور اُسکے ثواب کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ عَنْ جِبْرِيلَ وَهُوَ يُخْبِرُنِي عَنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهُ قَالَ مَا أُنْزِلَتْ كَلِمَةٌ أَجَلٌ وَآبَهُی مِنْ قَوْلٍ كَالِإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ بِهَا قَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالْبَرُّ وَالْبَحْرُ إِلَّا وَهِيَ كَلِمَةُ النِّجَاةِ إِلَّا وَهِيَ الْكَلِمَةُ الْعُلْيَا إِلَّا وَهِيَ كَلِمَةُ الْمَغْفِرَةِ إِلَّا وَهِيَ الْكَلِمَةُ الشَّرِيفَةُ إِلَّا وَهِيَ الْكَلِمَةُ الْمُبَارَكَةُ لَوْ وَضِعَتْ فِي كِفَّةِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَفِي كِفَّةِ هَذِهِ الْكَلِمَةِ رُجِحَتْ بِهِنَّ مَنْ قَالَهَا مَرَّةً غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَ مِثْلُ تَرَبُّدِ الْبَحْرِ - رَحِمَتْ ابْنُ بَكْرٍ صَدِيقِ رَسُولِ اللَّهِ عَنْهُ فَرَمَاتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبریل نے مجھے اللہ کی طرف سے اس بات کی خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے کَ الہ الا اللہ سے زیادہ افضل اور اعلیٰ کوئی کلمہ زمین پر نازل نہیں کیا اس کی برکت سے ساتوں آسمان اور زمین اور پہاڑ اور جنگل اور درخت اور دریا قائم ہیں۔ واقف ہو کہ یہی اخلاص کا کلمہ ہے۔ واقف ہو کہ یہی مغفرت کا کلمہ ہے واقف ہو کہ یہی بزرگ کلمہ ہے۔ واقف ہو کہ یہی مبارک کلمہ ہے اگر زمین اور آسمان ایک پلہ میں اور یہ کلمہ دوسرے پلہ میں ہو تو یہی کلمہ بھاری نکلے گا اس کلمہ کو ایک بار (صدق دل سے) کہنے والے کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں گو مثل کف دریا کے ہوں۔ نزول وحی کی دو قسمیں ہیں (۱) جلی (۲) خفی۔ جلی کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) الہام قلبی



یلا واسطہ اس حدیث کو قدسی اور کلام قدسیہ کہتے ہیں (۲) جس کو جبریل اللہ کے حکم سے لوح محفوظ سے آپ کے پاس لاتے ہوں۔ حدیث مذکور قسم جلی سے ہے کیونکہ جبریل نے اپنی سماعت کی آپ کو خبر دی اور بیان کیا کہ بنا بر عظمت و شرف کلمہ طیبہ کے گیارہ نام ہیں جن کا اُپر ذکر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں مختلف ناموں سے فرمایا ہے (۱) کلمہ طیب إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ راسی کی طرف پاک کلمے صعود کرتے ہیں (۲) کلمہ طیبہ مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (۳) کلمہ انتقامتِ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ربے شک ان لوگوں نے صدق دل سے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی اعتقاد پر جم گئے اور ذکر لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہ پر مداومت کی (۴) کلمہ کلید لہ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رآسمانوں اور زمین کی کنجیاں اُسی کے لیے ہیں (تفسیر ابن عباس میں ہے کہ اس سے لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہ مراد ہے (۵) کلمہ تقویٰ وَالْزَمُّهُمْ كَلِمَةٌ اتَّقَوْا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ کلمہ تقویٰ سے لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہ مراد ہے (۶) کلمہ عدل اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ بیشک اللہ ہر شے میں برابر ہے اور انبیاء اور احسان کا حکم دیتا ہے احسان سے لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہ مراد ہے (۷) قول سدید وَقُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا تم پسندیدہ قول کہو۔ قول پسندیدہ سے لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہ مراد ہے (۸) کلمہ اَمِنْ وَلٰكِنْ اَلْبِرُّ مَنْ اٰمَنَ۔ یعنی احسان اسی کا مقبول ہے جو ایمان لایا اور لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہ کہا (۹) کلمہ عہد اِذَا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا رُوٰی فلاح پانے والا ہے جس نے اللہ کے نزدیک عہد کیا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی یعنی جب اللہ نے کہا کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو اس کی رُوح نے کہا بیشک تو ہمارا پروردگار ہے (۱۰) کلمہ احسان هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ احسان کا بدلہ احسان ہے۔ یعنی جس طرح اللہ نے تمہیں انجاس اور اجاس سے پاک کیا اسی طرح تم لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہ کہہ کر اپنے کو کفر اور شرک سے پاک رکھو (۱۱) کلمہ دین اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (۱۲) صراط حمید وَهْدًا اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِیْدِ (۱۳) صراطِ مستقیم اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (۱۴) لِّلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی (۱۵) وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلٰی اللّٰهِ احسان اور دین اور صراطِ حمید اور صراطِ مستقیم اور اَحْسَنُوا اور قول احسن



سب سے لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہ مراد ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب تک دنیا میں ایک کلمہ گو باقی رہے گا قیامت نہ آوے گی۔ یہی کلمہ باعث ایجادِ عالم ہے۔ یہی کلمہ دوزخ سے بچانے والا جنت دلانے والا ہے۔ یہی کلمہ ایمان ہے۔ تمام مخلوق کا یہی وظیفہ اور باعثِ حیات ہے حتیٰ کہ اللّٰہ کا اصدق القول ہے اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ کَا لَہٗ اِلَّا اَنَا۔ حدیث میں ہے کہ ایک بار حضرت سرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والثناء وعظ فرما رہے تھے ایک اعرابی نے حاضر خدمت ہو کر کہا میں بے حد گنتگار ہوں۔ ختم وعظ کے بعد آپ نے اس سے پوچھا کیا تیرے گناہ ستاروں سے بھی زائد ہیں اس نے کہا ہاں پھر آپ نے پوچھا کیا تیرے گناہ بارش کی بوندوں سے بھی زائد ہیں اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا کیا تیرے گناہ صحرا کی ریت سے بھی زائد ہیں اس نے کہا ہاں پھر آپ نے پوچھا کیا تیرے گناہ درختوں کے پتوں سے بھی زائد ہیں اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا کیا تیرے گناہ اللّٰہ کی رحمتوں سے بھی زائد ہیں اس سوال پر وہ خاموش ہو کر رونے لگا۔ آپ نے فرمایا کَا لَہٗ اِلَّا اللّٰہ کہہ اللّٰہ تیرے سب گناہ بخش دے گا اور حدیث میں کہ حب اللّٰہ کا بندہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہے تو عرش ہلنے لگتا ہے حکم ہوتا ہے اے عرش ساکن ہو جاؤ کہتا ہے اے اللّٰہ اس کلمہ کے پڑھنے والے کو بخش دے تاکہ مجھے سکون حاصل ہو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے بخش دیا حدیث میں ہے کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والے کو بیس ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور سو بار کہنے والے کے اور بہشت کے درمیان میں سو اموات کے کوئی حجاب نہیں ہوتا یعنی مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا۔ اور حدیث میں ہے کہ جو کوئی دس سو مرتبہ دن کو اور دس سو مرتبہ شب کو یہ کلمہ پڑھے گا تمام فرشتوں اور ساتوں طبق آسمان وزمین کی عبادت کے برابر ثواب پائے گا اور آپ نے فرمایا ہے لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہ بہت کہا کرو تاکہ تم بخشے جاؤ اور فرمایا جو اس کی بے حد تلاوت کرتا ہے اللّٰہ اس پر دوزخ حرام کر دیتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ قیامت میں ایک شخص میزان کے پاس کھڑا کیا جائے گا اور ایک پتہ میں اس کی بُرائیوں کے ننانوے صندوق رکھے جائیں گے ہر ایک کی درازی منتہائے نظر ہوگی اور دوسرے پتے میں ایک چھوٹا پرچہ جس پر لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا ہوگا رکھا جائے گا پس یہ دوسرا پتہ گراں ہو جائے گا



اور اللہ اس شخص کو بخش دے گا۔ اور فرمایا ہے کہ بہتر کلام وہ ہے جو میں کہتا ہوں اور اسی کو اگلے پیغمبر کہتے تھے اور وہ یہی کلمہ ہے اور فرمایا ہے جب بندہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ تو نے سچ کہا پھر فرشتوں سے خطاب کرتا ہے کہ تم گواہ رہو میں نے اس کلمہ کے پڑھنے والے کو بخش دیا۔ اور فرمایا کلمہ زبان سے نکل کر عرش تک پہنچتا ہے اور مثل مانتاب کے چمکتا ہے۔ اور دوسری نیکیاں ستاروں کی طرح اس کے گرد چمکتی ہیں۔ اور فرمایا جو کوئی سات دن برابر کلمہ پڑھے گا اللہ اس کو سات چیزیں دے گا (۱) آسانی سکرات (۲) حسن خاتمہ (۳) راحت قبر (۴) آسانی سوال نکیرین (۵) قیامت میں نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں ملے گا۔ (۶) نیکی کا پتہ گراں ہوگا (۷) پل صراط سے بچنے کی طرح گزرے گا۔ لکھا ہے کہ لا الہ الا اللہ میں چوبیس حروف ہیں اور دن رات کی چوبیس ساعتیں ہوتی ہیں پس جو کوئی شبہ نہ روز میں ایک بار بھی کلمہ پڑھے گا اس کی تمام ساعتوں کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور فرمایا ہے کلمہ طیبہ اس طرح گناہوں کو خاک کر دیتا ہے جیسے تیز آگ سوکھی لکڑی کو رکھنا دیتی ہے اور جو کوئی کَاِلَہِ اِکَا اللہ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ روزانہ سو بار پڑھے دنیا میں فقر سے اور قبر میں وحشت سے نجات پائے اور عقیقی میں جنت حاصل ہو اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا الہ الا اللہ میرا حصار ہے اس حصار میں آنے والا عذاب سے امن میں ہوتا ہے اور فرمایا کہ ایک مجلس میں چالیس مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والے کے شر برس کے گناہ معاف ہوتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ نبوی میں جب کوئی مرتا تھا تو ہم لوگ مل کر ایک لکھ بار کلمہ پڑھ کے اس کا ثواب اس کو بخشتے تھے اور سکرات میں بھی پڑھتے تھے اور اس سے بھی پڑھواتے تھے تاکہ کلمہ پڑھتے پڑھتے یا سنتے سنتے اس کا دم نکلے اور عذاب قبر اور سوال نکیرین سے بآسانی چھٹکارا پا کر جنت میں جاوے مسلمانو آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص جس حال اور شغل میں مرتا ہے اسی حال اور شغل میں ہمیشہ رہتا ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا الہ الا اللہ کی اتنی کثرت کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں جو اس حال تک پہنچے گا قیامت کے دن انبیاء اس کا استقبال کریں گے اور فرمایا ہے جو کوئی بعد نماز فجر طلوع آفتاب تک



لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور درمیان میں دنیاوی بات نہ کرے تو اللہ اس کو ضرور جنت عطا فرمائے گا اور جو کوئی وضو کرتے وقت لا الہ الا اللہ کہے تو اللہ ہر قطرہ کے بدلہ میں ایک فرشتہ پیدا کرے گا جو قیامت تک کلمہ پڑھے گا ان کی تمام تسبیح کا ثواب اس شخص کو ملے گا اور فرمایا جو شخص سوتے وقت دو مرتبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے گویا اس نے اللہ کی راہ میں دو بردے آزاد کیے اور فرمایا میں اپنے بعد تمہیں لا الہ الا اللہ کی پناہ میں چھوڑتا ہوں جس نے اس کی پناہ پکڑی روزِ آخر سے نجات پائی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کیا تم میرے خالص دوستوں کو جانتے ہو انہوں نے کہا تو ہی عالم و دانا ہے ارشاد ہوا کہ وہ امت محمدی سے ہوں جو عز و جہاد میں لشکر و فوج میں پہاڑ کی بلندی و پستی میں صحرا و بیابان میں اعلان کے ساتھ بلند آواز سے لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر کہتے ہوں گے ان کی آواز سے کوہ صحرا بل جائیں گے وحشی جانور ان سے انس کریں گے ملائکہ ان کی خوش الحانی سے وجد میں آئیں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے میرے دیدار کی رست اور مثل پیغمبروں کے ثواب پائیں گے اور حدیث میں ہے جو شخص فجر کے بعد دس مرتبہ اور ظہر کے بعد بیس مرتبہ اور عصر کے بعد تیس مرتبہ اور مغرب کے بعد چالیس مرتبہ اور عشا کے بعد پچاس مرتبہ اور وتر کے بعد ساٹھ مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھے پیغمبروں کا ثواب پائے گا اور جنت میں ایسے ساٹھ شہر اس کو ملیں گے کہ ہر شہر میں ساٹھ ساٹھ محل ہوں گے اور ہر محل میں ساٹھ ساٹھ مکان ہوں گے اور ہر مکان میں ساٹھ ساٹھ تخت ہوں گے اور ہر تخت پر ایک حور ہوگی۔ اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاعلمنا انہ لا الہ الا اللہ واستغفر لکنا یدک وللمؤمنین والمؤمنات واللہ یعلم مقالبکم ومثواکم پس جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کے لیے اور تمام مؤمنین اور مومنات کے لیے آمرزش طلب کرو اور اللہ تمہاری جائے آمد و رفت اور ٹھکانوں کو جانتا ہے (بعض مفسرین کے نزدیک یہ خطاب ہے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مگر مراد اس سے غیر ذات نبوی ہے۔ کیونکہ آپ خود ہی دانا تھے اور یقیناً جانتے تھے کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور مجاہد کا قول ہے کہ فاعلم انہ لا الہ الا اللہ سے



مراد ہے کہ جان تو یقینی لا الہ الا اللہ تمام ذکر وں میں افضل ہے جیسا کہ حدیث میں افضل الذکر  
 لا الہ الا اللہ موجود ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لا الہ  
 الا اللہ سے مراد یہ ہے کہ خدا کے سوا نہ کوئی ضرر دینے والا نہ نفع دینے والا نہ بلاؤ و  
 کرنے والا ہے نہ منع کرنے والا ہے متوجہم کہتا ہے کہ میں نے لا الہ الا اللہ کی ترکیب  
 اور اس کے تمام معانی کو بہ تفصیل حاشیہ شرح جامی میں درج کیا ہے اور نہایت وضاحت  
 اور آسان اور کم عبارت میں مقاصد مفیدہ کو بیان کر دیا ہے جس کو دیکھنا ہو دیکھے انتہی  
 حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حبیب مومنین اور مومنات اور خود اپنے لیے آمرزش  
 چاہے تو حضور قلب ضروری ہے۔ کیونکہ حدیث میں وارد ہے مَن اسْتَغْفَرَ وَلَمْ يَحْضُرْ  
 قَلْبُهُ مَعَ لِسَانِهِ لَمْ يُغْفَرْ رَجُلٌ شَخْصٌ خَشِشَ چاہے اور دل کو زبان کے ساتھ حاضر نہ  
 رکھے نہ بخشا جائے گا، حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اللہ تعالیٰ سے  
 دریافت کیا کیا تو کسی گنہگار کو بھی دوست رکھتا ہے ارشاد ہوا ہاں میں بخشش چاہنے  
 والے گنہگار کو دوست رکھتا ہوں۔



## المجلس الثاني والثلاثون

## فی فضیلة کلمة الشهادة

## کلمہ شہادت کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَتَمَّ اللَّهُ لَهُ ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ رَحِمَتْ ابْنُ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَمِعَ مَرْوِي هُوَ أَنَّ جَنَابَ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالثَّنَاءُ لَمْ يَفْرَايَا كَمْ هِيَ كَلِمَةُ شَهَادَتِ كَمَا تَوَلَّى اللَّهُ اسَّ كَلِمَةِ جَنَّتِ كَلِمَةُ أَطْوَى دُرُوزِ كَهْلٍ دِيَا هِيَ كَمْ هِيَ دُرُوزِ سَمِعَ اسَّ كَلِمَةِ جَنَّتِ مِثْلُ دَاخِلِ هُوَ جَانِبًا جَابِيَةً كَلِمَةُ شَهَادَتِ سَمِعَ يَوْمَ مَرَادِ هِيَ كَلِمَةُ وَجْهَتِ الْمَلِي أَوْرَسَالَتِ نَبِيٍّ كِي كَوَاهِي دَسَمِي أَصْلُ تَوْحِيدِ هِيَ رَحِمَتْ سَمِعَ دُرُوزِ عَالَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى فَرَايَا هِيَ جَوَ كَوْنِي الشَّكِي وَجَدَانِيَّتِ أَوْرَسَالَتِ پَر كَوَاهِي دَسَمِي كَا الشَّكِي كَلِمَةِ لِي هَيْشَتِ وَاجِبِ كَر دَسَمِي أَوْرَآپ نَعَى فَرَايَا هِيَ كَمْ هِيَ اسَّ كَا ضَامِنِ هُوَ أَوْرَ فَرَايَا خُلُوصِ سَمِعَ كَلِمَةُ شَهَادَتِ پَر هَنَ وَالِ پَر دُوزِ حَرَامِ هُوَ جَاتِي هِيَ أَوْرَ فَرَايَا هِيَ كَلِمَةُ جَوَ كَوْنِي كَلِمَةُ شَهَادَتِ پَر هَمَرِ سَمِعَ اسَّ كَلِمَةُ گناه مَحْ كَر دِيَّتَ جَاتِي هِيَ أَوْرَ فَرَايَا هِيَ كَلِمَةُ الشَّكِي كَلِمَةُ پَاسِ اِيَكِ نُورِي سَتُونِ هِيَ جَبِ بِنْدَه كَلِمَةُ شَهَادَتِ پَر هَتَا هِيَ تَوُوهُ سَتُونِ پَلَنَ لَكْتَا هِيَ ارشَادِ هُوَنَا هِيَ كَمْ هِيَ اسَّ كَوْنِ اخْتِيَارِ كَر وَهُ كَلِمَةُ هِيَ تَوُوهُ شَهَادَتِ پَر هَنَ وَالِ كَوْنِ بَخْشِ دَسَمِي تَوِيں سَكُونِ اخْتِيَارِ كَر وَهُ هَم نَعَى بَخْشِ دِيَا أَوْرَ فَرَايَا هِيَ كَلِمَةُ جَوَ كَوْنِي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ



وَأَنْتَ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَةُ الْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ قَدْ رُوحَ مِنْهُ وَاشْهَدُ  
 أَنْ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ پڑھتا ہے اللہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور  
 آپ نے فرمایا ہے کہ اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ  
 وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھا کرو۔ اور  
 فرمایا ہے جو شخص صبح کو دس مرتبہ کلمہ شہادت پڑھے اللہ اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا  
 اور فرمایا ہے جو شخص قبرستان میں اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ  
 لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ  
 قَدِيرٌ پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخشے تو پڑھنے والے کو اللہ ہزار نیکیاں دیتا  
 ہے اور اس کی ہزار برائیاں دور کرتا ہے اور ہزار درجے بلند کرتا ہے اور اس قبرستان کے  
 تمام مردوں کو بخش دیتا ہے اور فرمایا ہے جو کوئی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
 وَاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ پڑھے اللہ  
 اس کی نیکیوں میں ہزار درجہ بلند کر دیتا ہے اور فرمایا ہے جو کوئی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ  
 لَا شَرِيكَ لَهُ إِلَهُ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ پڑھے دوزخ سے نجات پاوے  
 گا اور فرمایا ہے کہ رفع حاجت کے لیے با وضو سو مرتبہ کلمہ شہادت پڑھنا مفید ہے اور  
 فرمایا ہے جنازہ دیکھ کر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ  
 يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ أَبَدًا أَبَدًا ذُو الْعِزَّةِ وَالْكَرَامِ بَيِّنَاتِ  
 الْخَيْرِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کہنے والے کو ہر مال کے عوض میں ہزار نیکیاں ملتی  
 ہیں اور اتنی ہی برائیاں دور ہوتی ہیں اور اتنے ہی درجے بلند ہوتے ہیں اور فرمایا ہے  
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَكَلْفِي بِاللَّهِ شَهِيدًا وَحَمْدًا عَرْشِكَ وَمَدَائِكَ وَجَمِيعَ  
 خَلْقِكَ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَسْأَلُكَ أَنْ  
 مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ چار مرتبہ پڑھنے والا آتش دوزخ سے نجات پاتا ہے اور  
 فرمایا ہے جو کوئی اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَسْأَلُكَ أَنْ  
 مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ کہتے وقت رفع سببہ کرے تو قبر سے اٹھتے وقت تمام انگلیاں



کلمہ پڑھتی ہوں گی۔ جاننا چاہیے کہ رفع سبابہ مستحب ہے اور نماز میں شہادتین پڑھتے وقت رفع سبابہ کرنے کو علما سنت کہتے ہیں اور فرمایا ہے جو کوئی شہد جمعہ کو کا اِلَہِ الْاِلَہِ وَحْدًا لَا شَرِیْکَ لَہٗ تَاقْدِیْرُ چالیس مرتبہ پڑھے ایک حج کا ثواب پاوے گا۔ اور غروب آفتاب کے وقت دس مرتبہ کلمہ شہادت پڑھنے والا ایک بردہ آزاد کرتے کا ثواب پائے گا اور فرمایا ہے جو کوئی نماز کے بعد لَا اِلَہَ اِلَّا اللّٰہُ تَاقْدِیْرُ اور اس کے بعد اللّٰہُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطِیْتَ وَلَا مُعْطٰی لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ پڑھے ہزار سال کی عبادت کا ثواب پائے گا اور آپ نے خالد حبشی سے فرمایا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدًا لَا شَرِیْکَ لَہٗ تا آخر کی برکت سے قبرستان کے مردوں کی بخشش کی بشارت دو اور فرمایا سوتے وقت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَہَ اِلَّا اللّٰہُ تَاقْدِیْرُ پڑھا کرو۔ اسی طرح جب سو کے اُٹھو پڑھو اور فرمایا ہے طلوع آفتاب کے وقت اس کو دس بار پڑھا کرو بیچ نیکیاں پاؤ گے۔ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتا ہے شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلَہَ اِلَّا ہُوَ وَالْمَلٰئِکَۃُ وَاُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلَہَ اِلَّا ہُوَ الْحَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اللّٰہُ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ یقینی اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور تمام فرشتے اور تمام اہل علم جو عدالت پر قائم ہیں انصاف کے ساتھ یہی کہتے ہیں پھر مکرر یہی فرماتا ہے کہ اللّٰہُ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی غالب حکمت والا ہے، جاننا چاہیے کہ جب ملائکہ اور عقلاء اور تمام وحوش و طیور اس کی وحدانیت کے قائل ہوں تو انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے سب سے زائد اس کا مقرر ہونا چاہیے اور اُولُو الْعِلْمِ سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ مشرک گو امور دنیاوی میں عقیل ہوں ہرگز عقلاء میں نہیں گنے جاسکتے اور قرآن شریف میں اللّٰہ نے اکثر مقام پر اپنی وحدانیت کا ذکر فرمایا ہے جو ظاہر سے محتاج بیان نہیں۔



## المجلس الثالث والثلاثون

## فی فضیلة الاستغفار

## فضیلت استغفار کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَثَرَ اِلَاِسْتِغْفَارًا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَيْمٍ فَرْجًا وَ مِنْ كُلِّ صَنِيقٍ مَخْرَجًا وَ يَرْزُقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ (حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب خاتم الانبیا علیہ التہنئة والثناء فرمایا ہے جس نے استغفار کی کثرت کی اللہ اس کے لیے ہر ایک ہم اور غم سے کشادگی اور ہر تنگ مقام سے نکلنے کی جگہ عطا کرتا ہے اور ہر گمان رزق دیتا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور فرمایا ہے وَاسْتَغْفِرْ لَهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا اور فرمایا ہے وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تَعَالٰی اسْتَغْفِرْ وَاَرْبُکُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا۔ اور حضرت نبی کریم علیہ التہنئة والتسليم کا ارشاد ہے اِنِّیْ لَا اسْتَغْفِرُ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنِ مَرَّةً رِّسِی ہر روز ستر بار استغفار کرتا ہوں) اور فرمایا ہے اِسْتَغْفِرُوْا فَاِنَّ لَّکُمْ تَسْتَغْفِرُوْا فَلَیْنِ یَغْفِرَ اللّٰهُ رَاَسْتَغْفِرْ کُرُوْا کِیونکہ اگر تم استغفار نہ کرو گے تو اللہ تمہیں نہ بخشتے گا) اور فرمایا ہے طُوْبُیْ لِمَنْ اٰذَنْبَ وَاسْتَغْفَرَ رَکْیَاہ کے بعد صدق دل سے توبہ کرنے والے کو بشارت ہو) اور فرمایا ہے استغفار گناہوں کو اس طرح خاک کر دیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ اور فرمایا ہے ہر چیز کی دوا ہے اور گناہ کی دوا استغفار ہے اور فرمایا مَنْ رَزَقَ اِلَاِسْتِغْفَارًا لَّمْ یَجْرَمْ الْمَغْفِرَةَ رَحْمَةً رَّزَقَ دِیَا گِیَا



استغفار سے نہ محروم رہے گا مغفرت سے۔) اور فرمایا ہے جو شخص سوتے وقت اَسْتَغْفِرُ اللہَ  
الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ دَا تُوْبُ اِلَیْہِ پڑھے گا اللہ اس کے سب گناہ معاف کر دے  
گا اور فرمایا ہے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کھاتے پیتے استغفار کیا کرو تاکہ رحمت الہی تم سے دور نہ ہو اور فرمایا  
ہے ہر نماز کے بعد اللہمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ ذُنُوبَ السِّرِّ وَالْجَهْرِ پڑھا کرو اور فرمایا ہے جو  
گناہ کرتا ہے اور استغفار کر لیتا ہے وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسا اُس نے گناہ ہی نہیں کیا اور فرمایا ہے استغفار  
رزق کو بڑھاتا ہے اور فرمایا ہے ہر شب و روز میں تین تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ  
الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوبِ دَا تُوْبُ اِلَیْہِ پڑھا کرو اور ایک روایت میں اَتُوْبُ اِلَیْہِ کے بعد  
وَهُوَ مَعَاذِیْ وَهُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ بھی ہے اور فرمایا ہے ہر صبح کو اَسْتَغْفِرُ اللہَ مِنْ کُلِّ  
ذَنْبِیْ سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہِ دس مرتبہ پڑھا کرو۔ اور اَسْتَغْفِرُ اللہَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ  
الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ دَا تَسْتَغْفِرُہُ دَا تَسْتَغْفِرُہُ دَا تُوْبُ اِلَیْہِ ہُوَ التَّوَابُ الرَّحِیْمُ روزانہ پڑھنے کے  
لیے آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا تھا اور فرمایا تھا جو اُسے ایک بار پڑھے گا  
بخشنا جائے گا اور جو دو بار پڑھے گا اُس کے والدین بھی بخشے جائیں گے اور جو تین بار پڑھے گا اُس کے  
قربت والے بھی بخشے جائیں گے اور فرمایا ہے سید الاستغفار یہ ہے اللہمَّ اَنْتَ لَیْسَ لَکَ اِلَّا اَنْتَ  
خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُو  
لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلٰی وَاَبُو لَکَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ جانا چاہیے  
کہ صرف اپنے لیے . . . . . استغفار کرنا بخوبی ہے بلکہ استغفار اپنے اور عامۃ مومنین کیلئے  
کرنا چاہیے۔ مشرکین کیلئے استغفار کرنا ناجائز ہے فتح مکہ کے بعد حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ارادہ فرمایا کہ قبرستان میں جا کر اپنے اعزہ اور اقرباء کے لیے امرزش چاہیں اسوقت یہ آیت نازل ہوئی  
مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَکَیْنَمَا کَانُوْا اُولٰٓئِکَ قُرْبٰی رُبٰی اور مومنین کی یہ شان  
نہیں ہے کہ مشرکین کیلئے استغفار چاہیں اگرچہ اُن کے قرا تبتدار ہی کیوں نہ ہوں اللہ ہم کو اور تمام مسلمانوں  
کو توفیق دے کہ اپنے لیے اور تمام مومنین اور مومنات کیلئے ہر وقت استغفار کریں رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدِیْ  
وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَوْمَ یُقْرَأُ الْحِسَابُ



٣٢  
المجلس الرابع والثلاثون

فِي فَضِيلَةِ النَّبِيِّ

تبیح کے فضائل کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ أَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لَا يَخْتَرِكُ بَابَهُنَّ بَدَأْتُ رَسُولَ اللَّهِ مُحَمَّدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ مَرُومِي هُوَ كَمَا نَبِيُّكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالتَّقْسِيمُ لَمْ يَفْرَأْ بِهَذَا كُلِّهِمْ مِنْهُمْ (۱) سُبْحَانَ اللَّهِ (۲) الْحَمْدُ لِلَّهِ (۳) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (۴) اللَّهُ أَكْبَرُ - کبھی ضرر اور نقصان نہ ہوگا جو جس نام سے چاہے شروع کرے۔

جاننا چاہیے کہ تسبیح ایسی اچھی چیز ہے کہ ملائکہ گو انواع و اقسام کی عبادت کرتے ہیں مگر ان کو تسبیح پر فخر ہے اور کہتے ہیں نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ اللَّهُ تَعَالٰی بخطاب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ اور فرماتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ میری زبان میں لکنت ہے تو میرے بھائی کو میرا وزیر بنا دے تاکہ مجھے فرعون کے مقابلے میں اُن سے مدد ملے اور تُسَبِّحُكَ كَثِيرًا وَتَذَكَّرُكَ كَثِيرًا فارغ البال ہو کہ میں تیری کثیر تسبیح اور کثیر ذکر کیا کروں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ مَرَوٰى ہُوَ کہ ایک بار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی سایہ دار درخت کے نیچے تشریف فرما تھے پس پشت سے بینڈک کی آواز سُنی آپ نے دیکھا



تو وہ ایک پانی سے بھرے ہوئے گڑھے میں بیٹھا چدار ہا ہے اتنے میں حضرت جبریلؑ نے  
 آکر عرض کیا کہ چھ مہینے سے یہ مینڈک پیاس سے بیتاب تھا مگر اس حالت میں بھی ہر وقت  
 اللہ کی تسبیح کرتا رہا جس کے صلے میں آج چالیس دن ہوئے ہیں کہ اللہ نے اس کے لیے  
 پانی برسایا ہے مگر یہ ایسا تسبیح میں مصروف ہے کہ اب تک اُسے پانی میں ہونے کی  
 خبر نہیں آپ نے پوچھا اس کی تسبیح کیا ہے جبریلؑ نے کہا سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمَعْبُودِ فِي  
 زَبَدِ الْيَحْسِرِ کہتا ہے اسی وجہ سے آپ نے فرمایا ہے لَا تَقْتُلُوا الصَّفَدَاءَ قَاتِلُهُ كَثِيرٌ  
 التَّسْبِيحِ مِثْلُكَ كَوْنُهُ مَارُوكِيُونَكُ وَهُوَ اللّٰهُ كِي بِحْدِ تَسْبِيحِ كَرْتَا هَے پس آپ نے اس مینڈک  
 سے کہا طَوِّئِ لَكَ يَا صَفْدَاءُ يَمْدُ حِكْ رَيْتِي بِلِسَانِ الْعَرَبِيِّ أَنْتَ حَبِيبِي اے مینڈک  
 تیرے لیے بشارت ہو کہ تو میرے رب کی عربی زبان میں تسبیح کرتا ہے تو میرا پیارا ہے  
 پھر آپ نے پوچھا تو روزانہ کتنی مرتبہ اللہ کا نام لیتا ہے اُس نے کہا دو ہزار مرتبہ حضرت نبی  
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَأَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ  
 کو جو کوئی ایک مرتبہ کہے دس ہزار بر دے آزاد کرنے کا ثواب پائے گا اور فرمایا ہے فجر  
 کے وقت سنت و فرض کے درمیان میں سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ  
 وَبِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ اَتُوبُ اِلَيْهِ پڑھا کرو اور فرمایا ہے كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ  
 ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ عِنْدَ الرَّحْمَنِ وَهُمَا سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ  
 الْعَظِيمِ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری اور اللہ کو پیارے ہیں (۱) سُبْحَانَ  
 اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ (۲) سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ جو کوئی اس کو روزانہ سو بار پڑھے اللہ اس کو بخش  
 دے گا اور فرمایا ہے کہ ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللَّهِ ۳۳ مرتبہ اور الْحَمْدُ لِلَّهِ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۳  
 مرتبہ اور كَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ كَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ  
 قَدِيرٌ ایک مرتبہ پڑھا کرو اور فرمایا ہے اللہ نے آدمی کے تین سو ساٹھ بند بنائے ہیں پس جو  
 کوئی تین سو ساٹھ بار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے یا راستہ سے مسلمانوں کی رفع تکلیف  
 کے خیال سے کنکر پتھر پھاوے ووزخ سے رہائی پائے گا اور فرمایا ہے ہر وقت سُبْحَانَ  
 اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَأَلَا إِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھا کرو کیونکہ اس کا ثواب بے حد ہے



اور فرمایا ہے کہ یہ کلمہ قیامت کے دن اوپر نیچے آگے پیچھے نگہبان بن کر اپنے کہنے والے کو تمام آفات محشر سے بچا کر صالحین میں ملاوے گا اور فرمایا ہے کہ اس کلمہ سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے تازیانے سے درخت کے پتے۔ ایک اعرابی نے حاضر خدمت ہو کر درخواست کی کہ مجھے ایسی بات سکھا دیجیے جس سے اللہ خوش ہو آپ نے فرمایا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھا کرو اس نے کہا یہ تو اللہ کی تسبیح ہے کچھ میرے لیے بھی بتائیے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَغَافِرِيْ وَاعْفُ عَنِّيْ وَتُبْ عَلَيَّ وَارْحَمْ عَنِّيْ پڑھا کر یہ تیرے لیے کافی ہے اُس نے پوچھا تسبیح پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا آپ نے فرمایا قیامت کے دن سبحان اللہ تیرے آگے اور الحمد للہ پیچھے اور لا الہ الا اللہ بائیں اور اللہ اکبر دایں جانب ہو کر تجھے دوزخ سے بچائے گا اور فرمایا ہے کہ مسجد میں اُس کو زیادہ پڑھا کر واس کے ہر حرف کے بدلے تمہارے لیے جنت میں ایک میوہ وارد درخت لگایا جائے گا جس کا ایک ایک پتہ تمام دُنیا کو ڈھانک لے گا۔ اے ابو ہریرہ جب بندہ اسے پڑھتا ہے فرشتے اُس کے لیے جنت میں باغ لگاتے ہیں جب بندہ چپ ہو جاتا ہے فرشتے بھی رُک جاتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی کہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اَلْعَلِيِّ اَلْعَظِيمِ پڑھا کر واسی کے باعث آسمان وزمین قائم ہیں اسی کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی تھی اس کا پڑھنے والا محتاج نہیں ہوتا ہے اور حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے جو کوئی روزانہ تسبیح دس مرتبہ پڑھے رنج و غم میں مبتلا نہ ہوگا اور فرمایا کہ لا حول حینت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اور شفا ہے اور رنج و غم دور کرتا ہے۔ صلوٰۃ التسبیح چار رکعت ایک سلام سے اس طرح پڑھو کہ رکعت اول میں تکبیر تحریمہ کے بعد سبحان اللہ اربع پندرہ مرتبہ پھر قومیہ میں دس مرتبہ پھر سجدہ اول میں تسبیح معہود کے بعد دس مرتبہ پھر جلسہ میں دس مرتبہ پھر سجدہ ثانی میں تسبیح معہود کے بعد دس مرتبہ پھر قیام کرو اسی طرح چاروں رکعتوں میں تین سو بار پڑھو وقت صبح ہو یا شام اس کے پڑھنے والے پر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے اگر ہو سکے تو روزانہ پڑھے ورنہ ہفتہ میں ایک بار ضرور پڑھے اس کے پڑھنے سے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔



اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ  
 تسبیح کی اللہ کے لیے انہوں نے جو آسمانوں میں ہیں اور انہوں نے جو زمین میں ہیں اور وہ  
 بڑا غالب حکمت والا ہے (جاننا چاہیے کہ بعض ملائکہ کی تسبیح سُبْحَانَ الدَّائِمِ الْقَائِمِ  
 اور بعض کی سُبْحَانَ الْحَيِّ الْقَيُّوْمِ اور بعض کی سُبْحَانَ رَبِّيَّ الْعَظِيمِ اور بعض کی  
 سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی ہے اور زمین کے تمام حیوانات جمادات نباتات اللہ کی تسبیح کرتے  
 ہیں۔ مروی ہے کہ ایک بار حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر تشریف کے گئے۔  
 آپ نے سنا کہ پہاڑ تسبیح کر رہا ہے سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ فِينَا النَّارَ وَلَمْ تَحْرِقْنَا  
 رپا کی ہے اس ذات کے لیے جس نے مجھ میں آگ پیدا کی مگر مجھے نہیں جلایا۔ ایک دن آپ  
 درخت کے نیچے تھے اس کو تسبیح کرتے سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ تَحْتِ ظِلِّيْ سَيِّدَ الْاَنْبِيَاءِ  
 رپا کی ہے اس ذات کے لیے جس نے میرے سائے میں سید الانبیاء کو بٹھایا۔ آپ نے یہ کلام  
 سُن کر تبسم فرمایا۔



## المجلس الخامس والثلاثون<sup>۳۵</sup>

فی فضیلة الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

## فضائل درود شریف کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَى مَرَّةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ مَرَّاتٍ رَحِمَتْ ابُو هريره رضي الله عنه سے مروی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتُهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا یقینی اللہ اور سب فرشتے اسی اللہ کے، درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پس اسے لوگو کہ مشرف ایمان سے ہوئے ہو درود بھیجو ان پر اور سرنگونی کرو پوری سرنگوں کر کے اپنے کو انہیں نبی کے حوالے کر دو) اللہ صلی علی سیدنا محمد وعلیٰ الی سیدنا محمد مترحم کہتا ہے اس آیت میں اللہ نے ایمان والوں کو درود پڑھنے کا حکم کیا ہے واضح ہو کہ امر صلوٰۃ سے اللہ نے ہر مسلمان پر درود پڑھنا فرض کیا ہے چونکہ اس امر درود کو کسی سبب کے ساتھ متعلق نہیں کیا ہے نہ کسی کیفیت یا تعداد کی قید ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جو امر بلا قید سبب یا کیفیت کے وارد ہو تو دیکھا جائے گا کہ کل اصناف و اطوار اس فعل کے قدرت بشری میں یا نہیں اگر وہ فعل محصور قدرت بشری بلا تکلف ہو سکتا ہے تو کل اصناف اس فعل کے مکلف شرعی پر فرض ہو جاتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کا اقل ادائے فرضیت کو کافی ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ تعداد درود کا احاطہ قدرت بشری سے باہر ہے پس ناچار تمام عمر



میں ہر مومن کو ایک مرتبہ درود پڑھنا فرض قطعی ہے اگر کسی مومن نے کسی طرح کسی وقت میں درود نہیں پڑھا تو گناہگار مرتکب کبیرہ کا ہوگا جیسا کہ تارک نماز کا ہوتا ہے۔ اور معاذ اللہ درود کے عبادت ہونے کا منکر بیشک کافر ہے اس آیت کی اشارۃ النص سے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ذکر باسم صفت فرما کر مومنین کو امر صلوا کا خطاب ارشاد کیا۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ کے نام یا صفت کے ذکر کا آجانا سامع اور ذاکر دونوں پر درود پڑھنے کو واجب کر دیتا ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رُحِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذَكَرْتُ عَنْكَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ نَاكَ گھسی جائے گی ایسے شخص کی جس کے سامنے میں ذکر کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ حالانکہ آپ خود احوال قیامت میں اپنی اُمت کے دوزخیوں کو ناک گھسی جانے سے میرا کر چکے ہیں پس اس قول سے ثابت ہوا کہ ایسے شخص کو آپ اپنی اُمت سے خارج فرماتے ہیں اور جو شخص باوجود اقرار رسالت آپ کی اُمت سے باہر ہو یقینی اُس کے اعمال حسنہ رائگاں ہیں جیسا کہ آپ نے فصل و صنو میں فرمایا ہے لَا وَضُوءَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ ہرگز نہیں ہے وضو اس کا جس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا اور فرمایا لَا صَلَواتَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ نماز نہیں ہے اس شخص کی جس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا۔ حاصل یہ ہوا کہ جو شخص آپ کا ذکر کرے یا سنے اور درود نہ پڑھے اس کی کل عبادتیں رائگاں ہیں اور یہ حال منافق کا بھی ہے پس اس میں وعید منافق ہونے کی پائی گئی لہذا آپ کا ذکر سننے والے کو درود پڑھنا واجب ہے البتہ ذکر طویل میں علماء کا اختلاف ہے۔ اس مضمون میں کہ تمام ذکر میں سننے والے کو ایک ہی مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے اور آخر تک پڑھتے رہنا مستحب ہے یا ہر جملہ پر درود پڑھنا بالاستقلال واجب ہوتا ہے اور ترک واجب حرام ہے تو اختلاف یہ پایا گیا کہ مجلس ذکر میں ایک مرتبہ درود پڑھ کر آخر تک خاموش رہنا اور درود نہ پڑھنا حرام ہے یا جائز اور اصول کا قاعدہ ہے کہ جس مسئلہ میں حلت اور حرمت دونوں کی حلت پائی جائے یا دو مجتہدوں میں حلت اور حرمت میں اختلاف پایا جائے یا جماعت علماء میں دو گروہ مساوی کا حلت و حرمت میں اختلاف پایا جائے تو فتویٰ حرمت ہی پر ہوتا ہے۔ اس مقام پر درود میں سننے والے کو مجلس



ذکر میں ایک بار درود پڑھ کر ساکت رہنے میں دو گروہ کا اختلاف پایا گیا اب فتویٰ اسی پر  
 لازم ہے کہ ایک بار درود پڑھ کر آخر تک ساکت رہنا لازم ہے اور ترک حرام واجب ہے  
 پس سامعین ذکر تشریف پڑتا اتمام درود پڑھتے رہنا واجب اور ساکت رہنا حرام ہے۔  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اور منافع درود تشریف  
 کے بے شمار ہیں۔ حدیث میں ہے مَنْ صَلَّى عَلٰی مَرَّةٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ سَبْعِينَ مَرَّةً  
 جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اس پر اللہ ستر رحمتیں نازل کرتا ہے۔ امام بیہقی نے  
 کتاب الاذکار میں بسند صحیح حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سرور  
 عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو درود اس کے  
 منہ سے جلدی کر کے نکلتا ہے اور دنیا کے ہر میدان اور جنگل اور دریا پر گزرتا ہے اور ہر  
 سمت پھرتا ہے میں فلاں بن فلاں کا درود ہوں کہ اُس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر  
 پڑھا ہے پس ہر چیز اُس درود کے پڑھنے والے کے لیے رحمت مانگتی اور اس درود  
 سے ایک ایسا پردہ پیدا کیا جاتا ہے جس کے ستر ہزار بازو ہوتے ہیں اور ہر بازو میں ستر  
 ہزار رونگٹے ہوتے ہیں اور ہر رونگٹے میں ستر ہزار سر ہوتے ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار  
 چہرے ہوتے ہیں اور ہر چہرے میں ستر ہزار متقاریں ہوتی ہیں اور ہر متقار میں ستر ہزار  
 زبانیں ہوتی ہیں اور وہ پردہ ہر زبان سے ستر ستر ہزار لغت کی تسبیح کرتا ہے اور اس  
 تمام تسبیح کا ثواب اس درود پڑھنے والے کو ملتا ہے پس خیال کرنا چاہیے کہ ایک مرتبہ  
 درود پڑھنے کے عوض میں کتنے کروڑ تسبیح کا ثواب اللہ تعالیٰ اس بندے کو عطا فرماتا  
 ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مرشد مرشدی حضرت  
 مولانا شاہ عبدالرزاق قدس سرہ چشمہ فضیلت میں تحریر فرماتے ہیں یہ جو ایک مرتبہ درود  
 پڑھنے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں دس نیکیوں کا ثواب اور کہیں ستر نیکیوں کا  
 ثواب فرمایا اور کہیں اتنی کثرت ثواب کی کہ شمار اس کا مشکل ہے حاصل ہوتا فرمایا ہے  
 اس کی تطبیق ہمارے کبار محدثین سابقین ایسا فرماتے ہیں کہ یہ تفاوت ثواب ایک ہی  
 مرتبہ پڑھنے میں جو ارشاد ہوا ہے درود پڑھنے والے کے کوائف حالات کا اظہار ہے جو



جو شخص درود شریف کے مامور ہونے کی وجہ سے خالی الذہن نسبت شان حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے درود پڑھتا ہے تو ایک مرتبہ کے درود پڑھنے میں دس نیکیوں کا اجر ہے یعنی باوجود حضرت کی شان عظمت سے خالی الذہن ہونے کے درود پڑھنے والے کو اللہ جل شانہ دس نیکیوں سے کمی نہیں فرماتا ہے اور جو شخص ازراہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب حق ہونے کے آپ پر تعظیم کے لحاظ سے درود پڑھتا ہے اس کو ایک مرتبہ کے درود پڑھنے میں ستر نیکیاں کہ سات سو کو پہنچتی ہیں ملتی ہیں اور جو شخص اپنی صورت شوقیہ میں محض واسطے تلمذ اسم پاک کے بالتعظیم بنظر انتہام شان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب الوہیت کے پڑھتا ہے اس کو ایک مرتبہ کے درود پڑھنے میں کچھ ایسا ثواب ملتا ہے کہ جس کا شمار نہیں۔ انتہی کلامہ الشریف اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد اس مجلس میں مصنف رحمہ اللہ نے فضائل درود شریف بہت لکھے تھے میں نے ان کو ترک کر کے خاص درود شریف کے متعلق ایک جامع تقریر لکھ دی جس کے دیکھنے سے ہر شخص فضائل درود سے کما حقہ آگاہی حاصل کر سکتا ہے۔



## المجلس السادس والثلاثون<sup>۳۶</sup>

# فی الدعاء والدعوات الماثورة والصلوة لقضاء الحاجات دُعَا اور دَعَوَاتِ ماثورہ اور قضاہ حاجات کی نماز کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الدُّعَاءِ رَحِمَتْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ مَرُومِي هُوَ كَمَا  
جَنَابِ سُرُورِ كَانَتْ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَازْكِ التَّحِيَّاتِ لَمْ يَفْرَأْ بِهَ كَمَا أَنَّ الشَّيْءَ كَمَا أَنَّ الشَّيْءَ  
سَمِعَ زَادَ بَزْرُكَ كَوْنِي شَيْءٍ نَحْنُ هُوَ (حَضْرَتِ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَفْرَأْ بِهَ كَمَا أَنَّ الشَّيْءَ  
رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ حَضْرَتِ  
زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَفْرَأْ بِهَ كَمَا أَنَّ الشَّيْءَ (حَضْرَتِ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَفْرَأْ بِهَ  
سَمِعَ الدُّعَاءِ أَوْ الشَّيْءَ لَمْ يَفْرَأْ بِهَ كَمَا أَنَّ الشَّيْءَ (حَضْرَتِ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَفْرَأْ بِهَ  
هَبْ لَنَا مِنْ أَرْوَاحِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ أَوْ حَدِيثِ فِي هُوَ كَمَا أَنَّ الشَّيْءَ (حَضْرَتِ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ آتَيْنَاكَ الْغَنَاءَ وَآتَيْنَاكَ الْغَنَاءَ وَآتَيْنَاكَ  
تَعَالَى لَمْ يَفْرَأْ بِهَ كَمَا أَنَّ الشَّيْءَ (حَضْرَتِ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَفْرَأْ بِهَ كَمَا أَنَّ الشَّيْءَ  
خَيْرُ الرَّاحِمِينَ غَرَضُ دَعَا كَرْنَا أَنْبِيَا كَمَا وَتُسْتَوْرَتْهَا حَضْرَتِ سُرُورِ عَالَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَرَأَى هُوَ كَمَا أَنَّ الشَّيْءَ لَمْ يَفْرَأْ بِهَ كَمَا أَنَّ الشَّيْءَ (حَضْرَتِ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَفْرَأْ بِهَ  
هُوَ أَدْعُوا اللَّهَ فِي جَمِيعِ الْأَحْوَالِ رَهْرَهَالِ فِي الشَّيْءِ كَمَا أَنَّ الشَّيْءَ (حَضْرَتِ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَفْرَأْ بِهَ



رَأْسُ الْعِبَادَةِ (دُعا عبادتوں کا سر ہے) اور فرمایا ہے عَلَيْكُمْ بِاللُّدْعَاءِ فَإِنَّهُ أَكْثَرُ وَسِيلَةٍ  
 تُمْ دُعَاكُمْ لَزَمَ كَرُّهُ لَوْ كُنْتُمْ دُعَاكُمْ بِطَرَاوِيلِهِ (اور فرمایا ہے اللُّدْعَاءُ مَعَ الْعِبَادَةِ (دُعا عبادت  
 کا مغز ہے) اور فرمایا ہے اللُّدْعَاءُ جَنَاحُ الْعِبَادَةِ (دُعا عبادت کا بازو ہے) اور فرمایا  
 ہے لِكُلِّ شَيْءٍ زِينَةٌ وَزِينَةُ الْعِبَادَةِ اللُّدْعَاءُ رَهْشِي كَيْ لِي زِينَتٌ (اور دُعا  
 عبادت کی زینت ہے) اور فرمایا ہے اَدْعُوا اللَّهَ وَأَنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالْإِجَابَةِ (دُعا مانگو اللہ  
 سے اور قبولیت کا یقین کر لو) اور فرمایا ہے اللُّدْعَاءُ سَلَامُ الْفُقَرَاءِ وَمَجَارِيَةُ الضُّعَفَاءِ  
 وَاللُّدْعَاءُ نَجَاتُ الْأَوْلِيَاءِ وَهَلَكُ مِنَ الْأَعْدَاءِ (دُعا فقرار کا ہتھیار اور ضعفاء کا  
 گواہن ہے۔ دُعا ہی کی وجہ سے اولیاء نے نجات پائی اور ان کے دشمن ہلاک ہوئے)  
 اور فرمایا ہے إِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَجِيبُ أَنْ يَرْفَعَ الْعَبْدَ إِلَيْهِ يَدًا قَبِيرَةً هُمَا  
 صِفَرٌ (اللہ غنی اور کریم ہے شرم کرتا ہے اس بات سے کہ بندہ دُعا کے لیے اس کی طرف  
 ہاتھ اٹھائے اور وہ خالی ہاتھ لوٹا دے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (تم  
 مجھ سے مانگو تاکہ میں تم کو دوں) بعض اخبار میں وارد ہے أَوْحَى اللَّهُ إِلَى مُوسَى خَمْسَةَ مِثْقَالٍ  
 وَخَمْسَةَ مِثْقَالٍ الْكُلُوبِيَّةُ مِثْقَالٌ وَالْعِبُودِيَّةُ مِثْقَالٌ مِثْقَالُ الْجَنَّةِ مِثْقَالٌ وَالطَّاعَةُ مِثْقَالُ النِّعْمَةِ  
 مِثْقَالٌ وَالشُّكْرُ مِثْقَالُ الْقَضَاءِ مِثْقَالٌ وَالرِّضَاءُ مِثْقَالُ الْإِجَابَةِ مِثْقَالٌ وَاللُّدْعَاءُ مِثْقَالُ اللَّهِ تَعَالَى  
 نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ پانچ چیزیں میری جانب سے ہیں اور پانچ چیزیں  
 تمہاری جانب سے (۱) الوہیت میری جانب سے اور عبودیت تمہاری جانب سے (۲) حُجَّت  
 میری جانب سے اور عبادت تمہاری جانب سے (۳) نعمت میری جانب سے ہے اور شکر  
 تمہاری جانب سے ہے

قبولیت دُعا کے لیے اکیس آداب ہیں (۱) با وضو ہونا (۲) قبل دُعا دو رکعت نماز ادا کرنا  
 (۳) حمد و ثنا کرنا (۴) اول و آخر و درود پڑھنا (۵) دُعا تین یا پانچ یا سات بار کرنا یا اس سے  
 بھی زائد بعد و طاق (۶) گریہ و زاری کے ساتھ آہستہ دُعا کرنا (۷) گر گڑا کر مکرر دُعا کرنا (۸)  
 جیسی حاجت ہو ویسے ہی نام سے التجا کرنا (۹) مبارک اوقات میں دُعا کرنا مثلاً عرفہ رمضان  
 جمعہ عاشورہ وقت صبح صادق زوال آفتاب غروب آفتاب نصف شب وغیرہ میں دُعا



کرے (۱۱) احوال مبارک کا خیال رکھنا مثلاً نزول باران وغیرہ کے وقت دُعا کرے (۱۱)  
 مجالس ذکر الہی میں دُعا کرنا (۱۲) دونوں ہاتھ اٹھانا (۱۳) قبولیت کا اُمیدوار رہنا (۱۴) انکساری  
 ظاہر کرنا (۱۵) گناہوں سے توبہ کرنا (۱۶) بعد دُعا کے دونوں ہاتھ منہ پر پھیرنا (۱۷) حقوق عباد  
 ادا کرنا (۱۸) خیرات کرنا (۱۹) اپنے گناہوں کو یاد نہ کرنا کیونکہ اس سے ناامیدی ہوتی ہے۔  
 (۲۰) الحمد للہ علی کل حال کہنا (۲۱) قبولیت دُعا میں تاخیر سے آرزوہ خاطر نہ ہونا۔ حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام زمانہ فحط میں قوم کو ساتھ لے کر دُعا سے استغفار کرنے آبادی سے باہر  
 نکلے اور سب کے ساتھ دُعا کی حکم ہوا اُسے موسیٰ جس قوم میں چغل خور ہوتا ہے اس قوم کی دُعا  
 قبول نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا اے اللہ وہ کون شخص ہے بتا دے تاکہ میں اُسے نکال  
 دوں۔ ارشاد ہوا کہ میں چغل خور کو برا جانتا ہوں اور تم چاہتے ہو کہ میں خود چغل خور بنوں حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام نے سب سے توبہ کرائی پھر سب کے ساتھ دُعا کی اللہ نے پانی برسا دیا حضرت  
 مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں فحط پڑا لوگوں نے ویرانے  
 میں جا کر دُعا کی مگر پانی نہ برسا اس زمانے کے نبی پر وحی نازل ہوئی کہ اس قوم پر نزول  
 رحمت ناممکن ہے جن کا پیٹ حرام غذاؤں سے پُر ہو فسق و فجور میں مبتلا ہوں۔ قبولیت دُعا  
 کے لیے اکل حلال صدق مقال، امور شرعیہ کی پابندی بھی لازم ہے۔ حضرت سرور کائنات علیہ  
 التحیۃ والصلوٰۃ نے فرمایا ہے دَعَوَاتِ لَیْسَ بَیْنَہُمَا حِجَابٌ دَعْوَةُ الْوَالِدَةِ  
 وَدَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لَا خَیْرَ بَظَہْرِ الْغَیْبِ (دو دعائیں ہیں جن کے اور اللہ کے درمیان  
 میں حجاب نہیں ہے) (۱) والدہ کی دُعا (۲) مسلمان مرد کی دُعا مسلمان بھاتی کے حق میں اس  
 کے پیٹ پر چھے بشرطیکہ غرض دنیاوی شامل نہ ہو) اور فرمایا ہے کہ قیامت میں ایک مژدہ  
 دیا جائے گا لوگ تعجباً پوچھیں گے یہ کس کام کا بدلہ ہے ارشاد ہوگا۔ یہ اس دُعا کا بدلہ ہے  
 جو تم نے دنیا میں کی تھی اور تم نے درستی عاقبت کے خیال سے وہ دُعا قبول نہیں کی تھی۔  
 لوگ کہیں گے کاش دنیا میں ہماری کوئی دُعا قبول نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَدْعُوا  
 رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَخُفَیۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِلِیْنَ پکارو اپنے پروردگار کو گڑ گڑا کر اور  
 چپکے سے بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا) رَبَّکُمْ سے اس بات کا یاد



ولانا مقصود ہے کہ دعا میں رتبت کہا کرو تضرعاً سے مراد یہ ہے کہ عاجزی اور گریہ و زاری سے دعا مانگو۔ دوسرے مقام پر خود فرماتا ہے اَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ رَسُوهُ خَدَّكَ کون ہے جو مضطر کی دعا قبول کرتا ہے، حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا زیادہ کیا کرو اللہُمَّ اَنْتَ تَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَا نِيَّتِي فَاقْبَلْ مَعْدَرَتِي وَتَعْلَمْ حَاجَتِي فَاعْطِنِي سُؤَالِي وَتَعْلَمْ مَا فِي نَفْسِي فَاعْفِرْ لِي ذُنُوبِي اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا دَائِمًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَاَسْأَلُكَ يَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنْهُ لَنْ يُصِيبَنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَرِضَاكَ بِمَا قَسَمْتَ لِيْ اور فرمایا ہے صبح و شام اس کو تین تین بار پڑھا کرو اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ مِنْكَ فِيْ نِعْمَةٍ وَعَافِيَةٍ فَاسْتَوْفِ قَائِمَ نِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَعَافِيَتِكَ وَسَتْرِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اور فرمایا ہے صبح و شام تین بار پڑھا کرو رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا اور فرمایا ہے فرض نماز کے اخیر نعرہ میں اللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَكَأَيْفِ الدُّنُوْبِ اِلَّا اَنْتَ فَاعْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اور فرمایا ہے جو شخص فرض نماز ہو وہ ہر فرض نماز کے بعد گیارہ بار پڑھے اللّٰهُمَّ يَا قَارِجَ الْهَيْمِ وَيَا كَاشِفَ الْغَيْمِ وَيَا مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ قَارِحْمَنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْ بِهَا مَن رَّحْمَةً عَمَّنْ سِوَاكَ اور فرمایا ہے حفاظت ثمر اعداء کے لیے صبح کو پڑھا کرو اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ كُلِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور فرمایا ہے کہ کشادہ کار کے لیے صبح و شام اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَذِلَّ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اُجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ پڑھا کرو اور فرمایا ہے کہ حفظ ایمان کے لیے اللّٰهُمَّ يَا وَلِيَّ الْاِسْلَامِ وَاهْلِهِ مَسْكُنَا يَا اِسْلَامِ وَتَبَتَّنَا عَلَيَّ الْاِيْمَانِ حَتّٰى نُلْقَاكَ وَاَنْتَ عَنَّا رَاضٍ غَيْرَ غَضَبَانَ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ صَبِّحْ وَشَامْ پڑھا کرو جو کوئی سوتے وقت اللّٰهُمَّ رَبَّ الْبَيْتِ الْعَدَلِ وَالْحَرَامِ وَالرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اقْرَأْ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ مِّنِي السَّلَامَ اللّٰهُمَّ اِنْسُ وَحَشَتِيْ وَصِلْ وَحْدَتِيْ وَارْحَمْ غُرْبَتِيْ وَارْزُقْنِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ پڑھا کرے زیارت نبوی سے فائز ہوگا اور فرمایا ہے کہ حاجت روائی



کے لیے اَللّٰهُمَّ يَا ذَا اِلْمِ يَا قَائِمُ يَا قَرُّوْ يَا وَتَرُ يَا اَحَدُ يَا صَدُّ يَا سَنَدُ يَا مُسْتَنَدُ يَا مَنْ  
 لَّمْ يَدِّ وَلَا مَرِيُوْلًا وَلَا مَمِيُوْلًا لَهٗ كُفُوًا اَحَدًا طُلُوْعُ آفَاقٍ سے پہلے سو مرتبہ پڑھا  
 کرو اور فرمایا ہے کہ اَللّٰهُمَّ لَا تُبَلِّغْنَا بِمِخْنَةٍ وَلَا تُرْسِلْ عَلَيْنَا نَقْمَةً وَلَا تَاْخُذْنَا غَفْلَةً  
 وَلَا تَجْعَلْنَا مُثْلَةً وَاغْفِرْ لَنَا مَا لَا يَغْفِرُ غَيْرُكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ صبح کو تین مرتبہ پڑھا  
 کرو تمام آفتوں سے بچو گے۔ مندرجہ کتاب ہے یہ امر تو ظاہر ہو گیا کہ دعا بغیر آداب کے  
 درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی۔ خلوص نیت اور ترک ریا و سمعہ دعائیں ضروری ہے پس اگر قحط  
 کے زمانہ میں خلاف طریقہ حنفیہ کے کوئی شخص اپنی شہرت اور اطہار ولایت یا ادائے سنت  
 آبائی کی غرض سے کوئی فعل کرے تو وہ درست نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے بلا سے قحط  
 دفع ہوتی ہے۔ حق یہ ہے کہ خود غرضی اور خود آرائی انسان کو اندھا بنا کر ذلیل و خوار کرتی ہے  
 اللہ تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اپنے آپ کو دعا بازی مکاری خود غرضی سے بچاویں  
 اور اسلام کے سیدھے راستے پر چلیں۔ (آمین)

## نماز قضا سے حاجت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والتثانی فرمایا  
 ہے جو کوئی بارہ رکعتیں چھ قعدہ اور ایک سلام سے دن یا رات میں ادا کرے اور نماز کے  
 بعد اللہ کی حمد و ثنا اور سو بار درود پڑھے پھر سجدہ کرے اور سجدے سے سر اٹھا کر سات  
 مرتبہ سورۃ فاتحہ اور دس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَحْدًا لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ  
 وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھے پھر ہاتھ اٹھا کر اَللّٰهُمَّ اَسْأَلُكَ مَعَايِدَ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ  
 وَفَتْحَ الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَاسْمَاعَ الْاَعْظَمِ وَجَدَّكَ الْاَعْلٰی كَلِمَاتِكَ النَّامَاتِ۔  
 پڑھے اللہ اس کی حاجت پوری کرے گا اور جو کوئی قبل صبح صادق جاگ کر غسل کر کے نیا  
 اور نیا مکان سفید کپڑا پہنے اور خوشبو لگائے اور وضو اور مسواک کرے اور دو رکعت نماز  
 اس طرح پڑھے کہ رکعت اول میں فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکفر دن سات مرتبہ اور رکعت



ثانیہ میں فاتحہ کے بعد سبح اسم ربک الاعلیٰ سات مرتبہ پڑھے پھر سجدہ کرے اور سجدہ میں  
 سُبْحَانَ اللَّهِ وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ سات مرتبہ اور درود سات مرتبہ پھر سجدے سے سر اٹھا کر  
 سات مرتبہ درود شریف پڑھے حاجت طلب کرے اللہ اس کی حاجت برآری کرے  
 گا اور فرمایا ہے جو کوئی شب جمعہ میں چار رکعت پڑھے اس طرح پر کہ پہلی رکعت میں فاتحہ  
 کے بعد کَلِإِلَہِ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ سوم مرتبہ اور دوسری رکعت  
 میں فاتحہ کے بعد رَبِّ اِنِّیْ مَسْنِیْ الضُّرِّ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ سوم مرتبہ اور تیسری رکعت  
 میں فاتحہ کے بعد اِقْضِ اَمْرِیْ اِلَی اللہ اِنَّ اللہَ بِصِیْرٍ بِالْعِیَادِ سوم مرتبہ اور چوتھی رکعت  
 میں حَسْبِی اللہ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ سوم مرتبہ اور سلام کے بعد درود  
 سوم مرتبہ پڑھے رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ سوم مرتبہ پڑھے اللہ اس کی حاجت پوری کرے  
 گا۔ اور فرمایا ہے جو کوئی چار رکعت اس طرح پر کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اکتالیس مرتبہ  
 پڑھے اور سلام کے بعد سجدہ کرے اس میں یَا اَرْحَمَیْمَ یَا کَرِیْمَ اکتالیس مرتبہ پڑھے پھر  
 اپنا دامن خسار زمین پر رکھ کر وَعَنْتِ الْوُجُوْہُ لِلْیَحْیٰی الْقَیُّوْمِ اکتالیس مرتبہ پڑھے۔  
 حاجت پوری ہوگی۔ مترجم کتنا ہے اس سے زائد تفصیل و طائف اور نمازوں کی اگر  
 دیکھنا ہو تو زواہر عمدہ ترجمہ اردو جواہر خمسہ دیکھو میں نے اُس میں بہت عمدگی سے نمازیں  
 اور وظائف بڑھا دیئے ہیں۔



## المجلس السابع والثلاثون

فی فضیلة النکاح وما یتعلق بہا

نکاح کے فضائل اور ان کے متعلقات کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي رَحْمَةُ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ  
 مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نکاح میری سنت ہے جس نے انکار  
 کیا وہ مجھ سے نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَأَنْكِحُوا الْأَيَّامُ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ  
 وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ زکاح کرو بے نکاحوں کا اپنی  
 اولاد اور عزیز و اقربا سے اور صالحین کا اپنے مملوک میں سے اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ اپنے  
 فضل سے غنی کر دے گا، اللہ تعالیٰ پیغمبروں کی مدح میں فرماتا ہے وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا  
 مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً رَیْبَکَ ہم نے آپ سے پہلے بہت سے  
 پیغمبر بھیجے اور ان کو بیویاں اور اولاد عطا کی اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ہے مَنْ أَحَبَّ فِطْرَتِي فَلَيْسَتْ بِنِسْتِي رَحْمَةُ عَلِيٍّ دوست رکھے چاہیے میری  
 سنت کی پیروی کرے اور فرمایا ہے تَنَاجَوْا تَوَالِدُوا فَإِنَّي أَبَاهُ بِكُمْ الْأُمَمَ زکاح  
 کرو بچے جنواؤ بے شک میں تمہاری کثرت کی وجہ سے اُممِ صالحہ پر فخر کروں گا اور فرمایا  
 ہے كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ يَنْقُطُ إِلَّا ثَلَاثَةً وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ بِالْخَيْرِ وَصَدَقَةٌ  
 جَارِيَةٌ وَعِلْمٌ عَلَّمَ النَّاسَ فَيَنْتَفِعُونَ بِهِ راولاد آدم کے تمام عمل مرتے ہی منقطع ہو  
 جاتے ہیں مگر تین جاری رہتے ہیں (۱) اولاد صالح جو اس کے لیے دُعائے مغفرت کرے



(۲) صدقہ جاریہ (۳) علم دین جو اس نے لوگوں کو سکھایا ہو جس کا سلسلہ قیامت تک رہے گا) اور فرمایا ہے لَا يَمْنَحُ مِنَ النِّكَاحِ إِلَّا هَجْرًا أَوْ فُجُورًا (نہیں ہازر رہتا نکاح سے مگر جو بخل بریدہ یا فاجر ہے) بزرگان دین اور اولیائے کاہلین کا قول ہے کہ مفلس اور بوڑھے کو جو اپنے نفس پر پورا قابض ہو نہ نکاح نہ کرنا اولیٰ ہے کیونکہ حجاب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ هَلَاكُ الرَّجُلِ عَلَى التَّزْوِيجِ (قریب ہے کہ ایک زمانہ لوگوں پر ایسا تنگی آوے گا کہ مرد تزویج کے باعث یعنی فکرِ معاش کے سبب سے ہلاک ہو جائے گا۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ عیال کا کم ہونا بھی تو انگری ہے اور عیال کا زائد ہونا بھی مفلسی ہے۔ حضرت سلیمان داری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ عورتوں سے صبر زائد بہتر ہے اس سے کہ مصیبتوں پر صبر کرے اور کسی بزرگ کا قول ہے کہ اپنے کو آگ میں ڈالنا عورت کرنے سے بہتر ہے۔ جانتا چاہیے کہ نکاح میں سات فائدے ہیں (۱) اولاد کا ہونا جو والدین کے لیے دعائے مغفرت کریں گے اور چھوٹے بچے مرتے ہیں وہ قیامت کے دن اپنے والدین کے شفیع ہوتے ہیں حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے إِنَّ الطِّفْلَ يَأْخُذُ ثَوْبَ أَبِيهِ وَيَجْرُ إِلَى الْجَنَّةِ (قیامت میں چھوٹے بچے اپنے والدین کا دامن پکڑ کر حنت میں کھینچ لے جائیں گے) اور آپ نے فرمایا ہے مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ وَلَدٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُكْمَ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِهِ وَرَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ جس کے تین چھوٹے بچے مرے ہیں اللہ اس کو اپنے فضل اور رحمت سے جنت میں داخل کرے گا قَبِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاشْتَانِ قَالَ وَلَوْ اِثْنَانِ کسی نے پوچھا اگر دو مرے ہوں آپ نے فرمایا اس کو بھی جنت ملے گی (۲) شیطان سے بچنا مباشرت کی آرزو کا ٹوٹنا بد نگاہی سے محفوظ رہنا حدیث میں ہے مَنْ نَكَحَ فَقَدْ حَصَنَ دِينَهُ (جس نے نکاح کر لیا اس نے اپنے دین کے نصف حصہ کو قلعہ میں کر لیا) اور بھی وارد ہے کہ جس نے نکاح کیا اس نے شیطان کے شر سے نجات پائی اور بھی آپ نے فرمایا ہے إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا أَقْبَلَتْ فِي صُورَةِ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ امْرَأَةً فَأَعْجَبَتْهُ فَلْيَاثِ أَهْلَهُ فَإِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِي مَعَهَا (جب عورت سامنے آتی ہے اور دکھائی دیتی ہے بصورتِ شیطان (قریب دینے والی)



پس جب تم میں سے کوئی مرد کسی عورت کو دیکھے اور وہ اُسے بھلی معلوم ہو تو اُسے چاہیے کہ اپنی منکوحہ سے آکر صحبت کرے بیشک اس منکوحہ کے ساتھ وہی ہے جو اس عورت کے ساتھ ہے، اور بھی آپ نے فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوا عَلَى الْفَتَيَاتِ قَاتِ الشَّيْطَانِ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّاهِرِ رَنَّهُ جَاوَتْكُمْ جَوَانُ پَرْدِہ نشین عورتوں کے پاس تنہائی میں بیشک شیطان تمہارے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے (۳) دل خوش ہوتا ہے دل کو عورتوں کے حسن و جمال دیکھنے سے راحت حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَتَسْكُنُوا إِلَيْهَا رَاحَةً تَمَآرَامُ بِكُمْ رَوَانِ کی طرف، یعنی نکاح کرنے کے بعد تم تمکے ماندے کہیں سے گھر میں آؤ گے تو اُن کے پاس آرام پاؤ گے (۴) گھر کی تدبیر اور اس کی آسائش سے فرصت حاصل ہوتی ہے صالح عورت کا گھر میں ہونا اللہ کی نعمت ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے أَمْرٌ أَكْثَرُ الصَّالِحَةِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ رَجُلٍ غَيْرِ عَمِلٍ صَالِحٍ ایک صالح عورت ہزار مرد غیر صالح سے بہتر ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ بَعْدَ إِيْمَانٍ بِاللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَمْرٍ أَكْثَرُ صَالِحَةٍ رَإِيْمَانِ کے بعد اللہ نے صالح عورت سے زائد بہتر کوئی چیز نہیں عطا کی، (۵) نکاح مجاہدۃ نفس ہے کیونکہ اس کے بعد حقوق کا لحاظ اور بد خوئی پر صبر اور اصلاح میں کوشش اور عدل بین الزواج لازمی ہے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے يَوْمٌ مِنْ ذَالِ عَادِلٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةٍ سَبْعِينَ سَنَةً رَوَالِي عَادِلٍ کا ایک دن شتر برس کی عبادت سے افضل ہے، اور فرمایا ہے كُلُّكُمْ سَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِمْ رَکَلِ تمہارے چرواہے ہیں اور کل تمہارے سوال کیے گئے ہیں اپنی رعیت سے، اور فرماتا ہے مَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ فَهُوَ صَدَقَةٌ ذَاتَ الرَّجُلِ فِي نَفَقَةِ امْرَأَتِهِ يُدَارِكُ دَرَجَةَ الْغَازِي رَحْمَتِہم اپنے اہل پر خرچ کرو گے وہ ثواب میں مثل صدقہ کے ہے اور نفقہ دینے والا مرد غازی کا ثواب پائے گا اور فرمایا ہے إِنْ اللَّهُ يُحِبُّ الْفَقِيرَ الْمُتَعَفِّفَ ذَالْعِيَالِ بیشک اللہ فقیر عیالدار پارسا کو دوست رکھتا ہے، حضرت بشر حافی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھ پر جنید بغدادی رحمہ اللہ کو فضیلت حاصل ہے اس لیے کہ میں صرف اپنے نفس کیلئے



مجاہدہ کرتا ہوں اور وہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے طلبِ اکلِ حلال میں مجاہدہ کرتے  
 (۶) نکاح سے قرابت بڑھتی ہے اور محبت کی نسبت غالب ہوتی ہے۔ اسی لیے حدیث  
 میں روئے کہ نکاح اچھے گھرانے میں کیا کرو تا کہ اچھا پانی اچھی زمین میں جائے اور اولاد  
 صالح پیدا ہو (۷) نکاح سے غنا حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اوپر اِنْ تَكُونُوا فَقْرًا مِنْ بِلَانِ  
 ہو چکا ہے۔ نکاح میں تین آفتیں بھی ہیں (۱) زمانہ موجود میں حلال روزی میسر نہیں آتی ہے  
 (۲) ادائے حقوق فی زمانہ پورے طور سے نہیں ہوتا بلکہ معاش کی وجہ سے یا دِ الہی سے  
 غفلت ہوتی ہے واضح ہو کہ نکاح سے پہلے عورت کو دیکھ لینا جائز ہے اور بعض کے نزدیک  
 سنت ہے۔ شوال میں نکاح کرنا مستحب ہے نکاح کرتے وقت اقامت دین کا خیال  
 رکھے نہ حظِ نفس کا حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَنْكِحُوا الْمُرَاةَ بِسَبَبِ  
 جَمَالِهَا وَحَسَبِهَا وَدُنْيَاهَا فَعَلَيْكَ نَيْتُ الدِّينِ اور فرمایا ہے اِعْلِنُوا النِّكَاحَ بِالذَّاتِ  
 وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسْجِدِ اَوْ فِي اَعْلَانِ نکاح کرو اور مسجد میں نکاح کرو چھ قسم کی عورتوں سے  
 پرہیز کرنا چاہیے (۱) شداقہ جو بات کرنے میں ہونٹ چہاٹے اور آواز دینا سے (۲) اناہ  
 جو ہمیشہ اپنے کو بیمار بناتے رکھے (۳) منانہ جو شوہر پر احسان جتا سے (۴) صداقہ جو بات کرنے  
 میں آنکھیں مٹکائے ابرو سے اشارہ کرے (۵) براقہ جو ہمیشہ برق سے اگر شوہر ایک کمرے  
 تو وہ شتر سنا سے (۶) حنانہ جو شوہر اول سے اولاد رکھتی ہو۔ یہ بھی جان لینا چاہیے کہ خوب رو  
 نیک خوش سیاہ حدقہ دراز موبزرگ چشم سفید پوست عورت شوہر کی دوست دار ہوتی ہے۔  
 حورانِ جنت کی اللہ نے انہیں اوصاف سے تعریف کی ہے۔ اور مہر کم باندھنا بہتر ہے۔ مگر  
 دس درم شرعی سے کم نہ کرے۔ ایسی عورت سے نکاح کرنا بہتر ہے جو اپنے سے چھارم  
 حصہ عمر میں کم بڑھی ہو اور کمینتی عورت سے نکاح نہ کرنا چاہیے۔ مرد کو نکاح کرنے کے بعد  
 آدابِ نکاح بجالانا چاہیے (۱) زوجہ کو اپنے گھر میں لانا (۲) زوجہ کی پیشانی کے بالوں پر ہاتھ  
 رکھ کر یہ دعا پڑھنا اَللّٰهُمَّ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مِنِّي وَمِنْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَ  
 اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا (۳) شکرانہ ادا کرنا (۴) پہلی ہی شب میں مباشرت کرنا بشرطیکہ کوئی  
 مانع نہ ہو (۵) دعوتِ ولیمہ کرنا (۶) زوجہ سے خوش خوئی کرنا (۷) زوجہ کے ساتھ خوش طبعی



اور ملاعبت کرنا (۹) زوجہ کو گستاخ نہ بنانا (۱۰) زوجہ کو نصیحت کرنا غیرت دلانا (۱۱) کھانے پینے کی تکلیف نہ دینا (۱۲) زوجہ کو مسائل حیض و نفاس غسل نماز روزہ اور عقائد اسلام سکھانا (۱۳) اگر کئی بیبیاں ہوں تو عدل بین الزواج کرنا (۱۴) آپس کی شکر رنجی کو دفع کرنا (۱۵) آداب مباشرت کی محافطت کرتا۔ بہتر یہ ہے کہ اللہ کے نام سے ابتداء کرے اور قل ہو اللہ احد پڑھے اور تکبیر و تہلیل کہے اور پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا ذُرِّیَّةً حَسْبَةً اِنْ کُنْتَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یَخْرُجَ مِنْ صَلَیِّیْ اور قریب انزال دل میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا پڑھے۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے مباشرت نہ کرے اور ستر پر نظر نہ ڈالے بہتر ہے کہ چادر اپنے اہل پر ڈال لے بر منہ مثل چار پاؤں کے مباشرت نہ کرے مباشرت سے پہلے ملاعبت کرے اور کنار میں لے کر بوسہ دے بہتر طریقہ مباشرت کا یہ ہے کہ عورت نیچے اور مرد اوپر ہو۔ اس کے علاوہ شکلوں میں طبعاً ضرر ہے۔ بعض علماء کے نزدیک شب جمعہ کو مباشرت کرنا مستحب ہے۔ وطی کے بعد عزل نہ کرے کیونکہ عزل بعض علماء کے نزدیک حرام اور بعض کے نزدیک جائز ہے اور بعض نے رضائے زوجہ پر موقوف رکھا ہے۔ حالت جنابت میں اگر کھانا پینا چاہے تو ہاتھ منہ دھوئے غرغہ کرے پھر کھائے بہتر ہے کہ وضو کر لے اور جماع کے بعد چھو بارے یا شہد کھانا مستحب ہے جب تک عورت کو انزال نہ ہو مجدا نہ ہو دوسری عورت کو لازم ہے کہ جماع کے بعد فتور می دیر چیت لیٹی رہے تاکہ نطفہ رحم میں قرار پکڑ لے۔ عورت اور مرد دونوں کو اپنا بدن صاف کرنے کے لیے علیحدہ علیحدہ کپڑے رکھنا چاہیئے۔ بہتر یہ ہے کہ آخر شب میں مباشرت کرے اور اول شب میں بھی درست ہے حالت جنابت میں سر کے بال اور ہاتھ پاؤں کے ناخن نہ کٹوائے (۱۶) جماع کے بعد اچھی طرح غسل کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا اگر تم جنب ہو تو غسل کرو اور غسل کا ثواب بے حد ہے اور حالت غسل میں کسی سے بات کرنا مکروہ ہے (۱۷) جب عورت حاملہ ہو تو اس کو غذائے لطیف کھائے اور خندہ پیشانی سے کلام کرے (۱۸) حالت حمل میں عورت کو اللہ کا شکر کرنا چاہیئے کہ اُس نے اس کو عقیمہ نہیں بنایا (۱۹) لڑکا پیدا ہو تو بے حد خوش ہو اور لڑکی پیدا ہو تو ناراض نہ ہو (۲۰) طلاق الیغض المباحات ہے مرد کو لازم ہے کہ جب تک دینی



یا دُنْیوی نقصان نہ دیکھے طلاق نہ دے اور عورت کو بھی چاہیے کہ طلاق کی طالب نہ ہو حدیث میں ہے اَیُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِنْ غَيْرِ عُدْرٍ لَمْ تَرْحَمْ رَائِحَةُ الْجَنَّةِ (جو عورت بغیر عذر کے اپنے شوہر سے طلاق طلب کرے گی وہ جنت کی بو نہ سونگھے گی) اب حقوق زوجین کا بیان ہوتا ہے۔ جاننا چاہیے زوجہ اپنے زوج کے لیے مثل کینز کے ہے۔ اُس پر زوج کی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَیُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاحِنٌ دَخَلَتْ الْجَنَّةَ (جو عورت مر جائے اور اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو جنت میں داخل ہوگی) اور فرمایا ہے کُوْصِلَتْ امْرَأَةٌ خَمْسًا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَطَاعَتْ زَوْجَهَا دَخَلَتْ جَنَّةَ رَبِّهَا (اگر عورت پنج وقتہ نماز اور رمضان کے روزے رکھتی رہے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت اور شوہر کی اطاعت کرتی رہے تو اپنے رب کے پاس جنت میں داخل ہوگی) زوجہ پر زوج کے اکیس حق (حق ہیں ۱) مرد کی خواہش پوری کرے (۲) اپنے آپ کو زوج کی خوشنودی کے لیے آراستہ رکھے (۳) زوج کے گھر سے بغیر اجازت زوج کے کوئی چیز کسی کو نہ دے (۴) نقل کا روزہ بغیر زوج کی اجازت کے نہ رکھے (۵) بغیر زوج کی اجازت کے گھر سے باہر نہ نکلے۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو عورت بغیر شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر نکلتی ہے تو جب تک وہ گھر میں واپس نہیں آتی فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور فرمایا ہے کُوْا مَرَاتُ أَحَدًا أَنْ تَسْجُدَ لِأَحَدٍ لِغَيْرِ اللَّهِ لَا مَرَاتُ أَنْ تَسْجُدَ الْمَرْأَةُ لِزَوْجِهَا مِنْ عَظِيمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا (اگر میں کسی کو سوا اللہ کے کسی کا سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو ہر آیتہ میں حکم کرتا زوجہ کو کہ اپنے زوج کو سجدہ کرے اس کے شرف و عظمت کی وجہ سے جو اس پر ہے) (۶) زوج کی غیبت نہ کرے اور اس کا غیب ظاہر نہ کرے (۷) اپنے کو نا محرم کی نظر سے بچائے (۸) شوہر کی آبروریزی اور پردہ دہری نہ کرے (۹) شوہر کے مال کی حفاظت کرے (۱۰) عورت کو چاہیے کہ اپنے گھر میں بیٹھی رہے شوہر کے دوستوں سے آشنائی نہ کرے (۱۱) زوج کی اولاد پر جو زوجہ اولیٰ سے ہوشیاری کرے (۱۲) اپنے حسن کی وجہ سے زوج پر فخر نہ کرے اور اور اُس کی بد صورتی کی وجہ سے اُسے حقیر نہ جھائے (۱۳) محتاج شوہر کو حقارت سے نہ دیکھے



(۱۴) اس کے اختیار سے باہر فرمائش نہ کرے حدیث میں ہے لَا تُؤْذِيْ اِمْرَاْتُكَ نَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا اِنَّكَ قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحَوْرِ الْعَيْنِ لَا تُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكَ رَجُلٌ يُّوشِكُ يَفَارِقُكَ اِلَيْنَا رَئِيْسُ اِيْذَا دَبَّتِيْ كُوْنِيْ زَوْجَهُ اِسْمُ زَوْجِ كُو دُنْيَا مِيں مگر کہتی ہے زوجہ اس کی جو حینت میں ہے حور عین سے کہ اسے عورت تو اس کو تکلیف نہ دے تجھ پر اللہ کی پھٹکار ہے بیشک وہ مرد آج تیرے پاس مہمان ہے غنقریب ہمارے پاس آیا چاہتا ہے (۱۵) بیماری میں پورے طور سے زوج کی تیمارداری کرے۔ (۱۶) اگر زوج فقیر ہو تو زوجہ کو لازم ہے کہ سداقی پسائی وغیرہ کر کے اس کو بھی کھلائے (۱۷) اوقات عبادت میں زوج کی مدد کرے (۱۸) زوجہ کو گھر کا کام بھی کرنا چاہیئے اور چکی پیسا سنت ہے (۱۹) زوج کو خیر سے یاد کرے (۲۰) زوج کیلئے دعا کرے (۲۱) شوہر کے مرنے کے بعد چار مہینے دس دن سوگ کرے اس مدت میں عطر نہ لگاتے سنگار کرے۔ زوج پر بھی زوجہ کے اکیس حقوق ہیں (۱) مہر ادا کرے (۲) بقدر وسعت نفقہ دے (۳) موافق موسم کپڑا پہناوے (۴) تیسرے دن صحبت کرے اور چار دن سے زائد وقفہ نہ دے (۵) ضروریات روزمرہ کا سامان مہیا کر دے (۶) اگر خود عطر وغیرہ کا شوق ہو تو زوجہ کے لیے بھی اس کا سامان درست کر دے (۷) علیحدہ مکان بنے کو دے (۸) اگر ہو تو زوجہ کے لیے بھی خادوم یا باندی مقرر کرے (۹) زوجہ کو نماز روزہ حج زکوٰۃ حیض نفاس وغیرہ کے مسائل ضروری سکھاوے اگر خود نہ جانتا ہو تو دوسرے سے پوچھ کر بتا دے (۱۰) زوجہ کو بلا ضرورت شرعی رنجیدہ نہ کرے (۱۱) ترشش رونی سے پیش نہ آئے (۱۲) محبت سے باتیں کرے (۱۳) اگر قدرت ہو تو زوجہ کو زیور پہنائے (۱۴) زوجہ کے سامنے ان عورتوں کا ذکر نہ کرے جنہیں اس کی زوجہ سے زائد جہیز ملا ہو (۱۵) اگر ایک زوجہ مالدار اور ایک غریب رکھتا ہو تو غریب کی اہانت نہ کرے (۱۶) زوجہ کے قرابتداروں سے وہی برتاؤ کرے جو اپنے قرابت داروں سے کرتا ہے (۱۷) گالی نہ دے (۱۸) زوجہ کو رشک نہ دلائے یعنی اُس کے سامنے لونڈی پر ہاتھ نہ ڈالے (۱۹) زوجہ پر خرچ کر کے احسان نہ جتائے۔ (۲۰) سفر سے زوجہ کے لیے تحفہ لائے (۲۱) زوجہ کے مرنے کے بعد اُس کے اعزہ کی مدارات اور حقوق کی رعایت کرے \*



المجلس الثامن والثلاثون<sup>۳۸</sup>

## فی فضیلة السناوت

## سناوت کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ السَّخِيُّ قَرِیْبٌ مِنَ اللّٰهِ وَبَعِیْدٌ مِنَ النَّاسِ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والتنا نے فرمایا ہے کہ سخی اللہ سے قریب اور دوزخ سے دور ہے (جاننا چاہیے کہ سناوت انبیاء کی عادت اور دوزخ سے نجات کا باعث ہے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا ہے خَصْلَتَانِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ السَّخَاءُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَخَصْلَتَيْنِ اللّٰهُ كُودٌ لِّهِنَّ ہیں (۱) سناوت (۲) خوش خلقی۔ اور فرمایا ہے السَّخَاءُ أَصْلُ الْإِيْمَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَعِزَّتِي وَجَلَدَلِي لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا سَخِيٌّ سناوت ایمان کی جڑ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میری عزت اور جلال کی قسم کہ نہ داخل ہوگا جنت میں مگر سخی (اور فرمایا ہے) سخی اللہ کا دوست ہے اگرچہ فاسق ہو (اور فرمایا ہے) میری امت فقط نماز روزے ہی سے جنت میں نہ جائے گی بلکہ اکثر امت سناوت کی برکت سے جنت میں داخل ہوگی۔ اور فرمایا ہے اللہ کے نزدیک جاہل سخی عالم نجیل سے بہتر ہے اور فرمایا ہے سخی خدا کا بھی دوست ہے اور میرا بھی۔ اور فرمایا ہے جس نے سناوت اختیار کی نجات پائی اور فرمایا ہے اللہ سخی ہے اور سخی کو دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے سخی کی عمر کا ایک برس نجیل کی عمر کے سو برس سے بہتر ہے۔ اور فرمایا ہے سخی سے دشمنی رکھنا خدا سے دشمنی رکھنا ہے نقل کیا ہے کہ ایک بار حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہم حج کو جا رہے تھے راہ میں جھوک و پیاس



غالب ہوتی سب نے ایک بڑھیا کے مکان پر جا کر پانی مانگا اُس کے پاس ایک بکری تھی اس کا دودھ دودھ کر ان سب کو پلایا۔ انہوں نے پوچھا تیرے پاس کچھ کھانا ہے اس نے کہا یہ بکری ذبح کر کے آپ لوگ کھالیں انہوں نے اس کو ذبح کیا اور گوشت بیون کر کھایا اور حج کو روانہ ہوئے اور حج سے فارغ ہو کر مدینہ میں واپس آئے۔ اس عرصہ میں وہ بڑھیا مع اپنے شوہر کے فقیر ہو کر مدینہ منورہ میں آکر سکونت پذیر ہوئی تھی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اُسے راہ میں دیکھ کر پہچانا اور ایک ہزار بکریاں اُسے خرید دیں۔ پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جب اس بڑھیا کا حال معلوم ہوا تو آپ نے بھی ایک ہزار بکریاں اس کو دیں۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اُس کے حال سے واقف ہوئے تو انہوں نے دو ہزار بکریاں اور دس ہزار دینار دیئے۔ دیکھو اللہ نے ایک بکری کے عوض میں دنیا ہی میں اس کو چار ہزار بکریاں اور دس ہزار دینار دلا دیئے۔ عقیقی میں جو کچھ اُسے دے گا اس کو سوا اُس کے کون جان سکتا ہے۔ نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال شروع کیا آپ نے فوراً اس کا سوال پورا کر دیا لوگوں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ آپ نے اس کا پورا حال تو سُن لیا ہوتا آپ نے فرمایا مجھے خوف ہوا کہ اس کے دیر تک کھڑے رہنے سے مجھے غور نہ پیدا ہو جائے۔ نقل کیا ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا دنیا میں تیرا زاد دوست اور زاد دشمن کون ہے۔ اُس نے کہا مومن بخیل میرا دوست اور کافر سخی دشمن ہے۔ نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے ایک صاحب قبر پر عذاب ہوتے دیکھ کر قَحْمَ بِاِذْنِ اللّٰہ فرمایا وہ زندہ ہو گیا آپ نے اُس سے پوچھا تیری کتنی عمر ہوتی اُس نے کہا چار سو برس پھر آپ نے پوچھا تو مسلمان ہے یا کافر اُس نے کہا کافر لیکن امیدوار ہوں کہ آپ دُعا فرمائیں تاکہ میں مسلمان ہو جاؤں آپ نے دُعا کی وہ مسلمان ہو گیا اور چار ہزار برس اور زندہ رہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ اس کافر کو تو نے یہ رتبہ کیوں دیا۔ ارشاد ہوا کہ سخاوت کی وجہ سے اِنِّیْ کَا اُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا میں نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہوں، نقل کیا ہے کہ ایک بار جہاد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک کافر



نے تلوار مانگی آپ نے فوراً دے دی اس نے کہا آپ بڑے دلیر اور سخی ہیں آپ نے فرمایا جب تو نے مانگنے کو ہاتھ پھیلا یا تو میں کیوں بخیلی کرتا وہ کافر فوراً مسلمان ہو گیا۔

تقل کیا ہے کہ حضرت ابوالحسن حرثانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے سات آدمیوں کی آوازیں عرش تک پہنچ جاتی ہیں (۱) سخی (۲) غازی (۳) اندوگین (۴) بیوہ (۵) پرہیزگار (۶) ستم سید (۷) یتیم اور حدیث میں ہے کہ ان کی فریاد کرنے سے پہلے ان کی حاجت رفع کر دو۔

مترجم کہتا ہے اس مجلس میں گو سخاوت کے بہت قصے درج ہیں مگر میں نے ان میں سے اکثر قصص کو ترک کر دیا ہے اور ان کے عوض میں ایسے قصے جن کے دیکھنے سے طبیعت سخاوت پر مائل ہو درج کرتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَتَتْ نَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

یعنی غازی اور مجاہد اور غریب اور مساکین کو دیتے ہیں، مثل اس کے ہے جیسے ایک دانے سے سات بالیاں اگتی ہیں اور ہریالی سے سو سودا نے حاصل ہوتے ہیں پس گویا ایک دانے سے سات سودا نے حاصل ہوتے ہیں اور اللہ زیادہ کرتا ہے اس سے بھی جس کے لیے چاہتا ہے موافق اس کی نیت کے اور اللہ بہت کثرت بخش والا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنی عنایت کا اظہار فرماتا ہے اور خیرات کرنے والوں کو خیرات کرنے کی رغبت دلاتا ہے کیونکہ جب خیرات کرنے والا دیکھے کہ اس کے بدلے اتنا کثیر ثواب ملتا ہے تو ضرور ہے کہ ہمہ تن خیرات کرتے میں مشغول ہو گا۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ کانپنے لگی اللہ نے پہاڑوں کو پیدا کر کے زمین پر قائم کیا۔ زمین کا کانپنا موقوف ہو گیا فرشتوں نے پوچھا اے اللہ کیا تو نے پہاڑ سے زائد بھی کوئی سخت چیز پیدا کی ہے ارشاد ہوا ہاں وہ لوہا ہے۔ پھر فرشتوں نے پوچھا کیا لوہے سے زائد بھی سخت چیز پیدا کی ہے ارشاد ہوا ہاں وہ آگ ہے۔ پھر فرشتوں نے پوچھا کیا آگ سے زائد بھی سخت چیز پیدا کی ہے حکم ہوا ہاں وہ ہوا ہے۔ پھر فرشتوں نے پوچھا کیا ہوا سے زائد بھی سخت چیز پیدا کی ہے ارشاد ہوا ہاں وہ بنی آدم ہیں ایسے کہ وہ



اپنے دانے ہاتھ سے اس طرح صدقہ کرتے ہیں کہ ان کے ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوتی اور آپ نے فرمایا ہے جب صدقہ دینے والا صدقہ دیتا ہے تو اس کا ہاتھ اس سے پانچ باتیں کہتا ہے (۱) میں چھوٹا تھا تو نے مجھے بڑا کر دیا تھا (۲) پہلے تو میرا نگہبان تھا اب میں تیرا نگہبان ہو گیا (۳) پہلے میں تیرا دشمن تھا اب تو نے مجھے دوست بنا لیا (۴) پہلے میں فانی تھا اب تو نے مجھے یاقی کر دیا (۵) پہلے میں تھوڑا تھا اب تو نے مجھے بہت کر دیا۔ اور فرمایا ہے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو بھوک بھر کھانا کھلائے اور پیاس بھر پانی پلائے اللہ اس کو دوزخ سے دور کر دیتا ہے۔ دوزخ کہتی ہے اے اللہ مجھے سجدۂ شکر کرنے کی اجازت دے کیونکہ مجھے اُمت محمدی کے صدقے کرنے والے پر عذاب کرتے ہوئے شرم آتی تھی اور تو نے اُسے مجھ سے آزاد کر دیا۔ ایک بار بنی اسرائیل میں قحط پڑا اس زمانہ میں ایک عورت کے پاس ایک لقمہ تھا اُس نے اُس کے کھاتے کا قصد کیا کہ فقیر نے سوال کیا اُس عورت نے وہ لقمہ اُسے دے دیا۔ پھر وہ عورت اپنے چھوٹے بچے کو لے کر جنگل میں لکڑیاں کاٹنے گئی اور بچے کو ایک جگہ بٹھا کر لکڑیاں کاٹنے میں مشغول تھی کہ بھیڑیا اس کے بچے کو اٹھا کر بھاگا یہ غل مچاتی اُس کے پیچھے دوڑی اللہ نے حضرت جبریلؑ کو بھیجا انہوں نے بھیڑیے کے منہ سے اس بچے کو چھڑا کر اس عورت کے حوالہ کر دیا اور کہا تو نے اپنے منہ کا لقمہ اللہ کی راہ میں دیا تھا اس کے صلے میں اللہ نے بھیڑیے کے منہ کا لقمہ لے کر تجھے دلا دیا۔ ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں آکر ایک چیل نے شکایت کی کہ میں قلاں شخص کے درخت پر بچے دیتی ہوں اور وہ میرے بچے اٹھا لے جاتا ہے آپ نے اس درخت کے مالک کو بلا کر منع کیا اور دو جنوں سے فرمایا کہ سال میں جب یہ چیل بچے دے اور یہ شخص اٹھا لے جاوے تو تم اُس شخص کے دو ٹکڑے کر کے ایک مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف پھینک دینا۔ جب دوسرا سال آیا تو مالک درخت ممانعت کو بھول گیا اور درخت پر چڑھ کر بچے نکال لایا اور اس سال میں اُس نے ایک لقمہ اللہ کی راہ میں دیا تھا۔ چیل نے آکر پھر شکایت کی آپ نے اُن دونوں جنوں کو بلا کر سخت گرفت کی۔ انہوں نے کہا ہم نے حکم بجالانے کا ارادہ کیا مگر چونکہ اُس نے اللہ کی راہ میں ایک لقمہ



دیا تھا اس کے صلہ میں اللہ نے اس کی نگہبانی کے لیے دو فرشتے بھیج دیئے انہوں نے  
 ہم دونوں کو پکڑ کر ایک کو مشرق کی طرف اور دوسرے کو مغرب کی طرف پھینک دیا۔  
 اقم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت جس کا دامہا ہاتھ سوکھا  
 ہوا تھا خدمت نبوی میں حاضر ہوئی اور دعا کی طالب ہوئی۔ آپ نے اُس سے ہاتھ سوکھ  
 جانے کا سبب پوچھا اُس نے کہا میں نے قیامت کو خواب میں دیکھا اور دیکھا کہ میری ماں  
 دوزخ میں ہے اور اس کے ایک ہاتھ چھوٹا سا چہرہ بی کا ٹکڑا اور دوسرے میں کپڑے کا  
 ٹکڑا ہے اور ان سے وہ اپنی جان بچا رہی ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ تو نے دنیا میں  
 نیک عمل کیے تھے آج عذاب میں کیوں مبتلا ہے اُس نے کہا میں بخیل تھی یہ اُسی کی سزا  
 ہے اور تمام عمر میں سوا ان دو چیزوں کے جو میرے ہاتھ میں ہیں میں نے کوئی چیز اللہ کی  
 راہ میں نہیں دی تھی آج انہیں کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہے میں نے پوچھا میرا  
 باپ کہاں ہے اس نے کہا وہ سخی تھا جنت میں ہے میں آتی دیکھا کہ وہ حوض کوثر کے  
 قریب کھڑا ہوا لوگوں کو پانی پلا رہا ہے۔ میں نے کہا میری ماں دوزخ کے عذاب میں مبتلا  
 اور پیاس سے بے تاب ہے تھوڑا پانی دے کہ میں اُسے پلاؤں اُس نے کہا اللہ نے  
 اپنے حبیب کے حوض کا پانی بخیلوں پر حرام کیا ہے میں نے بغیر اُس کی اجازت کے  
 وہاں سے ایک پیالہ پانی لیا اور دوزخ میں آکر اپنی ماں کو پلا دیا۔ ندا سے غیبی سُنی  
 اللہ تبارک و تعالیٰ کہ جس سے تو نے حوض کوثر کا پانی بخیل کو پلایا ہے۔ بیدار  
 ہو کر میں نے اپنے ہاتھ کو خشک پایا آپ نے اس کے ہاتھ پر اپنا عصا رکھ کر دعا فرمائی  
 اس کا ہاتھ اچھا ہو گیا اور فرمایا سنی دت بہشت میں ایک درخت ہے اس کی ٹہنیاں  
 دنیا میں لٹکتی ہیں جس نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ لی وہ درخت اس کو اپنی طرف کھینچتا  
 ہے اور بخل دوزخ میں ایک درخت ہے جس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکتی ہیں جس نے اس  
 کی ایک ٹہنی پکڑ لی وہ درخت اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔

صدقہ دہ ہر بادادو ہر پکاہ      تاہلا ہاز تو گرواند اللہ  
 آنکہ نیکی میکند در حق تاس      بہترین مردماں اورا شناس



ایک بار بنی اسرائیل میں قحط پڑا ایک فقیر نے ایک امیر کے دروازے پر روٹی کے ٹکڑے کا سوال کیا اس امیر کی لڑکی نے تازی روٹی فقیر کو دی وہ بخیل تھا جب اُسے یہ حال معلوم ہوا تو غصہ میں آکر لڑکی کا ہاتھ کاٹ ڈالا کچھ دنوں میں وہ امیر محتاج ہو کر محتاجی کی حالت میں مر گیا۔ اس کی لڑکی بھیک مانگنے لگی۔ ایک دن کسی امیر کے دروازہ پر جا کر اُس نے سوال کیا اس امیر نے اس کا حسن و جمال دیکھ کر اپنے لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیا۔ جب یہ لڑکی رات کو اپنے شوہر کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھی تو اُس نے یا یاں ہاتھ بڑھایا شوہر نے کہا سچ کہا ہے کہ فقیر بے ادب ہوتے ہیں یہ لڑکی چپ ہو گئی اور خیال کیا اگر کہہ دوں کہ میرا داہنا ہاتھ کٹا ہوا ہے تو شوہر کو مجھ سے نفرت ہو جائے گی اسی فکر میں تھی کہ اُس نے ندائے غیبی سنی تو نے داہنے ہاتھ سے ہماری راہ میں روٹی خیرات کی تھی ہم نے اُسی کے عوض میں تیرا داہنا ہاتھ درست کر دیا اُس نے باہر نکالا تو بالکل درست تھا اور اسی ہاتھ سے کھانا کھایا ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنَ یَّشَآءُ اَتَمَّہِی۔



## المجلس التاسع والثلاثون

## فی فضیلتِ اِیْتِہَارِ

## خیرات کی فضیلت کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ قُوَّةٌ يَوْمِرَءَ أَنْفَقَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَأْخُذُ مَدَى مِنَ السَّمَاءِ يَا وَلِيَّ اللَّهِ اسْتَنْفَيْتَ الْعَمَلَ فَقَدْ غُفِرَتْ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ - حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات واز کی التحیات نے فرمایا ہے جس کے پاس ایک ہی دن کا کھانا ہو اور وہ اللہ کی راہ پر محتاج کو دیدے تو فرشتہ آسمان سے ندا کرتا ہے اے اللہ کے ولی از سر نو عمل کر کیونکہ تیرے پچھلے گناہ سب بخش دیئے گئے ( واضح ہو کہ اعلیٰ مرتبہ سخاوت کو ایتھار کہتے ہیں ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ حاجتمند کو دینا ایتھار اور بلا احتیاج بخش دینے کو سخاوت کہتے ہیں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے ایتھار یعنی خیرات کی دوزخ کی آگ سے نجات پائی اور فرمایا ہے جو شخص ایک دانہ خیرات کرتا ہے اللہ اس کو ایک محل جنت میں دیتا ہے جس کا طول چھ مہینے کی راہ اور عرض چار مہینے کی راہ کے بقدر ہوتا ہے اور فرمایا ہے جو شخص اپنی ضرورت کی چیز سائل کو دیدے اللہ اس کو بخش دیتا ہے - نقل کیا ہے کہ ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کھٹکا ہوا کہ کفار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مار ڈالیں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی جگہ پر سو رہے تاکہ اگر کفار حضرت کو ایذا دینے کا

۱۰ ایتھار کے معنی ایک چیز کو دوسرے پر ترجیح دینے کے ہیں



ارادہ کریں تو پہلے میں خدا ہو جاؤں آپ کے اس ایشار کی وجہ سے اللہ نے حضرت  
جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام کو آپ کی حفاظت کے لیے بھیج دیا اور کفار کی ایذا رسانی  
سے محفوظ رکھا اور یہ آیت آپ کی شان میں نازل فرمائی وَمِنَ النَّاسِ مَن يُشْرِي  
نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ رَٰعِي لِبَعْضِ أُمُوهُ هِيَ جِوَالِدُكَ خُوشِی کے لیے اپنی جانیں  
بیچ ڈالتے ہیں، نقل کیا ہے کہ ایک بار تین دن برابر ایسا ہوا کہ جب حضرت علی کرم  
اللہ وجہہ مع حضرات حسنین وفاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم کھانا کھانے بیٹھے سائل نے سوال  
کیا پہلے دن مسکین آیا دوسرے دن یتیم تیسرے دن اسیر آپ نے تمام کھانا ہر روز  
سائل کو دے دیا اور تینوں دن متواتر سب نے قلعے کیے یہ آیت نازل ہوئی -  
وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا وہ ایسے ہیں کہ باوجود اپنی  
احتیاج کے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں  
کیا بلکہ فرمایا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا سوا  
اس کے نہیں ہے کہ ہم اللہ کے لیے کھانا کھلاتے ہیں اور جزا اور شکر کے طالب نہیں  
تم سے، چونکہ تین دن برابر کھانا کھلایا اس لیے اللہ نے تین جزائیں دیں اور فرمایا  
فَوَقَّاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا  
جَنَّةً وَحَرِيرًا (۱) اللہ نے ان کو قیامت کے شر سے بچا لیا (۲) جس وقت سب لوگ  
پریشان ہوں گے وہ نازگی اور خوشی دیکھیں گے (۳) جزا دے گا ان کو رب ان کا انکے صبر کی  
وجہ سے جنت رہنے کو اور حریر پہننے کو۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
جب بھوکے کے سامنے کھانا آئے اور وہ دو ایک نغمہ کھائے کہ سائل سوال کرے اور  
وہ سب کھانا سائل کو دے کر بھوکا رہے اور صبر کرے تو اللہ فرشتوں سے کہتا ہے دیکھو  
میرا بندہ میرے لیے کھانا لایا ہے تم گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا اور جنت اس پر  
حلال کر دی۔ نقل کیا ہے کہ حالت نزع میں حضرت بشر حافی رحمہ اللہ سے سائل نے  
سوال کیا آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا اپنا پیرا ہن اتار کر دے دیا اور خود عاریۃ دوسرے  
سے کپڑا لے کر پہنا۔ نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا ایک خرافا کے



یاغ میں گزر ہوا وہاں ایک حبشی غلام کو نگہبانی کرتے دیکھا۔ غلام نے روٹی کھانے کو نکالی اتنے میں ایک کتا آیا اس نے ایک روٹی اُسے دیدی وہ اُسے کھا گیا اور سیرتہ ہوا غرض ایک ایک کر کے سب روٹیاں اس غلام نے اُسے دے دیں اور خود کچھ نہ کھایا آپ نے اس سے پوچھا اب تو کیا کھائے گا اس نے کہا صبر کروں گا میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ میں سیر ہو جاؤں اور یہ بھوکا رہے آپ اس سے بہت خوش ہوئے اس کے بعد اس حبشی کو آپ نے خرید کر کے آزاد کیا اور وہ باغ خرید کے اُسی کو دیدیا۔ نقل کیا ہے کہ لوگوں نے حضرت احمد جمال سرخسی رحمہ اللہ سے پوچھا آپ کو یہ رتبہ کیونکر ملا آپ نے فرمایا لفظ ہر ایثار سے ملا ہے کیونکہ ابتدائے عمر سے میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ اپنا حصہ دوسروں کو کھلا پلا دوں۔ متنوحیم کہتا ہے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حج سے فارغ ہونے کے بعد موضع حجر اسمعیل میں سو گیا خواب میں دیکھا کہ حضرت سرور انبیاء علیہ التجیۃ والتثانیۃ فرماتے ہیں جب تم بغداد کے فلاں محلہ میں پہنچنا تو بہرام مجوسی سے میرا سلام پہنچانے کے بعد خبر دینا کہ اللہ تجھ سے راضی ہے میں چونک پڑا اور شیطانی خواب سمجھ کر لا حول پڑھی پھر وضو کر کے طواف کعبہ کیا اور سورہا یہی خواب دیکھا اسی طرح تین مرتبہ میں نے یہ خواب دیکھا پس جب بغداد میں آیا تو اس محلہ میں جا کر بہرام مجوسی کا گھر تلاش کر رہا تھا کہ ایک بڑھا ملا میں نے اس سے پوچھا تو نے کبھی اللہ کے لیے نیک کام بھی کیا ہے اس نے کہا ہاں میں نے بیع سلف جدید لوگوں سے کی ہے اور میں اُسے نیک کام جانتا ہوں میں نے کہا یہ تو شریعت محمدی میں حرام ہے۔ اس کے سوا تو نے اور کیا کیا ہے اس نے کہا میری چار لڑکیاں اور چار لڑکے تھے میں نے آپس میں بھائی بہن کی شادی کر دی میں نے کہا یہ بھی حرام ہے تو نے اور کیا کیا ہے اس نے کہا میں نے لڑکیوں کی شادی کے بعد محوسیوں کی دعوت ولیمہ کی تھی میں نے کہا یہ بھی حرام ہے تو نے اور کیا کیا ہے اس نے کہا میری ایک لڑکی بہت خوبصورت تھی اس کے ساتھ میں نے خود نکاح کر لیا میں نے کہا یہ بھی حرام ہے تو نے اور کیا کیا ہے اس نے کہا میں شب زفاف میں اپنی لڑکی کے پاس تھا ایک مسلمان عورت آئی اور میرے چراغ سے چراغ جلا کر چلی اور پھر چراغ بجھا دیا پھر آئی اور چراغ



جلد کر چلی پھر بچھا دیا۔ میں سمجھا کہ یہ چوروں کی جاسوس ہے اس کے پیچھے ہو لیا جب وہ اپنے گھر پہنچی اس کی لڑکیوں نے دیکھ کر اس سے پوچھا اے اماں کیا ہمارے لیے کچھ لاتی ہو اب تو ہم میں صبر کی بھی طاقت نہیں رہی اس عورت نے رو کر کہا مجھے اللہ کے سوا کسی سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے اور جس کے یہاں میں گئی تھی وہ مجوسی ہے اور مجوسی اللہ کا دشمن ہوتا ہے اس سے سوال کرتے ہوئے مجھے شرم آتی میں یہ باتیں سن کر گھر آیا اور ایک طباق میں ہر قسم کی چیزیں بھر کر اُسے دے آیا وہ خوش ہو گئی۔ میں نے کہا وہ یہی نیکی ہے اور تیرے لیے بشارت ہو کہ تجھ سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہے پھر پورا خواب بیان کر دیا۔ اس نے کلمہ پڑھا اور بے ہوش ہو کر گمراہ گرتے ہی مر گیا میں نے اُسے غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھی۔ کعب احبار سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا علیل ہوئیں اور انار کھانے کی خواہش کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ بازار تشریف لے گئے اور دام پاس نہ ہونے کی وجہ سے ایک درم فرض لے کر انار خریدا گھر آ رہے تھے کہ راہ میں ایک بیمار پڑا دیکھ کر اُس سے پوچھا کوئی چیز کھانے کو تیرا دل چاہتا ہے اس نے کہا انار کھانے کو دل چاہتا ہے آپ نے انار اُسے دیدیا۔ بیمار اچھا ہو گیا اور آپ شرمندہ گھر واپس آئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا آپ شرمندہ نہ ہوں میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ جس وقت آپ نے اُس بیمار کو انار کھلایا اسی وقت میرا دل انار سے پھر گیا اور مجھے صحت ہو گئی آپ خوش ہو گئے اتنے میں حضرت سلمان فارسیؓ ایک سینی لیے ہوئے حاضر ہوئے اور کہا اللہ نے یہ ہدیہ اپنے رسول کو بھیجا تھا اور اس کے رسول نے آپ کو بھیجا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کو کھولا تو اس میں نو انار تھے دیکھ کر فرمایا اگر میرے لیے آتے تو اس میں دس انار ہوتے۔ حضرت سلمانؓ ہنسے اور ایک انار اپنی آستین سے نکال کر رکھ دیا اور کہا میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس میں دس انار تھے فقط آپ کے آزمانے کیلئے میں نے ایک انار نکال لیا۔ انتہی۔ اللہ تعالیٰ ایشار کرنے والوں کی تعریف میں فرماتا ہے وَيُثْرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور ایشار کرتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ ان کو خود بھی حاجت ہو۔ اس کی شان نزول میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ آیت



ایک انصاری کی شان میں نازل ہوئی۔ واقعہ اس کا یہ ہے کہ ایک بار ایک مہمان خدمت نبوی میں حاضر ہوا آپ نے لوگوں سے فرمایا کون ہے جو اس مہمان کو لے جاتے ایک انصاری اس مہمان کو اپنے یہاں لے گئے۔ غربت کی وجہ سے کھانا اس کے یہاں کم تھا انہوں نے اپنی بی بی سے کہا جب میں مہمان کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھوں تو تم چراغ بجھا دیتا پھر مہمان کے سامنے کھانا رکھا اور خود بھی بیٹھے ان کی بی بی نے حکم کے موافق چراغ ٹھنڈا کر دیا یہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے تھے اور خالی ہاتھ پھیر کر منہ کے قریب لے جاتے تھے اور منہ چلاتے تھے تاکہ مہمان پیٹ بھر کے کھالے اور اُسے یہ بھی نہ معلوم ہو کہ یہ خود نہیں کھاتے ہیں۔ غرض مہمان نے خوب اسودہ ہو کر کھانا کھایا۔ اس وقت یہ آیت انری۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرما کر کہا لَقَدْ عَجَبَ اللَّهُ مِنْ مُنْعِكُمْ إِلَىٰ ضَيْفِكُمْ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ اس کام سے جو تم نے مہمان کے ساتھ کیا تعجب کرتا ہے، اور بعض کا قول ہے مجروحان جنگ کے لیے ایک انصاری پانی لے کر آئیں اور ایک صحابی نے کہ جانکئی کی حالت میں تھے ان سے پانی مانگا یہ بی بی پانی لے کر ان کی طرف بڑھی تھیں کہ دوسرے زخمی نے پانی مانگا ان پہلے صحابی نے اشارہ کر کے ان بی بی سے کہا کہ پہلے اُسے پلا دو جب یہ بی بی ان کے پاس پہنچیں تیسرے صحابی نے پانی مانگا اور ان دوسرے صحابی نے فرمایا کہ پہلے ان کو پلا دو غرض کہ اسی طرح سات آدمیوں نے پانی مانگا اور کسی نے نہ پیا جب یہ بی بی ساتویں صحابی کے پاس پانی لے کر پہنچیں تو وہ شربت شہادت نوش فرما چکے تھے مجبوراً واپس ہو کر چھٹے کے پاس آئیں وہ بھی جام شہادت سے سیراب ہو چکے تھے۔ غرض کہ سب نے درجہ شہادت حاصل کر لیا اور پانی اسی طرح ان بی بی کے پاس باقی رہا۔ اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اسی طرح اور کئی واقعات مفسرین نے اس کی شان نزول کے لکھے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔



المجلس الأربعون

فِي مَدَامَةِ الْبُحْلِ

سُجھل کی مُد مٹ کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَخِيلُ عَدُوٌّ لِلَّهِ وَإِنْ كَانَ نَاهِدًا رَحِمَتْ أَنْسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعَى مُرَوِّى هُوَ كَرِهَابٌ  
سُرورِ انبیاء علیہ التحیۃ والتثانی فرمایا ہے بخیل خدا کا دشمن ہے اگرچہ زاہد ہو اور فرمایا ہے  
بخیل سے دور ہو کیونکہ تم سے پہلے ایک قوم بخیل کی وجہ سے ہلاک ہو چکی ہے اور فرمایا ہے  
تین چیزیں آدمی کو ہلاک کرتے والی ہیں (۱) بخیل (۲) خواہش نفسانی (۳) تکبر۔ اور فرمایا ہے  
کہ اللہ بخیل کو جنت میں داخل نہ کرے گا۔ نقل کیا ہے کہ ایک بار جناب نبی کریم علیہ  
التحیۃ والتسلیم طواف کعبہ کر رہے تھے دیکھا کہ ایک شخص در کعبہ کی زنجیر پکڑے ہوئے رو  
رہا ہے اور کہتا ہے یا اللہ اس نماز کی برکت سے میرے گناہ بخش دے آپ نے پوچھا تو نے  
کیا گناہ کیا ہے اس نے کہا میرا گناہ بہت بڑا ہے میں مالدار بخیل ہوں جب فقیر کو دیکھتا ہوں  
میرے جسم میں آگ لگ جاتی ہے آپ نے فرمایا پیچھے ہٹ کہیں تیری آگ مجھ کو نہ لگ جائے  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُوقِ شَهْمَ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ وَمَنْ يَبْخُلْ فَإِنَّمَا  
يَبْخُلُ عَنْ نَفْسِهِ رَجُوا بِنَفْسِ الْبَخِيلِ كَمَنْ سَلَطَهُ عَلَى النَّاسِ فَارْتَدَّتْ عَلَيْهِ۔ اور جو بخیل  
کرتا ہے وہ اپنے نفس ہی سے بخیلی کرتا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ دو فرشتے روزِ ندا کرتے ہیں  
کہ الہی جو خرچ کرے اُسے اور دے اور جو جمع کرے اس کا مال ضائع کر اور فرمایا ہے اللہ  
تین آدمیوں کو دشمن رکھتا ہے (۱) بوڑھا زانی (۲) متکبر مالدار (۳) بخیل۔ اور فرمایا ہے



بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہوتے اگر ایمان غالب ہوتا ہے بخل دور ہو جاتا ہے اور اگر بخل غالب ہوتا ہے تو ایمان جاتا رہتا ہے۔ اور فرمایا ہے جو شخص اپنے اوپر بخل کا دروازہ کھولتا ہے اللہ اس پر اپنی رحمت کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور فرمایا ہے آدمی کو بخیل اور بزدل نہ بننا چاہیے۔ صاحب ذخیرہ نے لکھا ہے کہ بخیل کی گواہی غیر معتبر ہے کیونکہ وہ بامروت نہیں ہوتا۔ شعبی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ دوزخ میں زیادہ جلدانے والی دو خصلتیں ہیں بخیلی اور جھوٹ۔ اور لکھا ہے کہ بین آدمیوں کو دنیا دشمن رکھتی ہے (۱) ظالم (۲) بخیل (۳) بہت کھانے والا۔ نقل کیا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے لوگوں نے پوچھا دنیا میں سب سے بُری خصلت کون ہے آپ نے فرمایا (۱) بخل (۲) حسد۔ شرع کی مخالفت کرنے کو بخل کہتے ہیں مثلاً زکوٰۃ اور صدقہ نہ دینا، قربانی نہ کرنا، اہل و عیال اور والدین کو باوجود قدرت نفقہ دینے میں کمی کرنا، ولیمہ عقیقہ، ختنہ وغیرہ میں خرچ نہ کرنا۔ اپنے نوکروں کو بھوکا رکھنا۔ بخیل ضرور دوزخ میں جاسے گا اور جو شخص مہمان کی ضیافت نہ کرے اور سائل کا سوال پورا نہ کرے کتے بلی کو ٹکڑا نہ دے وہ بھی بخیل ہے اور جو شخص ہمسایہ کو بھوکا پائے اور کھانا نہ کھائے وہ بھی بخیل ہے اور جو جمعہ یا عید کو باوجود قدرت نیا کپڑا نہ پہنے وہ بھی بخیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اللہ سے ڈرو اور تمہارا مکان گناہ سے بچو اور احکام الہی کو دل سے سُنو اور فرمانبرداری کرو اور اپنے نفع کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور جو لوگ اپنے نفس کے ساتھ بخیلی کرنے سے باز رہے انہوں نے فلاح پائی (۱) ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ سرِ موحکم شریعت کے خلاف نہ کرے اور کباتر و صغائر دونوں سے بچے اور صرف سُن لینا کافی نہیں ہے بلکہ اس پر عمل بھی کرنا چاہیے حدیث میں ہے طُوبَىٰ لِمَنْ سَمِعَ وَأَطَاعَ رِشَارَتِہِ اس کے لیے جس نے سُننا اور اطاعت کی (۱) اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور مزید رحمت کی وجہ سے یہ بھی بتا دیا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تمہارے ہی نفسوں کے لیے ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے لَقَدْ مَّا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی بھلائی کا بدلہ بھلائی اور بُرائی کا بدلہ بُرائی ہے جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے



حدیث میں ہے مَنْ سَخِيَ نَجِي وَ مَنْ يَخِلْ هَلَكَ رَجَسٌ نے غداوت کی نجات پائی اور جس نے بخل کیا ہلاک ہوا، مترجم کہتا ہے مشکوٰۃ میں ہے کہ قارون سے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زکوٰۃ دینے کو فرمایا پس قارون نے اپنے مال سے مال زکوٰۃ نکال کر ایک جگہ جمع کیا تو وہ مثل ایک ٹیلے کے ہو گیا پس اپنے بخل کی وجہ سے اُس نے زکوٰۃ نہ دی اور بنی اسرائیل سے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارا مال لینا چاہتے ہیں سب نے کہا جو تم کہو ہم اس پر عمل کریں۔ قارون نے کہا فلاں زانیہ کو لے آؤ تاکہ وہ حضرت موسیٰ پر زنا کی تہمت لگاتے لوگ اُسے لے آئے قارون نے اُسے کہا اگر تو موسیٰ پر زنا کی تہمت لگاتے اور اس زنا سے اپنے کو حاملہ بتاتے تو میں تجھے ہزار دینار دوں گا۔ پھر عید کے دن قارون نے لوگوں کو جمع کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعظ کہنے کی درخواست کی۔ آپ نے وعظ کیا اور بیان کیا جو چوری کرے ہم اس کے ہاتھ کاٹیں گے اور جو کوئی کسی کو زنا کی تہمت لگاتے اس کے کوڑے ماریں گے اور جو با عصمت شخص زنا کرے اُسے سنگسار کریں گے۔ قارون نے کہا اگر خود آپ نے ایسا کیا ہو۔ آپ نے فرمایا میرے لیے بھی یہی سزا ہے۔ قارون نے کہا بنی اسرائیل کا گمان ہے کہ آپ نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے آپ نے فرمایا اُسے ہلاؤ جب وہ آتی تو آپ نے اسے اللہ اور تورات کی قسم دے کر کہا کہ سچ کہہ اُس نے کہا آپ اس سے بری ہیں بلکہ قارون نے مجھے ہزار دینار دینے کو کہا تھا اس شرط پر کہ میں آپ پر زنا کی تہمت لگاؤں لیکن میں اللہ سے ڈرتی ہوں کہ اس کے نبی پر زنا کی تہمت لگاؤں حضرت موسیٰ علیہ السلام مسجد میں گر پڑے اور رو کر کہا اے اللہ اگر میں تیرا برحق نبی ہوں تو تو میری فریاد رسی کر۔ وحی نازل ہوئی کہ ہم نے زمین کو تمہارے حکم میں کر دیا۔ آپ نے لوگوں سے کہا جو قارون کے ساتھ ہوں وہ اس کی معیت پر ثابت قدم رہیں اور جو میرے ساتھ ہوں وہ اس سے کنارہ کشی کریں پس دو شخصوں کے سوا سب قارون سے الگ ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے زمین ان کو لیے زمین نے انہیں گھٹنے تک لے لیا پھر آپ نے حکم کیا زمین نے کمر تک لے لیا پھر آپ نے حکم کیا گردن تک زمین میں دھنس گئے۔



اور وہ لوگ برابر گریہ و زاری کرتے تھے مگر شدت غضب کی وجہ سے آپ نے التفات نہ کیا۔ چوتھی مرتبہ آپ کے حکم سے وہ بالکل زمین میں غائب ہو گئے بنی اسرائیل آپس میں کہنے لگے کہ حضرت موسیٰؑ نے قارون کو اس لیے بد دعا دی ہے کہ اس کا مال خود لے لیں جب آپ کو یہ بات معلوم ہوئی دعا کی اس کا مال اسباب سب زمیں میں سما گیا تجسلی کا نتیجہ پایا۔

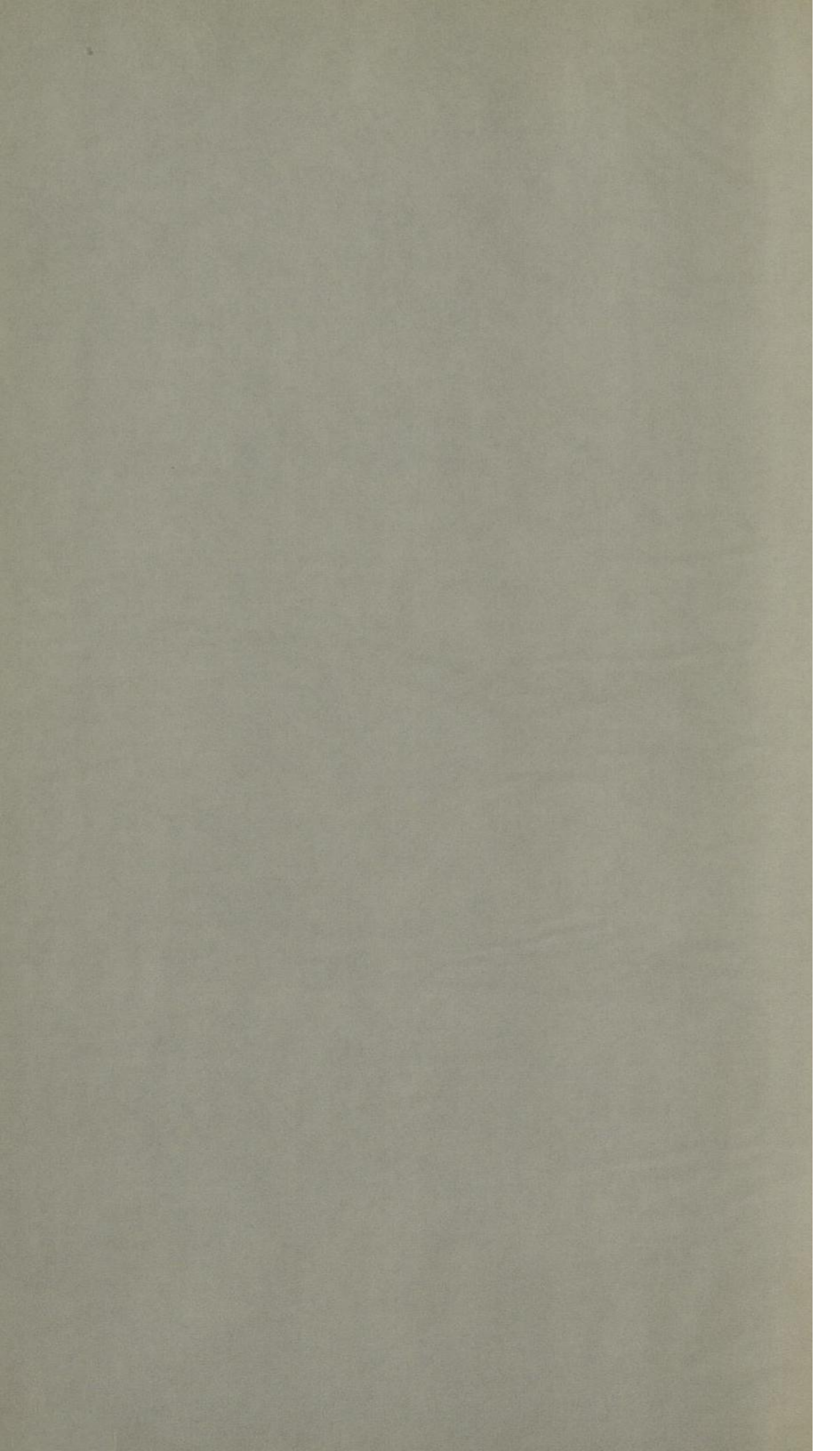
آنکس کہ بدینار درم خیر نیند وخت سر عاقبت اندر سر وینار و درم کرد  
خواہی متمتع شوی از نعمت دنیایا خلق کرم کن چو خدا باتو کرم کرد  
مسلمانوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا آیتھا الذین آمنوا قوا أنفسکم و اہلیکم نارا و قودھا  
الناس و الحججہ اسے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو دوزخ کی آگ سے  
بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہے اسے اللہ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ  
تیری اور تیرے حبیب (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے احکام کی پوری پابندی کریں اور ہمارا خاتمہ  
بخیر کرنا اپنے جوار رحمت میں جگہ دینا۔

بادشاہ حرم مارا در گزار ماگنہ گاریم و تو امر ز گار  
بر در آمد بندہ بگر بخت آبروئے خود ز عصیاں ر بختہ  
مغفرت دارم امید از لطف تو زانکہ خود فرمودہ لا تقنطوا  
چشم دارم از گتہ پاکم کئی پیش ازاں کا ندر لحد خاکم کئی  
اندر اں دم کز بدن جانم بری از جہاں یا نور ایسا نم بری

تَمَّتْ بِالْحَیْرِ

الحمد للہ کہ "جلس الناصحین" ترجمہ "انیس ابراہیم عظیم" (مترجمہ افضل الفضل و اکل الکلام  
مولانا حافظ محمد برکت اللہ لکھنوی فرنگی محلی غفر اللہ القوی) حسب فرمائش ایچ ایم سید  
کمپنی مالکان ایجوکیشنل پریس کراچی زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ اللہ پاک اس  
سعی کو قبول فرمائیں (آمین)







# ہدایۃ ادارہ کی شائع کردہ چند نادر دینی کتب

ترجمان السنہ

کاملے ۲ حصے

تالیف: قطب العارفین مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی

اردو زبان میں ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع اور مستند

ذخیرہ بمعہ ضروری تشریحات و مباحثے۔

جواہر الحکم

کاملے ۳ حصے

تالیف: قطب العارفین مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی

اسلام میں حاکمیت کا تصور اور اسلامی معاشرت کا صحیح

نقشہ قرآن و حدیث کے روشنی میں

صحبتے با اولیاء

ملفوظات: شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہ

اصلاح نفس، فکر آخرت، ایمان و یقین اور تصوف کے

رموز و آداب پر مشتمل نادر مجموعہ

نزہت المجالس

اردو خیراً لمجالس

اور ایمانے افروز نصیحتوں کا مجموعہ۔

تالیف: علامہ حضرت مولانا عبد الرحمن صفوی شافعی

دلچسپ حکایات، عجیب و غریب قصے، لطائف و ظرائف

مکتوبات صدی

حصہ اول، دوم کاملے

تالیف: حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری

بیشے بیس مکتوبات، تصوف کے اسرار و رموز کا خزانہ ایک

ایک خط ضخیم کتابوں کا پتھر۔

نزهۃ البسائر

روضۃ الدیاحین

تالیف: امام ابی محمد عبد اللہ یحییٰ شافعی

اولیاء اللہ کے مستند حالات و ملفوظات کا نایاب مجموعہ روح میں دینی

انقلاب پیدا کرنے والے کتاب۔

اسلام کا نظام امن

تالیف: محمد ظہیر الدین مفتاحی

اسلام میں امن و امان کے اہمیت کے موضوع پر محققانہ تالیف۔

تالیف: مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی

اس میں اسلام کی عظمت اور عالم انسانیت پر اس کے احسان کو بیان کیا

مؤلف: الحاج کریم الدین صاحب مدظلہ

حج و عمرہ اور زیارت مدینہ منورہ سے متعلق مفصل معلومات۔

تالیف: حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی علی لکھنوی

غیبت کے موضوع پر واحد مستند کتاب ہے جو اس گناہ کبیرہ کے

دین رحمت

رہبر حجاج

غیبت کیا ہے

ہر پہلو کو جاگر کر کے اس کے ہلاکت خیزی کا احساس دلاتی ہے۔

ناشر: ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی۔ ادب منزل پاکستان چوک کراچی